بیادگار نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی مرحوم

کتاب الفلاحت

جلد اوّل

مؤلفہ

علامہ ابوزکریا یحییٰ بن محمد اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ

مولوی سید محمد ہاشم ندوی

باہتمام مولوی مسعود علی ندوی

در مطبع معارف اعظم گڈھ طبع شد

۱۳۴۵ھ

۱۹۲۷ء

فہرست مضامین کتاب الفلاحت جلد اوّل

فہرست اسمائے علمائے فلاحت وبعض دیگر اسمار
مذکورہ کتاب الفلاحۃ

نمبر شمار	اسما	نمبر شمار	اسما
۱	ابراہیم بن محمد بن بصال ،	۱۵	ابوالنجم
۲	ابن ابی جواد ،	۱۶	ابوحریرہ
۳	ابن ابی حزام	۱۷	ابوحنیفہ الدینوری
۴	ابن ابی طالب	۱۸	ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن الفضل الاندلسی
۵	ابن جزار	۱۹	ابوعبید ،
۶	ابن الحزار	۲۰	ابوعلی
۷	ابن الجزار	۲۱	ابوعمر احمد بن محمد بن حجاج ،
۸	ابن حزم الاندلسی	۲۲	ابوس
۹	ابن رضوان	۲۳	ابولیوس ،
۱۰	ابن زبیر	۲۴	ابوجعفر محمد بن علی
۱۱	ابن زہرہ	۲۵	احمد بن ابی خالد ،
۱۲	ابن شعیب المدائنی	۲۶	اخنوخ ، انوخا ،
۱۳	ابن ماسرحویہ احمد	۲۷	آدم ،
۱۴	ابوالخیر اشبیلی ،	۲۸	ارسطاطلیس

نمبر شمار	اسماء	نمبر شمار	اسما
۲۹	اسحاق بن سلیمان،	۴۷	بولعاس
۳۰	اسطورسیس،	۴۸	ثابت بن قرة
۳۱	الاصمعی،	۴۹	جاحظ
۳۲	افرلیجایوس	۵۰	جالینوس
۳۳	افلیمون	۵۱	جبر
۳۴	البغدادی	۵۲	حاج غرناطی،
۳۵	الخطیب ابوعمر بن حجاج	۵۳	حمایرہ
۳۶	الزہراوی،	۵۴	دونا
۳۷	امرؤ القیس،	۵۵	دیاسقوریدوس
۳۸	المہلب بن ابی صفرة	۵۶	دیماقراطیس
۳۹	انتولیس	۵۷	دیمواطا
۴۰	انون	۵۸	رازی (شیخ محمد بن زکریا رازی)
۴۱	بارون	۵۹	سادھمس
۴۲	بندون	۶۰	سادی
۴۳	برورانطوس	۶۱	سراغوس،
۴۴	بقراط المبیط	۶۲	سفانوس ستفانوس،
۴۵	بریجایوس	۶۳	مسلم بن جندب
۴۶	بورقسطوس	۶۴	سمانوس

نمبر شمار	اسما	نمبر شمار	اسما
۶۵	سوڈیون	۸۳	قیس بن عاصم
۶۶	سوریوس	۸۴	کبدی
۶۷	سیدآغوس	۸۵	کرمان
۶۸	شولون	۸۶	کسینوس
۶۹	صغریت (کسدانی)	۸۷	کسیوسق
۷۰	طارطیوس	۸۸	کشاہم
۷۱	طامتری (کنعانی)	۸۹	کلبی
۷۲	طاہر	۹۰	لاقسطیوس
۷۳	طامیر	۹۱	لادن اسود
۷۴	طروراطیقوس	۹۲	ماسی سورنی (کسدانی)
۷۵	عتبہ بن ابی سفیان	۹۳	محمد بن سلام
۷۶	غریب بن سعید القرطبی	۹۴	محمد بن یعقوب بن حدام
۷۷	عمرو بن معدیکرب	۹۵	مرسیال الطیبی
۷۸	عمرو بن بحر الجاحظ	۹۶	مرسیہنال
۷۹	غریب بن سعد	۹۷	مرعوطیس
۸۰	قسطوس، قسطس،	۹۸	مرونی،
۸۱	قسطوس بن اشل	۹۹	مہاریس
۸۲	قوثامی (کسدانی)	۱۰۰	مہرارلیس

نمبر شمار	اسما	نمبر شمار	اسما
۱۰۱	موسال	۱۰۵	ینبوشاد
۱۰۲	موسیٰ بن نصر	۱۰۶	یوقنصوص،
۱۰۳	ناہیک،	۱۰۷	یونیوس،
۱۰۴	وزغ		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

العظمۃ للہ

سپاسنامہ

اولوالعزم سلاطین کے وہی کارنامے صفحہ تاریخ پر زرین حروف سے لکھے جاتے ہین جو ملک و قوم کی علمی، تمدنی، اقتصادی اور اخلاقیات کی اصلاح و ترقی کے لیے انجام دیئے گئے ہون، آئندہ نسلون کے لیے بھی یہی چیزین ان کے اسلاف کی یادگار بنجاتی ہین، یہی ان کی منازلِ ترقی کی چراغ راہ اور مشعلِ ہدایت بنکر نظر آتی ہین اور انھین سے وہ میدانِ عمل مین سبقت لیجاتی ہین، مصر اور یونان، روم اور فارس، عرب و عجم کی ساری تاریخین ایسے ہی شاندار کارنامون سے لبریز ہین،

ہمارے خسروِ دکن **اعلیٰ حضرت ظلِ سبحانی سلطان العلوم میر عثمان علی خان بہادر باتقابہ خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ** کے درخشان عہد ہمایون مین جو عظیم الشان ترقیان ملک کو نصیب ہوئی ہین، ان مین سے ہر ایک یا تو گذشتہ سلاطین اور فرمانروا ؤن کی یاد تازہ کر رہی ہے، یا ہماری آئندہ نسلون کے لیے سرمایۂ حیات مہیا کر رہی ہے علمی حیثیت سے جامعہ عثمانیہ، دارالترجمہ، دائرۃ المعارف اور دیگر مدارس اور مجالس علمیہ قدیم وجدید علوم کے احیا اور نشاۃ مین مصروف ہین، علمی، اقتصادی، اور عمرانی حیثیت سے ڈاکٹری

طبابت، عدالت، تعمیرات، آب پاشی، ریلوے، صنعت و حرفت، ترقیات عامہ، زراعت اور دوسرے شعبہائے حکومت جس حسن و خوبی کے ساتھ اپنے خدمات انجام دے رہے ہین وہ اعلیٰ حضرت کی بے نظیر علمی سرپرستی، تدبیر مملکت اور حکمت عملی کا بہترین ثبوت ہین۔ زراعت کا جو اہم کام اس وقت ممالک محروسہ سرکار عالی مین انجام پا رہا ہے، وہ سلطنت کے شایان شان ہے، مختلف مقامات مین آب پاشی کے لیے نہرون اور تالابون کی تیاری جس سرعت کے ساتھ اعلیٰ پیمانہ پر گرانقدر مصارف سے ہو رہی ہے اس سے قوی توقع ہے کہ سلطنت آصفیہ کی زراعتی اور اقتصادی ترقی بہت جلد حیرت انگیز طور پر دوسرے ممالک کے دوش بدوش پہنچ جائے گی، ان ہی مفید اغراض کو مدنظر رکھکر اعلیٰ حضرت نے کتاب الفلاحۃ ایسی نادر اور مفید کتاب کے مصارف طبع و ترجمہ کی عرضداشت کو شرف قبول بخشا جس سے نہ صرف دکن بلکہ تمام سرزمین ہند پر ایک ایسا عظیم الشان احسان فرمایا جس سے آئندہ نسلین اس علمی چشمۂ فیض سے ہمیشہ سیراب ہوتی رہین گی،

اسلیے بندۂ ناچیز اعلیٰ حضرت سلطان العلوم شہریار دکن خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کی بارگاہ جہان پناہ مین تمام ملک و قوم کی جانب سے یہ مودبانہ سپاسنامہ پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہے اور خدا سے دعا کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت ایسی علم پرور اور رعایا نواز ذات اقدس کا سایہ تمام عالم پر تا ابد پرتوفگن رہے،

الٰہی بر سپہر اقبال و آفتاب عمر و دولت شاہانہ دائما تابان و درخشان باد:

خاکسار

سید ہاشم ندوی،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مقدمہ مترجم

زراعت کی ابتدائی تاریخ زراعت اور کاشتکاری کی ابتدائی تاریخ کے متعلق جدید محققین کا عام خیال یہ ہے کہ جب انسان مین تہذیب اور تمدن کے دور کا آغاز ہوا تو اس نے آہستہ آہستہ اپنی ذہانت طبعی سے ضروریات زندگی کا احساس کیا اور اس کے مہیا کرنے کی دھن مین لگ گیا، یہان تک کہ اس نے اپنی خوراک حاصل کرنے کے لیے کاشتکاری کا طریقہ ایجاد کیا ہسٹری آف ورلڈ مین چارلس بیل صاحب لکھتے ہین،

"زراعتی ترقی کی بابت اگر کسی کو غور کرنا ہے تو وہ ابتدائی زمانہ کے سکے اور اوزار، سامان اور دستکاری دیکھے تو وہ اس سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ دنیا مین اول اول جنھون نے ضرورۃً قدرت کے مشاہدے سے سبق حاصل کرکے کاشتکاری کا کام شروع کیا ہوگا انھون نے ضرور ایک ٹیڑھی نوکدار لکڑی سے زمین کرید کر چند بیج بوئے ہون گے تاکہ انسانی خوراک حاصل کرین"

پھر یہی مورخ لکھتا ہے،

"ہل کی ایجاد کو ضرورت انسانی، ذہانت اور مادی ترقی کے بڑھنے کا آغاز سمجھنا چاہیے

ماڈرن انسائیکلوپیڈیا مین ہے،

"یہ فن دوسرے فنون کا سرچشمہ مانا جاتا ہے اور یہ تمام ممالک مین ابتدائی تہذیب اور تمدن سے رائج ہے"

لیکن قدیم محققین کا یہ خیال ہے کہ زراعت کی ابتدا، اسی وقت ہوئی جب کہ حضرت آدم علیہ السلام دنیا مین نسل انسانی کے اضافہ اور اسکی تعلیم و تربیت کے لیے بھیجے گئے، کیونکہ ان کو دنیا مین آ جانے کے بعد سب سے پہلی چیز ضروریاتِ انسانی مین سے غذا کا مہیا کرنا تھا، مصنف کتاب الفلاحۃ اپنے مقدمہ مین لکھتا ہے،

"یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السّلام نے خدا تعالیٰ کے حکم سے اور اسکی تعلیم سے زراعت شروع کی، اس کے بعد شیث بن آدمؑ اور حضرت ادریس علیہما السلام نے زراعت کی، اس عرصہ مین طوفانِ نوحؑ آیا جو لوگ کشتیِ نوح پر سوار تھے جب وہ باہر نکلے تو ان کو کسی چیز کا علم نہ تھا، حضرت ادریس علیہ السلام نے ان کو زراعت کا طریقہ بتایا"

قدیم اور جدید محققین مین صرف نقطۂ نظر کا اختلاف ہے، جدید طبقہ چونکہ ہر چیز کے علل و اسباب کی جستجو مین رہتا ہے، اسلیے وہ تدریجاً انسان کی ترقی کو تسلیم کرتا ہے اور اسکی تمدنی اور معاشرتی ترقی کے مختلف دور مانتا ہے، لیکن قدیم طبقہ انسان کی ان تمام ترقیون کی ابتدا کو الہامی تصور کرتا ہے، اور اس کا خیال ہے کہ یہ سب چیزین جو بعد مین انسان کی تہذیب اور تمدن کے نام سے موسوم ہوئی ہین، انکا آغاز انبیاء اور صلحاء کے ہاتھون سے ہوا، ورنہ انسان دراصل وحشی اور جاہل تھا، اپنی زندگی کے ہر لمحہ مین دیگر مخلوقات کا محتاج تھا، اس کو اپنے گرد و پیش کی چیزون کا کیا علم تھا جو وہ نجوم، و ہیئت

حکمت و فلسفہ، فلاحت اور مساحت کے مسائل پر غور کرتا، مفتاح السعادۃ علوم کی تاریخ مین ایک مستند کتاب ہے، اس مین لکھا ہے،

واعلم ان منبع علوم الحکمۃ النظریۃ	جاننا چاہئے کہ علوم حکمت نظریہ کے سرچشمہ اور ان کے
واستاذ الکل فیہا ادریس النبی علیہ السلام	استاد کل حضرت ادریس علیہ السلام ہین، خدا نے آپ کو نبوت
آتاہ اللہ النبوۃ والحکمۃ وعلم النجوم	اور حکمت اور نجوم کا علم عطا فرمایا، اور ان پر تیس صحیفے نازل
وانزل علیہ ثلاثین صحیفۃ وافہمہ	کئے، سنون کی گنتی اور حساب سکھایا، اور بہت سی
عدد السنین والحساب وعلمہ اللہ تعالی الالسنۃ	زبانین سکھائین حتی کو وہ اپنے زمانہ کی بہتر زبانون
حتی تکلم الناس فی زمنہ اثنین وسبعین لسانا	مین لوگون سے گفتگو کرتے تھے،

بقراط اور جالینوس کی علم طب کے متعلق بھی یہی رائے ہے کہ یہ الہامی علم ہے[1] کیونکہ ابتداءً نہ تو نباتات کا علم تھا اور نہ لوگ اس سے علاج کرنا جانتے تھے، بلکہ الہامی طریقہ پر بعض انبیاء یا مقدس ہستیون کو یہ چیزین بتائی گئین، یہی خیال قدیم علمائے فلاحت کا زراعت کے متعلق ہے،

علم فلاحت کی تدوین یہ تو اس کی ابتدائی تاریخ کے متعلق بحث تھی، لیکن زراعت نے در اصل اس وقت علمی جامہ پہنا جب کہ مصر اور یونان مین علوم اور معارف کا زور شور تھا، ان دونون ملکون کے باشندون نے اس فن پر کافی توجہ کی اور اپنی اپنی زبانون مین ضخیم کتابین لکھین، قوثامی جو ایک مشہور عالم فلاحت گذرا ہے اور ابن ندیم[2] نے جسکے متعلق یہ لکھا ہے کہ یونانی اس کو نبی سمجھتے تھے، اس نے اس فن پر ایک مبسوط کتاب لکھی ہے، جو فلاحت نبطیہ کے نام سے مشہور ہوئی، قوثامی کے علاوہ دیمقراطیس، مہرارس

[1] کشف الظنون علم طب، [2] فہرست ابن ندیم،

وغیرہ نے بھی کتابین لکھی ہین اوران تمام نے ذاتی تجربات کے بعد اپنے اقوال کو ملک
کے سامنے پیش کیا، انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا اور ماڈرن انسائیکلوپیڈیا مین قدیم فلاحت
مصر و یونان پر جو مختصر مضمون لکھا ہے گو اس سے قدیم علم فلاحت کی ترقی پر کوئی زیادہ
روشنی نہین پڑتی، لیکن تاریخی حیثیت سے چونکہ اس کا ثبوت ملتا ہے، اس لیے اس کا
اقتباس لکھا جاتا ہے،

ماڈرن انسائیکلوپیڈیا مین ہے،

"زراعت زمین کی کاشتکاری کا نام ہے خصوصًا وہ کاشتکاری جو ہل سے کھیت
کو جوت کر کیجاتی ہے اور جسکی غایت انسان اور جانور کے لیے دانے اور دوسرے
قسم کے غلے کی پیداوار ہے، اس فن مین زمین کی اصلاح اور تعمیر بھی شامل ہے اس
مین بیج کا بونا، پودون کا جمانا، غلون کو اوسانا یہ سب کرنا پڑتا ہے نیز مویشی اور دوسرے
جانورون کی نگہداشت بھی کرنی پڑتی ہے، ہمارے پاس اس کے معلوم کرنے کا کوئی
ذریعہ نہین ہے، کہ مصر، مقدونیہ اور چین وغیرہ مین اس فن کو کامیابی کے ساتھ کب عملی
جامہ پہنایا گیا، قدیم یونانیون کے پاس زراعت کے آلات یا تو بہت ہی کم تھے یا بالکل
سادہ ہوتے تھے، ہیسوائیڈ (Hesiod) نے ۸ سنہ قبل مسیح مین زراعت
پر ایک نظم لکھی ہے، اس مین اس نے بیان کیا ہے کہ اگلے زمانہ مین ہل کے تین حصے
ہوا کرتے تھے، زمین کو تین مرتبہ جوتا جاتا تھا، ایک موسم خزان مین، دوسرے موسم بہار مین
اور تیسری مرتبہ بیج بونے سے کچھ ہی قبل جوتا جاتا تھا، کھاد بھی استعمال کیجاتی تھی اور مٹی کے
ساتھ ریت ملائی جاتی تھی، اور بیج ہاتھ سے بویا جاتا تھا، اناج درانتی سے کاٹا جاتا تھا اور
گٹھون مین باندھ کر کھلیان مین رکھا جاتا تھا اور اس کو بیلون سے پامال کرا کے ہوا مین

اوسایا جاتا تھا، اور پھر غلون کو کوٹھیون مین رکھا جاتا تھا بوقت ضرورت کام مین لایا جاتا تھا

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا مین یہ لکھا ہے،

"مصر کی قدیم یادگارون سے ہمین قدیم زراعت کے ابتدائی معلومات حاصل ہوتے ہین، مصر بہ عہد فراعنہ ایک ایسا ملک تھا جہان بڑی بڑی ریاستین یا زمینداریان تھین، ان ریاستون مین رعایا یا غلام یا مزدور کاشتکاری کیا کرتے تھے اور یہ سب کے سب ایک مکھیا یا سردار کے ماتحت رہتے تھے، مصر کی زرخیزی دریائے نیل کی وجہ سے تھی، پانی ساحلی زمینون کو سیراب کرتا ہوا وادی نیل کے دور دراز مقامات مین نالون کے ذریعہ سے پہنچتا تھا، خزان مین جب دریا کے اُتار کا زمانہ ہوتا تھا تو بیلون کو لکڑی کے ڈنڈون مین جو ہل کی شکل کے ہوتے تھے، جوت کر زمین پر چلایا جاتا تھا تاکہ زمین درست ہو جائے، بڑے بڑے ڈھیلون کو بعد مین لکڑی کے کندون یا پھاوڑون سے توڑ کر ہاتھ سے برابر کر دیا جاتا تھا، اس کے بعد بیج بو دیئے جاتے تھے، اسکی ترکیب یہ تھی کہ زمین مین بیج چھڑک کر بھیڑون کو کھیت مین ہانک دیا جاتا تھا، تاکہ وہ اپنے پیرون سے زمین کو الٹ پلٹ دین، اور بیج چھپ جائین، غلہ کی تیاری کے بعد اس کو ڈنٹھل سمیت کاٹ لیا جاتا تھا اور کھلیان مین جمع کر دیا جاتا تھا، پھر بیلون کو چلا کر گاہا جاتا تھا اوسانے کا کام عورتین کرتی تھین جو غلہ کو کسی لکڑی کے تختہ پر رکھکر ہوا کے رخ پر ہلاتی تھین جسے بھوسہ ہوا مین اڑ جاتا تھا اور غلہ زمین پر گر جاتا تھا، گیہون اور جو غلہ کی خاص قسم تھی، باجرہ کی کاشت بھی ہوتی تھی، مٹر، ماش، مونگ، مسور، اَرہر اور ترکاریون مین سے سیم اور لوبیا وغیرہ اور دوسرے نباتات اور سبزیان بھی بکثرت ہوتی تھین، بیلون کی بہت قدر کیجاتی تھی، اور ان کی نسل کی نہایت ہوشیاری سے نگہداشت کیجاتی تھی، قازاور بطین بھی

پائی جاتی تھین،"

"یونان مین کاشتکاری یا زراعت کا قدیم ترین دستور دریا کی نزدیکی اور زمین کی تری پر موقوف تھا، قدیم زراعت مین کسی قدر ترقی اس وجہ سے ہوئی کہ یونان اور روم کے کاشتکار زمین کی زرخیزی کو قدرت پر چھوڑ دینے کے عادی نہ تھے، یونان چونکہ ایک پہاڑی خطہ تھا لہذا یہ انگور کی کاشت کے لیے زیادہ موزون تھا، بہ نسبت گیہون اور جو وغیرہ کی کاشت کے، اسکی زراعت کے متعلق کسی قدر معلومات تقریباً آٹھوین صدی قبل مسیح سے بہم پہنچ سکتے ہین اور اوسو نومیکس آف زینوفون (Oeconomicus of Xen) کی کتاب اور تھیوفرسٹس (Theophrastus) کی کتاب پودون کی تاریخ اور اُن کا آغاز (History of Plants and origin of Plants of Theophrastus) مین کھاد وغیرہ کے متعلق بھی دلچسپ معلومات ہین، زمین کی آمیزش وغیرہ کا بھی تذکرہ ہے، آخر الذکر علم نباتات کا سب سے پہلا مصنف ہے،

"یونان مین موسم سرما کی افتادہ زمین کو پے درپے ہل چلا کر کام مین لایا جاتا تھا، چھوٹے چھوٹے پودون کو اکھاڑ لیا جاتا تھا اور فصل درانتی سے کاٹی جاتی تھی، زمین مین اونچی اونچی ٹھونٹیان چھوڑ دیجاتی تھین تاکہ آئندہ زراعت مین بطور کھاد کے استعمال مین آسکین، غلہ کو جھاڑنے اور اوسانے کا طریقہ وہی تھا جو قدیم مصریون کا تھا، گیہون اور جو تو مشہور غلے تھے، سبزہ زارون کو کاٹنے کے بجائے مویشیون کو ان مین چرایا کرتے تھے شہر اٹیکا (Attica) مین زیتون اور انجیر بکثرت ہوتے تھے، لیکن عام زراعت ان ہی مقامات پر سادگی سے ہوتی تھی جہان زمین ترائی یا تالابون کے ذریعہ سے کام مین لائی جاتی تھی"،

یونان کی قدیم زراعت کے متعلق جو معلومات انگریزی مورخین نے دی ہین، وہ بالکل تشنہ ہین، کتاب الفلاحۃ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہو جائے گا، کہ یونانیون نے اس فن مین کیا ترقی کی اور ان مین کتنے ماہرینِ فن پیدا ہوئے،

فلاحت کی ترقی عربون کے دور مین

اس کے بعد عربون مین جب دورِ حکومت کا آغاز ہوا اور علوم و فنون کے مدارس کھل گئے تو انھون نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ ان قدیم علوم کو حاصل کیا اور ان مین اپنے تجربات سے بہت بڑا اضافہ کیا، بلکہ ان علوم کو جدید اصول و قوانین کے ساتھ منضبط کیا، اندلس چونکہ قدرتی طور پر زرخیز اور شاداب خطہ تھا، اس لیے جب اسلامی تمدن کو وہان عروج حاصل ہوا تو اور علوم کے ساتھ ساتھ علمِ فلاحت نے بھی عظیم الشان ترقی کی، سارا ملک فواکہ اور میوہ جات کے درختون سے سرسبز نظر آنے لگا، اور ہر قسم کے غلون کی پیداوار سے ملک کی اقتصادی حالت بہت جلد معراجِ کمال کو پہنچ گئی، الاحاطہ فی اخبار غرناطہ مین لکھا ہے،

"مورخین نے لکھا ہے کہ ہمارے ملک کی خصوصیات مین سے ایک یہ بھی ہے کہ یہان کی زمین پورے سال بھر زراعت اور کاشتکاری کے کام آتی ہے اور کوئی زمانہ فصلون کی پیداوار سے خالی نظر نہین آتا"

رفتہ رفتہ زراعتی حیثیت سے اس ملک کو اتنا فروغ حاصل ہوا کہ پہاڑون پر بھی زراعت ہونے لگی اور کچھ ہی دنون بعد اندلس مین زراعتی پیداوار کی نمائش گاہ قائم ہو گئی، احاطہ مین غرناطہ کی شادابی کے متعلق لکھا ہے،

"سامنے کے پہاڑون نے جو ثمردار درختون سے ڈھکے ہوئے ہین، پھلون کا ایک خطہ قائم کر دیا ہے، اس کے پیچھے کے میدان کے اطراف و جوانب مین گیہون کے

سر سبز دریا لہرین مارتے ہین اور اب یہ اعلیٰ قسم کے غلون کا مخزن ہے۔"

ایک دوسری جگہ پر لکھا ہے

"رازی نے البیرہ کے واقعات کے سلسلہ مین لکھا ہے کہ اسکی زمین سرسبز اور شاداب ہے، اس مین نہرین بکثرت ہین، انواع واقسام کے درخت ہین، پھل بافراط ہین اخروٹ اور نیشکر بہت عمدہ ہوتے ہین"

علم فلاحت اس وقت تک یونانی اور نبطی زبان مین تھا، اسلیے جب عربون نے اس طرف اعتنا کیا تو انھون نے اس کو عربی زبان مین منتقل کرنا شروع کیا، اور پھر اس فن پر مستقل کتابین لکھین، چھٹی صدی ہجری تک اس فن کی بڑی بڑی مبسوط کتابونکا ترجمہ ہوتا رہا، سب سے پہلے قوثامی کی فلاحت نبطیہ کا متعدد علمار نے ترجمہ کیا، ابن وحشیہ کی کتاب الفلاحۃ بھی اسی کا ملخص ہے، اس کے بعد اور دوسری کتابون کا ترجمہ ہوا، اس وقت کے علمائے فلاحت مین سے رازی، اسحاق بن سلیمان، ثابت بن قرۃ، ابو حنیفہ دینوری حکیم ابو الخیر اشبیلی اور حاج غرناطی وغیرہ نے اس فن پر ضخیم کتابین لکھین، ان کے علاوہ اور بھی علمائے فلاحت کی تصانیف یا ان کے اقوال کا متعدد کتابون مین ذکر ملتا ہے،

چھٹی صدی مین علامہ ابو زکریا یحییٰ بن محمد بن احمد المعروف با بن العوام اندلسی اشبیلی نے ان تمام تراجم اور تصانیف کا بغور مطالعہ کیا اور قدیم علمائے فلاحت کی رایون اور اقوال کا عملی طور پر تجربہ کرکے اس فن پر دو جلدون مین ایک مبسوط کتاب لکھی جو کتاب الفلاحۃ کے نام سے مشہور ہوئی، علامہ موصوف اندلس کے مشہور ماہرین طبیعیات مین سے تھے، ان کا طرز بیان ملک مین بہت زیادہ مقبول تھا، یہ کتاب ان نادر تصانیف مین ہے جن کا ذکر علمائے فلاحت نے اپنی کتابون مین کیا، علامہ احمد بک ندی نے جو مصر

کے مشہور عالم فلاحت تھے، اپنی کتاب حسن الصناعہ فی علم الزراعہ مین اس کے بہت سے مباحث اور اقوال پر روشنی ڈالی ہے،

مصنف نے مقدمہ مین لکھا ہے کہ مین نے متقدمین اور متاخرین علمائے فلاحت کے اقوال اور انکی کتابون سے زیادہ بحث کی ہے چنانچہ تیس سے زیادہ یونانی اور اندلسی ماہرین فلاحت کے اقوال کے اقتباسات موجود ہین، اس عالم کو اس فن پر اتنا تبحر حاصل تھا کہ اس نے جس مسئلہ پر قلم اٹھایا ہے، اولاً اصل مسئلہ کی نوعیت پر بحث کی ہے، اس کے بعد متقدمین کی رایون کو نقل کیا ہے اور ان کے اختلافات کے وجوہ بیان کئے ہین اور پھر متاخرین کے اقوال پیش کئے ہین اور ان کے جدید اصول کی تبدیلی کے اسباب پر بحث کی ہے، پھر اپنی رائے سے جو محاکمہ کی نوعیت رکھتی ہے، ان اختلافات کا بہترین فیصلہ کیا ہے،

مصنف نے اس مین سب سے پہلے علم فلاحت کے اغراض و مقاصد سے بحث کی ہے، پھر اس کی مختصر تاریخ لکھی ہے، اس کے بعد تمام اصولی زراعت پر ناقدانہ بحث کی ہے، زمین کے تمام اقسام کا مفصل ذکر کیا ہے، اچھی اور بری زمینون کی شناخت کے متعدد طریقے لکھے ہین، زمین کی اصلاح اور تعمیر کی مفید ترکیبین لکھی ہین، درختون اور دوسرے نباتات کے اقسام کی طویل فہرست دی ہے، ان کی زراعت کے مختلف اصول بتائے ہین، نباتات کی کیمیادی تحقیقات، زمین سے ان کے تعلقات، پانی کے ان پر اثرات کو تفصیلی طور پر بیان کیا ہے، کھاد اور اس کے اقسام، آب پاشی، اور اس کے ذرائع، آلات زراعت کا طریقہ استعمال، درختون کی آپس مین ترکیب یعنی پیوند اور اس کے نادر اصول، آفات سماوی، اور ارضی، نیز دیگر نباتی امراض کے

مفید علاج، نقصان رسان حیوانات، نباتات اور جمادات کے دفعیہ کے طریقے ان سب کا نہایت عمدگی کے ساتھ ذکر کیا ہے،

خصوصیت کے ساتھ اس کا وہ حصہ بہت زیادہ دلچسپ ہے جو باغبانی سے تعلق رکھتا ہے، باغبانی کے تمام قواعد وضوابط کی تشریح کر دی ہے، اشجار اور دوا کے لگانے کی عجیب وغریب ترکیبون کو بیان کیا ہے، ایک ہی درخت سے مختلف انواع اور الوان کے پھل حاصل کرنے کا جو طریقہ بتایا ہے، وہ بالکل نرالا ہے، باغبان اور زارع کی نفسیات سے بھی کہین کہین بحث کی ہے، یہ بھی لکھا ہے کہ زراعت اور باغبانی کے لیے کس قسم کے آدمیون کا انتخاب کرنا مناسب ہوگا، عام جاہل کاشتکارون کے نقائص پر ایک طویل بحث کی ہے، ان کی کاہلی اور سستی سے متنبہ کیا ہے، اسکی پوری کوشش کی ہے کہ زمیندار کو تمام ان فروعی باتون سے واقف کرا دے، جن کے بغیر وہ کامیاب زندگی کسی طرح بسر نہین کر سکتا ہے،

علامہ احمد بک مصری[1] نے اپنی کتاب کے مقدمہ مین لکھا ہے، "کہ علم فلاحت کا اصل موضوع علم نباتات ہے لیکن یہ علم الحیوان، علم میکانیکا (فن آلات سازی) علم طبیعیات اور علم کیمیا کا محتاج ہے، ان کے بغیر کوئی شخص صحیح طور پر عالم فلاحت نہین کہا جا سکتا"

کتاب الفلاحۃ کے مصنف نے بھی انھین معلومات کی طرف اپنے مقدمہ مین اشارہ کیا ہے اور پوری کتاب مین ان چیزون کو پیش نظر رکھا ہے، علم الحیوان اور علم النباتات کے لیے تو ایک الگ باب ہی باندھا ہے، اور دوسرے علوم کے متعلق بھی معلومات بہم پہنچائے ہین،

[1] یہ مصر کے جدید علمائے فلاحت مین سے ہین، انھون نے مدارس کے لیے اس فن پر متعدد کتابین لکھی ہین، ۱۲

اس کتاب کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ مصنف نے جن ماہرین فلاحت کے اقوال کو نقل کیا ہے، ان کا پہلے ذاتی طور پر تجربہ کر لیا ہے، اگر ان کے تجربہ کا موقع نہ ملسکا تو یہ لکھدیا ہے کہ مین نے اس کا تجربہ تو نہین کیا ہے لیکن جس شخص نے مجھ سے بیان کیا ہے اسکی صداقت پر چونکہ مجھ کو اعتماد ہے، اسلیے مین نے یہ نقل کر دیا ہے، مصنف کی اس احتیاط نے کتاب کی شان بہت بڑھادی ہے جو اس فن کی دوسری کتابون مین مفقود ہے،

نباتات کی حیات کے متعلق ابھی حال مین بعض انگریزی رسالون مین کسی ماہر علم نباتات کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس مین اس نے نباتات کی حیات کو متعدد تجربون سے ثابت کیا ہے، کتاب الفلاحۃ کے مطالعہ سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ قدیم زمانہ مین کوئی معرکۃ الآرا مسئلہ نہ تھا کیونکہ جن واقعات سے نباتات کی حیات کا بین ثبوت ملسکتا ہے مصنف نے نہ تو اس کو اہمیت دی اور نہ اس کے متعلق کسی ماہر فن کے اختلاف کا ذکر کیا ہے، (ترجمہ مین اس قسم کے مشاہدات پر نوٹ لکھدیا گیا ہے)

موجودہ دور ارتقا مین جب کہ ہر علم و فن کی تحقیق و تدقیق جاری ہے، علم زراعت نے بھی کافی ترقی کی ہے لیکن اس مین ابھی تک معاشیات کا پہلو نظر انداز کر دیا گیا ہے، کیونکہ جدید آلات اور مشینون سے عام لوگون کا مستفید ہونا ایک مشکل امر ہو گیا ہے، قدیم اصول زراعت جس کا تھوڑا بہت خاکہ اب بھی ہندوستان اور دیگر ایشیائی ممالک مین نظر آتا ہے، ان مین معاشی حالات زیادہ پیش نظر ہین،

پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے اسکولون کے لئے جو کتابین زراعت پر لکھائی گئی ہین، ان مین لکھا ہے کہ "اس وقت جو آلات ہمارے ملک مین کھیتی کے کام مین آتے ہین، اگرچہ ایسے

عمدہ نہین جیسے ممالکِ یورپ کے اور نہ ان سے اتنا کام ہی نکلتا ہے جتنا یورپ کے اوزار سے نکلتا ہے تاہم اس ملک کی آب وہوا لوگون کی غریبانہ حالت اور زمین کی حیثیت کے لیے خاصے مناسب ہین جسکی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک کے عام زمیندارون کو بہت قیمت صرف کر کے ان کلون کے خریدنے کی وسعت ہی نہین ہے"

قدیم علم فلاحت مین چونکہ ان چیزونکا کافی لحاظ کیا گیا ہے اس بنا پر اس کتاب مین بھی سہل ترین اصولِ زراعت سے بحث کیگئی ہے اور اسکی پوری کوشش کیگئی ہے کہ جو چیز وقت پر دستیاب ہو سکے اس سے کام نکال کر گوہرِ مقصود حاصل کیا جائے۔

ملک کو اس کتاب کی ضرورت ہندوستان جو اپنی زرخیزی اور شادابی مین شہرۂ آفاق ہے اور جس کی پیداوار سے نہ صرف ہندوستان بلکہ دیگر ممالک بھی مستفید ہو رہے ہین ابھی تک علم زراعت سے ناآشنا ہے، اور یہان کی زراعت اصولی طور پر کیجائے اور تمام قوانینِ زراعت پر عملدرآمد کیا جائے تو اس ملک کی زرخیزی اور شادابی مین چار چاند لگ جائینگے کیونکہ اس پورے خطہ مین انواع واقسام کی زمینین موجود ہین، سیرابی اور آب پاشی کے قدرتی وسائل بکثرت موجود ہین مختلف صوبہ جات مین مختلف موسمون کے آثار رونما ہوتے ہین جن سے زراعت مین بڑی مدد مل سکتی ہے، ہر قسم کے اشجار اور فواکہ کے مزاج اور طبیعت کے مطابق زمینین دستیاب ہو سکتی ہین لیکن سوال یہ ہے کہ اس اہم ملکی خدمت کو کون انجام دے کیا وہ غریب کسان جنکو صبح وشام چند مقررہ خدمات کے سوا کوئی کام آتا ہی نہین، نہ وہ زراعت کے صحیح اصول سے واقف اور نہ اس کے متعلق ان کو صحیح معلومات حاصل ہین کہ جنکی بنا پر وہ مزروعات کی اصلاح کرسکین ملک کی بدقسمتی اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی کہ اچھے اور تعلیم یافتہ اصحاب نے اس اہم خدمت

کی طرف جسکی سرزمین ہند اب تک محتاج ہے، کوئی توجہ نہین کی ہے، چاہیئے تو
یہ تھا کہ یہ تعلیم یافتہ نوجوان زراعتی ترقی کی کوشش کرکے اور ملک کو اس حیثیت سے مالامال
کردیتے، فن زراعت پر مختلف زبانون مین تصنیف وتالیف کرتے اور ہندوستان کے
کاشتکار طبقہ کو ان زرین اصول پر کاربند ہونے کی عملی طور پر ہدایت کرتے، تاکہ ملک کی
پیداوار مین روزافزون ترقی ہوتی اور یہ عام غربت اور افلاس مین کمی ہوتی، کس قدر
افسوسناک امر ہے کہ اس فن پر اردو زبان مین معدودے چند کتابین لکھی گئی ہین اور وہ
بھی مخصوص چیزون کی زراعت کے ساتھ مختص ہین، قدیم فلاحت پر تو اب تک کوئی کتاب
ہی نہین لکھی گئی، جسکی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ موجودہ ماہرین فلاحت نے قدیم فلاحت سے غیر
معمولی بے اعتنائی برتی ہے، حالانکہ جدید اور قدیم زراعت مین چندما بہ الامتیاز چیزون
کا فرق ہے، علم میکانیکا کی ترقی نے صرف آلات زراعت کی ایک بڑی تعداد تو دیدیا
کردی ہے لیکن اصولی حیثیت سے دونون متحد ہین، ماڈرن انسائیکلوپیڈیا مین ہے،
"زمین کی تعمیر اور کھاد اتنے ہی طریقون اور ذرائع سے کی جاتی تھی جتنے ذرائع
سے جدید زمانہ مین لوگ کرتے ہین"

الحمدللہ کہ ملک کی اس عظیم الشان خدمت کی انجام دہی کا سہرا دولت آصفیہ
کے سر بندھا اور اس کتاب کو جو قدیم فلاحت کی زرین تاریخ ہے ملک کے سامنے سب سے
پہلے اردو جامہ مین پیش کرنے کا فخر اسی کو حاصل ہوا،

ہم ہندوستان کے تمام زراعتی محکمون سے عموماً اور محکمہ زراعت سرکار عالی سے خصوصاً
درخواست کرین گے کہ وہ اس کتاب کے مذکورہ طریقون کا تجربہ کرین اور ان مین سے
مفید اور کارآمد اصول کو ملک مین رائج کرین، وکن کی زمین مین گو قدرۃً آب پاشی

کے وسائل اور ذرائع بہت کم ہین، لیکن پھر بھی یہان چاول، کپاس، انگور، کھجور، موز، انجیر، سنترہ، امرود، آم، شریفے اور تمام قسم کی ترکاریون کی کاشت نہایت عمدگی سے ہوسکتی ہے، بلکہ دوسرے مقامات کے لوگ بھی یہان کی پیداوار سے متمتع ہوسکتے ہین، اس وقت جبکہ اس دور ہمایون مین تمام محکمہ جات سرکار عالی روزافزون ترقی کررہے ہین اور ملک کو ہر طرح کا فائدہ پہنچارہے ہین تو محکمہ زراعت سرکار عالی کو بھی اپنا عملی قدم آگے بڑھانا چاہیئے تاکہ ملک جلد خوشحال نظر آئے اور یہ عام قحط جس تمام ملک پریشان ہے دفع ہوجائے،

ترجمہ کا محرک اصلی — اس کتاب کو سب سے پہلے مسٹر بنکوپری نے اسپینی زبان مین ترجمہ کیا، اور ۱۸۰۲ء مین ترجمہ اصل کے ساتھ اسپین کے پایہ تخت میڈریڈ کے مطبع سے شائع ہوا، اسپینی مترجم کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے کتاب کو اصلی حالت مین طبع کردیا، تاکہ اسپین کے علاوہ اور دوسرے ممالک کے لوگ بھی استفادہ کرسکین،

جب یہ مطبوعہ نسخہ ہمارے مخدوم ومحترم نواب عماد الملک مرحوم کے کتبخانہ مین پہنچا تو انھون نے عمیق نظر سے اس کا مطالعہ کیا، اور ملک کے لیے ایک قیمتی چیز خیال کرکے نواب مسعود جنگ بہادر ناظم تعلیمات سرکار عالی سے اس کے ترجمہ کے متعلق مشورہ کیا، جنھون نے اسکی تائید کی، نواب عماد الملک مرحوم چونکہ مذہبی اور علمی خدمات مین آخر وقت تک دامے، درمے، قدمے، سخنے ہستعد اور سرگرم رہتے اس لئے انھون نے اس کتاب کے ترجمہ اور طباعت کے مصارف کا بار بھی اپنے سر لیا اور اس کام کے شروع کرنے کی تجویز طے کردی، ترجمہ کے لیے ان کی نظر انتخاب مجھ ایسے کم علم اور بے بضاعت انسان پر پڑی جو کسی طرح اس کا اہل نہ تھا لیکن

الامر فوق الادب کی تعمیل مین یہ کام شروع کیا گیا اور اسکی طباعت مین بہت زیادہ عجلت کیگئی، نواب صاحب مرحوم کی یہ دلی آرزو تھی کہ یہ کتاب ان کی حیات ہی مین شایع ہو کر ملک و قوم کے ہاتھون پہنچ جائے لیکن افسوس

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ،

مرحوم دل ہی مین یہ آرزو رکھکر دنیا کو الوداع کہہ گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون'

نواب صاحب مرحوم نے اپنی زندگی کی آخری گھڑیون مین اس خدمت سے ملک پر جو بڑا احسان کیا ہے وہ ناقابلِ فراموش ہے، اس لیے تمام ناظرین سے گذارش ہے کہ وہ مرحوم کے لیے دعاے مغفرت کرین،

خدا بخشے بہت سی خوبیان تھین مرنے والے مین

اس عظیم الشان قومی و ملی حادثۂ جانکاہ کے صدمہ مین مترجم نے بہت سے دن گذارے اور اس کتاب کے آئندہ مصارفِ طبع کے انتظام مین سرگردان پھرتا رہا، کہ یکایک ایک کریم النفس شریف النسب علم دوست ہستی نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہماری امداد کا پورا وعدہ فرمایا یہ ہمارے محترم نواب مسعود جنگ بہادر ناظم تعلیمات و معتمد مجلس دائرۃ المعارف کی ذات گرامی ہے،

نواب مسعود جنگ بہادر نے مجلس دائرۃ المعارف مین یہ تحریک پیش کی کہ یہ کتاب ملک کے لیے بے حد مفید اور کار آمد ہے بلکہ ایک نایاب چیز ہے، اس لیے اعلیٰ حضرت قدر قدرت بندگان عالی کی خدمت مین مصارفِ طبع و ترجمہ کے لیے عرضداشت پیش کیجائے، نواب حیدر نواز جنگ بہادر صدر المہام فینانس ادام اللہ اقبالہ نے جو آجکل تعلیمی خدمات کے لیے سرگرم ہین اسکی پوری تائید کی اور

پیشگاہ اقدس مین اس کے متعلق عرضداشت پیش کردی، بحمد اللہ کہ اس کو بہت جلد شرف قبولیت حاصل ہوئی، ہم ان دونون جلیل القدر ارکان حکومت کے بیحد ممنون ومشکور ہین جنھون نے "الدال علی الخیر کفاعلہ" کی خدمت انجام دیکر اپنی علمی قدر دانی کا پورا ثبوت دیا،

اس کتاب کا اصلی نسخہ غیر مصححہ شایع ہوا ہے، اسلیے اس مین بکثرت غلطیان موجود ہین، مترجم نے بعض دوسری قلمی اور مطبوعہ کتابون[۱] سے صحت کی کوشش کی، لیکن پھر بھی یہ دعوی نہین کیا جاسکتا ہے کہ ترجمہ بالکل صحیح ہے، اسلیے ناظرین سے گذارش ہے کہ اگر نقائص نظر آئین، تو براہ کرم دامن عفو مین جگہ دین اور مترجم کو محاسبۂ علمی سے نجات دلائین،

وستر اللہ مسبول علینا   وعین اللہ ناظرۃ الینا
واٰخرھا الصلاۃ علی محمد   امام الکل خیر الشافعینا

العاصی

سید ہاشم ندوی غفر اللہ لہٗ

[۱] مثلاً کتاب الفلاحۃ لابن وحشیہ، کتاب الصناعۃ فی علم الزراعۃ مطبوعہ مصر، مصنفات نواب عزیز جنگ مرحوم، محیط اعظم فارسی اور مفردات ابن بیطار وغیرہ،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمۂ مصنف

الحمد للہ رب العٰلمین

مین نے مسلمانان اندلس، اور ان کے علاوہ قدما کی ان کتابون کا بغور مطالعہ کیا جو گذشتہ زمانہ مین فن زراعت پر لکھی گئی تھین اور جنمین زراعت اور باغبانی کے تمام طریقے مذکور ہین، نیز ان تصانیف کو بھی دیکھا جنمین حیوانات کی پرورش اور داشت کے طریقے لکھے ہین، جن مباحث پر یہ کتابین مشتمل ہین مین نے ان سے پوری واقفیت حاصل کی ہے اور پھر انکے اقوال کو اپنی اس تالیف مین بجنسہ نقل کر دیا ہے، اگر کوئی شخص اس کے ابواب اور فصول پر نظر ڈالے تو اس کا پتہ چل سکتا ہے،

جو شخص اس فن کو ایک ایسی صنعت بنانا چاہتا ہے جس سے وہ باعانت خداوندی اپنی معاش حاصل کر سکے اور اپنے اور اپنے اہل و عیال کے رزق کے مہیا کرنے مین مدد لے سکے، تو درحقیقت وہ اس سے اپنی حاجت روائی کر سکتا ہے، اپنے ارادہ مین کامیابی حاصل کر سکتا ہے اور دنیوی منافع اور اخروی مفاد کے حصول مین مدد حاصل کر سکتا ہے کیونکہ زراعت اور باغبانی معاش کی کثرت کا ایک بڑا ذریعہ ہے اور اسی طرف سرور

کائنات (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اس حدیث مین اشارہ فرمایا ہے کہ "رزق کو زمین کے زرخیز حصوّن مین تلاش کرو۔"

شیخ اجل، فقیہ اور خطیب ابوعمر احمد بن حجاج رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مقنع کے اختتام پر زراعت کے متعلق ایک تنبیہ لکھی ہے جس مین وہ یہ لکھتے ہین کہ "برادر من! مین نے اس کتاب کو اتمام تک پہنچادیا اور اس مین ضرورت کے مطابق اپنے عہد کو پورا کر دیا اور سا اول اول جنگلی اور غبی لوگون کی رایون سے مدد حاصل کرنے کو مین نے تمھارے لئے کافی سمجھا، جو نہ تو اہل علم تھے اور نہ صاحب نسب تھے لیکن اس صنعت مین ان کو مہارت تامہ حاصل تھی اور اس کام سے ان کو خاص مناسبت تھی لیکن آخر مین ان سے قطع نظر کرکے مین نے تم کو بڑے بڑے حکما، اور مبصر علمار کے آرار کی طرف متوجہ کیا ہے، ایس یہی حضرات تمھارے مقتدی ہین اور ان کے علاوہ کوئی قابل تقلید نہین ہے، اس لئے تمکو چاہئے کہ ان جاہل اور جفاکار غبی اور سرکش لوگون کی رایون کی طرف اپنے کان نہ دھرو، اور انکی ذلیل باتون کی طرف متوجہ نہ ہو، کیونکہ تم ان سے کوئی فائدہ حاصل نہین کر سکتے، وہ صرف تمھاری خدمت کے لئے ہین، علم ان سے دور ہے اور حقیقت سے وہ بعید ہین،

فصل

زراعت اور باغبانی اور اُن کے اصول اور فروع کی تعلیم پر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وہ ارشادات بھی ترغیب دیتے ہین جو کاشتکارون اور باغبانون کے معاوضہ کے متعلق مروی ہین، آپ سے مروی ہے، کہ جس نے کوئی درخت لگایا کھیتی کی اور اسکی پیداوار مین سے کسی انسان یا پرندہ، یا درندہ نے کھالیا تو یہ اس کے لئے صدقہ ہوگا، آنحضرت سے

یہ بھی منقول ہے، کہ جس نے کوئی درخت لگایا اور وہ بارآور ہوا تو خداوند تعالیٰ اس کے پھلوں کی تعداد کے برابر جزا اسے خیر عطا فرماتا ہے، ابوہریرہؓ آنحضرتؐ سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جس نے کوئی عمارت بنائی یا کوئی درخت لگایا اور اس کو ظلم و تعدی سے پاک رکھا تو اس کا اجر اس وقت تک جاری رہیگا جبتک مخلوق الٰہی اس سے متمتع ہوتی رہیگی" آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ جب قادر مطلق کسی کھیت کو سرسبز کرنا چاہتا ہے تو ہر خوشہ اور پورے کے درمیان مین برکت عطا فرماتا ہے اور ہر دانہ کی حفاظت کے لیے ایک فرشتہ متعین کرتا ہے" اور فرمایا کہ جب تم کسی چیز کو بوؤ تو یہ دعا مانگو کہ اے خدا تو برکت عطا کر اور رحمت نازل فرما، اس باب مین بہت سے صحابہ کے اقوال ہین، لیکن جسقدر ہمنے ذکر کر دیا ہے امید ہے کہ کافی ہوگا،

فصل

انسانی اخلاق کی اصلاح کے لئے جو وصیتین کی گئی ہین ان مین سے یہ بھی ہے، کہ حضرت ابوہریرہؓ سے یہ پوچھا گیا کہ مروت کیا چیز ہے، آپ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرنا، اور زمین کی اصلاح کرنا مروت ہے، قیس بن عاصم نے اپنے بیٹون کو وصیت کرتے ہوئے کہا کہ تمکو اپنے مال کی اصلاح کرنا ضروری ہے کیونکہ یہ ایک شریف شخص کیلیے باعث عزت ہے اور اس کے ذریعہ سے وہ رذلائے قوم سے بے پروا ہو سکتا ہے، عتبہ بن ابی سفیان نے جب اپنے مولی کو اپنی تمام چیزون کا مالک بنایا تو یہ کہا کہ میرے مال کے چھوٹے چھوٹے حصہ کی بھی اتنی حفاظت کرو کہ وہ آیندہ بڑھ جائے اور کسی بڑے حصہ کو معرض تلف مین نہ ڈالو کہ وہ چھوٹا بنجائے، انھین مطالب کو اور دوسرے لوگون نے

بھی اپنی اپنی وصیتون مین ادا کیا ہے، ان مین سے یہ بھی ہے کہ کاشتکار یا زمیندار کیلئے یہ ضروری ہے کہ اپنی کاشت کی نگرانی کرے اور اس سے کسی وقت غافل نہ ہو، بالخصوص اس وقت جبکہ زمین درست کیجارہی ہو اور کاشت شروع ہونیوالی ہو تاکہ مزدورونکی جانفشانی اور محنت کا اس کو اندازہ ہوسکے، یہ اس کے لئے کافی ہوگا، اور اسی سے اسکے مقصد مین ایک بڑی تبدیلی واقع ہوجائیگی، ایک مثل مشہور ہے کہ زمین اپنے مالک سے ہمیشہ یہ کہتی ہے کہ تو مجھ کو ہمیشہ ساتھ رہنے والا سایہ سمجھ،

فصل

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السّلام نے خدائے تعالیٰ کے حکم سے اور اسکی تعلیم سے زراعت شروع کی، اس کے بعد شیث بن آدم اور ادریس علیہ السّلام نے، زراعت کی، اسی عرصہ مین طوفان آیا جو لوگ کشتیِ نوح پر سوار تھے جب وہ باہر نکلے تو ان کو کسی چیز کا علم نہ تھا، حضرت نوح علیہ السّلام نے اون کو زراعت کا طریقہ بتایا،

فصل

ابن حزم اندلسی رحمہ اللہ نے کہا کہ راحت، لذت، سلامت، عزت اور ثواب عشری زمین کے کاشتکارون کے لئے ہے، زراعت درحقیقت سب سے زیادہ خوشگوار ذریعۂ معاش ہے، اوسکی دو قسمین ہین ایک وہ جو بارش کے پانی سے سیراب کیجائے، دوسری وہ جو چشمون یا نہرون کے پانی سے سیراب کیجائے، ان مین سب سے زیادہ محفوظ

اور مفید زراعت وہ ہے جو چشمون اور نہرون کے پانی سے سیراب کیجائے، اگر یہ صورت
مشقت اور پریشانی سے خالی نہین ہے، کیونکہ اس مین آلات یعنی چرخی اور ڈول وغیرہ
سے پانی ڈالا جاتا ہے، یہ آلات اونٹ، گدھے اور خچر کے ذریعہ سے گردش دیئے جاتے
ہین، چرخیون کا استعمال اس وقت تک نہ کرنا چاہیئے جبتک کہ اسکی شدید ضرورت
لاحق نہ ہو اور اس کے سوا کوئی صورتِ عمل بھی نہو، کاشتکار کو اس صورت مین خود نگرانی
کرنی چاہیئے ورنہ اسکی مشقت دوگنی ہو جائیگی اور اس سے کسی قسم کا فائدہ نہ پہنچیگا، اکثر تم
جانورون کو اپنی ضروریات کے لئے بہت زیادہ مشقت مین ڈملتے ہو اور انسے اس سے
زیادہ کے خواہشمند ہوتے ہو، حالانکہ ایسا نچاہیئے، تم کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ مال کا وہ حصّہ
جو کم لیکن اکٹھا ہو اس مال سب زیادہ نفع بخش اور اعلیٰ ہے جو مقدار مین وافر لیکن منتشر
ہو کیونکہ اکٹھی چیز ایک ہی شخص کے ساتھ وابستہ رہتی ہے، لیکن منتشر چیز ہر شخص کی نگرانی
کی محتاج ہے،

فصل

فلاحت کے معنی یہ ہین کہ زمین درست کیجائے، درخت لگائے جائین، ان مین
جو ایک دوسرے سے ملانے کے قابل ہون ان کو ملاکر بویا جائے، عام طور سے جو غلے
بوئے جاتے ہین انکی زراعت کی جائے، ان مین جو اصلاح کے قابل ہون انکی اصلاح
کیجائے، اور ان کی ایسی نگہداشت کیجائے جس سے ان کو نفع پہنچے اور سرسبز ہون،
اُن پر جو آفات سماوی نازل ہوتے ہین ان سے ان کو محفوظ رکھا جائے، زراعت مین
جو شے سب سے زیادہ قابل لحاظ ہے وہ یہ ہے کہ کاشتکار کو، اعلیٰ، اوسط، اور ادنیٰ درجہ کی

زمینون کی شناخت کی مہارت حاصل ہو، اس کو یہ بھی جاننا چاہیئے کہ غلہ، درخت اور سبزی وغیرہ مین سے کونسی چیز قابل زراعت ہے اور ان مین سب سے زیادہ بہتر کون ہے اس سے بھی آگاہ رہنا چاہیئے کہ زراعت کے لئے کونسا وقت مخصوص ہے اور کس وقت اس کیلئے ہوا موافق چلتی ہے، زراعت اور باغبانی کے طریقۂ عمل کیا ہین، پانی کی ان قسمون سے واقفیت رکھنی چاہیئے جو کھیتون کی سیرابی کے لئے زیادہ مفید ہین، گوبر کو کارآمد بنانے کا طریقہ جاننا چاہیئے اس سے ہر قسم کے درخت زراعت، اور سبزی وغیرہ کو کیونکر درست کیا جائے، یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ زراعت کے قبل زمین کس طرح تیار کیجاتی ہے، اور درختون کے لگانے کھاد ڈالنے اور زمین کو پانی کی روانی کے لئے مسطح کرنے کے بعد کونسی صورت اختیار کیجاتی ہے، کاشتکار کو اس کا بھی اندازہ رکھنا چاہیئے کہ کونسی زمین کس قسم کے دانون کی متحمل ہو سکتی ہے، درختون اور سبزیون کو آفات سماوی سے بچانے کے تدابیر اور ان پر نگرانی کرنے کے طریقون سے بھی واقفیت پیدا کرنی ضروری ہے تاکہ ان کے منافع سے وہ متمتع ہو سکے، اور ان مین آئندہ زیادتی کر سکے، میوہ جات پھل اور دوسرے قسم کے دانون کو جمع کرنے کا طریقہ جاننا چاہیئے،

فصل

مین نے خدا کی مدد سے ضرورت کے مطابق اپنا وعدہ پورا کرنے کے بعد اس کتاب مین حیوانات کی پرورش اور انکی داشت وغیرہ کا بیان اضافہ کر دیا ہے، کیونکہ زراعت مین اس کے بغیر کوئی چارۂ کار نہین ہے اور ان چڑیون کا بھی ذکر کیا ہے جو غلہ دار زمین اور مکانات مین ضرورت اور فائدہ کی غرض سے پالی جاتی ہین، انکی عمدہ

قسم کی بھی تفصیل ہے جانورون سے بچہ جنانے کے طریقے اورانکی نگہداشت کی تدبیرین بھی لکھی ہین، انکے بعض امراض کے علاج کی صورتین بتائی ہین اورحیوانات کے متعلقات کو بھی ذکر کردیا ہے،

فصل

اللہ تعالیٰ ہم کو اورتمکو کارخیر کی توفیق عطا فرمائے، مین نے اس کتاب کو ۳۵ بابون پر منقسم کیا ہے اوریہ ابواب فن فلاحت کے مختلف انواع پر مشتمل ہین جن سے تم انشاء اللہ واقف ہوگے، مین خدا ہی سے مدد کا طالب ہون اوراسی پر اپنا بھروسہ رکھتا ہون، شیخ ابوعمر بن حجاج رحمہ اللہ نے جو تالیف سنہ ۴۶۶ھ مین کتاب المقنع کے نام سے کی ہے مین نے اس کو معتمد علیہ سمجھکر اپنے معلومات کا ذریعہ بنایا، اس کتاب مین مصنف مذکور نے بڑے بڑے ماہرین زراعت اورمتکلمین فلاحت کی رائین نقل کی ہین، اوران مین سے تیس آدمیون کے نام گنائے ہین، قدیم اصحاب فلاحت مین سے یونیوس[1]، بارون[2]، لاقیطوس[3]، یوقنصوص[4]، طارطیوس[5]، تبدون[6]، بریحایوس[7]، دیماقراطیس رومی، کسینوس[9]، طروراطیقوس[10]، لاون حبشی[11]، بورقسطوس[12] عالم روم، سادحمس[13]، سمانوس[14]، سراعوس[15]، انتولیوس[16]، شولون[17]، سیدآغوس[18] ہسپانی، منہاریس[19]، مرعوطیس[20]، مرسینال[21] طینسی، انون[22]، بدور انطوس[23]، وغیرہ کا ذکر ہے، اورمتاخرین مین سے رازی اسحاق بن سلیمان، ثابت بن قرۃ اور ابوحنیفہ دینوری وغیرہ کا تذکرہ ہے، ان کے علاوہ جو لوگ تھے ان کا نام نہین لیا ہے، مین نے جن کتابون پر اپنا اعتماد قائم کیا ہے ان مین قوثامی کی کتاب الفلاحۃ النبطیہ بھی ہے، جس مین بڑے بڑے حکما

سے اقوال نقل کئے ہین اور ان کے اسمار کا بھی ذکر کیا ہے جنمین سے حضرت آدمؑ، صغریث، نیبوشاد، اخنوخا، ماسی، دونا اور طامتری وغیرہ ہین، اکثر جگہ اس کتاب کے نام کے بجائے حرف (ط) کی علامت اختصار کے خیال سے رکھی گئی ہے، ایک دوسری کتاب جو شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بن فضال اندلسی کی تصنیف ہے اسکی علامت (ص) رکھی گئی ہے جس مین مصنف نے اس فن کے تجارب سے بحث کی ہے، تیسری شیخ حکیم ابو الخیر اشبیلی کی کتاب ہے جسمین حکما، اور فلاحین کی ایک جماعت کے آرا نقل کئے گئے ہین اوسکی علامت (خ) ہے، چوتھی حاج غرناطی کی کتاب ہی جسکی علامت (غ) ہے، ان کے علاوہ، ابن ابی الجواد اور غریب بن سعد کی کتابون سے مین نے فائدہ اٹھایا ہے، اور دوسری کتابون سے بھی مین نے اقوال نقل کئے ہین جو مندرجہ ذیل حکما، کی طرف منسوب ہین، دیمواط جسکی علامت (د) ہے جالینوس جسکی علامت (ج) ہے، انترلیوس افریقی کی علامت (ف) ہے، حکمائی فارس کی علامت (ر) ہے، قسطوس کی علامت (ق) ہے وکسیوس کی (ک) ہے ارسطاطالیس کی (طط) ہے اور ھرارلیس یونانی کی علامت (م) ہے،

بعض علمائ تاریخ نے یہ لکھا ہے کہ ھرارلیس یونانی اسکندریہ کا باشندہ تھا، اور معمرین مین سے تھا اسکی عمر آٹھ سو برس کی تھی، حکمار کے اقوال کو مین نے بجنسہ نقل کر دیا ہے، ان کے الفاظ مین کسی قسم کی اصلاح نہین کی ہے، بعض غیر مسلم اشخاص کے اقوال کو بھی نقل کیا ہے لیکن طوالت کے خیال سے ان کا نام نہین لیا ہے، بلکہ کنایتہ یہ کہدیا ہے کہ اس سے قبل ایسا لکھا گیا ہے اور بعض نے ایسا بھی کہا ہے، نیز مین نے کوئی رائے اس کتاب مین اس وقت تک درج نہین کی

جب تک کہ مین نے اس کا متواتر تجربہ نہ کر لیا،

اس کتاب کو مین نے دو حصون پر منقسم کیا ہے، پہلے حصہ مین زمین، کھاد اور پانی کی شناخت اور اس کے طریقہ استعمال سے بحث ہے، اس مین پودہ لگانے کی ترکیبین اور ان کو ایک دوسرے سے ملانے کی تدبیرین لکھی ہین، نیز اور دوسری چیزون کا بھی ذکر ہے، دوسرے حصہ مین زراعت کے مالہ اور ماعلیہ اور حیوانات کی پرورش کا بیان ہے، واللہ المستعان، وھو حسبی ونعم الوکیل،

زراعت کے متعلق ابو عمر بن حجاج رحمہ اللہ نے اپنی کتاب مین جو باتین نقل کی ہین انکو مینے سب سے پہلے رکھا ہے اور چونکہ وہ مشاہیر علماء مین سے تھے اسلیئے ان کے اقوال کو اصل قرار دیا ہے اور ان مین کوئی کمی و بیشی نہین کی ہے، کیونکہ یہ باتین ہمارے شہر مین بھی اسی طرح صحیح اور درست ہین جسطرح ان کے شہر مین ہین، حالانکہ دونون مین بعد عظیم ہے، اس کتاب کے آخری حصہ مین اندلس کے مشہور فلاحین کی کتابون سے بھی وہ اقوال نقل کئے گئے ہین جنکا انھون نے خود تجربہ کیا ہے اور جو قدماء کی رایون کے بالکل موافق نظر آتے ہین اور ہمارے نزدیک بھی صحیح ہین،

فصل

قوثامی نے فلاحت نبطیہ مین قدم کی شرح مین لکھا ہے جسکا ذکر آیندہ آئیگا کہ قدم زمین کی گہرائی کو کہتے ہین اور وہ درخت کے لگانے کے لئے کھودا جاتا ہے، اور اسکو قدم، قدم کے تشابہ سے کہتے ہین کیونکہ ہر دو قدم ایک ہاتھ اور کچھ کم ایک بالشت کا ہوتا ہے اور اکثر ایک ہاتھ اور ایک بالشت کا ہوتا ہے، اور نبش درخت کی جڑون کو برابر صاف کرنے کو کہتے ہین،

اس سے درختون کی اصلاح مقصود ہوتی ہے، یہ عام طور سے مستعمل ہے، طمر جڑون مین دوبارہ مٹی ڈالنے کو کہتے ہین، تشق، اطراف اور جوانب سے مٹی کھود کر صاف کرنے کو کہتے ہین، تدویح درخت کی شاخون کے چھانٹنے کو کہتے ہین، اور کسح سے مراد درخت کو زور سے ہلانا ہے، کف کے اگر کوئی معنی نہ متعین کئے جائین تو اس سے دس دانے مراد ہین، قفہ جس کا ذکر آگے آئیگا قرطبہ کے نصف قفیز کے برابر ہوتا ہے اور حوض سے بارہ ہاتھ لانبا اور چار ہاتھ چوڑا گڈھا مقصود ہے، اس کتاب مین جو کچھ بیان کیا جائیگا، اس کی تفسیر ان ابواب مین کردیجائے گی،

باب اوّل،

اس باب مین مختلف زمینون کی شناخت کا بیان ہے، اوسط اور ادنیٰ درجہ کی زمینون کے علامات اور شواہد لکھے ہین، زمینون کے طبائع سے بحث کی ہے، جو زمینین کہ زراعت یا باغبانی کے قابل ہین ان کے نام گنا ئے ہین اور ان زمینون کی بھی علامتین بتائی ہین جو نہ تو زراعت کے قابل ہین، اور نہ درخت لگانے کے قابل ہین، اس قسم کی زمینین مہملہ کہلاتی ہین،

باب دوم،

اس مین کھاد اور اس کے طریقۂ استعمال اور ان منافع کا ذکر ہے جو زمین، درخت اور دوسرے نباتات کو اسکی وجہ سے حاصل ہوتے ہین، یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ کس قسم کی زمین اور کس درخت یا کن مزروعات کے لئے نفع بخش ہے، جن درختون اور زمینون کے لئے کھاد مفید ہے اور جنکے لئے یہ غیر مفید ہے ان کے نام علحدہ علحدہ ذکر کردیئے گئے ہین،

باب سوم

اس باب مین پانی کے ان اقسام کا ذکر ہے جن سے درخت اور پودے سیراب کئے جاتے ہین، کس قسم کا پانی کس زراعت کے لئے مفید ہے، باغون مین آب پاشی کے طریقے کیا ہین، کس طرح ان مین کیاریان بنائی جاتی ہین اور کس طرح پانی پہنچانے کے لئے زمین برابر کیجاتی ہے اور اس کے لئے کونسا وقت مناسب ہے، ان سب کا مفصل ذکر ہے کتاب اقلیمون وغیرہ مین اسکے متعلق جو بحث کیگئی ہے وہ بھی نقل کر دیگئی ہے،

باب چہارم

اس مین باغ کے لگانے کی ترکیبین اور درختون کو ایک عمدہ ترتیب سے سجانے کی تدبیرین درج ہین،

باب پنجم

اس باب مین اس کا بیان ہے کہ درخت اور دوسرے انواع و اقسام کے پھل لگانے کی کیا صورت ہے آیا اس زمین مین لگائے جائین جو آسمان کے پانی سے سیراب ہوتی ہو یا اس مین جو چشمون اور کنوؤن کے پانی سے سیراب کیجاتی ہو اس باب مین ان تدابیر کا بھی ذکر ہے جن سے ہر کاشتکار اور باغبان کا واقف ہونا ضروری ہے، اسی مین درختون کے لگانے کے اوقات بھی بیان کئے گئے ہین، درختون کی گٹھلیان اور پھلون کے دانون کے بونے کے طریقے بھی لکھے ہین، ملوخ، اوتاد اور عیون کے لگانے کی صورتین بھی ہین، انگور کی شاخون کے لگانے کی صورتین بھی

لکھی ہین جن کو نوامی کہتے ہین تکبیس، ور استسلاف کے طریقے مفصل طور پر بیان
کر دیئے گئے ہین، اس باب مین اس کا بھی بیان ہے کہ درختون کے لیے کتنے
لانبے، اور چوڑے گڈھون کی ضرورت ہے، اور ایک دوسرے مین کتنا فاصلہ
رکھنا چاہیئے،

باب ششم

اس باب مین ان درختون کا بیان ہے جن کے پھل کھائے جاتے ہین اور
ان ترکاریون کا ذکر ہے جو پکائی جاتی ہین اوران کی زراعت پر تفصیلی بحث ہے
ان مین سے بعض کی کاشت کے تجربے بھی نقل کیے گئے ہین، اس پر بھی بحث
کی گئی ہے کہ زراعت اور درخت لگانے کے لیے کونسا وقت مناسب ہے،
اور کس قسم کی صفائی کی ضرورت ہے، شاخون کو ترکیب کے لیے کاٹنے کا بیان
ہے اسی طرح انگور کے خوشون کا چننا اور درخت کی لکڑیون کے کاٹنے کی صورتین
درج ہین،

باب ہفتم

اس باب مین ان درختون کے نام گنائے ہین جو عام طور سے بلاد اندلس
مین پائے جاتے ہین ان کے مختلف انواع اور اوصاف کا بھی ذکر کیا ہے، ہر درخت
کے لگانے کا طریقہ الگ الگ بتایا ہے، یہ بھی لکھا ہے کہ کونسے درخت کس زمین
مین لگائے جاتے ہین، ان کو پانی سے سیراب کرنے اور ان مین مختلف قسم کی

کھاد ڈالنے کی ترکیبین لکھی ہین ہین نے پہلے پہاڑی درختون کا ذکر کیا ہے اس کے
بعد زرخیز زمین کے درختون کا ذکر کیا ہے پھر مسطح زمین کے درختون کا ذکر کیا ہے،
مثلاً زیتون، رند، بلوط، امرود، پستہ حب الملوک، خروب، ریحان حنا راحمر، انجیر سفید
قسطل، مشتہی، عوسج، انار، گلنار، اخروٹ، چلغوزہ چلغوزہ خرد، سرو، عرعر، ابہل،
انجیر نر و مادہ، توت، بادام گلاب، یاسمین و یاسمین بری، خیزران، ترنج، نارنگی
لیمون، غبیرا، وادی، کاذی، سفرجل، سیب، ملیس، زنزلخت، بشم ابیض و بشم اسود،
حور رومی، بید، زردآلو، شفتالو، آلو بخارا، کھجور، انگور، فندق، نیشکر، موز، دردار صفیرا،
دفلی علیق، درد جبلی[1] اور عوسج وغیرہ کا ذکر ہے۔

باب ہشتم

اس مین ان اشجار کی ترکیب کا بیان ہے جنمین آپس مین الفت اور دوستی
ہے، ترکیب کے اوقات، درختون کے کاٹنے کے طریقے، ترکیب کی حفاظت کے
اصول، قلمون کے تراشنے کی ترکیب، اور ترکیب نبطی جو درخت کے علوی حصہ مین
کیجاتی ہے اور ترکیب رومی جو پوست اور ہڈی کے درمیان ہوتی ہے اور ترکیب
فارسی جو سنے مین ہوتی ہے اور ترکیب یونانی جو مستطیل، مربع اور مستدیر پیوند کیسا
کیجاتی ہے اور ترکیب بالانشاب (ایک درخت مین سوراخ کرکے دوسرے درخت
کو اس مین ڈالنا تاکہ دونون اپنے پھل لائین) خواہ جڑ مین ہو یا تنے یا شاخون

[1] ان درختون مین سے جو مشہور نام ہین، انکا ترجمہ کردیا گیا اور بقیہ اسما حل لغات اور اصل کتاب
مین حل کردیئے گئے ہین، مترجم

مین اور ترکیب اعمی (یعنی گٹھلی یا تخم کو بعض دیگر نباتات کے ساتھ بو دینا مثلاً کدو کو پیاز کے ساتھ، ککڑی کو گاؤ زبان کے ساتھ اور خربوزہ کو عود بیج، سوسن، توت اور انجیر کے ساتھ بو دین) اور دیگر عام ترکیبون کا مفصل بیان ہے جنکا جاننا ہر کاشتکار اور باغبان کے لیے ضروری ہے، اس مین درختون کی عمرون سے بھی بحث کی گئی ہے،

باب نہم

اس مین درختون کے کاٹنے اور چھانٹنے کا طریقہ اور اس کا وقت بتلایا گیا ہے، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ کون سے درخت تقلیم کو برداشت کرتے ہین اور کون اس کے متحمل نہین ہوتے، انگور مین عمل تحریک کرنے کا طریقہ، اور اس سے قبل تنقیہ کی ترکیب بھی بتائی گئی ہے، کن چیزون سے درخت کی عمرین بڑھتی ہین ان کا بھی بیان ہے،

باب دہم

اس مین درختون کی زمین کی تعمیر کا طریقہ اور اس کا وقت بتایا گیا ہے، زمین کس حالت مین قابل تعمیر ہوتی ہے اور کس مین نہین ہوتی ہے، اس کا بھی بیان ہے کہ درختون کے لیے تعمیر کی کثرت مفید ہے اور کن کے لیے مضر ہے، اس کا بھی ذکر ہے، یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تعمیر اور زراعت کے لیے کس عمر کے آدمی کو منتخب کرنا چاہیئے،

باب یازدہم

درختون اور زمین مین کھاد ڈالنے کی ترکیب، کن درختون کے لیے کس قسم

کی کھاد موافق آتی ہے اور کن کے لیے مضر ہوتی ہے، اس کا تفصیلی بیان ہے، شور اور نمکین زمین کا کھاد کے ذریعہ سے علاج کا طریقہ، کھاد ڈالنے مین زمین اور درخت کے احوال کی شناخت اور انھین کے حساب سے کھاد کی مقدار کے تعین کا طریقہ بتایا گیا ہے،

باب دوازدہم

درختون اور سبزیون مین آب پاشی کا طریقہ اور اس کا وقت اور اسکی مقدار کا بیان ہے، یہ بھی تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ کن درختون کے لیے آب پاشی مفید ہے اور کن کے لیے غیر مفید ہے، اس مین درختون کی زمین کا مزاج دیکھنا ضروری ہے،

باب سیزدہم،

اشجار کی تذکیر یعنی حاملہ کرنے کا طریقہ مثلاً ذکار، باگور (یہ دونون انجیر کی قسمین ہین) شفتالو، انار، شفتی، امرود، حب الملوک جس کو قراسیا بھی کہتے ہین، بادام، اخروٹ، پستہ، زردآلو، زیتون، سیب، شاہ بلوط، گلاب، کھجور، اترج، نارنج، آلو بخارا وغیرہ کی تذکیر کی ترکیبین بتائی گئی ہین، پھل کے بڑے کرنے کی ترکیب، شیرہ کی افزونی کا طریقہ، بار مین کثرت پیدا کرنے کا اصول بتایا گیا ہے، درختون مین جو ایک دوسرے سے الفت یا عداوت رکھتے ہین، ان کے بھی نام گنائے گئے ہین تاکہ ان کو دشمنون سے الگ رکھا جائے اور دوستون کے قریب رکھا جائے،

باب چہاردہم

اشجار اور سبزیون کے امراض اور تکالیف کا بیان اور ان کے علاج کے

طریقون کا ذکر ہے، مثلاً سیب، آلو بخارا، نارنج، اترج، لیمون، ریبوع، انگور، انجیر، توت، زیتون، انار، شفتالو، بہی، بادام، اخروٹ، وغیرہ کے امراض اور ان کے مخصوص علاج سے بحث کیگئی ہے، ان کے علاوہ ترکاری اور دوسری سبزیون کے بھی امراض اور علاج کا ذکر ہے، درختون مین جو بعض وقت تحجر اور توقف کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس کی بنا پر ان کی نشو و نما موقوف ہو جاتی ہے یا پتے جھڑنے لگتے ہین، ان سب کے علاج کے طریقے مذکور ہین، اسی طرح چیونٹیون اور دوسرے حشرات الارض کے بھگانے کا طریقہ بھی بتا یا گیا ہے، اور برف، اولہ، کہرا اور ٹھنڈی ہوا سے درختون کو جو نقصانات پہنچتے ہین، ان کے ازالہ کی بھی ترکیب بتائی گئی ہے، گلاب کا درخت جب پرانا ہو جائے تو اس کے نیا کرنے کی تدبیر بھی بیان کی ہے۔

باب پانزدہم

اس مین بعض عجیب ترکیبون کا ذکر ہے جو درختون اور ترکاریون کے لیے مخصوص ہین، مثلاً خوشبو، شیرینی، تریاق، اور اسہال لانے والی دواؤن کا شاخون اور جڑون مین داخل کرنا تاکہ اس درخت کے پھل مین خوشبو، شیرینی، اور لطافت پیدا ہو جائے اسی طرح گلاب مین زرد یا لاجوردی رنگ کے پیدا کرنے کا طریقہ اور گلاب کے پھول کو غیر موسم مین حاصل کرنے کی ترکیب درج ہے، سیب مین بھی خلاف موسم پھل لانے کی تدبیر اور ان کے پھلون مین حروف یا تصویر کے نقش کرنے کی صورت بھی بیان کیگئی ہے، بہی، امرود، سیب، خربوزہ، اور ککڑی کے پھل کو مختلف شکل مین ڈھالنے کی ترکیب اور انگور کے دانون کو لانبا کرنا، اور خوشون کو ایک دانے کی شکل مین

نمایان کرنا اور ایک خوشے مین مختلف رنگ کے انگور پیدا کرنے کی تمام صورتین بیان کر دیگئی ہین، یہ بھی بتایا گیا ہے کہ کس طرح انگور کو سیراب کیا جائے کہ اس سے بیدانہ انگور پیدا ہون، اسی طرح انجیر کی ایک شاخ مین مختلف رنگ کے پھل پیدا کرنا اور ایک ہی پھل مین مختلف رنگ بنانے کا طریقۂ عمل بتایا گیا ہے، گل خیرو مین ابلق رنگ پیدا کرنے کی ترکیب اور نارنج، اور ریحان کو وسطِ حوض یا تالاب مین لگائے کا طریقہ، خس، چقندر، اور دوسری ترکاریون اور سبزیون کو اس طرح لگانا کہ سب کی جڑ ایک ہی ہو، شلجم اور موتی کے پھلون کے بڑے کرنے کی ترکیب اور دھنیا اور سویا کو بغیر تخم بوئے ہوئے پیدا کرنے کا طریقہ اچھی طرح بتایا گیا ہے،

باب شانزدہم

اس مین تخم، اور تازے اور خشک پھلون کے جمع کرنے کی ترکیب بیان کیگئی ہے مثلاً انجیر، سیب، امرود، بہی، اترج، انار، آلو بخارا، حب الملوک، عناب، بلوط، شاہ بلوط، پستہ، گیہون، جو، مسور، چنا، اور ان غلون کے آٹا رکھنے کا طریقہ اور ان تخمون کو رکھنے کا طریقہ جن سے آیندہ زراعت کیجائے گی، اسی طرح گلاب وغیرہ کے پھول کو اچھی حالت مین رکھنے کی ترکیب اور بعض ترکاریون اور پھلون کو سرکہ مین ڈال کر غیر موسم مین کھانے کی ترکیب کا پورا بیان ہے،

باب ہفدہم

یہان سے اس کتاب کی دوسری جلد شروع ہوتی ہے، اس باب مین قلیب

(ایک خاص قسم کا گڈھا یا کنوان) کھودنے کا طریقہ اس کا وقت اور اس کے منافع کا بیان ہے، زمین کے بنجر ہونے کے بعد اسکی اصلاح کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے،

باب ہشردہم

دانون اور غلون کی زراعت کے لیے زمین کی درستگی کا طریقہ، نیز زراعت کے لیے تخم اور بیج کا انتخاب، اور ان کے اچھے اور برے کی شناخت کی ترکیب کا ذکر ہے، ان تخمون کو زمین مین اس غرض سے بونے کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے کہ ان مین سے جو زراعت کے قابل ہین، ان کو چن لیا جائے اور جنمین کوئی خرابی آگئی ہو ان کو پھینک دیا جائے، کس قسم کی ہوا کس چیز کی زراعت کے لیے مفید ہے اور کون سے تخم کے لیے کون سی زمین موافق آئے گی، اس کا بھی مفصل ذکر ہے۔

باب نوزدہم

اس مین زراعت کا عام طریقہ اور ان کا موسم وقت بتایا گیا ہے، گیہون، جو، سلت جس کو نبطی زبان مین قلی کہتے ہین اور اشقالیہ یعنی خندروس (بڑی جو ار) جس کو نبطی مین جوشاکی کہتے ہین اور طامیر جسکو نبطی مین طارما کی کہتے ہین، ان کی زراعت کا طریقہ لکھا ہے، تخم یا بیج سے جو پیدا ہوتے ہین، ان مین کون پہلے اگتے ہین، کون بعد مین، اس کا بھی ذکر ہے، بزور یعنی تخمون کی مقدار کس زمین کے لیے کتنی ہونی چاہیئے اس کا بھی بیان ہے،

باب بستم

چاول، چھوٹی جوار، چینا، مسور، مونگ اور تو بیا کی زراعت آب پاشی کی زمین مین یا آسمان سے سیراب ہونے والی زمین مین کیونکر کیجائے، ان کا وقت کیا ہے اور کون سے تخم کس زمین مین زیادہ اُگین گے، ان سب کا بیان ہے،

باب بست ویکم

ان غلون کی زراعت کا طریقہ جو بطور سالن پکا کر کھائے جاتے ہین، مثلاً چنا، باقلا، باقلائے مصری، میتھی، مٹر، کنہو وغیرہ کو آب پاشی یا بارش سے سیراب ہونیوالی زمین مین بونے کی ترکیب، ان کی زراعت کا وقت اور ان کے لیے زمین کے انتخاب کا بھی بیان ہے،

باب بست ودوم

اس باب مین السی، بھنگ، روئی، بصل الزعفران، مہندی، فوۃ الجبیلۃ، قصفصۃ، شوک الدباغین، خشخاش سفید، وغیرہ کی زراعت کا طریقہ ہر دو زمینون مین الگ الگ بتایا گیا ہے، نیز ان کے لیے زمین کی شناخت بھی بتائی گئی ہے،

باب بست وسوم

اس باب مین ترکاری کے کھیت کے لیے زمین کے انتخاب کا طریقہ بتایا گیا ہے اور پھر ان کی زراعت کے طریقہ پر مفصل بحث کیگئی ہے، یہ بھی بتایا گیا ہے کہ پودے

کس قدر بڑھنے کے بعد دوسری جگہ پر منتقل کئے جائیں اور کس قدر پھل اسی زمین میں چننے
کے وقت تک چھوڑ دیئے جائیں، ہر ترکاری کے متعلق الگ الگ بحث کیگئی ہے،
مثلاً کاسنی، خرفہ، چولائی، بتھوا، پالک، کرم کلہ، گوبھی، چقندر وغیرہ کی زراعت کا طریقہ
اور ان کا صحیح وقت بتایا گیا ہے،

باب بست و چہارم

اس مین جڑ والی ترکاریون کی زراعت کا طریقہ بتایا گیا ہے مثلاً شلجم، گاجر،
مولی، پیاز، لہسن، گندنا، اشتاقل (دودھالی) قرقاص (لسورہ) اور فلفل السودان
(لال مرچ) وغیرہ کی زراعت کا طریقہ،

باب بست و پنجم

اس مین ککڑی، خربوزہ، ادرک، نفاح (ایک قسم کا بیگن) کھیرا، کدو، بیگن،
حنظل وغیرہ کی زراعت سے اور ان کی زمین سے خاص طور پر بحث کیگئی ہے،

باب بست و ششم

اس باب مین ان نباتات کی زراعت سے بحث ہے جو غذا کے ساتھ استعمال
کئے جاتے ہین اور بعض دواؤن کی زراعت کا بھی طریقہ بتایا گیا ہے، مثلاً، زیرہ،
شاہ زیرہ، کلونجی، تخم سپندان، انیسون (بادیان رومی) دھنیا، زریانج بستانی
اور برہی، رائی، اندراسیون (ایک دوا کا نام ہے) قردمانا (کالیزیری) وغیرہ کی عام
زراعت کا بیان ہے۔ ان مین سے کون آب پاشی کی زمین مین نشو ونما پائین گے
اور کون بارش کے پانی سے سیراب ہونے والی زمین مین اگین گے، اس پر
بھی تفصیلی بحث ہے،

باب بست و ہفتم

اس مین پھول اور خوشبو کے درخت کے لگانے کی ترکیبین بیان کی گئی ہین
مثلاً خیرو، سوسن، نیلوفر، بہار، نرگس سفید، نرگس زرد، مقدونس، سورج مکھی، نسرین
(جسکو گل سیوتی بھی کہتے ہین) بنفشہ، ریحان، ترنجان، نعنع، مردوش، مرو، پودینہ،
خطمی، وردالزنیۃ (گل خطمی) خبازی، قرطبی، مھقلی، برم (گل شجر مغیلان) گل مریم
وغیرہ کے لگانے کا طریقہ بتایا گیا ہے، ان کی زمین کی شناخت بھی بتائی گئی ہے،
یہ بھی لکھا ہے کہ یہ کس وقت لگائے جاتے ہین،

باب بست و ششم

اس مین ان درختون کے لگانے کا طریقہ بتایا گیا ہے جو باغ کی زینت اور
خوشنمائی کے لیے لگائے جاتے ہین اور مختلف مقامات پر بھیجے جاتے ہین، مثلاً
مامیثا، حرشف، سداب، کرفس، نیل، صعتر[1] (پودینہ) راسن، سطریہ، افسنتین (معتبری)
حرمل (دونا) ہلیون، کبر (کریل) سماق (تماتیر) شبت (سویا) شاہترہ، خزامی، لسان
الحمل، بنج، حبل المساکین ایرس، (ابہل) لوف (بیل گوشت) شجرہ مریم، بابونہ اور
اکلیل الملک وغیرہ،

---

[1] صعتر کی چند مشہور قسمین ہین، بری، جبلی، بستانی، ایک کے پتے لانبے ہوتے ہین ایک کے
گول ہوتے ہین، ایک کے باریک ہوتے ہین ایک کے چوڑے ہوتے ہین بعض سیاہ رنگ کے
ہوتے ہین جنکو عام طور پر صعتر فارسی کہتے ہین بعض سفید رنگ کے ہوتے ہین جنکو صعتر خرد کہتے ہین اور
بعض دوسرے رنگ کے ہوتے ہین، حاشیہ اصل کتاب،

باب بست ونہم

اس مین پیداوار کے اندازہ کا بیان ہے، یعنی یہ کہ اس سال خدا کی قدرت سے کس قدر غلہ پیدا ہوگا اس کا قبل ہی سے اندازہ کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے، غلون کے کاٹنے کا وقت متعین کرکے بتایا گیا ہے اور ان کے کھلیان اور میدان جسمین وہ کاٹ کر رکھے جاتے ہین اسکی تیاری کا طریقہ اور اسکی حفاظت کے اصول بتائے گئے ہین، غلون اور میوہ جات کے جمع کرکے رکھنے کا بھی مفصل بیان ہے

باب سی ام

یہ باب زراعت کے متعلقات اور بعض دیگر چیزون کے انتخاب کے بارے مین باب الجامع ہے، اس کی جامعیت کی بناپر یہ نام رکھا گیا، مثلاً عمارتون کے لیے مناسب جگہون کی تجویز، خشک لکڑیون کے کاٹنے کا صحیح وقت زیتون سے روغن نکالنے کی جگہ کا انتخاب، درختون کے خشک کرنے کی ترکیب، خراب اور مضر نباتات کے الگ کرنے کا طریقہ، انگور اور دوسرے میوہ جات کے باغون کو دیوار کے بغیر محفوظ رکھنے کا طریقہ، بری اور جنگلی درختون اور نباتات کو باغون مین منتقل کرنے کا طریقہ، مجرد سے زمین کے برابر کرنے کی ترکیب اور ان نباتات اور اشجار کے حالات بھی لکھے گئے ہین جو ترکیب قبول کرتے ہین اور جنکا ذکر باب الترکیب مین چھوٹ گیا ہے، ان سب امور کا اس باب مین مفصل بیان ہے، اس مین ان خواص کا بھی ذکر ہے جن سے عام زراعت کو خواہ درخت ہون یا سبزی یا چھوٹے پودے نفع پہنچتا ہے، درندون اور نقصان

پہنچانے والے حشرات الارض کے بھگانے کی ترکیب اور طیور کے شکار کا طریقہ انگور، زیتون، اور سیب وغیرہ مین بار آنے سے قبل پھلون کی کثرت کا اندازہ لگانے کی ایک خاص ترکیب، اور روٹی کے لیے آٹا گوندھنے اور اسکی خمیر تیار کرنے کا طریقہ، پھر خمیری یا سادی روٹی پکانے کا سب سے عمدہ طریقہ، یہ سب بتایا گیا ہے، بعض پھلون اور جنگلی ترکاریون کی اصلاح کا طریقہ ان کی جڑون اور گٹھلیون کو نرم کرنے کا طریقہ، اور ان کی بوقت اشد ضرورت روٹی پکانے کی ترکیب بیان کیگئی ہے اور اس مین سیلاب، بارش، دھوپ، گرد وغبار سے صاف دن اور ہوا کے منافع اور نقصانات کے متعلق پوری بحث ہے، موسم سرما مین بارش، سردی اور ایام صحو[۱] کے علامات کا بیان ہے اور یہ تمام چیزین تجربہ شدہ ہین، سال کی تمام فصلون کا بیان ہے، کن مہینون مین کونسا عمل کرنا مناسب ہے، اس کا بھی ذکر ہے، غرضکہ یہ باب زراعت اور اس کے متعلقات سے تعلق رکھتا ہے، اور تمام باتین بتفصیل لکھی ہین، مین نے اس جگہ پر ضروریات فلاحت کو ایک حد تک بالاستیعاب بیان کیا ہے،

باب سی ویکم،

اس مین فلاحت حیوان کا خاص بیان ہے، گائے بھیڑ، بکری کے نر و مادہ پالنے کا طریقہ، ان مین اچھی قسمون کے انتخاب کا طریقہ، ان جانورون کو حاملہ کرنے کا طریقہ اور وقت اور ان کی مدت حمل اور جانورون کے عام سن وسال کا بیان ہے، ان کے لیے کونسا چارہ اور پانی مفید اور نفع بخش ہوتا ہے، ان کے بعض امراض

[۱] وہ ایام جنمین آسمان بالکل صاف رہتا ہے،

کی شناخت کا طریقہ اوران کا علاج اوران جانوروں کی رہائش اور پرورش کی صورتین بیان کیگئی ہین،

باب سی و دوم

اس مین گھوڑے، خچر، گدھے اور اونٹ کے نر وماده کے رکھنے کا طریقہ اور ان سے سواری شکار اور زراعت کی ضرورتون کو پورا کرنے کا طریقہ خصوصاً سفرحج مین ان پر سفر کرنے کا طریقہ، ان مین سے اچھے اصناف کے انتخاب کی ترکیب اوران کو حاملہ کرنے کا وقت، نر وماده کی الگ الگ عمرون کا بیان، ان کے چارہ اور پانی کی مقدار کا تعین اور اس کا وقت، ان جانورون کو موٹا اور لاغر کرنے کی ترکیب تاکہ میدانِ مسابقت مین بازی لے جاسکین، ان کے بچون کی داشت کا طریقہ اور ان مین اخلاقی عیوب پیدا ہو جاتے ہین ان کے دفعیہ کی ترکیب جن سے بعد کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے، مثلاً حرانت[1] وغیرہ کا عیب، اور شہسواری کے خاص اصول ان سب کا مفصل بیان ہے،

باب سی و سوم،

اس مین جانورون کے بعض امراض اوران کے مختلف علاج کا بیان ہے مثلاً ایک تو ادویہ مسہلہ کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور دوسرے لوہے کے ذریعہ سے ہوتا ہے جس مین تکلیف بھی کم ہوتی ہے اور محنت بھی کم ہوتی ہے، تیسرے رگ کو داغ کر ہوتا ہے، ان امراض کی تشخیص کی علامتین بالتفصیل بتائی گئی ہین، غرضکہ علاج حیوانات جسکو علم بیطرہ کہتے ہین، اس کا مفصل بیان ہے،

[1] یہ گھوڑون مین ایک عیب ہوتا ہے، وہ چلتے چلتے اڑجاتے ہین، اور چکر کھانے لگتے ہین ۱۲-

باب سی و چہارم

ان چڑیون کے جمع کرنے کا طریقہ جو مکانات، باغات، اور زراعت کی زمینون مین پالی جاتی ہین، یا خوبصورتی کے خیال سے رکھی جاتی ہین، مثلاً کبوتر، بط، طاؤس، مرغ، شہد کی مکھی وغیرہ، ان مین انتخاب کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے، انکی پرورش اور داشت اوران کے امراض کے علاج وغیرہ سب لکھدیئے گئے ہین، ان کی خاص غذا بھی بتادی گئی ہے،

باب سی و پنجم،

ان مین شکار وزراعت نیز راستون کی حفاظت کے لیے کتے پالنے کا طریقہ بتایا گیا ہے، ان مین انتخاب کرنے کا اصول بھی بتایا گیا ہے، ان کے امراض کا علاج بھی لکھا گیا ہے، کتون مین کون سے احوال خدا کی مشیت کی وجہ سے اچھے ہوتے ہین اور کون سے برے ہوتے، ان تمام باتون کو ہم الگ الگ باب مین انشاء اللہ تفصیل سے لکھین گے،

وباللہ التوفیق،

باب اوّل

اس باب مین زراعت کی اعلیٰ، اوسط، اور ادنی قسم کی زمینوںٔ کی شناخت کا تفصیلی بیان ہے اور اُنپر مدلل بحث کیگئی ہے، زمین کے اُن اقسام کا بھی ذکر ہے جو مطلقًا زراعت کے قابل نہین ہین، جنکا دوسرا نام مہملہ ہے، اس کا بھی بیان ہے کہ کن زمینون مین کیسے کیسے درخت بوئے جاتے ہین اور کن کن چیزون کی زراعت کیجاتی ہے؛ یہ تمام معلومات ابن حجاج کی کتاب سے ماخوذ ہین، علم فلاحت مین سب سے پہلے زمین کی شناخت کی ضرورت ہے، اچھی یا خراب، عمدہ یا بری زمین کے پہچاننے کا طریقہ جاننا چاہئے، اور جو شخص اس سے ناواقف ہو وہ اس میدان مین جاہل تصور جائے گا، خواہ اس نے اپنی عمر کا کتنے ہی عزیز حصہ اس علم کے حاصل کرنے مین ضائع کیا ہو،

رازی نے کتاب سمع الکھان مین لکھا ہے، کہ پتھر، دھوپ اور پانی کے اثرات سے ایک مدت کے بعد مٹی کی شکل اختیار کرلیتا ہے کیونکہ دھوپ آگ کی طرح اس کو خشک کردیتی ہے اور اس کے اجزا مین انتشار اور تفرق پیدا کردیتی ہے پھر بارش کا پانی ان لطیف اجزا مین سرایت کرجاتا ہے، کچھ دنون تک وہ اسی طرح سڑتے گلتے رہتے

ہین، اس کے بعد مٹی مین ملجاتے ہین،

ابن حجاج (رح) نے یہ لکھا ہے کہ رازی کے اس قول کی یہ دلیل کہ آفتاب ہی زمین مین حرارت پیدا کرتا ہے اور اس کے اجزار کو منتشر کرتا ہے بالکل واضح ہے، اور یہی وجہ ہے کہ زمین کی اعلیٰ سطح دوسرے حصون سے خشکی اور لطافت مین اچھی ہوتی ہے، ہم زمین کے نیچے کی مٹی کو جو کنوون اور حوضون سے نکالی جاتی ہے، دیکھتے ہین کہ پہلے سال اُن مین کوئی چیز نہین اُگتی لیکن جب آفتاب کی گرمی اس کو پکا ڈالتی ہو اور اس کے اجزار کو لطیف بنا دیتی ہے تو اس مین نمو کی قوت پیدا ہوجاتی ہو درحقیقت کسی زمین مین نمو کی قوت اس وقت تک نہین پیدا ہوتی جب تک کہ آفتاب کی گرمی کا اثر نہ پہنچے، کیونکہ مٹی بالطبع بارد اور یابس شے ہے، اگر آفتاب اپنی گرمی اور بارش اپنی رطوبت کا اثر نہ ڈالے تو وہ کسی چیز کو نہین اگا سکتی، عموماً زمین بالطبع بارد اور یابس ہوتی ہے، لیکن بعض زمینین دوسری زمینون سے زیادہ مرطوب اور بارد ہوتی ہین،

ماہرین فلاحت کا اس پر اجماع ہے کہ زمینین مختلف الوان کی ہوتی ہین سب سے گرم زمین سیاہ رنگ کی ہوتی ہے اس کے بعد سرخ رنگ کی ہوتی ہے اور سب سے بارد زمین سفید رنگ کی اور پھر زرد رنگ کی ہوتی ہے، جس زمین مین جتنی سفیدی ہوگی اسی قدر اس مین برودت زیادہ ہوگی، اور اسی پر زردی اور دوسرے الوان کو قیاس کر لیا جائے، سب سے زیادہ مرطوب زمین وہ ہوتی ہے جو پرانی سڑی کھاد کے مشابہ ہوتی ہے اور اس کے اجزار گیلے ہوتے ہین، کیونکہ اس مین حرارت اور خشکی کا اثر نہین پہنچتا جس سے اسکی مٹی خشک ہو کر جم سکے اور پتھر کی طرح سخت ہو سکے یہ نہ تو خشک ہوتی ہے اور نہ اس کے اجزار رطوبت کی کمی کی وجہ سے منتشر ہوتے ہین

اور نہ اس ریت کی طرح ہوتے ہین جو رطوبت کی کمی کی وجہ سے پتھر کے مثل ہوجاتی ہی محققین کے نزدیک یہ اصل مین چھوٹی کنکریان ہوتی ہین جو پتھر کی صورت اختیار کر لیتی ہین،

جس اعلیٰ قسم کی مرطوب زمین کا ذکر کیا گیا ہے وہ نہایت اچھی ہوتی ہے لیکن ایسی اعلیٰ زمینین ہماری نظرون سے بہت کم گذری ہین،

ابو حنیفہ دینوری نے اپنی کتاب النبات مین اس زمین کی جس کا ہم اوپر ذکر کر چکے ہین بڑی تعریف کی ہے اور اس کے بعد لکھا ہے کہ جس ملک کی زمین نرم اور گرم ہو نیز اسکی مٹی ریت کے مشابہ ہو لیکن ریت نہ ہو تو یہ زراعت کے لئے بہت کارآمد ہوتی ہے، اور اگر مزروعات کے اطراف وجوانب مین گڈھے کھود دیئے جائین تاکہ پودے کی حفاظت ہوسکے تو بہت اچھا ہو کیونکہ ایسی زمینین خواہ آسمان کے پانی سے سیراب ہون یا زمین کے پانی سے سیراب کیجائین پانی کو جذب کر لیتی ہین اور اسکو نباتات کی جڑ تک پہنچا دیتی ہین اور اندرونی مسامات کو کھول دیتی ہین، جس سے نباتات ہرے بھرے ہوجاتے ہین اور ان مین نمو کی طاقت بڑھتی رہتی ہے، لیکن جس جگہ کی زمین اس قدر سخت اور چکنی ہوتی ہے کہ پانی اس پر سے گذر جاتا ہے لیکن وہ اس سے کوئی فائدہ نہین اٹھاتی ہے، حتیٰ کہ نرم بھی نہین ہوتی ہے تو وہ اس وقت تک زراعت کے قابل نہین سمجھی جاتی ہے جب تک کہ وہ کسی تدبیر سے نرم نہ کیجائے، ایسی زمین کو عربی مین شحاح کہتے ہین جس پر پانی اسکی سختی کی وجہ سے نہ ٹھرتا ہو اور نہ اندرونی حصون پر کوئی اثر ڈالتا ہو،

ابو حنیفہ کے علاوہ دوسرے فلاحین نے خشک زمینون کی دو قسمین کی ہین، ایک ریت والی (رملی) جو اپنی یبوست مین سب سے اعلیٰ ہوتی ہے کیونکہ اس مین پتھر

اور کنکر کثرت سے ہوتے ہین، پتھر ہی کا ہونا اسکی کامل یبوست پر دال ہے اسلئے
کہ اس مین پانی کا کوئی اثر جلد ہی نہین پہنچ سکتا، دوسری طفلیتہ کہلاتی ہے یہ بھی
یابس ہوتی ہے لیکن پہلی کے بہ نسبت اس مین رطوبت کچھ زیادہ ہوتی ہے اس کو
یابس اس بناپر کہتے ہین کہ یہ اپنی سختی مین پتھر کے مثل ہوتی ہے نہ نرم ہوتی اور نہ اسکے
اجزار ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہین لیکن اگر اسی زمین مین باریک ریت کیطرح
نرم مٹی ملا دیجائے تو یہ درست ہو جائیگی اور پھر یہ مزروعات کی جڑ تک پانی پہنچا سکیگی،
کیونکہ یہ مٹی اس مین پانی کے جذب کرنے کی صلاحیت پیدا کر دیتی ہے، اس قسم کی
زمین زیادہ تر جزائر مین ہوتی ہے اجزائر کی یہ زمینین جیسا کہ لکھا گیا ہے گرمی کی شدت
اور پانی کی کثرت کی وجہ سے نہایت عمدہ ہوتی ہین کیونکہ ہر طرف کا پانی یہانتک
پہنچتا ہے جس مین خس وخاشاک کا انبار رہتا ہے اور اسی بنا پر ان مین رطوبت اور
نمی زیادہ ہوتی ہے، اور اگر کبھی ان مین باریک ریت ملا دیگئی تو وہ اس کو اور زیادہ
نرم اور مرطوب بنا دیتی ہے،

شونون نے بھی اس قسم کی رائے ظاہر کی ہے وہ کہتا ہے کہ سب سے اچھی زمین
وہ ہے جس مین حرارت اور رطوبت دونون یکسان موجود ہون زمین کی سیاہی اسکی
حرارت پر دال ہوتی ہے، اور اسی طرح سرخی بھی لیکن سرخ زمین کی حرارت سیاہ
زمین سے کم ہوتی ہے، ان دونون کے بعد اس زمین کا درجہ ہے جس مین زردی مائل
سرخی ہوتی ہے اور یہ حرارت کے لحاظ سے سب سے ادنی درجہ کی ہوتی ہے لیکن برودت
سے قریب تر ہوتی ہے، اور سفید زمین بارد ہوتی ہے،

مرطوب زمین مین کسقدر یبس ہوتا ہے اس کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو

زمین کہ پرانی خراب اور خستہ کھاد کے مثل ہوتی ہے اور جس پر کئی سال اسی طرح گذر جاتے
ہین وہ سب سے زیادہ مرطوب شمار کیجاتی ہے اس کے بعد کے درجہ مین وہ زمین ہوتی ہے
جس مین نرم مٹی اور باریک ریت ملی ہوتی ہے یہ جزائر کی زمین کے مانند ہوتی ہے، اور
سب سے زیادہ خشک زمین وہ ہوتی ہے جسکی مٹی سخت ہو اور خشکی کی بنا پر ایک
جگہ پر جمع نہ ہو سکے، یہ بھی ایک قسم کی ریتیلی زمین ہوتی ہے لیکن اس مین ایسی مٹی کا
نام تک نہین ہوتا ہے، جو کسی قسم کی رطوبت یا نرمی پیدا کر سکے،

طفلی زمین بھی یابس ہوتی ہے اگرچہ وہ ریت سے زیادہ مرطوب ہوتی
ہے لیکن اس پر بھی جب وہ خشک ہوجاتی ہے تو سخت ہوجاتی ہے، اس کی یبوست
بعض وقت اس قدر زیادہ ہوجاتی ہے کہ وہ بالکل پتھریلی زمینون کے مشابہ ہوجاتی ہے،
اگر اس مین تھوڑی سی ریتیلی مٹی ملا دی جائے تو وہ نرم ہوجائیگی اور اس طرح وہ مزروعات
کی جڑ مین تری پہنچا سکے گی،

سیداغوس کا قول ہے کہ اگر ہم زمینون کے متعلق غور و خوض کرین تو ہم کو پتہ
چلےگا کہ زمین مین رطوبت، روغنیت، اور نرمی کی اسکی گرمی سے زیادہ ضرورت ہے،
اس لیے کہ دھوپ اور ہوا تو ہمیشہ اس کو گرم ہی رکھتے ہین، اور اسکی اصلاح کرتے
رہتے ہین، لیکن جڑون کو تر رکھنے کے لیے نمی اور دہنیت کی ضرورت ہے تا کہ
وہ اسکی رطوبت کو جذب کر سکین اور نشو و نما پا سکین اور اگر کسی زمین مین حرارت
اور رطوبت دونون یکسان ہون تو وہ زمین نہایت اعلیٰ درجہ کی ہوگی،

ابن حجاج رح کہتے ہین کہ سیداغوس کا قول اپنی جگہ پر بہت صحیح ہے ابن حجاج
نے اپنی کتاب مین یونیوس، کستنوس، اور دیمقراطیس اور قیسطوس ایسے قدیم ماہرین

فلاحت کے وہ اقوال جو زمین کے اقسام کے متعلق ہین نقل کر دیئے ہین،

یونیوس کا قول ہے کہ سب سے اعلیٰ درجہ کی زمین سیاہ رنگ کی ہوتی ہے،
اور قدمار نے اسکی بڑی تعریف کی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ پانی کی کثرت
کو قبول کرتی ہے،

اور اس کے بعد بنفشئی زمین ہے جس کا رنگ بنفشئی ہوتا ہے، ابن حجاج
کہتے ہین کہ بنفشئی سے مراد سرخی مائل بہ سیاہی ہے اس زمین کو ہم ہندیہ کہتے ہین
اس کی خوشبو بہت اچھی ہوتی ہے، درخت اس مین نہایت اچھی طرح بارآور
ہوتے ہین یونیوس کا قول ہے کہ جو زمین کہ نہر کے پانی سے سیراب کیجاتی ہے اسکو
حمائیہ بھی کہتے ہین،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ پانی کو جو زمین جذب کرے اور بارش کے بعد اس
مین شقوق نہ پیدا ہون اور نہ پانی برستے وقت پھسلاہٹ ہو تو یہ زمین نہایت عمدہ
ہوتی ہے، اور جو زمین کہ شدید گرمی مین بھی نہ پھٹے وہ بھی اچھی ہوتی ہے، ابن حجاج
کہتے ہین کہ ان تمام مباحث مین اس پر زیادہ زور دیا گیا ہے کہ زمین نہ طفلی ہو
اور نہ صلد ہو (یعنی پتھر کی طرح نہ ہو) بعض لوگون نے مجھ سے ذکر کیا کہ حکیم دیمقراطیس
نے پھٹنے والی زمینون کی کیون مذمت کی، حالانکہ ہم شہر قرمون کی زمینون کو دیکھتے
ہین کہ وہ اکثر پھٹ جاتی ہین لیکن گیہون کے بڑے بڑے پودے جیسے یہان ہوتے
ہین دوسری جگہ نہین پائے جاتے،

مین نے ان کو جواب دیا کہ دیمقراطیس نے دوسری اچھی زمینون کے مقابلہ
مین اسکی مذمت کی ہے کیونکہ یہ شقدار زمین صرف اچھے گیہون پیدا کرنے کی وجہ سے

دوسری زمینون سے فائق نہین ہوسکتی اس لیے کہ اور دوسرے مزروعات اس
مین اچھی طرح نہین اُگتے. پھر یہ ان زمینون سے کیونکر افضل ہوسکتی ہے جن مین
ہر قسم کے نباتات اُگتے ہین، سیاہ زمین جو کھاد کے مشابہ ہوتی ہے اس مین ہر
قسم کے درخت اور پودے اُگتے ہین سب سے اچھی زمین ہوتی ہے، دوسری زمینین
اس سے رتبہ مین بڑھ نہین سکتی ہین جب کہ اس مین مخصوص درخت اور پودون
کے سوا کچھ نہین ہوتا، اس پر بھی ان کے لئے پانی کا مجتمع رہنا ضروری ہے، لیکن
جس زمین کا اوپر ذکر کیا گیا ہے وہ کثرت زراعت کے باوجود زیادہ پانی کی محتاج
نہین ہوتی ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ عمدہ زمین کی علامت یہ ہے کہ وہ بارش کے پانی
کو کثرت سے جذب کرتی ہو اور جس مین انواع واقسام کی گھانسین اُگتی ہون اور
خودرو طریقہ پر بڑھتی رہتی ہون اسی طرح وہ زمین بھی اچھی ہوتی ہے جس مین چھوٹی
چھوٹی گھانسین اُگتی رہتی ہون، یونیوس نے کہا ہے کہ ترکاریون کے لیے ایسی زمین
کی ضرورت ہے جو نہ سفید ہو اور نہ بہت سخت ہو اس قسم کی زمین کو حرشا کہتے ہین
یہ موسم گرما مین زیادہ پھٹتی نہین ہے برخلاف اس کے سفید زمین موسم سرما مین جلد
منجمد ہوجاتی ہے اور گرما مین جلد خشک ہوجاتی ہے اسی لحاظ سے مزروعہ چیزین بھی موسمی
اختلافات کی شکار ہوتی ہین، سفید زمین باغات کے لئے اس وقت تک کارآمد نہین
ہوتی جب تک کہ اس کو کافی محنت اور مشقت کے ساتھ درست نہ کیا جائے اور
اس مین مٹی کے برابر گوبر نہ ملا دیا جائے، اور جو زمین کہ گرمیون مین شقدار ہوجاتی ہو
درحقیقت وہ باغون کے لئے موافق نہین ہوتی اور اسی طرح سخت زمین مین بھی

باغ لگانا مناسب نہین ہے کیونکہ اسکی مٹی عموماً اچھی نہین ہوتی ہے اور یہ پانی کو روک نہین سکتی بلکہ ضایع کر دیتی ہے،

لیکن سبزی کے لئے وہ زمین بہت اچھی ہوتی ہے جو تھوڑی سخت اور ریتلی ہوتی ہے کیونکہ اس قسم کی زمین مین زیادہ تر سیاہ مٹی شامل ہوتی ہے جو سبزی کی خاص غذا ہے، تم کو یہ معلوم کرنا چاہئے کہ سبزیون کے لئے زمین کس طرح ہموار کیجاتی ہے، سب سے پہلے تم زمین کو پانی سے سیراب کرو اور اچھی طرح دھو ڈالو اگر اس مین سیاہ مٹی کے ذرات زیادہ نظر آئین تو بہت اچھی ہوگی اور اگر اس مین ریت زیادہ دکھائی دے تو وہ سبزی کے لئے ٹھیک نہین ہے، اسی طرح اگر مٹی کو تم ہاتھ سے خوب ملو اور اس مین چربی کی طرح لزوجت ہو تو یہ بھی سبزی کے لئے غیر مفید ہے، یہ تمام اقوال یونیوس کے ہین،

کسینوس کا قول ہے کہ سبزی کے لئے چربی دار اور روغن دار زمین کی ضرورت ہے جو نہ سخت ہو اور نہ سفید ہو اور نہ گرمی سے پھٹ جانیوالی ہو،

ابن حجاج کہتے ہین کہ ماہرین فلاحت کا طفیلیہ اور حرشتار سے اعراض اور ان کی مذمت کا مقصد یہ ہے کہ یہ کسی طرح بھی سبزی کے لئے مناسب نہین ہین، کیونکہ ترکاری فی نفسہ مرطوب اور مائی شئے ہے اس مین درخت سے زیادہ لطیف عنصر ہے، اسلئے صرف وہ زمین زیادہ عمدہ ہوگی جس مین رطوبت اور روغن دونون موجود ہون، جب مزروعات تری کو جذب کرین تو وہ ان مین جذب ہو سکے، برخلاف اس کے طفلی زمین جس مین لس ہو بہت مشکل سے اس کام مین لائی جاسکتی ہے، کیونکہ مزروعات کی رگ و پے مین کسی طرح تراوٹ نہین پہنچ سکتی ہے،

الغرض یہ کہ درختون کے لئے جو زمین مناسب ہو گی وہ سبزی کے لئے بھی کارآمد ہوگی،

بعض ماہرین زراعت کا یہ قول ہے کہ ریتیلی زمین گرمی کے موسم مین زیادہ گرم ہو جاتی ہے اور سردی مین زیادہ سرد ہو جاتی ہے اسی طرح وہ پتھر جو سطح زمین پر ہین موسم گرما کی گرمی اور سرما کی سردی کو بہت جلد قبول کر لیتے ہین اور اس سے پودون کو ان دونون موسمون کے اثرات سے متاثر کرتے ہین جس سے ان کو نقصان پہنچتا ہے، یونیوس کہتا ہے کہ زمین کی اندرونی سطح اس صورت کے بالکل مخالف ہے،

جالینوس نے اپنی کتاب ادویہ مفردہ مین لکھا ہے کہ یونانیون نے اس زمین کا جس کی مٹی نرم اور روغن دار ہوتی ہے خشنہ نام رکھا ہے اور اس کی ضد کو جس مین نہ کوئی نمی ہو اور نہ روغن ہو اس کو صلدہ کہتے ہین یہ صرف اینٹ کے بنانے مین کام آتی ہے، نرم اور مرطوب عمدہ اور اچھی زمینون مین خشک اور ریتیلی زمینون مین تفصیل کے ساتھ فرق بتایا ہے،

وہ لکھتا ہے کہ بعض زارعین کا یہ خیال ہے کہ سرسبز زمین پتھر کے طبائع سے بالکل الگ ہوتی ہے یہ لوگ سخت ریتیلی زمین کو زراعت کے لئے مناسب نہین خیال کرتے، عام طور سے لوگ جس زمین مین زراعت کرتے ہین اُن کی چند قسمین ہین، ایک وہ جس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور ذرا روغن دار ہوتی ہے دوسری وہ جو نرم تو ہوتی ہے، لیکن روغن دار نہین ہوتی اور جس کا رنگ سفید ہوتا ہے، یہ دونون قسمین ایک دوسرے سے متضاد ہین، بقیہ اور صورتین ان دونون صنفون کے درمیان مین ہین، ان مین سے ایک کے قریب ہوگی یا بعید ہوگی، لیکن زراعت

کے لئے سب سے اچھی روغندار سیاہ زمین ہوتی ہے،

ابن حجاج نے اپنی کتاب مین زمین کے اندر اور باہر کی چیزون کے طبائع سے بھی بحث کی ہے، اس نے لکھا ہے پہاڑ پست زمین سے بھی زیادہ بارد ہوتا ہے اور ساتھ ہی از حد یابس ہوتا ہے، یبوست اس وجہ سے ہوتی ہے کہ اس مین پتھر ہوتے ہین، اسکی مٹی سخت پتھر کی طرح ہوتی ہے اور برودت اس وجہ سے ہوتی ہے کہ ہوا اسی سے ٹکراتی ہے اور متمکن ہو جاتی ہے اور برف اسی مین منجمد ہوتی ہے، یہ ثابت بن قرہ کا قول ہے، لیکن پہاڑ کے دامن کی مٹی زیادہ اچھی نہین ہوتی ہے کیونکہ آفتاب ان پر اپنی گرمی کے جو کچھ اثرات ڈالتا ہے اور ان کے اجزار کو لطیف بناتا ہے، بارش اُن کو نیچے گرا دیتی ہے اس طرح وہ خراب ہو جاتی ہین، اور پست زمین اس کے برعکس ہوتی ہے، ہموار زمین اور چراگاہین جنمین پانی زیادہ دیر تک نہین ٹھہر سکتا ہو معتدل اور اچھی ہوتی ہین کیونکہ اس کی مٹی پانی کی عفونت سے سیاہ ہو جاتی ہے، اور جو چیز متعفن ہو جاتی ہے وہ جلد گرم ہو جاتی ہے، لیکن جو پانی اس مین موجود رہتا ہے وہ اس کو ٹھنڈا کرتا رہتا ہے اور مٹی مین رطوبت پیدا کر دیتا ہے، غرض کہ اس طرح پانی کی برودت اور عفونت کی گرمی مین مقابلہ ہوتا رہتا ہے،

شولون کا قول ہے کہ چراگاہون کی زمین بارد ہوتی ہے لیکن زیادہ بارد نہین ہوتی ہے، کیونکہ برودت کی اصلی وجہ پانی کا کثرت سے اس مین جذب ہونا اور شورہ دار مٹی کا وجود ہے کیونکہ اس پر برودت غالب ہوتی ہے اس طریقہ پر ایسی زمینون مین برودت دو جہتون سے آتی ہے، لیکن ان مین ایک جزء حرارت

کا بھی مضر ہے اور وہ وہ تعفن ہے جو پانی اور مٹی کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے، اگر یہ زمین
پہاڑ کی بہ نسبت زیادہ مرطوب ہوتی ہے، زمین کے وہ مقامات جو پہاڑ کی بڑی
بڑی بلندیون اور چوٹیون سے چھپے ہوئے ہین اور جن کے راستے پیچدار ہین انکی
مٹی مین از حد برودت ہوتی ہے کیونکہ آفتاب وہان تک اپنا اثر نہین پہنچا سکتا
ہے اور نہ مزروعات کو کوئی غذا مل سکتی ہے اس قسم کی تمام زمینون کے مزاج
مین صرف برودت اور رطوبت ہے، لیکن جب ان زمینون کو برابر کیا جائے اور
پہاڑون کی برف باری اور سنگ باری سے محفوظ کر لیا جائے تو یہ نرم معتدل اور
مستوی ہو جائینگی،

اس کے بعد چراگاہ اور پہاڑی زمین ہے، جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہین کہ
ہم پہلے ذکر کر چکے ہین کہ پہاڑ کے اوپر کے حصہ کی زمین اس لئے نیچے اور دامن
کی زمینون سے اچھی ہوتی ہے کیونکہ پانی کی کثرت اسکی تمام خوبیون کو فنا کر دیتا ہے
اور سب سے ادنی قسم کی وہ زمین ہے جو غارون کی شکل مین روپوش رہتی ہے جس کے
راستے غیر منتظم ہین اس سے کسی قسم کے نفع کی اُمید نہین ہے، انشاء اللہ اس کے
متعلق پھر بحث کی جائیگی،

شولون کہتا ہے کہ زمین کے کسی بلند اور مرتفع حصہ سے اگر پانی گرایا جائے
جس کے بعض حصے پست اور بعض بلند ہون، تو اب تم سے یہ سوال کیا جاتا ہے
کہ کونسا حصہ اچھا ہے اصولاً تم پست حصہ کو بلند حصہ پر ترجیح دوگے کیونکہ اوپر کے
حصہ کا تمام پانی اس ٹکڑہ مین اکر جمع ہو جاتا ہے اور اپنے ساتھ مٹی لاکر بھر دیتا ہے،
اس بنا پر یہ حصہ ہمیشہ مرطوب رہتا ہے اور رطوبت کی وجہ سے اس مین لطافت

بھی آجاتی ہے، برخلاف اس کے اوپر کا حصہ جسکی زمین سخت ہوجاتی ہے اور ہمیشہ پہاڑ کے مانند رہتی ہے، درحقیقت بلند اور پست حصون کی عام حالت تو یہی ہوتی ہے، جیسا کہ تم نے خیال کیا، لیکن بعض بلند مقالات سفلی مقامات سے خلقی طور پر اچھے ہوتے ہین، مثلاً وہ چٹیل میدان جس مین ریت غالب ہوتی ہے اس کے اوپر کی زمین زیادہ مرطوب اور اچھی ہوتی ہے زیادہ تر سفلی زمین علوی سے اچھی ہوتی ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے جن مقامات کی علوی زمین سرخ رنگ کی ہوگی ان کی سفلی زمین سیاہی مائل ہوگی اور جنکی علوی زمین کا رنگ سفید ہوگا، ان کی سفلی زمین سرخ یا سیاہ رنگ کی ہوگی وہ زمین جس مین پانی ضرورت سے زیادہ مجتمع رہتا ہے اور گھانسین کثرت سے اُگتی ہین، وہ مذموم خیال کیجاتی ہے، کیونکہ اس مین رطوبت اس قدر غالب ہوجاتی ہے جس سے اس کی حرارت بالکل فنا ہوجاتی ہے، اس قسم کی زمین زراعت کے قابل نہین ہوتی لیکن طلوع قبض (ایک ستارہ کا نام ہے) کے زمانہ مین کدو، ککڑی ذرہ (ایک قسم کا دانہ ہے جو جو کے مانند ہوتا ہے اردو مین شاید چینا کہتے ہین،) وغیرہ بوئے جاتے ہین لیکن درخت نہین بڑھ سکتے بلکہ خراب ہوجاتے ہین، بانس، ور دار (اندلس مین اسکو بق کہتے ہین) عرب وغیرہ کے سوا اور کسی قسم کے درخت نہین بوئے جاتے، ہین،

ابن حجاج کی کتاب مین زمینون کی جانچ کے متعلق ایک بحث ہے کہ زمین کیونکر جانچی جاتی ہے، اس نے لکھا ہے کہ لوگون نے مختلف طریقون پر زمینون کی آزمایش کی ہے بعضون نے خوشبو اور ذائقہ سے اسکی جانچ کی ہے اور بعضون نے دیکھکر اور چھو کر پہچانا ہے، اور بعضون نے اس کے مزروعات سے پتہ چلایا ہے، ان تمام صورتون مین دیکھ کر اور چھو کر شناخت کرنا زیادہ اچھا ہے کیونکہ اسوقت وہ نباتات سے خالی ہوتی ہے؛

اس لئے کوئی شئی دلیل راہ نہین بن سکتی، جن لوگون نے معائنہ کو ترجیح دی ہے ان
مین یونیوس بھی ہے وہ کہتا ہے کہ عمدہ زمین کو دیکھ کر شناخت کرنے کی یہ علامت ہو
کہ وہ ہوا کی خشکی اور پانی کی قلت کی بنا پر بھی پھٹتی نہ ہو اور نہ بارش کی کثرت سے گیلی
ہوتی ہو، بلکہ جس قدر پانی ملے اس کو جذب کر لے، اسی طرح موسم سرما مین چٹان
کی طرح سخت نہ ہوتی ہو، یونیوس اس کے بعد یہ کہتا ہے کہ قدماء نے شناخت کا طریقہ
ایک اور رکھا ہے جو معائنہ ہی سے متعلق ہے وہ یہ کہ بعض جنگلی درخت یا پودے
اگر بہت بڑے ہون اور ایک دوسرے سے بالکل ملے ہون تو وہ اس پر دال ہین،
کہ انکی زمین نہایت عمدہ ہے اور اگر وہ لنبائی مین متوسط ہون اور کم گھنے ہون تو
وہ زمین متوسط درجہ کی اچھی ہے، اور اگر بہت چھوٹے چھوٹے پودے اور معمولی گھاس
ہو تو یہ زمین بہت کمزور ہوگی، لیکن جو زمین کو ذائقہ سے شناخت کرنا چاہتا ہو اس کو
نمکین اور شیرین کے درمیان کے فرق کو جاننا چاہئے،

یونیوس کہتا ہے کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی گڈھون سے نکال کر، کسی شیشہ کے
برتن مین رکھی جائے اور اس پر شیرین پانی ڈالا جائے، اس کے بعد اس کا ذائقہ دیکھا
جائے، نمکین زمین سے قدماء نے پرہیز کرنے کی ہدایت کی ہے کیونکہ وہ کھجور کے سوا
کسی چیز کی زراعت کے قابل نہین ہوتی، کھجورین ایسی زمینون مین بکثرت ہوتی ہین،
ابن حجاج کی کتاب مین ہے اور بعض فلاحین نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے کہ نمکین زمین
مین چقندر اچھی طرح پیدا ہوتا ہے اور بعضون نے گگڑی کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اس
زمین مین زیادہ شیرین اور اچھی ہوتی ہے،

لیکن جو لوگ کہ زمینون کو سونگھ کر ان کی شناخت کرتے ہین وہ اسکی بو کو دیکھتے

ہین کہ آیا وہ اچھی ہے یا خراب ہے، یا نہ خوشبودار ہے اور نہ بدبودار علمائے فلاحت کا
اس پر اجماع ہے کہ بدبودار زمین مین کسی قسم کا نفع اور خیر نہین ہے، دیمقراطیس سے زمینونکی
شناخت کا ذکر ہوا تو اس نے کہا کہ زراعت کے لئے اچھی زمین کی شناخت کا طریقہ یہ ہے
کہ زمین دو ہاتھ کھودی جائے اور پھر گڈھے کے نیچے کی مٹی لے کر کسی شیشہ مین رکھی جائے
اور اس مین بارش یا کسی نہر کا شیرین پانی اس طرح ڈالا جائے کہ مٹی اور پانی آپس مین
مخلوط ہو جائین، اور پھر اتنی دیر تک چھوڑ دین کہ مٹی اندر بیٹھ جائے اور پانی
صاف ہو جائے، اس کے بعد اس کو سونگھا جائے اور چکھا جائے اگر ذائقہ اچھا ہے تو
زمین اچھی ہے اور اگر نمکین ہے تو زمین ناقابل زراعت ہے اور اگر بدبودار ہے تو
زمین اسی درجہ کی ردی ہے جتنا کہ اس کا مزہ اور بو خراب ہے،

وہ کہتا ہے کہ بدبودار اور نمکین زمین سے اجتناب کرنا چاہئے مگر نمکین زمین کھجورون
کے لئے اچھی ہوتی ہے،

یونیوس کا قول ہے کہ جب زمین کا مزہ اور بو دریافت کرنا مقصود ہو اس کے لئے
یہ کافی ہے کہ پہلے زمین دو یک قدم کے برابر کھودی جائے اور پھر اس کے ذائقہ اور
بو کا اندازہ کیا جائے، لیکن جب زمین مین انگور کی کاشت کرنی ہو تو اس کے لئے وہ
تین قدم کے برابر کھودی جائے، اور جس زمین کوئی درخت بونا مقصود ہو تو اس کی گہرائی
چار قدم کے برابر رکھی جائے، لیکن بدبودار زمین سے کوسون دور رہنا چاہئے کیونکہ
وہ کسی طرح بھی مفید نہین ہے،

سیداغوس کہتا ہے کہ جب دو مختلف زمینون کے متعلق تم سے سوال کیا جائے کہ
ان مین کون زیادہ مرطوب ہے اور کون افضل ہے تو تم کو ان مین سے ایک کی مٹی کو ایک

برتن مین رکھ کر ترازو پر رکھنا چاہیئے، اور پھر دوسری زمین کی مٹی کو ترازو کے دوسرے پلے مین رکھنا چاہیئے، جس سے اس کا اندازہ ہو جائے گا کہ کون یابس ہے اور کون مرطوب ہے،

ابن حجاج رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بعض فلاحین زمین کی ردأت اور اسکی عمدگی کا اس کے گھانس سے پتہ چلاتے ہین، اس مین غلطی بہت کم ہوتی ہے جیسے مقیشر جسکو عجمی زبان مین قروال کہتے ہین اور حرد بھری جو بدبودار ہوتا ہے اور اس کا دوسرا نام بستناج ہے یہ دونون عام طور پر اچھی زمینون مین پیدا ہوتے ہین، اور صعتر حمیر (ایک قسم کی گھانس ہے) ردی زمین مین ہوتی ہے، اسی طرح مستل، حسک (خار مغیلان) بقل، احرش، قمح حجل وغیرہ اسی قسم کی زمینون مین اُگتے ہین، لیکن تمام گھاسون کی یہ حالت نہین ہوتی ہے، بلکہ ہم بعض گھاسون کو دیکھتے ہین کہ وہ اچھی اور خراب دونون قسم کی زمینون مین یکسان اُگتی ہین، مثلاً دشتی پیاز وغیرہ (جس کو ہندی مین کندرہ کہتے ہین) مگر اس سے کوئی استدلال قایم نہین کیا جاسکتا ہے،

بعض زارعین کا قول ہے کہ اچھی اور مرطوب زمین وہ ہے جس پر اگر چند سال ایسے بھی گذر جائین جن مین کسی قسم کی کاشت نہ ہوئی ہو، تو اس مین گھانس اور خودرو درخت نہین اُگتے برخلاف اس کے جو زمین کہ خراب ہوتی ہے یا ریسیلی ہوتی ہے یا پتھریلی ہوتی ہے تو اس مین ہر قسم کے درخت خود بخود اُگ آتے ہین، جیسے بلوط، کتم، اور صمغ وغیرہ،

ابن حجاج کہتے ہین کہ مین نے زمین کے متعلق اتنے اقوال کو جمع کر دیا ہے جو انشاء اللہ لوگون کے لئے کافی ہون گے، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ان زمینون

مین بھی جنکی حکما رنے مذمت کی ہے بعض نباتات اچھی طرح اُگتے ہین جیسے رتیلی زمین
مین ام غیلان (طلح) نہایت اچھی طرح ہوتے ہین اسی طرح حاج (ایک قسم کا کانٹا) اور
کتم (ایک قسم کی گھاس ہے) گرم زمینون مین ہوتے ہین، مین کہتا ہون کہ تمھارا یہ کہنا
صحیح ہے کہ ہر زمین مین کچھ نہ کچھ نباتات اُگتے ہین لیکن ممکن ہے کہ یہ کلیہ بعض جگھون
پر ٹوٹ جائے درحقیقت حکما رنے صرف دو قسم کی زمینون کا زراعت کے لئے انتخاب
کیا ہے ایک وہ جس مین رطوبت حرارت پر غالب نہ ہو اور دوسری وہ جس مین
رطوبت اس پر غالب ہو، کیونکہ انھین دونون قسمون کی زراعت کے لیے ضرورت ہے
اور ان کے علاوہ دوسرے قسم کی زمینون کی مذمت کی ہے، مگر حکما نے ان زمینون
کو بھی پسند کیا ہے جو گیہون، جو، اور چنے وغیرہ کے لئے مناسب ہے، اسی طرح
اس زمین کی بھی مدح سرائی کی ہے، جو باغات کے لئے عمدہ ہوتی ہے، مثلاً سیب،
امرود، اور آلو، وغیرہ جس مین بوئے جاتے ہین، اور اس زمین کو بھی اچھی نظر سے دیکھا
ہے جو سبزیون کے لئے مناسب ہوتی ہے، جیسے بیگن، انگور، کزبرہ وغیرہ،

شولون کا بیان ہے کہ مرطوب زمین مین تقریباً ہر قسم کے پودے اور درخت
بڑی شادابی کے ساتھ اُگتے ہین، اسی بنا پر حکما رنے اس کی بڑی تعریف کی ہے
اور سب مین اس کو افضل بتایا ہے،

لیکن ترمس (باقلائی مصری) اگر ریتلی زمین مین بکثرت ہوتا ہے تو اس کی وجہ
سے ریتلی کو فضیلت نہین دی جاسکتی اس لئے کہ یہ ایک شاذ صورت ہے علاوہ
اس کے اگر ترمس مرطوب زمین مین بھی بویا جائے تو یہ نہایت عمدگی کے ساتھ بارآور
ہوگا، اگرچہ ریتلی زمین کے مزروعات کے لئے اس مین کوئی نشیب و فراز نہین ہوتا

تاہم اس مین خراب بھی نہین ہوتے اور چونکہ صنوبر بھی اسی قسم کی زمینون مین ہوتا ہی،
اس لئے اگر اُن کو افضل کہا جائے تو یہ غلطی ہو گی کیونکہ صنوبر کے لئے کوئی جگہ مخصوص
نہین کیجا سکتی، ساتھ ہی اس کے ریتیلی زمین مین بڑا نقص یہ بھی ہے کہ سیب، آلو،
امرود یہ ایسے پھل اس زمین مین نہین ہوتے رہا مرطوب زمین کو جو فضیلت دی گئی
ہے وہ اسکی مٹی کی عمدگی کی بنا پر کیونکہ اس قسم کی مٹی مین ہر طرح کے مزروعات کی
زراعت ہو سکتی ہے جنکی انسان کو زیادہ ضرورت پڑتی رہتی ہے

ابن حجاج رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ریتیلی زمین مین ان چیزون کے علاوہ
جو اوپر ذکر کیگئی ہین اور بھی درخت لگائے جاتے ہین مثلاً کشمش، انار، اور سفرجل وغیرہ
لیکن یہ چیزین باغون مین بھی ہوتی ہین جہان پر کی مٹی زیادہ کھاد ملا کر درست کر دیجاتی
ہے اور ہمیشہ سیراب کیجاتی ہے، لیکن جب وہ اپنی اصلی حالت پر ہوتی ہے تو اس مین
اس قسم کی چیزین نہین ہوتی ہین کھاد اور پانی ڈالنے کی وجہ سے اسکی حالت بدل جاتی
ہے اور چونکہ اس مین تخلخل بہت ہوتا ہے اس لئے سیرابی کو بہت دیر تک باقی رکھتی
ہے، اور پانی کو خوب جذب کر لیتی ہے اور مزروعات کی رگون مین پانی اچھی طرح
پہنچاتی ہے،

لیکن اگر وہ اپنی اصلی صورت پر ہو تو وہ بہت خراب ہوتی ہے اس مین نمو کی
طاقت بہت کم ہوتی ہے، اس کے درست کرنے کی اس کے سوا کوئی تدبیر نہین
ہے کہ اس مین گیلی سیاہ مٹی یا اور دوسری مرطوب مٹی ملا دی جائے جیسا کہ ہم پہلے
لکھ چکے ہین، اس قسم کی زمینون کو زیادہ سیراب نہین کرنا چاہئے کیونکہ یہ پانی کو زیادہ
جذب نہین کرتی ہین، بعض وہ لوگ جو اس سے ناواقف ہین یہ خیال کرتے ہین،

کہ چونکہ یہ اچھی طرح سیراب نہین ہوتی ہین اس لئے پانی سے خوب سیراب کرنا چاہیئے حالانکہ وہ اچھی طرح آسودہ ہو چکتی ہین اس سے مزروعات کو شدید نقصان پہنچتا ہے کیونکہ ایسی زمین مین پیداوار اجزار ارضی کی یبوست سے ہوتی ہے، ان مین چھوٹی چھوٹی کنکریان ہوتی ہین جن کے اندر پانی رک جاتا ہے، اور اسکو زمین تک پہنچنے کا راستہ نہین ملتا ہے،

کتاب فلاحت نبطیہ مین بھی زمینون کے متعلق یہی حالات درج ہین صغریت کا قول ہے کہ زمینین آپس مین بہت زیادہ مختلف اور متفاوت ہوتی ہین حتی کہ یبوست رطوبت، اور برودت کے قبول کرنے مین بھی مختلف ہین فلاحین کو ان زمینون کو شناخت کرنے کی ازحد ضرورت ہے اگر زمین اپنی اصلی حالت پر ہونے کے باوجود ہر قسم کی زراعت کے قابل ہے اور کاشتکار نے اسکی حالت دیکھ کر زراعت شروع کی تو جن چیزون کو وہ بوئے گا وہ بکثرت ہونگی اور اس سے اسکی جودت طبع اور اس فن سے تعلق کا پتہ چلے گا، بعض زمینین نباتات کے ذائقہ کو متغیر کرکے خراب کر دیتی ہین، مثلاً ان کو نمکین اور دوسرے قسم کے ذائقون مین بدل دیتی ہین اسکی بڑی وجہ دھوپ کی شدت ہے اور بھی دوسرے اسباب ہین، لیکن جو زمینین کہ اچھی ہوتی ہین وہ علی العموم مزروعات کی اصلاح کرتی رہتی ہین،

آدم علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ سب سے اعلیٰ ترین زمین وہی جسکا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی بارش کے پانی کو خوب جذب کرتی ہے حتّٰی کہ پانی اس سے بہہ نہین جاتا اور نہ مٹی کے ملانے سے وہ خشک ہوتی ہے چونکہ اس کا قوام متلزنہ اور متخلخلہ کے درمیان مین ہوتا ہے، اسلئے نہایت اچھی زمین ہوتی ہے،

نیبوشاد کا قول ہے کہ سب سے عمدہ زمین وہ ہے جو بنفشئی رنگ کے مثل ہو
ایسی زمین کو بنفشہ کہتے ہین، اس رنگ کے پیدا ہونے کی اکثر صورت یہ ہوتی ہے کہ
جب شیرین پانی کسی زمین مین آکر جمع ہو جاتا ہے اور وہ ایک مدت تک وہین ٹہرا
رہتا ہے اور پھر وہ وہان سے ہٹ جاتا ہے تو اس زمین کا رنگ اسی قسم کا ہو جاتا
ہے اور اسی کے ساتھ سیاہی بھی آجاتی ہے، ایسی زمینون کی مٹی ہمیشہ شیرین ہوتی ہے
ط مین لکھا ہے کہ زمین کی سطح پر جب بارش کا پانی ٹھہر جاتا ہے تو وہ اوپر کی
زمین کے خس و خاشاک ساتھ لاتا ہے اور یہ خس و خاشاک سطح زمین پر جم جاتے
ہین، اور اسی سے زمین پر ایسی سیاہی آجاتی ہے جو بنفشہ کے رنگ کے مشابہ ہوتی
ہے اور اس سیاہی کا نام دسومتہ رکھا جاتا ہے، جب یہ سیاہی زمین پر نمایان ہوتی
تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس مین دسومت ہے، دسومت کی کثرت غیر مفید ہے دسومتہ
کی ضد قشف یعنی خشکی ہے اور یہ اس زمین مین ہوتی ہے جس مین پتھریلی ریت یا کنکر یان
ہوتی ہین،

ینبوشاد کہتا ہے کہ بنفشئی زمین کے بعد وہ زمین اچھی ہوتی ہے جس کا رنگ
خاکی ہوتا ہے، اس کے ذرات مین تخلخل ہوتا ہے اسکی مٹی شیرین ہوتی ہے اور
کوئی دوسرا مزہ نہین ہوتا ہے، اس کے بعد وہ زمین اچھی ہوتی ہے جس کا نام حضرت
آدم علیہ السلام نے حارہ رکھا ہے یہ بہت نرم ہوتی ہے اس کا موسم سرما مین
بھی رنگ تبدیل نہین ہوتا خواہ برف گرے یا اولہ پڑے، اس کے ساتھ ہی اس مین
یہ وصف ہے کہ اگر کوئی شخص اس کا ڈھیلہ توڑنا چاہے تو آسانی کے ساتھ توڑ
سکتا ہے،

اس زمین کے بعد اس زمین کا درجہ ہے جو شدیدہ کہلاتی ہے اس کا بھی رنگ خاکی ہوتا ہے لیکن ہلکا ہوتا ہے اور ہلکی سفیدی ہوتی ہے یعنی سفیدی اور خاکی کے درمیان کا رنگ ہوتا ہے، صلبہ سے کم سخت ہوتی ہے، اس مین کھیتی آسانی کے ساتھ ہو سکتی ہے لیکن درختون کے لیے مناسب نہین ہے بلکہ صرف غلون کی زراعت کے لئے مفید ہے، صغریت اس قول کا مخالف ہے وہ یہ کہتا ہے کہ درخت پست اور نرم زمینون مین بہت بار آور اور اچھے ہوتے ہین،

سُرخ چکنی زمین تمام مزروعات اور درختون کے لیے اچھی ہے لیکن کھجور اور وہ درخت جن کے پھل شیرین ہوتے ہین اس قسم کی زمین مین نہین ہوتے کیونکہ یہ ان کے لئے موافق نہین ہوتی ہے، جن اچھی زمینون کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہین وہ ہر قسم کے درخت اور نباتات کے لئے نہایت عمدہ ہین،

جس زمین کو اطبا عمیقہ کہتے ہین وہ بھی تمام مزروعات کے لئے اچھی ہے صرف سبزی اس مین نہین ہوتی کیونکہ ان کے لئے وہ نامناسب ہے قاً مین لکھا ہے کہ عمیقہ دسمہ (روغن دار) اور قشف (روکھی اور خشک) کے درمیان مین ہوتی ہے اس زمین کا ہم نے دوسرا نام سہلہ رکھا ہے، اور وہ زمین جسکی سطح پر موسم سرما مین سفیدی پھیل جاتی ہے وہ بہت خراب ہوتی ہے اس مین کھجور، جو، ترکاری، سلق وغیرہ کے سوا کچھ نہین ہوتا ہے، اس کی سفیدی اسکی نمکیت پر دال ہے،

وہ زمینین جو مزروعات کے ذائقہ کو بدل دیتی ہین اگر وہ اس صفت کی زمین ہون جس صفت کی حارہ ہوتی ہے تو وہ انگور، کدو، خربوزہ وغیرہ کیلئے بہت اچھی ہوتی ہین اور ان نباتات کے لئے بھی ٹھیک ہے جنمین تنہ نہین ہوتا بلکہ زمین پر پھیل جاتے ہین

پھلدار درختون کے لئے بھی یہ زمین اچھی ہوتی ہے، اجناس کے لیے بھی موافق ہے،
لیکن پھولون کے لیے یہ مناسب نہین ہے، قوتامی کہتا ہے کہ عمدہ زمینون کے پہچاننے
کی یہ علامتین تھین جو اوپر ذکر کی گئین پس جو زمین کہ ان اوصاف کے خلاف ہو وہ فاسد
ہے اور علاج کی محتاج ہے،

فصل

فلاحت نبطیہ مین زمین کے احوال سے جو بحث کیگئی ہے اُنکا بیان

اچھی زمینون کی شناخت دیکھ کر کیجاتی ہے اسکی علامتین یہ ہین کہ زمین گرمی اور
سردی خشکی اور بارش کے احتباس سے خریف اور سرما مین پھٹتی نہ ہو اور نہ اس مین شقوق
پیدا ہوتے ہون اور بارش کی کثرت سے جلد گیلی نہ ہوتی ہو اور نہ اس مین اس طرح کیچڑ
ہو جائے کہ ہر شخص کے پیرون مین چپک جائے اور اگر کوئی ہاتھ سے چھوئے تو اس مین
لپٹ جائے اور جب بارش ہو تو پانی کو اچھی طرح جذب کرے اور جب تھم جائے تو
اس کی سطح پر سفیدی نہ پھیل جائے، کیونکہ بعض زمینون پر جو اچھی نہین ہوتی ہین، پانی
برستے وقت یا اس کے دو دن کے بعد ایک سفیدی سی پھیل جاتی ہے جو آٹے کی
طرح باریک ہوتی کبھی ایک ہی جگہ پر ہوتی ہے اور کبھی مختلف مقامات پر ہوتی ہے ایسی
زمین اچھی نہین ہوتی، اچھی زمین کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ جب سردی شدت سے
پڑے تو سفال ریزہ کی طرح کوئی ایسی سفید اور باریک ظاہر نہ ہو جو پہلے نہ تھی اچھی یا خراب
زمینون کی شناخت کا ایک طریقہ اور بھی ہے اور وہ یہ کہ زمین کی مٹی دو رطل سے تین
رطل تک لی جائے اور اسکو مٹی کے ایک چھوٹے گھڑے مین رکھ کر اس کا منھ اچھی طرح

بند کر دیا جائے اور پھر اس کو اسی زمین مین تین یا چار ہاتھ کا گڈھا کھو د کر دفن کر دیا جائے
اور چودہ دن تک اسی حال پر رہنے دیا جائے، کیونکہ قمر کا نصف دور چودھوین دن ختم
ہوتا ہے، چودہ دن گذرنے کے بعد اس کو نکالا جائے اور دیکھا جائے،
اگر برتن کے اوپر ریزے ہون تو یہ سمجھنا چاہئے کہ مٹی پسیج گئی ہے اور اس کا منہ کھول
دیا چاہئے، اگر ایسا نہ ہو تو اس کو پھر سختی سے بند کر کے دفن کر دینا چاہئے اور سترہ دن
تک چھوڑ دینا چاہئے اس کے بعد اس کو نکال کر کھولنا چاہئے، اس زمین ایسے کیڑے
یا اسی قسم کے دوسرے حیوان دکھائی دین گے، جن مین سخت عفونت ہو گی اور ایسا معلوم
ہو گا کہ یہ ایسی جگہ کے ہین جہان کی ہوا اچھی نہین ہوتی ہے پھر یہ دیکھنا چاہئے کہ ان کیڑون
کا رنگ کس قسم کا ہے اگر وہ سیاہ یا نیلگون یا سبز ہون تو وہ زمین اچھی نہ ہو گی جسکی مٹی لیگئی
ہے اور اگر وہ سرخ، زرد، خاکی، سیاہی مائل یا ہلکی سبزی لئے ہون تو وہ زمین بہت اچھی
ہو گی، اس کے بعد وہ مٹی جو اس گھڑے مین رکھی گئی ہے سونگھی جائے اگر اس کی بو
ویسی ہی ہو جیسی دفن کرنے سے قبل تھی یا اس کے قریب قریب ہو تو وہ زمین غالب درجہ
اچھی ہے اور اگر اس کی بو مین تغیر ہو گیا ہو تو یہ غور کرنا چاہئے کہ کس چیز سے متغیر ہوئی
ہے پس اگر ترشی یا تلخی یا اسی کے مثل کی چیزون کی بو سے متغیر ہو گئی ہو تو ان مین ایسی
چیزون کی زراعت کرین جنکو ترشی وغیرہ کی بو موافق ہوتی ہے اور اگر ان چیزون کی بو سے
زمین کی بو متغیر نہین ہوئی ہو تو وہ زمین اچھی تصور کیجائے اس مٹی کو نکالنے کے تھوڑی
دیر بعد چکھنا چاہئے اگر اس کا ذائقہ کنوئین کی اس گرم اور سرخ مٹی کی طرح ہو جو نکالکر
خشک کر دیگئی ہو تو وہ زمین اچھی ہو گی اور اگر اس کا ذائقہ نمکین تلخ یا ترش ہو تو جیسا
ذائقہ ہو گا اسی لحاظ سے وہ کار آمد ہو گی،

زمین کے شناخت کی دوسری مختصر ترکیب

تھوڑی سی مٹی میٹھے پانی مین ملا دیجائے اور چھوڑ دیجائے پھر اس کو کئی مرتبہ جھولا جائے اور چھوڑ دیا جائے، اس کے بعد وہ چکھی جائے اور غور کیا جائے کہ اس کا مزہ کیسا ہے اور اس سے بھی اچھی صورت یہ ہے کہ مٹی کو گرم کھولتے ہوئے میٹھے پانی مین ڈال دیا جائے، اور پھر وہ بار بار جھولا جائے اور ہر حرکت کے بعد اس کو ساکن کرنے کے لئے چھوڑ دیا جائے جب پانی بالکل ٹھنڈا ہو جائے تو ایک ایک گھونٹ پیا جائے، پھر اس کا مزہ صاف بتا دے گا کہ یہ زمین اچھی ہے یا خراب،

ایک اور ترکیب

زمین کے گڈھے سے ایک کافی مقدار مین مٹی لی جائے اور سونگھی جائے اگر اس مین اچھی مٹی کی طرح خوشبو ہو اور وہ ہر قسم کے خراب ذائقہ سے محفوظ ہو تو وہ زمین اچھی خیال کی جائیگی، سونگھنے کے بعد پھر یہ مٹی چکھی جائیگی اور جس طرح اسکی خوشبو کا پتہ چلایا گیا ہے اسی طرح اس کے ذائقے کا پتہ چلایا جائے گا، ذائقہ معلوم کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کسی برتن مین ڈال دی جائے اور اوپر سے شیرین پانی ڈالا جائے جو یا تو دجلہ کا پانی ہو یا ایسے جیسے دریا کا ہو اور پھر اس کو حرکت دی جائے اس کے بعد چکھا جائے اس سے اس مٹی کے ذائقہ کا پتہ چلے گا، جیسا ذائقہ ہوگا اسی قسم کا حکم لگایا جائے گا، کیونکہ مٹی کے ذائقہ کا پتہ اس وقت تک نہین چلسکتا ہے جب تک کہ اس مین میٹھا پانی نہ ملایا جائے،

اچھی اور صالح زمین کے شناخت کی ترکیب بذریعہ نبات کے

اس کا طریقہ یہ ہے کہ زمین کی روئید گی مثلاً گھاس یا کانٹا وغیرہ کو دیکھ کر اندازہ کرے اگر وہ قوی اور مضبوط ہون اور اُن کی نشو و نما اچھی ہو آپس مین ملے ہون تو وہ زمین قابل زراعت ہے، اور اگر وہ کمزور ہون اور نشو و نما اچھی نہو تو وہ زمین آفات سے محفوظ نہین رہ سکتی ہے،

قوثامی کا بیان ہے کہ بعض لوگ صرف زمین کی نبات کو دیکھ کر اس کا فیصلہ کرتے ہین کہ آیا وہ اچھی ہے یا خراب، خواہ وہ ایک ہی قسم کی گھاس نہو، مثلاً سوسن ( ) موسج ( ) شوک ( ) علیق (گلاب کے مانند ہوتا ہے) وغیرہ لوگ ان کی شاخ یا پتی لیکر خوب کوٹ لیتے ہین اور پھر ان کے مزہ اور ذائقہ کو اچھی زمین کے درختون کے پتون کے مزہ سے مقابلہ کرتے ہین جس سے وہ زمین کی اچھائی اور برائی کا اندازہ کر لیتے ہین، اور (ط) مین بھی ایسا ہی ہے، کہ زمین کی نبات سے اس کے جید اور ردی ہونیکا اندازہ انسان خود کر سکتا ہے،

قوثامی کے نزدیک کھاری، تر، شاداب، نرم اور پانی کم جذب کرنے والی زمین مین زراعت کیجا سکتی ہے، لیکن سخت، شور، حار، بہت ہی نرم بہت ہی خشک زمین مین اور ان کے علاوہ جن زمینون مین خود رو خراب پودے ہوتے ہین نہ تو انکی اصلاح ہو سکتی ہے اور نہ یہ قابل زراعت ہین، مثلاً جعدہ (عنبر بید فارسی مین کہتے ہین) افسنتین (بابونہ کی طرح ہوتا ہے) زوفا (گھاس زمین پر پھیلتی ہے) قیصوم ( ) ہندبا البری (کاسنی) خربق اسود (کٹکی سیاہ) جو کہ نبطیون کے نزدیک ایک قسم کا زہر ہوتا ہے،

کبر (   ) عوسج احمر (   ) یہ تمام چیزین یا اس قسم کی اور چیزین خراب زمینون
مین اُگتی ہین ، اور وہ بدبودار زمین جو بہت گرم ہوتی ہے اس مین تو کوئی
چیز اُگتی ہی نہین، البتہ کم پانی والی شور زمین مین عکرش جسکو ثِیل بھی کہتے ہین اُگتا
ہی اور جو زمین زیادہ سخت نہین ہوتی اس مین شیح اور جسکو عرب مین قیصوم کہتے
ہین پیدا ہوتا ہے ،

نیبوشاد کا خیال ہے کہ کم سیراب شدہ سخت زمین مین اکثر سوسن ابیض، نرگس
اور بصل (پیاز) یا ان کے متشابہ چیزین جنکی جڑین زمین مین لگائی جاتی ہین اور پھر
اوپر اُگ آتی ہین، لیکن اگر اس قسم کی چیزین نرم شاداب اور تر زمین مین اُگین تو
یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ قابل زراعت ہین اور بہت سخت زمین ایک قسم کا کیرا اُگتا ہی
جسکی پتیان بہت چھوٹی ہوتی ہین اور بڑی پیاز بھی ہوتی ہے جسکو رومی انسکلہ کہتے
ہین ، جس کے کھانے سے چوہے فوراً مر جاتے ہین اسی بنا پر اس کو بصل الفار کہتے
ہین، ہین ، اور یہی عنصل یا بصل الفار سخت پتھریلی زمین مین بھی پیدا ہوتا ہے اسکی
سختی گچ اور پہاڑ کے چٹانون کی طرح ہوتی ہے ، اور یہ خشک پہاڑون اور بڑے
بڑے ٹیلون مین بھی اُگتا ہے ،

کانٹے دار درخت ہموار زمین کے اس حصہ زمین مین ہوتے ہین جو قدرے
سخت ہوتی ہے اور پہاڑ اور پتھریلی زمین مین بھی پیدا ہوتے ہین، اس کے علاوہ کانٹے
تو اکثر ایسی زمین مین ہوتے ہین جس مین رطوبت کم ہوتی ہے اور سختی ہوتی ہے ،
غرضکہ درخت عموماً تر زمین مین اُگتے ہین اور خوب سرسبز و شاداب رہتے ہین ،
اور بہت ہی تھوڑے درخت خشک زمین مین اُگتے ہین ، اور چھلکے دار چیزین مثلاً

فصل انفار اور جنگلی سبزی اور ساگ وغیرہ بھی اچھی زمینون مین پیدا ہوتے ہین،
جن مین نمکینیت کے سوا اور کوئی عیب نہین ہوتا کیونکہ جنگلون مین نمکین مٹی بہت
زیادہ ہوتی ہے لیکن یہ کھاری مٹی ساگ وترکاری کے لئے بہت زیادہ مفید ہے،
یہی وجہ ہے کہ اکثر ساگ وسبزیان کھاری زمین پیدا ہوتی ہین اور جن ترکاریون کو
کھاری مٹی نہین ملتی وہ مزے اور لذت مین اچھی نہین ہوتین زمین کی شناخت
اس کے نبات سے بھی ہوتی ہے اس طرح پر کہ اگر وہ پودے جو عام طور سے کھاری
زمین مین ہوتے ہین دوسری جگہ پر بو دیئے جائین اور وہ اُگ جائین تو یہ سمجھنا چاہئے
کہ اس مین بھی نمک غالب ہے اسی طریقہ سے کمزور اور باریک کانٹے جیسے حسہ (
جسکو شوکۃ الحصیر کہتے ہین جب یہ کسی اچھی زمین مین پیدا ہوجاتے ہین تو اس سے یہ اندازہ
کرلینا چاہئے کہ یہ زمین بار بار زراعت سے کمزور ہوگئی ہے،

فصل

وہ اقسام زمین جن فلاحت (یعنی تعمیر) اور مخصوص علاج کی ضرورت ہے،

ط مین ہے کہ دسمی اور ثقلی یہ دونون زمینین تقریباً اپنی نوعیت مین ایک
ہی ہین دسمی زمین پر ایک قسم کی رطوبت رہتی ہے اور نرم اور سیاہ ہوتی کبھی بالکل
کھوکھلی سی ہوتی ہے اس کے بعض اوصاف بنفشئی زمین کے بیان مین گذر چکے ہین
ان دونون زمین کا بہترین علاج یہ ہے کہ سخت حرارت کے زمانہ مین ہر ماہ مین
دو مرتبہ پھاوڑے یا کدال سے کھود ڈالا کرین، تاکہ تین ماہ کے اندر کم ازکم اس مین یہ عمل
چھ یا سات مرتبہ ہوجائے، پھر اس کے بعد سراون یا کسی آلہ سے مٹی باریک کردی جائے
کیونکہ اس عمل سے مٹی باریک ہوگی اور اس مین گرمی پیدا ہوگی تو اسکی دسمیت جو زیادہ

تھی کم ہو جائے گی، اور ثقل بھی کم ہو جائیگا اس سے یہ مقصد نہین کہ دسمیت کا بالکل ازالہ ہی کر دیا جائے. بلکہ اس کا زیادہ حصّہ نکل جانا چاہیئے اس لیے کہ اگر بالکل اسکی وسمیت جاتی رہی تو ہم کو پھر اس وسمیت کے لانے کی ضرورت پڑیگی، ان دونون زمینون کا اس سے زیادہ اچھا کوئی علاج نہین، بسا اوقات رقیقہ (وہ زمین جو اوپر نرم ہو اور اندر پتھریلی ہو) کے علاج کی بھی ضرورت پڑتی ہے، نیبوشاد کا خیال ہے کہ ارض رقیقہ، ارض وسمہ (وہ جس کے اوپر کی سطح نم ہو) کے مشابہ اور ارض وسمہ ارض عرقہ (وہ جس مین نمک ہو) کے مشابہ ہے اس لئے اس کے نزدیک یہ تینون زمینین مشابہ ہین، بعض کسانون اور فلاحین کا خیال ہے کہ رقیقہ اور نزہ (جس مین پانی بہت کم ہو) ایک ہی زمین ہے اور بعض کہتے ہین کہ رقیقہ ہی عرقہ ہے لیکن ان لوگون کا یہ خیال صحیح نہین ہے، بلکہ عرقہ زمین، نزہ اور رقیقہ کے درمیانی زمین ہے،

بہت ہی نرم زمین بھی فاسد زمین ہے یہ وسمہ سے بالکل مختلف اور متضاد ہے اس کا ذائقہ حموضت (کھٹّا پن) اور تفاہتہ (بے مزہ) کے مابین ہوتا ہے، یہ زمین اپنی رقت کی وجہ سے ضعیف ہوتی ہے اور یہ بھی قابل علاج ہوتی ہے اس کا بھی علاج یہی ہے کہ اس کو بار بار دھوپ مین کھود کر درست کرین تاکہ کچھ حصّہ جل جائے، لیکن بہت زیادہ نہ جلنے پائے اس لیے کہ اگر زیادہ جل جائے گی تو بالکل ریت ہو جائے گی پھر بجز ضعیف پیداوار کے اور کوئی اچھی چیز نہ ہو سکے گی، نیبوشاد کے نزدیک ارض وسمہ اور ارض رقیقہ دونون برابر ہین یہ مقولہ ایک مضحکہ سا معلوم ہوتا ہے، اس لئے کہ ہمارے نزدیک ارض رقیقہ، ارض وسمہ کے بالکل متضاد ہے نیبوشاد کے نزدیک ارض رقیقہ کے اصلاح کی صورت یہ ہے کہ ربیع مین اوسکو

کئی مرتبہ الٹ پلٹ دیا جائے اور پھر بکثرت کھاد تیار کر کے اس مین ڈالین لیکن خمیر کی
لید نہ شامل کرین کھاد سے یہ زمین بہت اچھی ہو جائے گی اور جس چیز کو بوئین گے اسکے
اُگنے مین یہ معاون ہو گی، اس قسم کی وسمی زمین مین انگور کی کاشت بہت اچھی ہوتی ہی،
اس مین انگور کی بیل بہت سر سبز و شاداب ہوتی ہے اور اسکی شاخین اور جڑین موٹی
اور مضبوط ہوتی ہین اور بہت ہی رسدار انگور پیدا ہوتے ہین، جس سے بہترین شراب
بنائی جاسکتی ہے، اس کے علاوہ تمام وہ درخت جو انگور کی طرح ہوتے ہین ایسی زمین
مین بہت اچھی طریقہ سے پیدا ہوتے ہین، خواہ پودے ہون یا بیلین ہون، نیبوشاد نے
جس جگہ ارض، قیقہ کا تذکر کیا ہے لکھا ہے کہ یہ زمین بہت ہی ضعیف اور کمزور ہوتی ہی،
اس کو بار بار کھودنا نہین چاہیے، ورنہ یہ کھوکھلی ہو جائے گی اور زیادہ کمزور ہو جائے گی،
ایسی زمین مین خصوصیت سے جو کی کاشت بہت اچھی ہوتی ہے، جب یہ کھود کر درست
کر دی جائے تو پھر پانی سے اچھی طرح سیراب کرنا چاہیئے تاکہ یہ پانی زمین کے نقص کا
ازالہ کر دے، اس صورت مین جو کی پیداوار بہت اچھی ہو گی، اور اگر اتفاقاً جو کے
اُگنے کے قبل بارش ہو گئی تو پھر یہ جو کی فصل بہت اعلی ہو گی،

نیبوشاد نے کم کھاری زمین کا نام بھی ارض رقیقہ رکھا ہے، اس کا یہ قول البتہ
کچھ صحیح معلوم ہوتا ہے، یہ بھی ایک قسم کی کمزور زمین ہے جس کے خاص اوصاف ہین
اور خاص علاج ہین، اس زمین کا علاج یہ ہے کہ اس مین گائے کا گوبر ڈالا جائے
مگر اس گوبر مین اچھے قسم کی مٹی ملی ہوئی ہو، اور اس گوبر مین سیستان کی پتی اور
اس کے پھل اور شاخ کو جلا کر ملا دیا جائے کہ وجلا کر اس کی راکھ ملا دیجائے
اور اس راکھ کو مٹی یا گوبر مین مخلوط کر کے ڈالین تو اس قسم کی زمین کے لئے بہت مفید

ہوگا، بلکہ بار بار کھاد بنا کر ڈالنے کی ضرورت ہے، اس قسم کی زمین مین ان چیزون کی کاشت کرنی چاہیئے جو سطح زمین ہی پر پیدا ہوتی ہون مثلاً ٹھنڈے ساگ اور جرجسیر (تیرہ تزک جسکو ہندی مین ترمرا کہتے ہین) اور حرف (سپندان (راتی ہو) وغیرہ

ریتیلی زمین اپنی ریت کے اختلاف کی بنا پر مختلف رنگ کی ہوتی ہے، اس لئے پہلے بہل تعمق نظر سے یہ معلوم کرنا چاہیئے کہ اسکی ریت کس رنگ کی مٹی کے ساتھ شامل ہے، ریتیلی زمین ہمیشہ نرم ہوتی ہے اس لیے کہ ریتیلی زمین مین ہمیشہ نرم اجزا ہوتے ہین ایسی زمین مین بہت ہی کمزور لیکن یکسان پیداوار ہوتی ہے اور خصوصیت سے ریتیلی زمین مین ہر قسم کے انگور بالکل یکسان ہوتے ہین ایسی زمین تمام عیوب سے منزہ ہوتی ہے لیکن بڑی بات یہی ہے کہ اس مین ریت مخلوط ہوتی ہے، اس کا علاج بھی وہی ہے جیسا کہ دونون دسمی اور ثقلی زمینون کے بیان مین گذر چکا ہے ان زمینون مین سے جس قسم کی زمین ہوگی ویسا ہی علاج کیا جائے گا، مناسب یہ ہے کہ جس وقت یہ زمین زراعت کے لئے الٹی پلٹی جائے اس وقت اس مین گدھے کی لید جس مین سبزیون کی پتیان اور تنکے اور جو یا گیہون کے بھوسے ملے ہون مخلوط کر دیجائے اور اس قسم کی اصلاح اگر فصل خریف مین کیجائے تو بہت اچھا ہے ارض صلبہ (سخت زمین) اسکی بہت سی قسمین ہین، ان مین سے بعض کا رنگ سفید ہوتا ہے یہی ان کا اصلی رنگ ہے، اور بعض مین سفیدی کم ہوتی ہے، جس زمین مین سفید غالب ہوتی ہے اوسکو حصیتہ (یعنی کچھ دار) کہتے ہین اور جو اس سے کم سفید ہوتی ہے وہ صلبی زمین کہلاتی ہے ایسی زمین مین کھجور اور پھول نہین لگائے جاتے البتہ ایسے درخت جنکے دانے کھانے مین آتے ہین انکی

کاشت ہو سکتی ہے،

ط مین ایک دوسرے مقام پر یہ ہے کہ ایک صلبی زمین ایسی بھی ہوتی ہے، جس مین سفیدی کم ہوتی ہے، لیکن خاکی رنگ غالب ہوتا ہے اس کا نام ہم نے شدیدہ رکھا ہے یہ زمین بہت سخت نہین ہوتی بلکہ کچھ نرم ہوتی ہے، سخت زمین، گیہون، جوار، چنا، مسور ور بڑے بڑے درخت مثلاً اخروٹ، خندق، (بندق ولایتی میوہ سرخ رنگ کا بیر کے برابر ہوتا ہے) زیتون اور اسی قسم کے میوہ جات کے لئے مناسب اور موافق ہوتی ہے،

ایسی زمین کا بہتر علاج یہ ہے کہ کثرت سے اس مین ہل چلایا جائے تاکہ اسکی ضلابت دور ہو اور اسکی ابتدا نومبر سے کرنی چاہئے اور ہر دس دن کے بعد ہل چلایا جائے اور اس مین جو بڑے بڑے ڈھیلے ہون ان کو توڑ کر باریک کر دیا جائے اور کاشتکارون کو چاہئے کہ اسی مین گائے بکری اور بھیڑ وغیرہ کو رکھین تاکہ اسی کھیت کے اندر وہ پیشاب و پائخانہ کرین اور اسی مین سے آئین جائین تاکہ اسکی مٹی باریک ہوتی رہے، اور آدمی بھی اسی کھیت مین سے آمد و رفت رکھین بلکہ اچھا تو یہ ہے کہ اس زمین کو بھیڑ، بکری گائے اور انسان اپنے قدمون سے روندین تاکہ اچھی طرح باریک ہو جائے، اور ایسی زمین مین اگر مینگنیان ڈالی جائین تو اور اچھا ہے،،

ارض حجری کو ارض جبلی بھی کہتے ہین یہ اقلیم بابل مین بہت ہی ٹھنڈے مقامات کے قرب و جوار مین زیادہ تر پائی جاتی ہے، اور ط مین ہے کہ ارض جبلی وہ ہے جو نہ بہت زیادہ سخت ہو اور نہ بہت زیادہ نرم ہو بلکہ ارض حجری اور ارض رخاوی کے بین بین ہو اور حجری زمین ارض مذکورہ سے زیادہ سخت ہوتی ہے،

اس کا علاج یہ ہے کہ موسم گرما مین لوہے کے بڑے بڑے اوزار دون مثلاً کدال یا پھاوڑے سے کھود کر الٹ پلٹ دیجائے اور پھر اس مین ویسا ہی عمل کرین جیسا ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور اس طرح مٹی کو اچھی طرح باریک کر دینا چاہئے اسلئے کہ بجز اس صورت کے اور کسی طریقہ سے ایسی زمین مین کاشت نہین ہوسکتی، انیسیؔ زمین زمین ہمیشہ رات کے وقت ہل چلانا چاہئے، یا تو شروع رات سے آخیر تک یا نصف شب سے آخیر شب تک اور دن مین زیادہ سے زیادہ دن نکلنے کے بعد دو گھنٹہ تک ہل چلا سکتے ہین، کیونکہ یہ زمین رات کے وقت ٹھنڈی ہوتی ہے اسلیے رات ہی کے وقت اس مین ہل وغیرہ چلانا چاہئے، اس مین اور صلبی زمین مین رات کے وقت عمل کرنا چاہئے، کیونکہ اگر دن کے وقت اس مین عمل کیا جائے تو سورج کی گرمی سے زمین گرم ہوکر بیلون کو نقصان پہنچائے گی، اور بیمار ڈال دے گی، اور چونکہ یہ زمین بہت سخت ہوتی ہے اس لئے ایک ایک ہل مین چار بیل جوتے جائین، اور دو بیل کافی نہ ہون گے، اور اس کا ہل بھی لانبا اور مضبوط ہو تا کہ زمین گہری جوتی جا سکے اور پھر ڈھیلے توڑ دیئے جائین یہانتک کہ ایک ڈھیلا بھی رہنے نہ پائے یہ سخت زمین بیلون کو تھکا دیتی ہے اس لئے کسانون کو چاہئے کہ اپنے پاس کوزے اور ٹھنڈا پانی رکھین اور بعض بعض وقت بیلون کے منھ اور گردن کو پانی سے دھوکر پونچھ دیا کرین اور سر پر پانی کو چھڑک دیا کرین اس سے بیلون کو ایک قسم کا آرام پہنچتا ہے اور تھکن کم ہوجاتی ہے،

ارض حمرہ (سرخ) اس کو کسی علاج کی ضرورت ہی نہین اس لیے کہ اس مین کوئی مرض ہی نہین ہوتا ہے، اسکی کاشت کا یہ طریقہ ہے کہ وسط خریف مین

چھوٹے چھوٹے ہلون سے جوت دی جائے مگر زیادہ عمیق نہ جوتی جائے، کیونکہ اس مین اسکی ضرورت ہی نہین ہے،

ارض رمادی، (خاکی رنگ کی زمین) وہ زمین ہے جو سفیدی مائل ہوتی ہی لیکن غبار آلود ہوتی ہے، یہ بھی خراب زمینون مین شمار نہین کی جاتی، اس لئے کہ اس مین بہت سی چیزین پیدا ہوتی ہین اور بہت سے درختون کی مثلاً کھجور، انگور وغیرہ کی کاشت ہوتی ہے، کیونکہ اس زمین مین یبوست غالب ہوتی ہے اور ساتھ ہی تری کو جلد قبول کرلیتی ہے، لیکن جب کھجور، انگور، یا اور کوئی درخت اس زمین مین لگا دئیے جاتے ہین تو اس کو ہمیشہ پانی سے سیراب کرنے کی ضرورت پڑتی ہے، ہان ایسی زمین ترکاریان اور ساگ وغیرہ نہین ہوسکتے، چونکہ اس زمین مین پانی رہتا ہے اس بناپر وہان یا اس قسم کے غلون کی زراعت کے لیے بہت مناسب ہوتی ہے، ایسی زمین مین جو، گیہون اور سبز مونگ (جلبان) کی بھی زراعت ہوسکتی ہے اور یہ زمین (دخن) چینیا، مصور، لوبیا، چنا اور ماش کی کاشت کے قابل نہین ہوتی،

ارض عجبیہ، اس زمین کا رنگ بہت ہی سیاہ ہوتا ہے اور کبھی سیاہی کچھ کم ہوتی ہے، لیکن سفیدی بالکل نہین ہوتی اسکی سطح پر ایک قسم کی تری پائی جاتی ہے یہ زمین ارض رمادی کے مشابہ ہوتی ہے اور اس کے تمام خصوصیات اور ضروریات اسی کے مثل ہوتی ہین، یہ زمین کھجور کے درخت کے لئے بہت مناسب ہوتی ہے اور جب یہ زمین بار بار سیراب کیجائے تو بہت اعلیٰ درجہ کی زمین ہوجاتی ہے، خصوصًا یہ زمین بیلون کے لئے بہت موزون ہوتی ہے مثلاً انگور نیز تمام چھوٹی اور

ترکاریون کے موافق ہے، جیسے (کرنب) کرم کلہ (اسفاناخ) پالک (سلق) چقندر (جس تخم کا ہو (تبنیط) سخت قسم کا چقندر (حرف) رائی وغیرہ اور چھوٹی ترکاریان بھی پیدا ہوتی ہین جیسے (نعنع) پودینہ (باذروخ) بقلۃ الحمقار یا خرفہ (کرفس) اجمود وغیرہ، جن چیزونکی اس زمین مین کاشت ہوتی ہے ان کو پانی کی سخت ضرورت ہوتی ہے اور اگر یہ عجمی اور مادی زمین ایسی جگہ پر ہو جہان پانی پہنچتا ہو اور وہ ایک مدت تک قائم رہے تو یہ نہایت عمدہ زمین ہوگی، اس مین ککڑی کھیرا، خربوزہ اور انگور کی کاشت اچھی طرح کیجاسکتی ہے، غرضکہ پھر اس مین دوبارہ کاشت ہوسکتی ہے لیکن اس کے بعد کچھ دنون کے لئے بغیر کسی کاشت کے چھوڑ دینا چاہئے تاکہ زمین پھر درست ہوجائے، ارض خزفیہ (ٹھیکری والی زمین) اس زمین کی سطح پر موسم گرما کے زمانے مین ایک قسم کا خزفی قوام چڑھا رہتا ہے اور اس کا رنگ کچھ سرخی لئے ہوئے ٹھیکریون یا مٹی کے پکے ہوئے برتن کے مانند ہوتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ اس کو عمیق کھودکر مٹی باریک کیجائے تاکہ اس کے سخت اجزار دوسرے نرم اجزار کے ساتھ مل جائین متواتر اس کو کوٹنا چاہئے تاکہ بالکل نرم ہوجائے اور پھر اس پر جواہ باقلا کا بھوسہ گوبر مین ملاکر ڈالا جائے،

ارض خربقیہ، اس زمین کی بو (خربق) یعنی کنکی کے بو کی جیسی ہوتی ہے بلکہ ایک قسم کی بدبودار ہوتی ہے، یہ زمین مذکورہ بالا زمینون سے بدتر اور خراب ہے یہ اپنی حرارت کی وجہ سے تمام مزروعات کو خراب کردیتی ہے البتہ یہ باقلا کے لئے مناسب ہے،

ارض نزۃ (جو تر ہو) اور ارض عرقہ (جو بھیگی ہو) ان کا علاج یہ ہے کہ ان زمینون کے درمیان مین کنارون پر اور مختلف مقامات مین ہمیشہ آگ جلائی جائے جس کی وجہ سے ان کی تری اور عرقیت جاتی رہے گی، مگر اس علاج مین ایک خطرہ یہ بھی ہے کہ کبھی یہ

زمینین اس علاج کی وجہ سے جل جاتی ہین اور ان کا مزہ خراب ہوجاتا ہے، یہانتک کہ پہلی حالت سے بھی بدتر ہوجاتی ہے، اور ان کے علاوہ جن علاجون کا ذکر اوپر کیا گیا ہی وہ بھی اس کے لئے مفید ہین، ان دونون زمینون مین (کرنب) کرم کلہ (قنبیط) سخت قسم کا چقندر (آس) اور اسی قسم کے دوسرے درخت بھی ہوتے ہین،

ارض مالحہ (شور زمین) اس زمین کی بہت سی قسمین ہین، بعض تو محض کھاری ہوتی ہین، بعض کھاری اور ترش ہوتی ہین، بعض مین کڑوا پن بھی ہوتا ہے، بعض مین ایک قسم کا قبض ہوتا ہے، جو زمین حقیقۃً کھاری ہوتی ہے اوسکی سطح پر ایک قسم کی سفیدی نمایان ہوتی ہے، اور یہ حالت ابتدا ہی سے شروع ہوجاتی ہے اس کا نام صنوبریت نے ملوحۃ طافیہ رکھا ہے، کیونکہ اسکی ملاحت زمین کے اوپر فوراً نمایان ہوجاتی ہے، یہ حالت اکثر انگور کے کھیت مین پیدا ہوجاتی ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ ایسے انگور کے قرب وجوار مین جو کی کاشت کی جائے جو اس کی ملاحت کو دفع کردے گا، اس قسم کی زمین کے علاج عام اور خاص دونون ہین لیکن عام علاج کافی ہے ایسی زمین کھجور کے درخت کے لیے بہت مناسب ہے اس کا عام علاج یہ ہے کہ (تشرین اول) کاتک کے مہینہ مین اگر ابتدار ماہ مین بارش ہوجائے تو ایک ہفتہ کے بعد اس مین ہل چلایا جائے اور اگر بارش آخر ماہ مین ہو تو اس مہینہ کے آخر دنون مین ہل چلایا جائے اور اگر ایسی کھاری زمین ہو جس مین دوسرے ذائقہ بھی مخلوط ہون تو (تشرین ثانی) یعنی ابتدار اگہن مین دو تین دن گذرنے کے بعد ہل جوت دیا جائے اور اس سے زیادہ تاخیر نہ کرنی چاہیے اس کے بعد باقلا کی پرانی لکڑیان اس قدر چور ڈالی جائین کہ وہ بھوسہ بن جائین ان کو تمام زمین پر پھیلا دیا جائے اور اس کے بعد اگر زمین زیادہ وسیع ہو تو بعض بعض مقامون پر

اس کے بعد ہل چلایا جائے اور تھوڑے سے پانی کا چھڑکاؤ کر دیا جائے پھر اس کو کچھ دن کے لئے چھوڑ دیا جائے، اگر ایسا ہی عمل تمام فاسد زمینوں کے ساتھ کیا جائے تو وہ درست ہو جائیگی لیکن جس زمین کا مزہ بہت ہی تلخ ہوتا ہے وہ اس ترکیب سے نہیں درست ہو سکتی بلکہ اسکے لئے ایک دوسرا علاج ہے، جو زمین کہ خالص کھاری ہو یا اس میں اور دوسرا ذائقہ ہو، لیکن ملاحت غالب ہو، تو اس پر زیتون کے تیل کا تلچھٹ جس میں نہ کوئی نمکینی ہو اور نہ کوئی دوسرا ذائقہ ہو بلکہ صرف زیتون کا مزہ ہو، اس کو اولاً زمین کو بغیر جوتے ہوئے چھڑک دیں اس کے بعد جوت دی جائے، اور روغن زیتون کا تلچھٹ چھڑکا جائے غرضکہ اسی طرح سے یہ عمل تین بار کیا جائے پھر گائے کا گوبر ڈالنے کے بعد اپنی حالت پر چھوڑ دی جائے اور کچھ عرصہ کے بعد چھوٹے ہل سے جوت دی جائے لیکن عمیق نہ جوتی جائے، اور پھر جو، میتھی، چنا، چقندر، لوکی، خطمی کی زراعت کیجائے اور متفرق طور پر کھجور کے درخت بھی لگا دیئے جائیں یہ تمام چیزیں اسکی ملاحت کو جذب کر لیں گی، اس میں ہمیشہ گائے دبیل کا گوبر اور زیتون کا تلچھٹ ڈالتے رہیں لیکن گائے کا گوبر بہت دنوں کا نہ ہو بالکل تازہ ہو، انشاء اللہ اس ترکیب سے زمین درست ہو جائے گی،

کھاری زمین کا دوسرا علاج،

ابتداء اکتوبر میں زمین اُلٹ پلٹ دی جائے تاکہ بارش کی وجہ سے اس کا کھاراپن دھل جائے اسی طرح اور دوسری خراب زمینیں مثلاً ترش قابض وغیرہ کو درست کرنا چاہئے، لیکن جس زمین میں تلخی غالب ہوتی ہے وہ بہت بدترین زمین ہوتی ہے اسکی درستی بہت مشکل ہوتی ہے، یہ تخم کو اُگنے سے قبل نیست و نابود کر دیتی ہے اس میں ایسی

خرابیان ہوتی ہین جو اس کو درست ہونے نہین دیتین، اس کا علاج یہ ہے کہ پہلے پہل فروری کے نصف آخیر مین اور مئی کے ابتدائی ایام مین جس قدر ہوسکے میٹھے پانی سے بھردیا جائے یہانتک کہ وہ بہت دنون تک باقی رہے اور اگر موسم سرما مین نصف (ستمبر) کنوار تک رہے تو یہ اس کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، لیکن کنوار کے بعد پانی نہ رہنا چاہیئے، اور اگر یہ صورت نہ ہوسکے، تو پھر یہ کرے کہ سوکھا کدو، بقلی، بار دہ اور انگور کی پتیان، ان تمام کو چھلکا اور بیج وغیرہ کے ساتھ ٹکڑے ٹکڑے تراش کر خوب خشک کرلے، پھر ایک چمڑے کی مشک مین جس مین میٹھا پانی ہو ملا دے اور کھاری زمین کو ہلکا سا جوت کر اس مین یہ پانی چھڑک دے، غالباً دس جریب (ایک جریب ۳۶۰۰ گز کا ہوتا ہے) کھیت کے لئے ۱۰ مشک پانی کافی ہوگا، یا اس سے زیادہ بھی ڈالین تو کوئی حرج نہین ہے یہ ترکیب آخیر رات کے وقت کیجائے یا صبح سے تین گھنٹہ دن تک، اور اگر یہ عمل بار بار کئی مرتبہ کیا جائے تو اور زیادہ مفید ہوگا، اسکی ترکیب یہ ہے کہ جب زمین مین ذرا تری باقی رہے تو جوتی جائے اسکے بعد پانی چھڑکا جائے اور میٹھے پانی مین تھوڑی اچھی مٹی جس مین نہ کوئی ذائقہ ہو اور نہ خوشبو ہو ملادی جائے، اس کو بھی چھڑک دیا جائے اور ہر مہینہ مین دو مرتبہ کھودی جائے اور یہ عمل کم ازکم ایک سال یا دو سال تک کیا جائے کم سے کم دو موسم گرما ضرور گذرنے دیا جائے انشاء اللہ اس سے زمین درست ہو جائیگی اور بہترین علاج ہوگا، خصوصاً اگر یہ مرض قدیم نہ ہو تو ہمیشہ ایسا کرنے کی ضرورت نہین ہے،

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اگر زمین بہت کھاری ہو اور قابض و خراب ہو تو اس کی درستی کی ایک یہ بھی صورت ہے کہ اس مین لعاب دار چیزین مثلاً (قطونا) روئی کا درخت میتھی، باقلا، جو، ماش، (تخم الرشاد) ہالون یا ترہ تیزک، ترمس، یا اسی قسم کی چیزون کی کاشت

کیجائے، یہ زمین یا تو پانی کے قیام کی وجہ سے یا دوسرے مذکورہ علاج سے زیادہ اچھی ہوجائیگی
اوران کے علاوہ اقلیم بابل مین اس کا قدرتی علاج یہ ہے اگراس قسم کی زمین جو بہت
تلخ و ترشش اور بدمزہ ہے اس پر چالیس دن تک اتفاقاً برابر چھایا رہا اور پھر اتنے
دنون تک دھوپ نہ لگے تو یہ زمین خود بخود جید اور اچھی ہوجاتی ہے اور پھر کسی علاج
کی ضرورت باقی نہین رہتی اس کے بعد جب یہ درست ہوجائے تو اس مین لعاب دار
چیزون کی کاشت کی جائے، اس لئے کہ یہ لعاب دار چیزین اس زمین کی بقیہ خرابی اور
بدمزگی کو جذب کرلین گی، کبھی ان چیزون کی ایک ہی مرتبہ کی زراعت اس کے لیے کافی
ہوتی ہے اور کبھی کئی کئی مرتبہ انھی اشیار کی کاشت کرنی پڑتی ہے، اگر اس زمین (ا
ازلودرخت) زنزلخت، بادام تلخ، (آس) مورد اور غار کی کاشت کیجائے تو یہ چیزین اس
زمین کے لئے بہت زیادہ مفید ہونگی اور زمین کی تمام تلخی کو جذب کرلین گی،

قوثامی کا اور میرا خیال یہ ہے کہ لعاب دار چیزون کے ساتھ اگر خطمی اور کشمش کے
بھی درخت لگائے جائین تو بہت زیادہ مفید ہون گے اور زمین کی تمام خرابیون کو دور
کردین گے، ارض حامضہ (ترش زمین) کی صورت یہ ہوتی ہے، کہ کبھی ارض نزہ اور
ارض عرقہ جو ارض رقیقہ ہوتی ہے، کبھی اُن کی تری اور رقت مین ترشی آجاتی ہے،
اس کا پتہ ذائقہ سے چلتا ہے، کبھی تو صرف مٹی کے چکھنے سے معلوم ہوتا ہے، اور کبھی پانی
ملا کر چکھنے سے معلوم ہوتا ہے، لیکن یہ تمام خرابیان علاج سے بالکلیہ دفع ہوسکتی ہین
جتنی مرتبہ بھی اس مین پانس ڈالی جائیگی یہ زمین اچھی ہوتی جائے گی وہ پانس جس سے
زمین کی حموضت دور ہو اس کی ترکیب یہ ہے کہ آدمی کے غلیظ اور گائے کے گوبر مین
انار کی راکھ ملا کر تیار کیجائے جس سے بہت جلد زمین درست ہوجائیگی،

یادرکھو: تمام خراب زمینین خواہ ان مین ملاحت ہو یا حرارت، حدت ہو یا
بدبو، رقت ہو یا ثقل، عرق ہو یا حموضت یا قبض وغیرہ ان تمام کے لئے سیلاب کا میلا
پانی بہت زیادہ مفید ہے اس لئے کہ جب سیلاب کا گدلا پانی ایسی زمین مین کچھ دن ٹھہر
جاتا ہے تو اس زمین کی تمام خرابیون کو دفع کر دیتا ہے اور اچھی مٹی چھوڑ جاتا ہے جس
قدر پانی گدلا ہوگا اسی قدر مصلح ہوگا، کیونکہ اگر زمین کو تبرید کی ضرورت ہے تو وہ دھوکر
ٹھنڈا کر دیتا ہے اور پھر بہترین مٹی چھوڑ جاتا ہے، اس لئے کہ سیلاب کا پانی نہایت لطیف
اور نفیس مٹی کو بہالیجاتا ہے، جو ضعیف اور کمزور زمین کو قوی کر دیتی ہے، اور وہ بہترین
پانس کے قائم مقام بنجاتی ہے، اور اگر اس زمین مین ملاحت ہوتی ہے تو وہ اپنی رطوبت
اور شیرینی سے اسکی ملاحت اور حرارت کو دفع کر دے گا، اور اگر اس زمین مین صرف
حرارت ہو تو خصوصیت سے اس کے لئے یہ پانی تمام علاجون سے زیادہ مفید ہوگا، اور
اگر زمین بدبودار ہوئی تو یہ پانی اسکی بدبو کو دھوکر اپنی خوشبودار اچھی مٹی چھوڑ جائیگا،
جس سے یہ زمین بہترین بجائیگی اور اگر یہ سیلاب ہر سال آتا رہے تو زمین کی تمام
خرابیان بدبو و بدمزگی وغیرہ سب کی سب جاتی رہینگی،

جب سیلاب چلا جائے اور زمین خشک ہو جائے تو اس زمین کو خوب اچھی
طرح جوت دیا جائے اور پھر اچھی قسم کی شیرین پانس ڈالدی جائے، اور اگر اس زمین
مین تری یا عرق پایا جاتا ہے تو بھی سیلاب کی مٹی اس کے لئے کافی ہے، اس زمین
مین ابدار (حزیران) اسارہ سے ابدار کنوار تک ہر ماہ مین ایک مرتبہ ضرور ہل چلایا
جائے غرض کہ اس چار ماہ کے اندر چار مرتبہ جوتنا اس زمین کو درست کر دیگا اور
سورج کی حرارت سے اور مٹی کے اختلاط سے اس زمین کی تری وغیرہ خشک ہو جائیگی اور

زمین اچھی ہو جائیگی،

ان کے علاوہ فاسد اور غیر معتدل زمین کا علاج عام یہ ہے کہ اگر ایسی زمین پر چوبیس گھنٹے مسلسل پانی کی جھڑی لگے، اور پھر عسال کی بارش ہو تو وہ زمین کی تمام خرابیون دھو دیگی، نمکین تلخ اور بدمزہ زمین کو یہ بارش درست کردیگی، اور تیسرا علاج وہی سلاب کا گدلا پانی اور اسکی مٹی ہے، یہ تمام بیماریون کو دفع کر دے گی، یہ تمام علاج اور بارش وغیرہ خدا کی مشیت پر ہے، پانی کا چوبیس گھنٹے برسنا پھر دو یا تین دن کے لئے کھل جانا پھر ہوا کا چلنا، اس کے بعد بارش کا ہونا اور اسی طریقہ سے کئی بار ہونا یہ سب کا سب خدا کی مشیت پر موقوف ہے،

فصل

ان اشیاء کے بیان مین جو زمینون کو درست کرتی ہین،

ا۔ جس زمین مین پتھر، اینٹ، ٹھیکری، چونا، سیسہ کی راکھ و سفیدی، کورا کرکٹ، مکانون کا کوڑا جس مین مختلف قسم کی چیزین ہون، راستون کا کوڑا جس مین چھوٹے کنکر، و ٹھکریان ہون اور جس مین مختلف اور متضاد اوصاف کی چیزین ہون مثلاً نمک پھٹکری یا مختلف قسم کی گٹھلیان ہون بہت ہی گرم مٹی ہو یا بہت ہی ٹھنڈی مٹی ہو یہانتک کہ بدبو پیدا ہو جائے یا ایسی ہے کہ جس مین تمام دوسرے جوہر ہون اور مٹی نہ ہو جیسے لکڑی کا برادہ، نرکل وغیرہ کے ٹکڑے، سنگریزے، کنکریان، چونا، غرضیکہ اس قسم کی چیزین شامل ہون، اس قسم کی چیزین اگر زمین پر زیادہ غالب ہون ہوئین تو فساد پیدا کردینگی، ایسی زمین بجز کھجور کے درخت یا اور دوسرے بڑے درختون کے اور کوئی درخت نہین اُگ سکتا، اس خراب زمین کا علاج یہ ہے کہ ایسی زمین مین اچھی مٹی

ڈالی جائے اور سب سے اچھی اور مناسب مٹی وہ ہے جو سرخ ہو اور چھونے سے
فوراً ہاتھ مین چپک جائے اس کے بعد گدھے کی لید اور گائے کا گوبر ڈال دیا جائے
اور پھر جوت کر یہ چیزین اس مین مین خلط ملط کردی جائین اور اس قدر گہری جوتی جائین
کہ یہ تمام چیزین اس زمین کے عمق مین اُتر جائین پھر پانی سے زمین سیراب کیجائے
اس طرح کہ پانی تہ تک پہنچ جائے اور خشک ہونے سے قبل پھر سیراب کیجائے
یہان تک کہ ایک ہاتھ پانی رہ جائے اور جب کئی دن کے بعد خشک ہو تو پھر
اسی قسم کی کھاد چھوڑکر زمین مین ملائی جائے اور پھر سیراب کی جائے غرضکہ یہ
عمل کئی بار کیا جائے، اس کے بعد (بادنجان) بیگن اور تمام ترکاریون اور ساگ
کی کاشت کیجائے، اگران بقول مین پودینہ زیادہ ہو تو زمین کے لئے بہت
مفید ہوگا، لیکن (قنبط)، کرم کلہ، (فجل) مولی شلجم، (جزر) گاجر (کراس الشامی)
ساگ شامی وغیرہ کی کاشت نہ کیجائے، حقیقتہً یہ زمین ترکاری اور بیگن وغیرہ
کی زراعت کے لائق ہوتی ہے، نہ یہ پھول، غلہ اور ثمردار درختون کی کاشت کے
قابل ہوتی ہے، لیکن جب زمین مین مردار چیزون کی بدبو پھیلی ہو ایسی زمین بہت
زیادہ خراب ہو جاتی ہے، اس کا علاج وہی ہے جو تلخ اور بدبودار زمین کا علاج
ہے، یہ علاج فصل خریف مین جاڑے کی آمد کے وقت کیا جائے جس کے بعد
بارش بھی ہو تو یہ بارش اس علاج مین بہت ہی معین و ممد ثابت ہوگی،

قوثامی کہتا ہے کہ میرے دوستو، اور بھائیو، تمام قسم کی فاسد و خراب زمینین
مختلف قسم کے علاج سے درست ہو جاتی ہین، بعض تو خاص درختون کے لگانے
سے اور زراعت کرنے سے درست ہوتی ہین اور غالباً یہی علاج تمام قسم کی زمینون

کے لئے بہت مفید ہے، بجز تلخ اور بدبودار زمین کے یہ زمین علاج کی وجہ سے بھی درست
نہین ہوسکتی جب تک کہ خوب بارش ہو اور سالہا سال تک اس پر پانی موجود
نہ رہے،

فصل

(ارض متخلخلہ (کھوکھلی زمین، نرم زمین، لسدار زمین، ٹھوس و سخت زمین روڑے دار زمین اور دوسری زمین کے اوصاف کا بیان،

ط‌مین ہے سکہ ارض مکسرہ (جو زمین کہ ناہموار ہوتی ہے) درختون کے بٹھلانے
کے قابل نہین ہوتی، اس کے پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ تین گڑھے ڈیڑھ ڈیڑھ
ہاتھ کے گہرے اسی زمین مین مختلف مقام پر کھودے جائین، اور ہر گڑھے کی مٹی
مٹی کے برتن مین محفوظ کر لیجائے پھر بالکل کھوکھلی زمین کی مٹی لیجائے، اور یہ مٹی
ان گڑھون کی مٹی کے ہموزن لیجائے، پھر اس مٹی کو ان گڑھون مین ڈالکر
خوب پیر سے دبا دیا جائے تاکہ ادھر ادھر پھیل نہ سکے، اب اگر دبانے سے
یہ پوری مٹی ان گڑھون مین نہ آئے بلکہ کچھ باقی رہ جائے، تو یہ سمجھ لینا چاہیے
کہ یہ زمین بہت ہی سخت ہے درختون کے بٹھلانے کے قابل نہین ہے، صرف
بقول اور غلہ کی کاشت کے قابل ہے، اگر یہ مٹی ان گڈھون مین پوری آگئی اور
کچھ نہ بچی تو یہ زمین درختون کے قابل ہے، اسلئے کہ کھوکھلی زمین درخت لگانے
کے قابل ہوتی ہے اور سخت زمین زراعت کے قابل ہوتی ہے،

ارض متلززہ اور ارض متلبد کے متعلق قدما نے تفریق کی ہے لیکن ان دونون
مین بہت کم فرق ہے، اس لئے کہ ارض متلززہ کے اجزا آپس مین بہ نسبت ارض

متلبد کے زیادہ پیوستہ ہوتے ہین، اور اس مین سخت زمین اور پتھر ہونے کی بہت زیادہ قابلیت موجود ہوتی ہے، اور ارض متلبد اور ارض مکتنزہ سے کچھ سخت ہوتی ہے، لیکن ان تینون مین بہت کم فرق ہوتا ہے، ارض متلبد اور مکتنز تقریبًا یکسان ہوتی ہین لیکن ارض متلززان سے متغایر ہے،

ارض رخوۃ اور ارض متخلخلہ مین یہ فرق ہے، کہ جو رخوۃ ہے وہ متخلخل نہین ہو سکتی اور جو متخلخل ہے وہ رخوۃ نہین ہو سکتی، ارض متخلخل وہ ہے جس کے اجزار الگ الگ ہون اور ہر ایک جزا اپنی جگہ پر یابس وخشک ہو، اور ارض رخوہ وہ ہے جس کے اجزار مین ایک قسم کا تلزز یعنی سختی ہو، لیکن انکی طبیعت و فطرت مین نرمی ہو، اسلئے ان دونون کے اجزار مین تضاد و تخالف ہے، یہ بات پہلے بھی گذر چکی ہے، کہ ہر ریتیلی زمین، نرم اور ارض رخوۃ ہے کیونکہ ریت زمین کو بالکل نرم کر دیتی ہے، ارض وسمہ وہ ارض رخوہ ہے جس کے اوپر ایک قسم کی رطوبت اور تری طبعًا غالب ہے،

ارض متلززہ اور ارض متخلخلہ مین جو زمین متوسط درجہ کی ہو یعنی نہ جس مین زیادہ تلزز ہو نہ زیادہ تخلخل ہو وہ انگور کی کاشت کے قابل ہوتی ہے، ایسی زمین کی علامت یہ ہے کہ شیرین پانی کو جذب کرکے اور اگر بعض بعض گڑھون مین باقی رہ جائے تو پھر کچھ دن کے بعد اس کو بھی جذب کرلے، اگر یہ زمین باوجود کھوکھلاپن کے ذرا باریک ہو تو پھر یہ زمین انگور کے لئے بہت زیادہ مناسب ہوگی، لیکن جس زمین مین تلزز سخت اور بہت زیادہ پایا جاتا ہو بالطبع سخت سنگریزے کی جانب مائل ہوتی ہے اس کی علامت یہ ہے کہ پانی جذب نہ کرے بلکہ اسکے اوپر ہی رہجائے

تو ایسی زمین مین انگور کی کاشت نہین ہو سکتی بلکہ انگور خراب ہو جاتے ہین، البتہ
یہ زمین لبقول وغیرہ کے لئے مناسب ہو گی، اور جو زمین پانی کو جذب کرلے،
اور اپنے اندر اس کو چھپائے اور اجزا مین سرایت نہ کرجائے، لیکن سطح ارض بالکل
خشک ہو تو یہ بھی انگور کی کاشت کے لئے مفید نہین ہے، اور جو زمین پانی کے جذب
مین متوسط درجہ رکھتی ہو، یعنی کچھ تو جذب کرلے اور کچھ اوپر باقی رہ جائے تو اس
صورت مین کیچڑ ہو جائے گی،

فصل

وہ چیزین جو کہ رطوبت ارض پر دلالت کرتی ہے ان کا بیان انشاء اللہ تعالیٰ
ان زمینون کے اوصاف کے بیان مین آئے گا، جہان پانی کے قریب اور بعد
سے بحث کیجائے گی اور یہ بیان اس کتاب کے تیسرے باب مین ہے، جس
مین زمین کی رطوبت اور یبوست سے بحث کیگئی ہے،

ط مین ہے کہ قوشامی نے یہ لکھا ہے کہ جو کچھ ہمنے اس تالیف مین بیان
کیا ہے یعنی اقسام ارض اور اُن کا اختلاف اور بعض کا بعض چیزون کی زراعت
کے لیے مفید ہونا اور بعض کا مخالف ہونا یہ ضرورت کے لئے کافی ہین، اس لئے
کہ جب انسان اتنی بات سمجھ جائے گا تو اس کو زراعت اور کاشتکاری اور درختون
وغیرہ کی پیداوار کا بخوبی علم اور اندازہ ہو جائے گا،

صغریت نے ط مین لکھا ہے، کہ درختون کا لگانا، تمام نباتات کی کاشت اور
آفات وعاہات کی دفعیہ کی ترکیب اور علاج ہر ملک وشہر مین یکسان نہین ہوتا بلکہ
ملک کے لحاظ سے ہر چیز مین فرق ہو جاتا ہے، بعض ملک مین بعض چیزین مفید

ہوتی ہین اور دوسرے ملک مین مفید نہین ہوتی، اس نے لکھا ہے کہ ہمنے جو
کچھ کتاب الفلاحۃ النبطیہ مین لکھا ہے وہ تمام اقلیم بابل یا اس کے موافق جو ملک
ہین اسکے لئے مفید اور مناسب ہے، اس کتاب کے مؤلف کا بیان ہے کہ مین
نے جو کچھ کتاب ط سے اس تالیف مین نقل کیا ہے وہ اندلس کے مغربی حصے کے
موافق ہے باوجودیکہ اقلیم بابل، اقلیم رابع مین سے ہے، بعض لوگ کہتے ہین کہ اندلس
کا کچھ حصہ اقلیم رابع مین ہے،

جب مین نے اس کتاب کو غور سے دیکھا اور اقلیم بابل کی حالت کا اندازہ
اور اس کے موسم کا خیال کیا تو وہ ہمارے ملک کے تقریباً موافق ہے، اس لئے
میری طبیعت نے مجھ کو مجبور کیا کہ ان بعض چیزون کا مین بھی تذکرہ اس کتاب
مین کردون یا ان کو اس کتاب مین نقل کردون جو کتاب الفلاحۃ مین ہین،

فصل

کتاب ابن حجاج اور فلاحۃ النبطیۃ کے دلائل اچھی اور خراب زمینونکی متعلق

انسطوسیوس آفریقی کا مقولہ ہے کہ جس زمین کے پودے طویل اور بڑے
ہون اور جنکے پتے دبیز اور سرسبز ہون اور ایک دوسرے سے گتھے ہون اور رس دار
ہون تو وہ اچھی زمین ہے، اگرچہ وہ جنگلی درخت کیون نہ ہو اور خودرو ہی کیون نہ ہو،
اور اگر وہ درخت متوسط درجہ کے ہون تو وہ زمین متوسط درجہ کی ہے، اور اگر
نباتات کمزور ہون پتیان ہلکی اور شاخین مرجھائی ہوئی کمزور ہون تو وہ زمین خراب ہے
اسی طریقہ سے جس زمین مین کانٹے اور سوکھی گھاس وغیرہ ہو وہ زمین بھی خراب ہے

قسطوس کے نزدیک اچھی زمین وہ ہے کہ جس مین تمام درخت اچھی طریقہ سے اُگین اور
متوسط وہ ہے جس مین ویسی روئیدگی نہ ہو، اور خراب زمین وہ ہے جس مین کم زراعت
ہو، ابطولیوس کے نزدیک اچھی زمین کی یہ بھی علامت ہے کہ سخت حرارت کی وجہ سے
زمین پھٹ نہ جائے اور دراز نہ پیدا ہو جائین اور زیادہ بارش سے پھسلاہٹ نہ ہو،
اور سطح ارض پر عرصہ تک پانی نہ رکا رہے بلکہ جلد جذب کرلے لیکن یہ زمین انگور کی
کاشت کے قابل نہین ہوتی، قق مین ارض طیبہ کی یہ علامت ہے کہ اگر پے در پے بھی
بارش ہو تو جذب کرلے اور گرمی مین شدت حرارت کی وجہ سے پھٹ نہ جائے،
جہ کا بیان ہے کہ جن لوگون نے فن فلاحت مین کتابین لکھی ہین ان لوگون سے
زمین کی بہت قسمین کی ہین، بعض زمین کا نام ارض بیض (سفید) بعض کا ارض سودا
(یعنی سیاہ) بعض کا ارض رملیہ (ریتیلی زمین) رکھا ہے، وہ لوگ کہتے ہین کہ اچھی
زمین وہ ہے جسکی مٹی لسدار اور مثل شمع (موم بتی) کے چکنی ہو، وہ اسی کو ارض
ہشتہ بھی کہتے ہین یہ وہ زمین ہے جسکی مٹی مین چکنا پن نہ ہو، لیکن وہ لوگ ارض ہشتہ ایضا
اور ارض رملیہ کو بعض مزروعات کے لیے اچھی زمین نہین سمجھتے بلکہ برائی بیان کرتے
ہین، رملی دو قسم کی ہوتی ہے جس مین سے اول بہت اچھی اور دوسری کم درجہ کی ہوتی
ہے، اسی طریقہ سے بعض ایسی زمینین ہوتی ہین جو اوصاف مین قسم اول سے زیادہ
قریب ہوتی ہین اور بعض قسم ثانی سے زیادہ قریب ہوتی ہین، اور بعض متوسط ہوتی
ہین، زمین کو سونگھ کر اور چکھ کر بھی اسکی اچھائی اور خرابی کا اندازہ کیا جاتا ہے اور ایک
طریقہ یہ بھی ہے کہ اچھی زمین کی مٹی پانی مین تہ نشین نہین ہوتی بلکہ وہ پانی کی سطح پر
رہتی ہے، اسکی ترکیب یہ ہے کہ اگر صرف زراعت کی زمین ہو تو سطح ارض سے دو

مٹھی مٹی لیجائے اور اگر درخت لگانے کی زمین ہے تو تقریباً دو ہاتھ نیچے کی دو مٹھی مٹی لیکر ایک شیشے کے برتن یا کسی اور وسیع منھ کے برتن مین مٹی ڈالدیجائے اور پھر وہ اس مین بارش کا پانی یا میٹھا پانی بھر دیا جائے اس کے بعد پانی خوب ہلایا جائے تاکہ مٹی بخوبی ملجائے اس کے بعد تھوڑی دیر تک چھوڑ دیا جائے، اگر اس مٹی کا اثر پانی کی سطح ہی پر رہا اور اوپر ہی تیرتی رہی تو وہ اچھی زمین ہے، لیکن اگر تمام تلچھٹ پانی کی تہ مین بیٹھ گیا تو وہ خراب زمین ہے، اور اس زمین کی درستی پانس وغیرہ سے ہو سکتی ہے، اس کے علاوہ وہ پانی چکھا اور سونگھا بھی جائے، اگر وہ پانی میٹھا ہوا تو وہ زمین بھی میٹھی ہے، اور اگر پانی شیرین اور خوشگوار رہا تو وہ بہترین زمین ہے اور اگر پانی کڑوا اور نمکین ہوا تو خراب زمین ہے اور اگر بدبودار ہے تو زمین از حد خراب اور ردی ہے اور اس مین کسی چیز کی زراعت کی صلاحیت نہین ہے،

ق، نے کہا ہے کہ اگر لذت نمکین ہے تو وہ ارض سبخہ ہے،

خ، نے لکھا ہے کہ وہ پانی اور مٹی دونون سونگھی جائے گی، پس اگر اسکی بو اچھی ہو گی وہ اچھی زمین ہے اور یہ خوشبو اس کے اعتدال پر دال ہے اور اگر خراب بو ہوئی تو وہ زمین بھی خراب ہے، اسی طریقہ سے اگر زمین نرم ہو اور بو مین تغیر ہو تو یہ بھی اوس زمین کے تعفن کی نشانی ہے کیونکہ اوس زمین کا مزاج خراب ہے یہ عام طور سے کہا جاتا ہے کہ کھاری ریت اور کھاری زمین اور کھارے پانی سے انسان کو کنارہ کشی اختیار کرنی چاہیئے اور ہمیشہ دور رہنا چاہیئے اس کی بحث گذر چکی ہے، اگر کوئی مٹی پانی مین گوندھی جائے اور وہ لت پت ہو کر موم کی طرح چکنی ہو گئی تو

وہ زمین اچھی ہے ورنہ بہت خراب ہے،

لوگ اچھی اور خراب زمین کا اس طرح بھی اندازہ کرتے ہین کہ جس زمین کا اندازہ کرنا ہو اس مین ایک ہاتھ گہرا ایک گڈھا کھودین اور اسکی مٹی ضائع نہ ہونے دین کھودنے کے بعد وہ مٹی اسی گڈھے مین پھر ڈالدیجائے اگرچہ مٹی اس کے بھرنے کے بعد بچ جائے تو وہ اچھی زمین ہے اور اگرچہ نہ بچے تو وہ متوسط ہے اور اگر تمام مٹی گڈھے مین سما جائے اور پھر کچھ گڈھا خالی رہ جائے تو وہ خراب زمین ہے ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ یہ صحیح نہین ہے،

ک، سنے کہا ہے کہ بقول کے لئے اچھی زمین وہ ہے جو نہ سخت ہو نہ سپید ہو نہ چکنی اور چمڑی ہو اور نہ موسم گرما مین پھٹتی ہو، ان کے علاوہ دوسرے شخص کا یہ خیال ہے کہ بقول کے لئے سب سے زیادہ انسب وہ زمین ہے جو بہت سخت اور خشک نہ ہو اس لئے کہ تھوڑا پانی اوس کو کافی نہ ہوگا، ایسی زمین جو منتشق اور سخت ہوگی وہ موسم سرما مین ڈھیلی پڑجائے گی اور گرمی مین خشک ہو کر سخت ہوجائیگی ان دونون حالتون مین بقول کا جلد خاتمہ ہوجائے گا،

ص سے یہ کہا ہے کہ جو زمین ایسی ہو، کہ جسکی سطح تو اچھی ہو اور اس کے نیچے کی سطح خراب اور ردی ہو تو ایسی زمین مین غلون کی کاشت کرنی چاہیے وہان اگر درختون کی کاشت کی ضرورت ہو تو ایسے درختون کی کاشت کرنی چاہیے جنکی جڑین اندر زمین کے نہ جاتی ہون بلکہ سطح ارض پر پھیلتی ہون جیسے شفتالو، سیب، اور اسی قسم کی چیزین، اس لئے کہ اگر درختون کی جڑین نیچے خراب زمین تک پہنچین تو درخت کا خاتمہ ہوجائے گا،

ایسی زمین مین ابتدا ر سال مین گھاس اوگتی ہے لیکن جب ہوا مین حدت و
حرارت پیدا ہوتی ہے تو وہ گھاس کو جلا دیتی ہے لیکن اس کے لیے پانی کثرت
سے چاہیئے، اس پر بھی ایک خطرہ یہ لاحق ہوتا ہے کہ اگر یہ ہوا مزرعات کی جڑ تک
پہنچ گئی تو زمین کا نقص سطح ارض پر نمایان ہو جائے گا اور اس زراعت کو خراب
کرو یگی اور زمین فاسد ہو جائیگی،

لوگون کا خیال یہ بھی ہے کہ یہ اثر بہت عرصہ تک زمین کے اوپر نہین رہیگا
ایسی زمین کا علاج از حد بدبودار پانس سے کرنا چاہیئے اس سے زمین درست
ہو جائے گی، بلکہ اس کے سوا کوئی صورت نہین ہے، بعضون کا خیال ہے کہ جو
زمین بہت اچھی ہو اس مین زراعت کرنی چاہیئے، اور جو اس سے کم درجہ کی ہو
اس مین درخت لگانا چاہیئے،

شیخ ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم ابن التصال اور شیخ حکیم ابو الخیرہ رحمہا اللہ
کی کتابون مین اس زمین کے ظاہری حصے کے متعلق جو زراعت اور غراست دونون
کے قابل ہین ان کے طبائع کا بیان ہے اور ان مین سے ہر ایک کے علاج کا
ذکر ہے کہ وہ زمین جسکی مٹی سپید ہو وہی درختون اور سبزی کے لائق ہے، خ کا
بیان ہے کہ اس زمین کی طبیعت مین برودت اور یبوست پائی جاتی ہے، ص
نے کہا ہے کہ جب تک اس مین چونا ہو گا اس مین گھاس کمزور اُگیگی اور یہی
اس کی خرابی پر دال ہے اس لئے کہ اچھی اور موٹی گھاس ہمیشہ اچھی زمین مین اُگتی
ہے، ایسی زمین کو داشت کی بہت ضرورت ہے، اس لئے کہ جب اس کی
بار بار تعمیر ہو گی اور بار بار جوتی جائے گی اور اچھی پانس ڈالی جائے گی تو یہ زمین

برودت کی وجہ سے بہترین بنجائیگی اور اس مین درخت بڑے تنومند ہونگے اور اگر یہ
زمین نرم ہوئی اور جوتی گئی اور پانس ڈالکر اچھی بنائی گئی تو اس مین تمام چیزون کی
زراعت ہوسکے گی لیکن اس کے نبات کو حار درطب پانس کی بہت زیادہ
ضرورت ہوگی اور اسی طرح بہت زیادہ تعمیر کی ضرورت ہوگی اور یہ زمین اپنی
ٹھنڈک کی وجہ سے زیادہ پانی کی متحمل نہ ہوسکے گی، اس زمین مین انجیر، زیتون،
خروب، امرود، انار، بادام، پستہ، انگور وغیرہ اچھی طرح ہوتے ہین خصوصیت
سے اس مین بادام، انجیر اور خروب کے درخت بہت اچھے ہون گے. بادام
اور انجیر کو زیادہ داشت کی ضرورت نہ ہوگی، اگرچہ انجیر اور انگور دوسری زمینون
مین بھی اچھے ہوتے ہین، لیکن ایسی زمین کا انگور بہت شیرین ہوتا ہے، غرضیکہ اس
قسم کی زمین نباتی، عشبی، نیل، اور قسوہ (ایک قسم کا جنگلی درخت ہے) وغیرہ کی زراعت
بہت اچھی ہوگی، خ نے کہا ہے اس زمین کے پودون کو ضرر بہت پہنچتا ہے
اور اس کی بہت سی قسمین ہین جیسے ارض بیضا جبلیہ (پہاڑی زمین سفید) ارض بیضا
جرداء (چٹیل میدان) ارض بیضا ندیہ (سفید تر زمین) ارض سمنیہ، ارض صلبہ، ارض
کدانیہ، ارض حلوہ، ارض بیضا، مالحہ، لیکن یہ زمین اچھی نہین ہوتی کیونکہ یہ زمین پانی
سے خشک اور پژمردہ ہونے کے بعد تر ہوتی ہے، اس کا پتہ ذائقہ سے
معلوم ہوتا ہے،

جہ، نے لکھا ہے کہ اس زمین کی ایک قسم یہ بھی ہے جس سے بہت سے اجزاء
باریک ہوتے ہین اور ایک ارض غبرا بھی ہے، غبرا ایک قسم کا رنگ ہے جو سرخ
وسپید اور سیاہ رنگ کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے، خ نے لکھا ہے کہ یہ زمین

قابل زراعت ہوتی ہے یہ موٹی اور چکنی بھی ہوتی ہے خواہ پہاڑی ہو یا غیر پہاڑی ہو
یہ ارض بیضا سے زیادہ اچھی ہوتی ہے اور اس سے کم جوت کی ضرورت
ہوتی ہے اس زمین مین زیتون انار، بلوط، خروب، پستہ، امرود، زعرور (کیل)
منتھی، بادام، انگور، سرخ انجیر، طیل، جلبیص، شعری (شفتالو) اور ہر قسم کے سیاہ انجیر
پیدا ہوتے ہین، اور سبزی مین سے چقندر، کرم کلہ، مولی، گاجر، شلجم، اور اسی قسم کی چیزین پیدا
ہوتی ہین اس زمین کی مصلح کبوتر کی بیٹ، شیرین پانی اور سرخ مٹی ہے،

خ، اور دوسرون کا قول ہے کہ اس زمین حرارت اور یبوست دونون ہوتی ہے
لیکن حرارت یبوست سے زیادہ ہوتی ہے بعض زمینین سرخ اور بعض سرخ اور نرم ہوتی ہین،
بعض ذرا سیاہی مائل ہوتی ہین مثل منقی کے رنگ کے جو کہ ہندیہ کے نام سے متعارف ہے،
ان مین سے بعض مین ریت مخلوط ہوتی ہے جس کا نام رس ہے، اسکی دو قسمین ہین ایک
مین تو ریت ہوتی ہے اور دوسری سرخ چکنی نفیس مٹی ہوتی ہے، جس مین ریت
بالکل نہین ہوتی، ان مین سے بعض جبلی اور بعض سہلیہ ہوتی ہے جبلی بہت سخت
ہوتی ہے اور بڑی محنت و مشقت کے بعد قابل زراعت ہوتی ہے اسکی بڑی داشت
اور مرمت کی ضرورت ہے جب اسکی مٹی باریک ہوتی ہے تو قابل زراعت ہوتی
ہے، غرضیکہ اسی طریقہ سے ایک مرتبہ زراعت کے قابل ہوتی ہے یہ زمین بہت زیادہ
پانی جذب کرتی ہے اور عرصہ تک تری و نمی باقی رہتی ہے، ص، نے لکھا ہے کہ اس
زمین کے لئے زیادہ پانس کی ضرورت نہین ہوتی ہے، کیونکہ اس مین حرارت کافی
ہوتی ہے، اسی طریقہ سے اس مین درخت بھی کم لگائے جاتے ہین، لیکن اگر اس مین
کئی بار زراعت کیجائے تو پانس بھی کئی مرتبہ ڈالنی چاہیئے، پھر بھی پانس کی زیادتی

زمین کو نقصان پہنچائے گی اور کمزور کر دیگی، بعضون کا خیال ہے کہ چوپایون کی دو سال کی تھوڑی سی پانس اس زمین کو اچھا کر دیگی، لیکن اگر اس زمین مین کاشت نہ کیجائے اور ویسی ہی چھوڑ دی جائے تو کوئی سبز گھاس نہین اگ سکتی،

ص، نے لکھا ہے کہ اس زمین مین، انجیر، اخروٹ، بادام، شہتوت، چلغوزہ چیڑ، سرو، لیمون، خروب، پستہ (آس) عناب، زعرور، غبیرا، سیب، آلوبخارا اور عیون البقیر، (ایک قسم کا آلو بخارا) وغیرہ کی کاشت اچھی ہوگی، اور گلاب بھی بہت اچھا اور خوش رنگ ہوگا جس مین سرخی غالب ہوگی، ص، نے کہا ہے کہ سرخ زمین زراعت کے قابل ہوتی ہے، درخت کے لگانے کے قابل نہین ہوتی، بعض لوگ کہتے ہین سرخ پتھریلی زمین درختون کے لئے موزون ہوتی ہے، ایسے ہی سیاہ زمین بھی، ص، نے کہا ہے کہ سرخ مٹی مین سبزی کی کاشت کی بھی صلاحیت ہے، اس مین مندرجہ ذیل چیزین اچھی اگتی ہین، پیاز، لہسن، بیگن، مولی گاجر، شلغم، رائی، سپند، کلونجی، زیرہ، تلی، وغیرہ،

ریس وہ سرخ مٹی ہے جس مین کچھ ریت ملی ہوئی ہو یہ بہت کمزور مٹی ہوتی ہے لیکن جب اس مین کئی مرتبہ پانس ڈالی جائے اور ہل چلایا جائے تو اس مین زیتون کی زراعت ہو سکتی ہے، اور اس زمین کی ایک دوسری قسم اور بھی ہے جو چکنی اور سرخ ہوتی ہے، اس مین پانی تیزی کے ساتھ جذب نہین ہو سکتا، اس زمین کو بھی رمل ریس کہتے ہین اس مین، زیتون، انجیر، شفتالو، خروب، بلوط، امرود، غبیرا، زعرور شاہ بلوط وغیرہ کی کاشت ہو سکتی ہے اور اسکی بھی داشت ویسی ہی کرنی چاہئے جیسا کہ اوپر کی زمین کے متعلق بیان کیا گیا، سیاہ مٹی، خ، نے لکھا ہے کہ اسکی طبیعت

مین حرارت اور یبوست ہوتی ہے یہ زراعت کے قابل کم ہوتی ہے اس مین کوئی غلہ
یا درخت اس وقتتک اچھا نہین اگ سکتا جب تک کہ اچھی طریقہ سے جوتی نہ جائے
اور پانی نہ دیا جائے اور اگر یہ زمین پہاڑی ہو تو وہ بھی سخت محنت کے بغیر کام کے
قابل نہین ہوسکتی، ان مین بھی زیتون، خروف، شاہ بلوط، غبیرا، امردد، آلو بخارا،
قراصسیا وغیرہ پیدا ہو سکتے ہین، اور اس مین انجیر اور شفتالو کی پیدا وار اچھی نہین
ہوسکتی اور نہ ان مین پھل زیادہ آئین گے، اس کے علاوہ قولع، جو مسور، چینیا، درہ،
زیرہ، ایک قسم کا زیرہ، کلونجی، رائی، ہرا دھنیا، وغیرہ کی بھی کاشت ہوسکتی ہے،

اور دوسرے لوگون نے کہا ہے کہ اس مین سے ایک وہ زمین ہے جس کی
مٹی نرم ہوتی ہے اور ایک بہت سخت ہوتی ہے، یہان تک کہ اگر اس پر کدال
یا پھاوڑا مارا جائے تو وہ اچٹ جاتا ہے، اور اس مین بعض ایسی بھی ہوتی ہین جو خاکی
اور سیاہی مائل ہوتی ہین اور بعض مین کچھ تری نمی ہوتی ہے، غ نے کہا ہے بعض
بہت زیادہ سیاہ ہوتی ہین یہانتک کہ حد اعتدال سے متجاوز ہوجاتی ہین اور ان
مین رطوبت کا نام و نشان تک باقی نہین رہتا کہ جس سے نہ پودے زندہ و قائم رہ
سکین، اسکی درستی کے لئے قدیم پانس کی ضرورت ہے کیونکہ قدامت کی وجہ سے
اسکی حرارت مفقود ہوجاتی ہے اور صرف رطوبت ہی رطوبت باقی رہ جاتی ہے،

جہ نے کہا ہے کہ بعض زمینین چکنی اور موٹی ہوتی ہین اور پانی کو جذب کرنیوالی
ہوتی ہین، ان کے علاوہ ایک دوسرے نے کہا ہے کہ وہ زمین جو گرمی کے موسم مین پھٹ
جاتی ہے اس مین کوئی درخت اچھی طرح نہین اگتا اس مین البتہ گیہون، اور روئی کی
کاشت کی صلاحیت ہوتی ہے اس زمین مین اکثر کانٹے اُگتے ہین مثلاً حرشف،

(کانٹا دار درخت) عدالیق وغیرہ اور جس مین حرشف زیادہ پیدا ہوتا ہے وہ خراب زمین ہے، اعلیٰ متوسط اور ادنی زمین مذکورہ بالا صفتون سے پہچانی جاتی ہے، ترتبہ المدمنیہ کھاد یا پانس والی زمین، یہ وہ زمین ہے جو آبادی کے قریب ہوتا کہ اس مین حیوانات کے گوبر وغیرہ بہت زیادہ شامل ہون اسی وجہ سے اس کا نام مدمنیہ بھی پڑا، اور یہ زمین اسی پانس سے درست ہو جاتی ہے، اسکی سطح کا رنگ بعض وقت سیاہی مائل ہوتا ہے، اگر زمین خود بہت اچھی ہو تو پانس کی زیادتی اسکے لئے نبات کے مضر ہو گی، اور اگر رملیہ یا بیضا، جبلیہ، یا حرشہ مصرمنہ یا کوئی ایسی زمین ہو جس کی درستی کے لئے پانس کی ضرورت ہو، تو پانس کی کثرت اس کے لئے بہت نفع بخش ہو گی، اور جو اس زمین سے بالکل مختلف ہو یعنی آبادی سے فاصلہ پر ہو تو اس کو برانیہ کہتے ہین، ارض مدمنہ مین بار بار ہل چلانا چاہیے تاکہ اوپر او نیچے کی مٹی خوب مخلوط ہو جائے اور اس کی حالت معتدل ہو جائے اس زمین مین تمام غلے اور ردنی کی پیداوار ہو سکتی ہے اور اگر زمین سیراب کیجائے تو ترکاریون اور بقول بھی پیدا ہونگی اسی طریقہ سے تمام وہ درخت بھی اگین گے جن کے لئے پانس مفید ہوتی ہے لیکن جن درختون کے لئے پانس موافق نہ ہو انکی پیداوار اچھی نہ ہو گی اور نہ بہت دنون تک رہ سکین گے جیسے بہی اور شفتالو کے درخت ان درختون مین نہ پھل زیادہ آئین گے نہ بہت دنون تک ایسی زمین مین رہ سکتے ہین،

- زرد مٹی، ص، نے اس کے متعلق کہا ہے کہ اس کی طبیعت و مزاج برودت اور یبوست مین قریب قریب ارض بیضا کے ہوتا ہے، البتہ عمدگی مین ارض بیضا او ارض سودا، جبلیہ سے کمتر ہوتی ہے، یہ بہت کم مفید ہوتی ہے اور بہت ہی کمزور

ہوتی ہین، یہ زمین بار بار ہل چلانے اور پرانی کھاد وغیرہ ڈالنے سے درست ہوسکتی ہی،
خصوصیت سے بیل، گائے، بکری، کی وہ پانس جو کم از کم ایک سال کی ہو، البتہ مفید
ثابت ہو گی اور اگر ایک سال سے کم دنون کی ہو تو مفید نہ ہو گی، کہا جاتا ہے کہ اسکی
ایک قسم مکدنہ ہوتی ہے جو کدان کے مشابہ ہوتی ہے جو مرطوب اور سفید ہوتی ہے
اس کا نام طفلیہ بھی ہے اور ہیر بھی کہتے ہین گرمی مین یہ پھٹ جاتی ہے لیکن بہ نسبت
دوسرے کے نرم ہوتی ہے اور ایک بہت سخت ہوتی ہے، جو بہت خراب ہوتی
ہے، ص نے کہا ہے کہ اس مین کی وہی زمین مفید ہوتی ہے جس مین رطوبت ہو
اور اس مین وہی درخت اُگ سکتے ہین جنکی جڑین بہت مضبوط ہون مثلاً خردب، بادام
زعرور، بلوط، قسطل، اخروٹ، لیمون، شہتوت، وغیرہ اور یہ زمین بنیر جوتے ہوئے
اور پانس وغیرہ ڈالے ہوئے درست نہین ہوسکتی،

حرشا مٹی کا نام مصرمنہ، اور محجبنہ بھی ہے، خ نے کہا ہے اسکی طبیعت مین برودت
اور یبوست ہے اسکی دو قسمین ہین، ایک تو وہ ہے جو موٹی ریت کے ساتھ مخلوط ہو،
دوسری وہ ہے جس مین چھوٹی چھوٹی، کنکریان اور چھوٹے پتھر پائے جائین، یہ بھی
دو قسم کی ہوتی ہے (جبلی) پہاڑی اور (سہلی) نرم، پہاڑی وہ ہے جس کے متصل
اس قدر پتھر پائے جائین کہ ہل چلانے سے کوئی اثر نہ ہو تو وہ بیکار رہے، نرم وہ
ہے جس مین چھوٹی چھوٹی کنکریان ہون لیکن وہ زمین ہل کے قابل ہو، ایسی زمین
مین بار بار ہل چلانا چاہیئے تاکہ تمام خلط ملط ہوکر قابل زراعت ہو جائے اسکو بار بار جوتنا چاہئے، پانی اور پانس
خصوصاً بکریون اور چڑیون کی پانس کی زیادہ ضرورت ہے، اور یہی حال پہاڑی
زمینون کا ہے، حرشا زمین مین اخروٹ، پستہ، دکارہ، انجیر، دیقال، گلاب، آلو بخارا،

انگور، کشمش، بادام، رند (ایک قسم کا خوشبو دار درخت) (عرعر) چیڑ، سرو، آس، دادی
مشتہی، غرضیکہ تمام وہ بڑے چھوٹے درخت جو پہاڑون پر اُگتے ہین اُگ سکتے ہین،

ط، نے کہا ہے کہ سرخ انجیر کی بھی اچھی پیداوار ہوتی ہے اس کے علاوہ لوکی اچھی ہوگی اور ترکاریون کے اقسام کی چیزین جلد تیار ہونگی، جیسے بیگن، وغیرہ اور خوشبو دار چیزین بھی پیدا ہوتی ہین، مثلاً تتلی، سوسن، (ایک قسم کا پھول) نیلوفر، مرودشش مروہ، (خوشبو دار گھاس) وغیرہ، اور غلہ مین مندرجہ ذیل اشیا پیدا ہوتی ہین مسور لوبیا، چنا اور اسی قسم کی چیزین خصوصیت سے اگر ان کو ذرا تاخیر سے بویا گیا اور جوت مین پوری جد وجہد کیگئی تو غلہ کی بہت اچھی پیداوار ہوگی، لیکن اگر اسکی جوت مین کوتاہی ہی تو غلہ بھی کم ہوگا،

ص، نے کہا ہے کہ اگر اس جگہ کی مٹی دوسری جگہ منتقل کردی جائے تو زمین اچھی ہوجائے گی، اور لوکی کی پیداوار اچھی ہونے لگے گی،

خ، نے کہا ہے کہ ریت کی تین قسمین ہین، ایک تو بہت باریک اور ملائم ریت ہوتی ہے دوسری سخت اور موٹے ذرون کی ریت اس ریت مین کوئی چیز پیدا نہین ہوتی تیسری وہ ریت جس مین بہت زیادہ مٹی ملی ہو، یہ ریت گرم مٹی کے نام سے متعارف ہے،

ط اور دوسرے مصنفین نے لکھا ہے، مرطوب ریت اپنے ضعف کی وجہ سے موسم کے تغیر کو بہت جلد قبول کرلیتی ہے، موسم سرما مین ٹھنڈی ہوجاتی ہے اور گرمی مین بہت گرم ہوجاتی ہے لیکن حقیقتہً اسکی تاثیر ٹھنڈی ہے اور یہی حال تمام ریتیلی زمین کا ہے، اگر ریت مین مٹی ملی ہو لیکن ریت کا حصہ غالب ہو تو وہ ٹھنڈک کی جانب دیا دہ

مائل ہو گی، اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ موسم کی وجہ سے بہت جلد بدل جایا کرے گی،
اور اگر مٹی زیادہ ہو گی تو تغیر بھی بہت کم ہو گا، ص نے کہا ہے کہ اسی طریقہ سے اس زمین
کے درختون کے پتون اور پھلون کے جھڑنے مین بھی اختلاف ہے،

ص نے کہا ہے، اچھی وہ ہے جو ان دونون کے درمیان مین ہو، اور پانس
کی کثرت سے درست ہو جائیگی، اس قسم کی زمین مین عمل جلد ہوتا ہے اور یہ زیادہ پانی کو جذب
نہین کرتی، بہتر یہ ہے کہ جب پیاسی ہو تو پانی ڈالنا چاہیے، لیکن ریتیلی مذکورہ زمینین
پانی کو جلد جذب کرتی ہین، اس لئے جس قدر مناسب ہو اسی قدر ڈالنا چاہیے،
کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے، کہ سطح ارض پر تو ایک قسم کے خشکی کے آثار نمودار ہوتے ہین لیکن
اندرون حصہ مین بہت کافی تری رہتی ہے، اس زمین مین ہر قسم کے کھجور کے درخت،
صنوبر، طرفا، سرو غرضیکہ تمام وہ اشجار جو ریتیلی زمین اُگتے ہین، اُگین گے، اور سبزی
مین رجلہ یعنی حمقا، بھی ہوتا ہے، حر یہ مٹی بڑی نہرون مین پائی جاتی ہے، اور اس پر
خاکی رنگ غالب ہوتا ہے اور مستوی ہوتی ہے، اس مین بھی ریت ہوتی ہے، لیکن
غالب نہین ہوتی،

اقسام ارض مین سے بعض طبہ اور رخوہ بھی ہین، خ نے کہا ہے کہ یہ تمام زمینون سے
اچھی زمین ہے، اور بہت زیادہ عمل کو قبول کرتی ہے اس مین ہر قسم کے نباتات ہوتے ہین
اور ہر ہوا اور پانی کے لئے موافق ہوتی ہے، اس کو زیادہ پانس کی بھی ضرورت نہین ہوتی
صرف موسم سرما مین اس کے لئے پانس کی ضرورت پڑتی ہے، اور زیادہ موافق اور مناسب
پانس وہی ہوتی ہے جو کہ زیادہ دنون کی ہو اور اس مین ایک قسم کی بو آگئی ہو، یہ پانس خواہ
صرف بکری یا بھیڑ کی ہو خواہ آدمیون کی ہو یا مختلط ہو غرضیکہ ہر قسم کی پانس مفید ہوتی ہے،

اس زمین مین ہر قسم کے فواکہ، پھول، سبزی، ترکاری، وغیرہ کی پیداوار ہوتی ہے، اس زمین مین انجیر دیفال، قرطبی ابیض، فارق، بہی، سیب، لیمون، نارنگی، اعناف، انار، ترمس، وغیرہ کی اچھی پیداوار ہوتی ہے، فرصاد، گلاب، اخروٹ، قثم، منتھی، خوخ، قراصیا وغیرہ کی بھی پیداوار ہوتی ہے، لیکن ان کی عمر اس زمین مین زیادہ نہین ہوتی، کیونکہ پھل بہت جلد پک جاتے ہین، اور کبھی پودون کی کثرت سے ان درختون کو ضرر بھی پہنچ جاتا ہے جسکی وجہ سے ان کی تیاری سردی کے زمانہ تک متاخر ہو جاتی ہے، اسی طریقہ سے کبھی انجیر بھی تاخیر سے ہوتا ہے یہانتک کہ بارش کا زمانہ آجاتا ہے، پیاز، معاثی، السی، مہدی، چاول، نیل، روئی، قطانی، دھنیا، چینا، درہ، زعفران، غرضیکہ تمام، وہ چیز جو باغون اور کھیتون مین پیدا ہوتی ہین، خواہ وہ نباتات ہون یا اشجار سب کے سب اس زمین مین پیدا ہوتے ہین،

ارض غلیظہ کے متعلق خ نے اور ان کے علاوہ دوسرون نے یہ لکھا ہے کہ اسکا رنگ سفیدی اور زردی کے درمیان مین ہوتا ہے، یہ زمین بہت سخت چکنی ہوتی ہے اس مین ہل چلانا بہت دشوار ہے، اور موسم گرما مین مثل جنگلی زمینون کے پھٹ جاتی ہے، اور جب بارش ہوتی ہے تو بہت لسدار اور چکنی ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ پانی جلد جذب نہین ہوتا، لیکن بہت زیادہ پانی کی محتاج ہے، اس زمین کے لئے گائے وبیل، بھیڑ، بکری کی بدبودار کھاد مفید ہوتی ہے، ص نے کہا ہے کہ ارض غلیظہ مین راکھ دیا نس خوب ملائی جائے اور خوب جوتی جائے یہانتک کہ خوب باریک ہو جائے، لوگون کا خیال ہے کہ یہ زمین قابل زراعت تو ہوتی ہے لیکن درختون کے لگانے کے قابل نہین ہوتی اور یہی حال تمام پھٹنے والی زمینون کا ہے، اس زمین مین مولی، شلجم، پیاز، لہسن، زیرہ وغیرہ ہوتے ہین،

ق نے لکھا ہے کہ درخت صرف اسی زمین مین لگائے جا سکتے ہین جس مین نہ تو شقوق ہون اور نہ پتھر ہون اور ارض متشققہ وغیرہ مین درخت نہین لگائے جا سکتے۔ اسی طریقہ سے جنگلی زمین مین اکثر درخت خشک ہو جاتے ہین،

فصل

ان زمینون کا بیان جو نہ تو قابل زراعت ہین اور نہ قابل غراست (یعنی درختون کیلئے) اور نہ کسی دوسری چیز کی کاشت کے قابل ہین،

ص اور خ نے کہا ہے، جو زمین بہت زیادہ پیلی ہوتی ہے، لکڑی اور کپڑا وغیرہ کے رنگنے کے کام آتی ہے، اور جو زمین بہت زیادہ سرخ ہوتی ہے اور جسکا نام مغرہ بھی ہے اسکی تین قسمین ہین، ایک وہ جسکی مٹی چمکدار ہوتی ہے اور اس سے گندھک کی بو آتی ہے اس کا رنگ زردی مائل سفید ہوتا ہے،

۲۔ دوسری کنکر دار ہوتی ہے یہ سخت ہوتی ہے اس کے نیچے پتھر ہوتے ہین اس سے چونا بنایا جاتا ہے،

۳، تیسری موٹی اور سخت ریت دار ہوتی ہے،

اور تربتہ الزرقا یعنی نیلی زمین اس زمین مین برتن بنائے والی مٹی مخلوط ہوتی ہے اور ارض صفراء الگدنہ وہ ہے جس کے نیچے پتھر کی چٹانین ہون، ارض سبخیہ اور معاونیہ زرنیخیہ کبریتہ، نحاسیہ، اور حدیدیہ کی طرح ہین، اسی طریقہ سے ارض لاجہ کی بہت سی قسمین ہین ارض طفل (سوکھی مٹی) طین ارمنی، طین رومی، (خاتم الروس) طین البحوری، طین سلوتی، ارض حماۃ، (کالی کیچڑ) طفل الوادی اور اسی قسم کی زمینین۔ بعض لوگون نے ان زمینون

کا نام ارض مہملہ رکھا ہے،

ارض دسمہ، ارض عرقہ، ارض نزۃ، ارض مالحہ، ارض رملیہ، اور مختلف قسم کی مذکورہ زمینون کا بیان، اور ان کے مختلف علاج کا تذکرہ کیا جاچکا ہے ان تمام چیزون کا ماخذ کتاب فلاحۃ النبطیہ، اور سیخین ابو عبد اللہ اور ابی الخیر رحمہا اللہ کی کتابین ہین جو ایک حد تک انسانی ضرورتون کے لئے انشاء اللہ کافی ہونگی بلاشبہ ایک خدا کی ذات مدد و معاون ہے اور وہی معبود حقیقی ہے،

الباب الثانی،

بانس، اوس کی قسمون، اوسکی منفعتون، اسکی ترکیبون و تدبیرون، اس کے استعمال اس کے عمل اور ان درختون اور نباتات کے بیان مین جن کے لئے یہ مفید ہو گی، اور جن کے لئے مفید نہ ہو گی اور سرجین (گوبر و لید) کے بیان مین، یہ تمام موا۔ ابن حجاج کی کتاب سے لئے گئے ہین،

یونیوس نے کہا ہے کہ گوبر اچھی زمین کی بہتری مین اضافہ کرتا ہے اور ردی و خراب زمین کی بہت زیادہ اصلاح کرتا ہے اور قوت دیتا ہے معتدل زمین کو اچھی زمین سے بھی کم گوبر کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ارض ضعیفہ کو گوبر کی بہت زیادہ ضرورت ہے، اور مناسب یہ ہے کہ ایک مرتبہ خوب اچھی طرح زمین مین گوبر نہ ڈالا جائے بلکہ تھوڑا تھوڑا کئی مرتبہ ڈالا جائے، اس لئے کہ اگر ٹھنڈی زمین مین گوبر نہ ڈالین یا زیادہ گوبر ڈالدین تو اس مین احتراق کا مادہ پیدا ہو جائے گا، اور درختون پر گوبر ڈالنے کی یہ ترکیب ہے کہ اسکی باریک جڑون اور موٹی جڑون پر ڈالا جائے، اور موٹی جڑون پر اس ترکیب سے گوبر ڈالا جائے کہ پہلے اس پر مٹی ڈالدی جائے اور پھر اس پر گوبر ڈالا جائے، اور پھر اس کو مٹی سے چھپا دیا جائے، اس لئے کہ ایسی صورت مین درخت گوبر سے نہ جلے گا، اور مٹی گوبر کی حرارت کو جڑ تک پہنچنے نہ دیگی، اور گوبر کے اوپر کی مٹی سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ گوبر کی گرمی باہر نہ نکلنے دیگی، بلکہ اس کی گرمی کو اندر کی جانب لوٹا دے گی،

یونیوس نے کہا ہے کہ سب سے بہترین پانس چڑیون کی ہوتی ہے لیکن مرغابی اور آبی چڑیون کی بیٹ مفید نہین ہے اس وجہ سے کہ ان چڑیون کی بیٹ رطوبت کی وجہ سے بہت ردی ہوتی ہے لیکن اگر اس کو بھی دوسری پانسون کے ساتھ ملا دیا جائے تو وہ بھی نافع ہو جاتی ہے اور کبوتر و فاختہ وغیرہ کی بیٹ کی پانس حرارت کی وجہ سے بہترین ہوتی ہے یہ پانس کمزور زمین کو قوی بنا دیتی ہے اور پھلون مین اضافہ کرتی اور تقویت پہنچاتی ہے اور بیماریون کو دور کرتی ہے، اس کے بعد دوسرا نمبر پانسون مین انسان کا غلیظ ہے، اس لئے کہ اس مین بھی جانورون کے بیٹ جیسی قوت ہوتی ہے خصوصیت سے اس مین گھاس وغیرہ کے تباہ کرنے کی خاص قوت ہے، اور تیسرا نمبر گدھے کی لید کا اس لئے کہ یہ زراعت کا تزکیہ کرتا ہے، اور درختون کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، چوتھا نمبر بکری کی مینگنی کا ہے، اس لئے کہ اس مین بھی حرارت ہوتی ہے، پانچوان نمبر بھیڑ کی مینگنیون کا ہے، یہ بکریون کی مینگنی سے زیادہ چکنی ہوتی ہے، اس کے بعد گائے کا گوبر ہے یہ تمام گوبرون سے کم درجہ کا ہوتا ہے، اور سب سے زیادہ خراب گھوڑے اور خچر کی لید ہے، لیکن یہ لید اگر دوسری پانسون سے ملا دی جائے تو بہت ہی مفید ہوگی ان تمام کو یونیوس نے اقسام کی شکل مین مرتب کیا ہے،

لیکن قسطوس کے نزدیک تمام چڑیون کی بیٹ مین حمام یعنی کبوتری یا فاختہ وغیرہ کی بیٹ سب سے اچھی اور انفع ہے، اس وجہ سے کہ یہ اپنی حرارت کی وجہ سے تمام سبز گھانسون کو جلا کر خاک کر دیتی ہے، اس کے بعد گدھے کی لید کا نمبر ہے، اس کے بعد بکریون کا اس کے بعد گائے کا اور عموماً نبات کے لئے بہت نفع بخش گھوڑے اور براذین (ایک قسم کا گھوڑا) کی لید ہے اور تمام مخلوط پانسین سب سے زیادہ

زیتون کے درختون کے لئے مفید ہین اور کسینوس نے اپنی کتاب مین ایک فصل ہی گھوڑون کے لید کے متعلق الگ کردی ہے، اور بہت زیادہ اسکی تعریف و توصیف کی ہے، اور کاشتکارون کے تجربہ پر اسکو محمول کیا ہے۔

سیداغوس اسپانی نے کہا ہے کہ پانس کی حرارت اور رطوبت حیوانات اور پرندون کے مزاج کے مطابق ہوتی ہے اگر وہ حار مزاج ہونگے تو انکی پانس بھی حار ہوگی جیسے کبوتر و فاختہ اس کا مزاج حار و یابس ہے اگر اس کا مزاج رطب ہوا تو پانس بھی رطب ہوگی، اسی طریقہ سے تمام گوبر، بیٹ اور غلیظ مین قیاس کرلینا چاہیے،

ان پانسون سے منفعت ہے کہ وہ حرارت عزیزہ کو صاف کرتی ہین اور اپنی گرمی و حدت سے زمین کے مسامات کو کھول دیتی ہین جس سے درخت کی شاخین آسانی سے پھیل سکتی ہین، یہانتک تو سیداغوس کے اقوال تھے،

یونیوس نے کہا ہے کہ ایک سال کی پانس کو کبھی استعمال کرنا ہی نہین چاہیے اور کسانون کو اس سے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے، کیونکہ اس سے کوئی منفعت نہین ہوتی بلکہ نقصان پہنچتا ہے، اس مین ایسے کیڑے پیدا ہوجاتے ہین جو زراعت کو نقصان پہنچاتے ہین، لیکن جس پانس پر تین یا چار سال گذر گئے ہون وہ بہت ہی نفیس اور اعلیٰ درجہ کی پانس ہے اس لئے کہ جس قدر بھی اس زمانہ گذریگا اوسکی تازگی اور بدبو جاتی رہیگی اور خشونت مین کمی ہوجائیگی اس قدر یونیوس نے لکھا ہے،

سولون نے لکھا ہے کہ پانس پر جس قدر زمانہ گذرے گا، اسی قدر لطیف اور ٹھنڈی ہوتی جائے گی اور نباتات کے لئے بہت زیادہ مناسب ہوگی لیکن کم از کم ایک سال کی پانس درختون کے لئے مفید ہوگی، اور اس سے کم دنون کی پانس

درخت اور نباتات کو نقصان پہنچاتی ہے، اس لئے کہ اس مین کیڑے پیدا ہوتے ہین
جو بقول کے لئے بہت مضر ہوتے ہین، اور نباتات کو کمزور کر دیتے ہین، شولون نے
پانس کا بیان ایک مستقل فصل مین کیا ہے، اور یہ لکھا ہے کہ جس شخص کی خواہش ہو کہ
درخت زیادہ پھل لائین تو اس کو چاہئے کہ اس مین چڑیون اور پرندون کی بیٹ استعمال
کرے اس لیے کہ اسکی وجہ سے درخت بہت زیادہ بڑھتا ہے اور شاخین پھیلتی ہین
اور پھل زیادہ آتے ہین جسکی یہ خواہش ہو کہ درخت کی جڑ پھیلے اور بڑھے خصوصیت سے
کمزور اور نحیف درختون کے لئے تو اسکو چاہئے کہ چوپایون اور گایون کی پانس استعمال
کرے، اس لیے کہ اسکی یہ خاصیت کہ جڑون کو پھیلاتی اور بڑھاتی ہے اور اس مین
اضافہ کرتی ہے،

اور جس زمین مین رطوبت غالب ہو اسکے لئے وہ پانس زیادہ مفید ہوگی جس مین
یبس اور خشکی زیادہ ہو جیسے چڑیون کی بیٹ اور گدھونکی لید اور جس زمین مین رطوبت دسمومت
بہت کم ہو، اس کے لئے گائے کی پانس مفید ہوگی اسی طریقہ سے اندازہ کرکے پانسون
کا استعمال کرنا چاہئے،

یونیوس نے کہا ہے کہ نرم زمین مین بھیڑ اور بکری کی مینگنی ڈالنی چاہئے کیونکہ
یہ سب سے نرم پانس ہوتی ہے، اور سفید زمین مین گائے کی پانس استعمال کرنی چاہئے
اس لئے کہ اس مین حلاوت و دسمیت ہوتی ہے اور اس قسم کی زمین کمزور ہوتی ہے،
یہ پانس اسکو قوی کر دیگی،

کتاب الفلاحۃ النبطیہ مین قوثانی نے یہ لکھا ہے کہ پانسون کے استعمال کے
دو طریقے ہین ایک تو وہ صرف تنہا استعمال کیجائے دوسری وہ ہے کہ لوگ اسکو

تیار کرین اس طرح پر کہ ایک دوسرے کو خلط ملط کرین اور اس مین مٹی ملائین اور کبھی اور کوئی چیز ملا کر تیار کرین، خالص پانس اوس زمین کے لئے نفع بخش ہوتی ہے، جو فاسد ہوتی ہے اور جس مین شیرنی اور اچھائی کا نام نہین ہوتا خصوصًا گائے کا گوبر اس کے بعد ہرن گاؤ، خر، بھیڑ و بکری، پوٹلا[1]، بھینس و گھوڑا اور گدہے کی پانس کا درجہ ہے اور سب سے اعلیٰ درجہ کی پانس کبوتر و فاختہ و قمری کی ہوتی ہے،

لیکن غیر معروف انواع کی چڑیون کی پانس اس وقت تک مفید نہین ہوسکتی جبتک کہ اور پانسون کے ساتھ مخلوط نہ کرنی چاہئے، اس کے بعد انسان کا غلیظ ہی اس لئے کہ یہ چڑیون کی پانس سے بھی زیادہ معتدل ہے اور اس مین گرمی زیادہ پائی جاتی ہے یہ پانس زمین مخلوط ہونے کے بعد اس مین گرمی پیدا کر دیتی ہے، اور اسکی صلابت کو دفع کر دیتی ہے اور اسکی برودت کو غلیظ کر کے خشک کر دیتی ہے، یہ کھجور، انگور، اور تمام چھوٹے بڑے درختون کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، اس سے نشو و نما مین اضافہ ہوتا ہے، اور بحکم خداوند تعالیٰ یہ تمام آفات سے نباتات کو محفوظ رکھتی ہے،

اور آدمی کی وہ پانس جو بہت پرانی اور سیاہ ہو اور اس مین دوسری پانس کی مٹی ملی ہوئی ہو تو وہ بہت زیادہ مفید ہوتی ہے، انشاء اللہ کسی اور مقام پر اوسکی زیادہ وضاحت کیجائیگی یہ تو صرف مفرد پانس کا بیان تھا،

بعض نباتات درختون کی لکڑیان، پتیان، شاخین، جڑین، تنے اور پھل خشک کر کے اس کا بھوسہ بنایا جاتا ہے اور وہ زمین مین ڈالدیا جاتا ہے سب سے اچھا باقلا

---

[1] بھیڑ و بکری کی مخلوط نسل کو پوٹلا کہتے ہین،

باقلا کا بھوسہ ہے جو کھاد کے لئے سب سے زیادہ مفید ہے، اس کے بعد جو، گیہون، کدو، علیق، گلاب، گل خیرو، بنفشہ، نیلوفر، خطمی، شلجم کا پتہ، گاجر، خس، انجیر کی لکڑی اور اوسکی پتی، کھجور کی شاخ و خوشہ ان تمام کا بھوسہ مفید ہے، سب سے پہلے زمین مین پانس ڈالی جائے، اس کے بعد بھوسہ ڈالا جائے، اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کا بھوسہ جمع کیا جائے اور جلا کر اونکی راکھ کھیتون مین ڈالدی جائے، تو یہ تمام زمینون اور درختون کے لئے مصلح ہو گی، بلکہ یہ بقول، انگور، غلہ و اجناس غرضکہ وہ تمام نباتات کے لئے مفید و نفع بخش ثابت ہو گی، یہی اس باب کی اصل شئے تھی،

قوثامی نے لکھا ہے، کہ نباتات کی کاشت کے لئے یہ ضروری ہے کہ جو پانس ان درختون مین ڈالی جائے اس مین درختون کا کچھ بھوسہ بھی ملا دیا جائے، اس کی صورت یہ ہے کہ اگر وہ درخت گٹھلی دار ہون تو گٹھلیان جلا کر اور اگر ان مین گٹھلیان نہ ہون تو شاخون کو جلا کر اسکی راکھ پانس مین ملا دی جائے اور پھر اون درختون مین دیجائے، یہ پانس ان درختون کے لئے جنکی راکھ ملائی گئی ہے بہت زیادہ مفید ہو گی اسی طرح راکھ کے ذریعہ سے درختون کا علاج کیا جاتا ہے، مثلاً انگور کے درخت کا علاج اوسکی شاخ، پتی، اور تخم کی راکھ کے ساتھ کیا جائے، اسی طریقہ سے تمام اشجار اور نباتات کا علاج کیا جا سکتا ہے، اور اگر درخت کے اجزاء جلانے کے قابل نہ ہون بلکہ سڑائے جا سکتے ہون تو پانس مین سڑا کر ملا دئے جائین،

قوثامی نے ایک اصول کلی یہ بتایا ہے کہ جس طرح تمام حیوانات کی پانس نافع اور مستعمل ہے اسی طریقہ سے تمام نباتات کی راکھ نافع اور مستعمل ہے، مذکورہ بالا اصول سے یہ بات مستنبط ہوتی ہے کہ پانس مین مفردات مرکبات سے اچھے ہین،

لیکن اگر دوسری چیزین بھی مخلوط کردی جائین تو وہ بھی مفید ہو جاتی ہین،

صغریت نے لکھا ہے کہ تمام پانسون سے افضل فاختہ وکبوترا ور تمام پرندونکی پانس ہے لیکن آبی چڑیون اور بط کی بیٹ مفید نہین ہے اکثر بابل کے ملک مین کبوتری، وراشین (ایک قسم کی چڑیا ہے) اور فاختہ کی پانسون کو ملاکر، جو، درہ، چاول، چینا، مصور، لوبیا کے کھیتون مین ڈالتے ہین جس کی وجہ سے پیداوار اچھی ہوتی ہے، اور جب کبھی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کھیتی جلد تیار ہو اور پھل زیادہ آئین تو دانون کے ساتھ اس پانس کو بھی ڈالتے ہین، خصوصًا ان زمینون مین جو کہ رقیقہ ضعیفہ، عرقہ، اور رنزہ ہوتی ہین، یہ طریقہ کارآمد ہے اور کبھی اسی طریقہ سے پھلدار درختون مین بھی اس کو ڈالتے ہین، اس کے بعد جودت مین اور نباتات کی نشو ونما کے لئے دوسرے درجہ پر کی پانس انسان کی پانس ہے اس پانس مین ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ کانٹے، گھاس اور تمام نقصان پہنچانے والی گھاس کو تباہ کردیتی ہے،

سوساد نے انسان کی پانس کے استعمال کا یہ طریقہ تبلایا ہے کہ پہلے اس کو خوب خشک کرلینا چاہئے یہان تک کہ سیاہی آجائے، پھر ایک گڈھے مین ڈالکر شیرین پانی کے ساتھ خوب حل کیا جائے یہانتک کہ بالکل ملجائے پھر خشک کردینا چاہئے اس کے بعد انگور کے شاخ کی راکھ ملادی جائے اگر یہ پانس انگور مین دیجائے تو بہت زیادہ مفید ہوگی، اور اگر دوسرے کسی درخت اور نباتات مین یہ پانس ڈالنی ہو تو اسی درخت کی راکھ مخلوط کیجائے،

سوساد کا قول ہے کہ یہ بہترین پانس ہے، لیکن اگر اسکی بدبو سے تکلیف

ہوتی ہو تو اوسکی بدبو زائل کی جاسکتی ہے، اور اوسکی صورت یہ ہے کہ سرخ زمین کی اچھی خوشبو دار مٹی چڑیون کی پانس کے ساتھ خلط ملط کرکے اس پانس کے ساتھ ملا دیجائے تو اوسکی بدبو زائل ہو جائیگی، لیکن ذرا اسکو عرصہ تک خشک ہونے کے لئے چھوڑ دینا چاہئے، گدھے کی پانس کا درجہ اس پانس کے بعد ہے، لیکن یہ پانس انگور، اور زیتون کے لئے غیر مفید ہے اس لئے ان دونون مین ڈالنے سے پرہیز کرنا چاہئے اس لئے کہ اگر ڈالی گئی تو دو یا تین دن کے بعد ان کی جڑون مین خراب اور نقصان پہنچانیوالی نبات پیدا کر دیگی، جس سے بہت زیادہ نقصان ہوگا، اور اگر ان درختون مین اس کے ڈالنے کی ضرورت ہو تو دوسری پانسون کے ساتھ اس کو ملا دیا جائے، جیسے انسان یا چڑیا کی پانس یا مٹی یا اور دوسرے پانسون مین ملا دی جائے، اس کے بعد بھیڑ کی مینگنی کا درجہ ہے، یہ خاصکر نئے پودون، پھولون، اور سبزیون کے لئے بہت زیادہ مفید ہے،

بھیڑ کی مینگنی مین تمام پانسون سے زیادہ دسمیت یعنی چکناہٹ ہوتی ہے اس بنا پر یہ ارض مالحہ (نمکین) ارض مرہ (تلخ) ارض حارہ (گرم) ارض حامضہ (ترش) اور اُن کی پیداوار کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، اس کے بعد گھوڑے اور خچر کی پانس کا مرتبہ ہے، بعض لوگون نے گائے کی پانس کو بھیڑ بکری کی پانس پر ترجیح دی ہے، اور اس کا مرتبہ گدھے کی پانس کے بعد رکھا ہے، خنزیر کی پانس مین احتراق کا مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے یہ بڑے بڑے درختون اور کھجور اور نباتات کی جڑون کو جلا دیتی ہے، غرضیکہ اس مین کوئی منفعت نہین ہے،

سوساد نے کہا ہے کہ سب سے اچھی کھاد کبوتر، و فاختہ کی ہے اس کے بعد

بجز آبی چڑیون کے تمام چڑیون کی بیٹ ہے، اور تیسرا درجہ انسان کی پائنس کا ہے، چوتھا درجہ بکری کی پائنس کا ہے پانچوان درجہ بھیڑ کی پائنس کا ہے، چھٹا درجہ گدھون کی پائنس کا ہے ساتوان درجہ گائے کی پائنس کا ہے، آٹھوان درجہ گھوڑے اور خچر کی لید کا ہے اس کے بعد بقیہ اور پائنسین تقریباً مساوی حیثیت کی ہین،

قوثامی نے لکھا ہے کہ ان پائنسون کو بھوسہ اور راکھ مین خوب مخلوط کردیا جائے یہان تک کہ بو آنے لگے اور ان دواؤن اور معجونون کے مثل ہوجائے جنکو انسان استعمال کرتا ہے اور پھر اس سے کھجور، انگور اور دوسرے درختون اور نباتات کا علاج کیا جائے تو تمام آفات سے محفوظ رکھے گی،

اور کبھی نباتات کا علاج خون اور پیشاب سے بھی کیا جاتا ہے، اس لئے کہ خون کو درختون اور نباتات کے سرسبز و شاداب کرنے مین عجیب قوت حاصل ہے،

فصل

پائنسون کے تیار کرنے کی ترکیب

ط، مین ہے، اگر نباتات اور اشجار کے لئے اچھی زمین کے مطابق پائنس تیار کرنی ہو تاکہ اس سے امراض دفع ہون تو اس کا عام اصول یہ ہے، کہ زمین مین بہت بڑا عمیق حوض یا گڈھا کھودا جائے جو کہ بہت وسیع اور کشادہ ہو، جس قدر وسعت ہوگی اسی قدر اچھا ہے اس کے بعد اس مین ہر قسم کی پائنس انسان حیوان اور طیور کی پائنس ڈالی جائے لیکن آبی پرندون کی بیٹ نہ ڈالی جائے، ان سب کو اچھی طرح خلط ملط کردین، پھر اس مین قنبیط اور انگور کی

پتیان اور بعض نہرون یا کنوؤن کی سیاہ مٹی ڈالدی جائے پھر ایک بڑی لکڑی
سے خوب چلایا جائے اور شراب کی تلچھٹ اور انسانون کا پیشاب بھی ملا دیا جائے
پھر اس کے بعد روزانہ یا تیسرے دن خوب چلایا جائے یہان تک کہ اس سے
بدبو نکلنے لگے اور سیاہ ہوجائے پھر انگور کی شاخ اور پتیان جلا کر ڈالیجائین جسقدر یہ راکھہ ڈالی جائے گی اُسی
قدر بہترین پانس تیار ہو گی پھر اسکو روزانہ چلایا جائے جب یہ تمام چیزین خوب مخلوط
ہوجائین تو کچھ دن اسی حالت پر چھوڑ دیجائے اور روزانہ اس مین پیشاب ڈالا جائے
یہان تک کہ بہت زیادہ بدبو پیدا ہوجائے اور سیاہی بھی اس قدر غالب ہوجائے
کہ دیکھنے والا اس مین کسی چیز کی تمیز نہ کرسکے، پھر گڈھے سے نکال کر کچھ زمین مین
پھیلا دیجائے اور کچھ اسی حوض مین خشک کردی جائے، جب خوب خشک ہوجائے
تو یہ پانس انگور کے لئے بہت زیادہ مفید ہو گی، اور مشیت خداوندی سے اس کی
وجہ سے انگور کی تمام بیماریان اور آفات کا ازالہ ہوجائے گا، اور انگور بہت ہی سرسبز
وشاداب اور قوی ہوگا، اور اگر ان پھلدار درختون کی پانس تیار کرنی مقصود ہو جنمین
برودت ہو مثلاً انار بہی، سیب، امرود، زعرور، شفتالو، کشمش، عناب، لسوڑا، وغیرہ
تو ان درختون کی راکھ کے ہموزن وہ مٹی لیجائے جو خوب روندی گئی ہو اور ان
دونون کو خوب ملا دیا جائے اس کے بعد اس مین کبوتر اور شین اور چمگادڑ کی بیٹ
ملا کر ایک بڑی لکڑی یا لکڑی کسی ڈنڈے سے خوب ملایا جائے اور اس مین اونٹ
یا انسان کا پیشاب بھی ملایا جائے یہانتک کہ سیاہ ہوجائے اور بہت زیادہ بدبو
ہوجائے پھر انسان کی پرانی کھاد زیادہ مقدار مین ڈالکر خوب ملایا جائے اور
پیشاب روزانہ ڈالا جائے تاکہ بدبو مین اضافہ ہوتا رہے اور زیادہ ہوتی جائے،

اس پانس کے لئے اونٹ کا پیشاب انسان کے پیشاب سے بھی زیادہ مفید ہے لیکن اگر یہ پیشاب میسر نہ ہو تو چمگادڑ کا پیشاب زیادہ ڈالنا چاہیے پھر اس مین مولی کی جڑ اور اسکی پتیان ملا دیجائین جس سے بہت جلد عفونت مین زیادتی ہو گی جب بدبو بہت زیادہ ہو جائے تو اسکو اور زیادہ چلانا چاہیے، پھر اس کو زمین پر پھیلا دینا چاہیے، جب یہ خشک ہونے کے قریب ہو بلکہ تھوڑی سی تری رہ جائے تو ان درختون کی جڑون مین ڈالنا چاہیے، انشاراللہ اسکی وجہ سے یہ درخت بہت زیادہ سرسبز شاداب ہونگے،

کیلا، اور ہندی گول، خربوزہ، وغیرہ کی کھاد بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ گائے اور گدھے کی پانس خوب ملائی جائے، اور اس مین جنگلی کانٹون کی راکھ ملائی جائے اور اس پر نبیذ کی تلچھٹ چھڑک دیجائے اور اس کو خوب پھینٹ دیا جائے، پھر کچھ دنون تک اپنی حالت پر چھوڑ دیجائے، تاکہ خوب بدبو پیدا ہو جائے اور سیاہ ہو جائے اس کے بعد دور کی مٹی اور گرد وغبار ڈالکر لکڑی سے چلایا جائے اور پھر کیلے اور خربوزے کی جڑون مین یہ پانس ڈالدی جائے انشاراللہ اس سے بہت قوت ہو گی اور شادابی وغیرہ مین بہت اضافہ ہو گا،

انجیر، لیمون، بادام، پستہ، اخروٹ، تلخ بادام، غرضیکہ ان تمام درختون کے لئے جن کے پھل گرم ہوتے ہین انکی کھاد تیار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ گائے کے گوبر مین گیہون اور جو کی جڑین اور انکی گھاس وغیرہ اور اسی طرح شیلم (ایک درخت ہے جو جو اور گیہون کے کھیتون مین پیدا ہوتا ہے) کی گھاس اور جڑین گوسالہ مین ڈالدی جائین تاکہ گائے اوپر خوب بیٹھے، روندے، پیشاب

و پائخانہ کرے یہانتک کہ وہ نمک کی طرح چورہو جائے اور اس کے گوبر اور
پیشاب مین لت پت ہو جائے اور اس مین سے تیز بدبو آنے لگے، پھر اس
مین سرخ اچھی مٹی ملادی جائے، اس کے بعد زمین مین پھیلا کر خشک کر لی جائے
جب کچھ تری باقی رہے، اسی وقت استعمال کیجائے،

عام پانس و کھاد بنانے کا طریقہ جو ہر قسم کی نباتات صغیرہ وکبیرہ کے لئے مفید
و مناسب ہو، اسکی ترکیب یہ ہے کہ جو اور گیہون کی جڑ اور کانٹا اور عوسج اور انجیر کی
لکڑیان و پتیان جلا کر راکھ بنائی جائے اور اسی قدر گائے اور کبوتر کی پانس اور باقلا
جو اور گیہون کا بھوسہ، کدو کی مالت، انگور کی پتیان اور اسکی جڑین، نہر، اور حوض وغیرہ
کی کائی چھوٹے نرکل جڑ کے ساتھ ان تمام کو ایک گڈھے یا حوض مین جمع کیا جائے
اور اس کے چارون طرف نالیان بنادی جائین تاکہ بارش کا پانی اس سے باہر
نہ جائے بلکہ دوسری جگھون سے بہ کر آئے اور وہین ٹھہر جائے یہان تک کہ
عفونت پیدا ہو جائے، اس لئے کہ بارش کا پانی پانس کیچڑ اور زمین کے لطیف اجزا
بہا کر اپنے ساتھ لاتا ہے، اور جب یہ پانی اس پانس مین آئے گا، اور پانس کے
تمام اجزاء مین حلول کر کے سڑیگا، تو لکڑی سے خوب متھا جائے یہانتک کہ سب
اجزاء آپس مین مخلوط ہو جائین اور ان مین عفونت پھیل جائے اور خوب سیاہ
ہو جائین، یہ کھاد تمام درخت اور نباتات کے لئے مفید ہوگی لیکن خربوزے
اور کیلے مین یہ پانس نہ استعمال کیجائے،

کھیرا، ککڑی، کدو، شلجم، گاجر، کراث شامی (یہ ایک قسم کا ساگ ہے) اور
ان کے علاوہ تمام وہ چیزین جو زمین کے اندر پیدا ہوتی ہین اون کے لئے بھی

مذکورہ بالا کھاد اس صورت مین مفید ہوگی جب وہ انسان کی پرانی پائنس کے ساتھ ملادیجائے
اور کھیرے ککڑی کیلئے گائے اور گدھے کی لید اور انسان کے پائنس مین تھوڑی
اچھی مٹی ملاکر کھاد بنائی جائے، بیگن، قرنبیط، کرم کلہ، مولی، پیاز، لہسن، راسن اور اس
قسم کی نباتات کے لئے اس طریقہ سے کھاد تیار کرے، کہ انسان اور گدھے کی پائنس
مین کسی چیز کی راکھ اور اگر غرب (ایک کانٹے دار درخت ہوتا ہے) کی راکھ ملجائے
تو بہت مفید ہوگی پھر بلوط کی پتیان اسکی شاخین اسکی جڑین تمام گڈھے مین ڈالدیجائین
اور پھر اس پر شیرین پانی چھڑکا جائے یہانتک کہ تعفن پیدا ہو جاوے اس کے بعد اچھی
طرح الٹ پلٹ دین پھر نکال کر زمین پر پھیلا دی جائے یہانتک کہ وہ مثل سوکھی
دوا کے ہو جائے پھر یہ مذکورہ بالا درختون کے لئے استعمال کیجائے بہت ہی مفید
ثابت ہوگی،

چھوٹے نباتات مثلاً پودینہ، کاسنی، طرخون (اسکی جڑ غالباً عقرقرحا ہے) چقندر
کراث نبطی، (گندنا ایک قسم کا ساگ ہے) جرجیر، رائی، باذروح، نرم ساگ، اجوائن
اور اس قسم کے نباتات کے لئے کھاد بنانے کا یہ طریقہ ہے کہ آدمی، کبوتر، گدھے اور
گائے کی پائنس ملادی جائے، لیکن آدمی کی پائنس غالب ہو، پھر اس مین اتنی ہی باریک
پسی ہوئی اچھی مٹی ملادی جائے اور ان سب کو ایک گڈھے مین جمع کر دیا جائے،
اور پھر اس پر خون ڈالا جائے جس جانور کا بھی خون ہو، لیکن سب سے افضل خون آدمی
اونٹ اور بھیڑ کا ہے پھر اس پر پانی چھڑک دیا جائے اس کے بعد خوب ملایا جائے
اگر بارش کا پانی بھی اسی کے ساتھ مخلوط ہو جائے تو اور زیادہ بہترین کھاد تیار ہوگی
جب اس مین خوب تعفن پیدا ہو جائے اور سیاہ ہو جائے تو خشک کر کے پسی

ہوئی مٹی یا گرد وغبار ملا کر ان نباتات کی جڑون مین ڈالدی جائے تو یہ نباتات بہت سرسبز وشاداب ہونگے،

خس کے لئے اس طریقہ سے پانس تیار کیجائے، آدمی، کبوتر، مرغی اور چمگادڑ کی پانس اور خس کی پتی طرفا اور جھاؤ کے درخت کی راکھ ان سب کو ملا دیا جائے اس مین اندازاً انسان کی پانس نصف ہو اور نصف اور چیزین ہون، ان سب کو ایک گڑھے مین جمع کر کے کسی جانور کا خون ڈالدیا جائے پھر بارش کا پانی ڈالا جائے، پھر کچھ دن چھوڑ دے یہانتک کہ خوب تعفن پیدا ہو جائے اور سیاہ ہو جائے تو سکھا کر خس کی جڑون مین استعمال کرے اور شاخون پر چھڑک دے انشاءاللہ بہت مفید ثابت ہوگا،

پانس کو بدبودار بنانے کی یہ ترکیبین ہین جو کافی ہین، جو کچھ اس مین تعفن ہے وہ مثل خمیر کے ہے، چمگادڑ اور انسان کی پانس اور خون اسی طرح زمین کے لئے مفید ہے جس طرح آٹے کے لئے خمیر ہے اس لئے اسکی گرمی مین زیادتی ہوگی اور عفونت مین اضافہ ہوگا،

فصل

طامین سے ہے کہ بہترین پانس اور کھاد وہ ہے جس پر بعد سڑنے وگلنے بعد دو سال گذر جائین اور اگر تین سال گذر جائین تو اس سے بھی بہتر ہے اور اگر چار سال گذر جائین تعفن وبدبو کا ازالہ ہو جائے تو یہ تمام پانسون سے بہترین اور افضل پانس ہوگی،

قوتامی نے لکھا ہے، کہ کسانون کے لئے میری یہ وصیت ہے، کہ پانس اور کھاد کو ایک سال سے قبل بغیر ملائے سڑائے اور گلائے ہوئے کبھی نہ استعمال کرین

اس لئے کہ قبل ایک سال کے یہ مضر اور نقصان دہ ثابت ہوگی، کیونکہ ایک سال
کے بعد بھی اس مین کامل جودت نہین آتی دو تین چار سال کے بعد بہترین پانس
ہوجاتی ہے، جو کھاد ایک سال کے قبل استعمال کیجاتی ہے اس مین نقصان دہ اور
ضرر رسان کیڑے پیدا ہوجاتے ہین، اس لئے کم سے کم سال کے بعد دو ماہ گذرنے
دین اور اگر زمین نزہ اور عرقہ ہوئی تو وہ درختون کی جڑون کو کھاجاتے ہین، اسی طریقہ سے
وہ کھاد بھی قابل استعمال نہین ہوتی جس پر چار سال سے زیادہ گذر گئے ہون، اسلئے کہ
اس سے کھاد و پانس کی قوت جاتی رہتی ہے، جس کھاد کا پانچوان سال یا اس سے
بھی زیادہ مدت گذر جائے تو کسی کام کے قابل نہین ہوتی اس کی حالت مثل اوس
مٹی کی ہوتی ہے جس مین تھوڑی سی پانس ملی ہوتی ہے اور جس کھاد پر سات سال گذر
جائین تو بالکل مٹی کے حکم مین ہے، زیادہ سے زیادہ مثل اچھی مٹی کے ہے، یہ اس
وقت ہے جبکہ پانس زیر سماء ہو لیکن اگر زیر سقف ہو تو وہ سات سال کے بعد بھی
استعمال کے قابل ہوتی ہے اور تقریباً دس یا بارہ سال کے بعد بےکار ہوتی ہے،

فصل

سبزی، نباتات اور درختون مین پانس کے استعمال کا طریقہ اور بعض سبزیون پر چھڑکنے کی ترکیب

ظاہر ہے، کہ ان تمام پانسون کے استعمال کا یہ طریقہ ہے کہ درختون کے
چھوٹائی اور بڑائی کے لحاظ سے اس کی جڑ کے پاس کھود کر پانس دیجائے، لیکن
اس کھاد کو درختون پر چھڑکا نہ جائے اگرچہ یہ کھاد جڑون کے لئے مفید ثابت ہوگی

لیکن بسا اوقات، چھڑکنے سے مضر ثابت ہوتی ہے، پتیون اور شاخون کو سخت نقصان پہنچا دیتی ہے، خصوصیت سے پھل دار درخت اور انگور کے لئے، ہان اگر یہ پانسین بنگین، کرم کلہ، فرنبیط اور بڑی ترکاریون پر چھڑکی جائین تو مفید ہونگی، اسی طریقہ سے اگر یہ چھوٹی ترکاریون پر چھڑکی جائین تو بہت مفید ہونگی، لیکن زیادہ نہ چھڑکی جائین بلکہ بہت ذرا ذرا چھڑکی جائین، اور کچھ جڑون مین بھی ڈالدی جائین تو بہت نفع بخش ہونگی،

طآمین یہ بھی ہے کہ انگور پر پانس کا چھڑکنا سب سے زیادہ مفید ہے اور جو مٹی کے اس پر اسی طرح ہے جیسے باہر سے مٹی لائی جائے، وہ بہت نفع بخش ہوگی، اور اس سے پھلون مین اضافہ ہوگا، کہا جاتا ہے کہ اگر انگور پر گرد وغبار جم جائے تو وہ بہت نفع بخش ہوتا ہے، اور طآمین یہ بھی ہے کہ اگر انگور پر زیادہ پانس چھڑک دیجائے تو بہت مضر ہوگی، اور طآمین یہ بھی ہے کہ اگر انگور پر پانس نہ چھڑکی جائے بلکہ پسی ہوئی مٹی کے ساتھ چھڑک دیجائے جیساکہ دوسری سبزیون پر چھڑکی جاتی ہے، البتہ چھوٹی ترکاریون کے لئے پانس کا چھڑکنا مفید ہوتا ہے، طآمین یہ بھی بیان کیا گیا ہے، کہ جب بقول پر پانس چھڑکی جائے تو پانی چھڑک دینا چاہئے تاکہ اس کی وجہ سے وہ گرد اس پر جم جائے جو شاخون پر ہے،

سوساد نے لکھا ہے کہ وہ پانس جن مین حرارت ہوتی ہے خصوصیت سے وہ جو درخت کی جڑون اور نباتات صغیرہ کی لکڑیون سے تیار کی گئی ہو درخت کے لگانے کے وقت زیادہ مفید ہے، اسکی صورت یہ ہے، کہ پہلے درخت کی جڑ پر ایک دوسری زمین کی مٹی ڈالی جائے اور پھر اس مٹی پر یہ پانس ڈالی جائے پھر اس کے اوپر سے مٹی ڈالدی جائے تو بہت مفید ہوگی، اس کام کے لئے خصوصیت سے سُرخ مٹی

جو کہ حار ہوئی ہے، یا کوڑے کرکٹ کی مٹی زیادہ موزون ہوتی ہے، صغریت نے
لکھا ہے، کہ اس کام کے لئے اس زمین کی مٹی لی جائے جہان انسان کی آمد و
رفت نہ ہو اور جس مین پانس کا جز نہ ہو تو یہ مٹی درختون اور نخل اور نباتات صغیرہ وکبیرہ
کے لئے بہت مفید ہو گی، ابو بکر بن وحشیہ یعنی صغریت نے لکھا ہے کہ اس مقصد کے
لئے صحرا اور وسیع میدانون کی مٹی جس پر ہوا کے جھونکے آتے ہین زیادہ مفید ہو گی
اور کہا ہے کہ درخت اور نخل کے لئے کھاد کا مٹی کے درمیان مین رکھکر استعمال کرنا زیادہ
مفید ہے، بیگن، کھیرا، ککڑی، خربوزہ یہ تمام وہ ترکاریان جنکا بڑی ترکاریون مین شمار
ہے ان کے لئے ضرورت ہے کہ انکی پتیون پر بھی پانس چھڑکی جائے اور جڑون مین
بھی ڈالی جائے، اور طامین ہے کہ کرم کلہ، قنبیط، سلق، خس، پالک، حرف بھی بڑی
ترکاریون مین داخل ہین پانس چھڑکنے کے قبل تھوڑی کھاد دو ٹپون کے درمیان
مین ڈالدینا چاہیئے، اور یہ مٹی کسی ویران اور غیر آباد مقام کی ہو یا گھور پر کی ہو تو زیادہ
موزون و مناسب ہو گی، ایسا ہی صغریت نے لکھا ہے، اور بسا اوقات پانس کی
کیاریون اور نالیون مین ڈالدی جاتی ہے، تاکہ پانی کے ذریعہ سے پانس ان درختون
کی جڑون تک پہنچ جائے بعض لوگون کے نزدیک یہ بھی مفید طریقہ ہے،

لیکن اکثر لوگون کی یہ عادت ہے کہ پہلے پانس ڈال لیتے ہین تو پھر پانی سے
سیراب کرتے ہین، اور ایسا ہی عام طریقہ ہے، اور طامین ہے کہ جب گرم پانس
بڑے درختون پر پڑیگی اور پھر اس پر آفتاب کی روشنی پڑے تو اس سے اسکی حدت
مین اضافہ ہو جائے گا، یہانتک کہ وہ پتون کو جلا دیگی اور اس مین سوراخ کر دیگی
اور اسکی قوت زائل کر دیگی، لبقول اور چھوٹے نباتات کی جڑین اسی طرح پوشیدہ

رہتی ہین جس طرح بڑے نباتات کی جڑین ہوتی ہین، اس لئے چھوٹے درختون مین شاخ اور جڑون مین پانس دیجائے اور بڑے درختون کی صرف جڑون مین دیجائے شاخ اور پتیون کو محفوظ رکھا جائے،

فصل

پانس سے زمین کو فائدہ پہنچانا اور اس کے ڈالنے کے وقت کا بیان ماخوذ از کتاب (ط)

صغرنیت نے کہا ہے، کہ جن پانسون کا ذکر ہوچکا ہے وہ ہر ایک زمین کیلئے مفید ہین خواہ اس مین نباتات و درخت ہون یا نہ ہون، یہ پانس اگر خراب زمین مین بھی ڈالی جائے گی تو زمین کو درست کردے گی اور اگر اچھی زمین مین ڈالی گئی تو اس کو اور اچھی اور بہترین بنادیگی اور زمین مین زیادہ قوت پیدا کرے گی اسی طرح درختون اور نباتات کے لئے مفید ہوگی اور انکو قوی کردے گی، اور زمین سے تمام بیماریون کو دور کردیگی خواہ وہ مرض ہوا کی روارت کی وجہ سے ہو یا حرارت یا برودت کی زیادتی کی وجہ سے ہو یا عفونت کی بناپر ہو غرضکہ معتدل اور فاسد زمین کو اچھی اور بہترین زمین بنادیگی ارض ضعیفہ جس کا دوسرا نام رقیقہ بھی ہے اس کو اور ارض نزہ اور عرقہ کو پانس کی بہت زیادہ ضرورت پڑتی ہے،

فصل

جن پانسون کا تذکرہ ہوچکا ہے وہ عموماً تمام فاسد زمینون کے لئے مفید ہین،

لیکن خاص منفعت درخت، نباتات اور ارض ضعیفہ کو حاصل ہوتی ہے، خواہ اس مین درخت و نباتات ہون یا نہ ہون، خواہ بڑے درخت ہون یا چھوٹے، کمزور زمین کے لئے ضرورت ہے کہ کئی بار پانس ڈالی جائے بلکہ بار بار ڈالی جائے ایسی مینون کو اگر موسم خریف، شتا اور ابتدار ربیع مین روزانہ پانس کی حاجت ہو تو ہر دوسرے دن اس قسم کی زمین مین ہل چلانا چاہیئے اور تیسرے دن پانس ڈالنا چاہیئے، یہ عمل وس، پندرہ دن یا بیس دن تک غرضیکہ اس وقت تک کیا جائے، جبتک کہ زمین کے اچھے ہونے کا اندازہ نہ کرلیا جائے، اس لئے کہ اگر پانس زیادہ ہوگی تو زمین کو خراب کردیگی، اور نباتات و زمین دونون کو جلادے گی، اور پھر اس کے علاج کی ضرورت پڑجائے گی، اس لئے ضرورت کے مطابق پانس استعمال کرنی چاہیئے کیونکہ جب زمین مین پانس زیادہ ہوجائے اور وہ خود پانس اور کھاد کے مثل ہوجائے تو وہ گرم ہوجاتی اور اسکی سخونت بڑھ جاتی ہے یہانتک کہ اسکو اس علاج کی ضرورت ہوتی ہے کہ اس زمین مین دوسری کی اچھی مٹی لاکر ڈالی جائے یا شیرین پانی ڈالا جائے جو اسکی حدت کو کم کردے اور زمین کو درست کردے، اس لئے زمین مین زیادہ پانس دینے کی ضرورت نہین ہے اور پانس کے منافع مین سے یہ بھی ہے کہ وہ آفتاب اور ہوا کی تسخین مین مدد معاون ہوتی ہے، اور اس بر ودت اور غلظت کو ایک مناسب درجہ مین رکھتی ہے جو نباتات زمین اور پانی سے حاصل کرتے ہین، پانس درخت، نخل، انگور اور تمام بڑے نباتات کے لئے مفید ہوتی ہے، اس لئے کہ یہ سخونت کو زمین کے اندر جڑون کے ذریعہ سے پہنچاتی ہے

ہین ہے کہ ٹھنڈک کے زمانہ مین پانس زمین کی سطح کو گرم کردیتی ہے،

جس سے ہوا کی ٹھنڈک دور ہو جاتی ہے، اور اگرمی کے زمانے مین زمین کی
اندرونی تہ کو ٹھنڈا کر دیتی ہے، کیونکہ زمین کا عمق گرمی مین گرم ہو جاتا ہے اور اس
سے نباتات کو نقصان پہنچتا ہے، صغریت نے لکھا ہے کہ جب زمین بہت اچھی
ہو تو اس مین پانس کی ضرورت نہین ہوتی، لیکن خراب زمین کو البتہ پانس کی ضرورت
ہوتی ہی لیکن اسی قدر ضرورت ہوتی ہے جو خرابی کو دور کر دے، اس سے زیادہ
کی ضرورت نہین ہے، اور جو زمین متوسط ہو یعنی نہ بہت ردی ہو نہ بہت اچھی ہو
اس کے لئے بھی ہمیشہ پانس کی ضرورت ہے، اور ارض رقیقہ وضعیفہ کو بھی ہمیشہ
پانس کی ضرورت ہے تاکہ اوسکی خرابی اور ضعف دفع ہو، بعض پانس سے یہ بھی فائدہ
ہوتا ہے کہ مکھیان اور چڑیان زراعت کے قریب نہین آتی ہین،

قوثامی نے لکھا ہے کہ جب طیور اور چمگادڑ کی پانس کو خشک خون کے ساتھ
ملا کر اس کی کھاد تیار کیجائے اور پھر اس کو یا تو وہ بالکل پیس ڈالین یا ٹکڑے ٹکڑے
کر دین اور پھر ان کو غلہ کے ساتھ بو دین یا چھڑک دین خواہ ارض رقیقہ اور ضعیفہ
یا عرقہ اور نزہ ہی کیون نہ ہو یہ کھاد زمین اور نباتات کے لئے بہت زیادہ مفید
ہوگی نباتات مین نشو و نما جلد ہوگی پھل بہت جلد آئین گے اور اس کے علاوہ
تمام امراض و جانور اور کیڑے، مکوڑے، مثلاً سانپ، چوہا، کیڑے غرضیکہ سب کے
سب دفع ہو جائین گے اس وجہ سے کہ جب یہ پانس زمین پر پڑیگی اور اس کو
پانی کی رطوبت پہنچیگی تو ایک قسم کی عفونت پیدا ہوگی اور پھر نباتات مین ملکر جب یہ
پوری زمین مین پھیلے گی تو سخت بدبو اٹھیگی جس سے تمام چڑیان چوہے اور کیڑے
وغیرہ بھاگ جائین گے کیونکہ اس بدبو کو وہ برداشت نہین کر سکین گے،

فصل

کھاد کے قویٰ کے بیان مین،

پانس کئی قسم کی ہوتی ہین بعض حار ہوتی ہین، بعض بارد ہوتی ہین، بعض سمیت ہوتی ہے بعض مین نرمی پائی جاتی ہے، یہ تمام پانسین اپنے مخالف مزاج کی زمین مین استعمال کیجاتی ہین، اگر زمین حار ہے تو پانس بارد استعمال کیجائیگی اگر بارد ہے، تو پانس حار استعمال کیجائیگی غرضیکہ اسی طریقہ سے علاج کیا جائیگا،

ط۔ مین ہے کہ حار پانس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان کی پانس، اور اسی کے ہموزن چڑیون کی بیٹ اور اسی کے ہموزن بکری کی مینگنی اور اسی کے ہموزن چمگادڑ کی پانس اور اتنا ہی روغن زیتون کا تلچھٹ ان سب کو ملا کر ایک عرصہ تک چھوڑ دیا جائے یہانتک کہ بدبو اور کیڑے بھی پیدا ہو جائین اور پھر خشک ہو جائے اس کے بعد یہ اس انگور مین دیجائے جس مین ٹھنڈی ہوا لگ گئی ہو، یا اسی قسم کے درختون مین دیجائے جسکو ٹھنڈک سے نقصان پہنچ گیا ہو، نرم پانس گائے کا گوبر بکری کی مینگنی اور گھور کی مٹی ملا کر پیسکر تیار کیجاتی ہے اس مین انسان اور چڑیون کی پانس نہین ہوتی ہے،

اور کہا ہے کہ اگر ایسی پانس کی ضرورت ہو جس مین بہت تیز حرارت ہو اور جسکی وجہ سے گم شدہ حرارت پھر پیدا ہو جائے تو مذکورہ بالا حار پانس مین پودینہ، یاسمین، نسرین، تمام (ایک قسم کا پودینہ) بادروخ، اور کرفس وغیرہ کی راکھ ملا دیجائے ان راکھون کو اور دوسرے گرم نباتات کی راکھون کو ملانے سے ایک عجیب کیفیت

حاصل ہوتی ہے، غرضکہ اس راکھ کو مذکورہ پانس مین خوب ملا دیا جائے یہانتک کہ
تعفن پیدا ہو جائے پھر ان درختون مین استعمال کیجائے جسکو سخت ٹھنڈک پہنچ چکی ہو،
دسمی پانس جسکا دوسرا نام شیرین پانس ہے گائے کے گوبر سے بنائی جاتی
ہے، غلون کے بھوسے رطب اور لعابدار نباتات کی پتیون کو ملا کر تیار کیجاتی ہے،
بارد پانس کے بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ اس کے ساتھ خشخاش بری، بالبستانی کی
پتیان، اسکا درخت اور اسکی شاخین خوب ملا دیجائین، یہانتک کہ تعفن پیدا ہو جائے
بعض لوگ کہتے ہین کہ انسان گدھے اور گائے کی پانس مین یہ سب بھوسہ ملا دیا
جائے تو یہ پانس مشیت الٰہی سے ان تمام نباتات کے لئے بہت مفید ثابت ہوگی
جس کو حدت، حرارت، یرقان، یا گرم ہوا لگ گئی ہو، اس کے علاوہ بارد پانس
بنانے کا دوسرا طریقہ چاول کی فصل مین دیکھو اور گرم پانس کی ترکیب سلق کی زراعت
کے بیان مین دیکھو،

فصل

یہ گرم پانسین کبھی انگور کے لئے نہ استعمال کیجائین ورنہ اسکی جڑ جل کر خشک
ہو جائیگی اور ایسی بیماری پیدا ہو جائیگی جس سے پھل خشک ہو جائے گا، جب درخت
اور نباتات، گرم پانسون سے متحمل نہ ہو سکین تو اس مین ان غلون کے بھوسے
ملا دینے چاہئین جو غذا مین استعمال کئے جاتے ہین، جب انکے بھوسے اسمین
سڑ جائین گے تو اس کو معتدل بنا دینگے اور انگور کے لئے باقلا جو اور گیہون کا
بھوسہ بہت زیادہ مفید ہے، اور پھر پانس کی گرمی سے نقصان کا اندیشہ نہین رہتا،

ابو عبداللہ محمد بن ابراھیم ابن بصال اور حکیم ابوالخیر وغیرہ نے اپنی کتابون مین پانس کے متعلق یہ لکھا ہے کہ جو پانس زراعت مین استعمال کیجاتی ہے وہ سات کی قسم کی ہوتی ہے،

انشاء اللہ ان کا ذکر آئے گا، پرانی پانس مین نئی پانس کے مقابلہ مین زیادہ رطوبت ہوتی ہے، اور نئی پانس مین پرانی پانس کے بہ نسبت زیادہ حرارت ہوتی ہے، لیکن وہ غیر مفید اور مضر ہوتی ہے، اسی وجہ سے ایک سال کے بعد پانس استعمال کرنی چاہیے، یا اس سے بھی زیادہ دنون کے بعد اور اگر ضرورت پڑ جائے تو پرندونکی بیٹ اور راکھ کو ملاکر استعمال کیا جائے انشاء اللہ اسکی ترکیب آگے آئیگی،

کبوتر، فاختہ، تیتر، اور جنگلی کبوتر، کی بیٹ مین سخت حرارت اور یبوست ہوتی ہے، خواہ یہ پرانی ہو یا نئی اس سے ان نباتات کا علاج کیا جاتا ہے جنکو بہت ٹھنڈک پہنچ گئی ہو، اور انسان کی پانس سے بھی ان نباتات کا علاج کیا جاتا ہے جنکو گرمی نے ضرر پہنچایا ہو پانس گرم زمین کو مرطوب بناتی اور غلظت کو تحلیل کرتی ہے، اور بارد مین سخونت پیدا کرتی ہے کمزور کو قوت بخشتی ہے، اچھی زمین کو اور اچھا کرتی ہے، باقلا، جو اور گیہون کا بھوسہ بھی زمین کے لئے مفید ہوتا ہے، خواہ سب ملا کر استعمال کئے جائین یا فرداً فرداً سڑا کر یا اس سے قبل ہی،

فصل

پرندون کی بیٹ

خ مین ہے کہ پرندون کی پانس نباتات کے لئے زہر قاتل ہے سوا حمام

یعنی کبوتر و فاختہ کی پانس کے یہ تمام پانسون سے افضل ترین پانس ہے، اس کا مزاج بہت زیادہ حار اور یابس ہوتا ہے، ص مین ہے کہ اس مین اعتدال سے زیادہ حرارت اور رطوبت پائی جاتی ہے،

خ مین ہے کہ نباتات کے لئے سب سے زیادہ مضر پانس آبی چڑیون کی پانس اور مرغی اور مرغابیون کی پانس ہوتی ہے، لیکن حمام یعنی کبوتر و فاختہ کی پانس سے نباتات بہت جلد بڑھتے ہین اور اگر اس کے نمو مین کوئی شئے حائل ہوئی تو اسکو یہ دفع کردیتی ہے، اور اگر نباتات کو برودت اور جمود لاحق ہو تو یہ شیرین پانی مین ملاکر استعمال کیجاتی ہے، جس سے برودت کا ازالہ ہو جاتا ہے، یہ تمام درختون اور نباتات کے لئے مفید ہے، خصوصیت سے مہندی اور زیتون کے لئے تو انمین عجیب منفعت ہے،

ص نے لکھا ہے کہ جب نباتات کو بہت ٹھنڈک پہنچ جائے تو یہ پانس مثل بارش کے کام دیتی ہے، اس کا استعمال پانی مین حل کر کے کیا جاتا ہے، اور بغیر ضرورت کے کسی وقت اس کو استعمال کرنا نہین چاہئے، کہ ارض ضعیفہ کے لئے بھی یہ پانس بہت مفید ہے، یہ پانس اپنی حرارت مین دوسرے درجہ پر ہے،

ق نے کہا ہے تمام چڑیون اور بطون وغیرہ کی پانس تمام درختون اور نباتات کے لئے جنکو پانس کی ضرورت ہو مفید ہوتی ہے اور ہر قسم کے امراض کا ازالہ کردیتی ہے، ط مین ہے کہ کبوتر و فاختہ، وراشین، اور چڑا چڑی کی پانس سب مساوی درجہ کی ہوتی ہین، انسان کی پانس بھی اچھی پانس ہوتی ہے،

خ، نے کہا ہے اس کا استعمال خشک کر کے پیسکر ہوتا ہے، اسکی طبیعت مین

حرارت، رطوبت، اور لزوجت پائی جاتی ہے، ص نے کہا ہے کہ اس کے مزاج
مین رطوبت، لزوجت اور متوسط درجہ کی حرارت پائی جاتی ہے، اور کہا جاتا ہے کہ
انسان کی پانس مین جب تعفن پیدا ہوجاتا ہے تو وہ بارد اور مرطوب ہو جاتی ہے ،
رخ نے کہا ہے کہ جب انسان کی پانس پرانی ہو جاتی ہے تو اسکی رطوبت مین اضافہ
ہو جاتا ہے، ص اور دوسرون نے کہا ہے، کہ انسان کی پانس، موسم گرما کی ترکاریون
مین مثلاً کدو، بیگن، خرفہ، پیاز، قنبیط، یربوز، ھندی وغیرہ کے لیے بہت زیادہ مفید
ہے، اسی طریقہ سے خس اور نخل کے لئے بھی بہت زیادہ مفید ہے، اس کا استعمال
حوض کے پانی کے ساتھ کیا جاتا ہے، اگر یہ گرمی کے موسم مین سبزیون مین استعمال
کیجائے تو بہت مفید ہوتی ہے ذرا بھی نقصان نہین پہنچاتی، جب گرمی کے زمانہ
مین شدت گرمی کی وجہ سے درخت وغیرہ سوکھ جائین تو اس کا استعمال پانی مین
ملا کر کرنا چاہیئے، یہ بہت زود اثر ہوگی اور بہت جلد نفع ہوگا، کہا جاتا ہے، کہ انسان
کی پانس تمام پانسون سے بہترین پانس ہے یہ تمام نباتات اور گھاس کو جو زراعت
کو نقصان پہنچاتی ہین زائل کر دیتی ہے، لیکن زیتون کے درخت کے لئے مضر ہے،
اور انگور کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، کہا جاتا ہے یہ اپنی فضیلت مین تیسرے
درجہ پر اور کبوتر و فاختہ کے پانس کے بعد اس کا درجہ ہے، بھیڑ، بکری، اونٹ ،
ہرن، بارہ سنگھا، بھیڑ و بکری کے بچون کی مینگنیون کے متعلق رخ نے لکھا ہے
کہ یہ مینگنیان اپنے اوصاف مین یکسان ہین یہ حار اور رطب ہوتی ہین لیکن کبوتر
و فاختہ کی بیٹ سے کم درجہ کی حرارت و رطوبت ہوتی ہے، جب تک یہ سڑ
نہ جائے اور اس مین جو نباتات سڑنے کے وقت پیدا ہوتی ہین وہ سوکھ اور مر نہ جائین

اس وقت تک اس کا استعمال نہین کرنا چاہیے، اور اگر یہ نباتات مردہ نہون تو نقصان پہنچائین گے اگر یہ گیہون اور روئی کی زراعت کے پہلے استعمال کیجائے تو اسکی تعفن بہت زیادہ مفید ہوگی اور جنگلی پھٹنے والی زمین کے لئے یہ بہت زیادہ مفید ہوتی ہے، جب یہ مینگنیان دوسری پانسون کے ساتھ مل کر سڑ جائین تو تمام نباتات کے لئے بہت زیادہ مفید ہوتی ہے،

ق نے کہا ہے، کہ بہترین مینگنی بھیڑ اور بکری کی ہوتی ہے، گائے کا گوبر اور اونٹ کی مینگنی تمام نباتات کے لئے جنکو اسکی ضرورت ہو بہت زیادہ مفید ہوتی ہے، کہا جاتا ہے کہ بھیڑ کی مینگنی اپنی حرارت مین چوتھے درجہ مین ہے اور بکری کی مینگنی قوت مین اس سے بھی کم ہے اور اس کے بعد گائے کی گوبر کا درجہ ہی،

خ نے کہا ہے، خنازیر کی پانس نباتات کے لئے زیادہ مضر ہے، بلکہ سمّ قاتل ہے اور دوسرون نے کہا ہے کہ اسکی پانس تمام نباتات کے لئے بجز تلخ بادام کے مضر ہے، جانورون کی پانس مثلاً گھوڑا، گدھا، خچر، ان تمام کے متعلق خ نے لکھا ہے، کہ یہ سب ایک قسم کی ہین انکی طبیعت مین حرارت اور رطوبت دونون ہوتی ہے، مذکورہ پانسون کے علاوہ اور بھی مفید پانس ہی، یہ پانس تنکے گھاس، پتھر اور ہڈیون کے تنقیہ اور صفائی کے قبل استعمال کیجا سکتی ہین، ص نے کہا ہے کہ یہ بہت اچھی پانس ہے صاف کرنیکے بعد خالص استعمال کیجاتی ہے، لیکن صرف موسم سرما مین تعفن اور سڑنے کے بعد کدو، بیگن، کھیرے اور قرقاص وغیرہ مین بھی استعمال کیجاتی ہے اسی طریقہ سے تازہ گوبر بھی استعمال کیا جاسکتا ہے،

ق کا قول ہے کہ پانس گدھے کی لید کی بھی اچھی ہوتی ہے، اس کے

بعد خچر اور گھوڑے کی ہوتی ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بہترین لید گھوڑے اور خچر کی ہوتی ہے
لیکن اس صورت مین جبکہ خالص ہو اور اگر یہ حار پانس سے ملادی جائے تو اور
اچھا ہو جاتا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ پانس جو جانور کے گوبر اور لید مینگنی اور چڑیون
کی بیٹ سے مخلوط ہو وہ بہترین اور اعلیٰ درجہ کی پانس ہے اور یہ زیتون کے لئے بہت
زیادہ مفید ہوتی ہے، اور وہ پانس جس مین مکانون کا کوڑا کرکٹ شامل ہو وہ خراب
پانس ہوتی ہے، لیکن جس وقت اس مین تعفن پیدا ہو جائے اور خوب سڑ گل جائے
اور ایک سال گذر جائے تو درخت اور سبزی اور زراعت کے لئے بہت زیادہ
مفید ہوتی ہے، اور اس مین خرفہ، یربوز (ایک قسم کا یمانی ساگ ہے) (سرمن)
بتھوے کا ساگ، بقلۃ الانصار جسکو رنب بھی کہتے ہین اور سلوقیہ وغیرہ خصوصیت سے
ہوتے ہین،

ص نے کہا ہے کہ وہ پانس جسمین حرارت، رطوبت، ملاحت، لزوجت ہو
بمقابلہ دوسرون کے بہت کم استعمال کیجاتی ہے، مگر اس قسم کی بھی کھاد ایک سال سے
قبل نہین استعمال کرنی چاہئے ورنہ اس مین ایک قسم کا کیڑا پیدا ہو جاتا ہے جو اپنے
آس پاس کی چیزون کو بہت نقصان پہنچاتا ہے یہ پانس ایک سال کے بعد تمام
سے افضل اور تمام سے زیادہ مفید اور زمین کے بہت زیادہ موافق ہو جاتی ہے،
اس لئے کہ ایک سال بعد اس کے تمام اجزا مین اعتدال پیدا ہو جاتا ہے، اور
اگر اس پر دو سال گذر جائین تو اور اچھی ہو جاتی ہے اسی طریقہ سے اگر تین سال گذر گئے
تو وہ بہترین پانس ہو جاتی ہے، اور اس کے بعد تو وہ تمام زمینون کے لئے حتیٰ کہ
ریتیلی زمین کے لئے بھی مفید ہوتی ہے، کہا جاتا ہے کہ اگر یہ نئی ریت مین حمامات

کی راکھ کا تیسرا یا چھٹا حصہ ملا دیا جائے تو سخت تعفن پیدا ہوگا اور پھر یہ زمین درست
ہو جائیگی، حمامات کی پانس، یہ وہ پانس ہے جس مین راکھ اور کوڑا وکرکٹ ملا ہوا ہو یہ
پانس کھاری یا بس غیر مرطوب ہوتی ہے، یہ تنہا صرف ارض غلیظہ کے تحلیل کرنے کیلئے
یا اس کے مسامات کھولنے کے لئے استعمال کیجاتی ہے کیونکہ اگر زمین سخت یا غلیظ
ہو یا سبزیون کے لئے غیر موافق ہو تو ان بند مسامات کے کھولنے اور زمین کو درست
کرنے کے لئے یہ مفید ہوتی ہے، یہ تنہا اس وقت تک قابل استعمال نہین ہوتی جبتک
کہ کئی سال نہ گذر جائے تاکہ ہوا کی وجہ سے کچھ رطوبت پیدا ہو جائے اور اسکی حرارت
وقت مین کمی آجائے یا دہ زمین جس مین کیڑے پیدا ہوتے ہین اُن کے ہلاک کرنے مین
البتہ خاص وصف رکھتی ہے، یہ کیڑے اکثر تعفن وغیرہ کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہین،
مثلاً دود، اور رطان وغیرہ جو نباتات کی جڑون کو کھا جاتے ہین،

ص نے کہا ہے حمامات کی راکھ مین یبوست اور ملاحت ہوتی ہے اور رطوبت
نام کو بھی نہین پائی جاتی اس سے تمام وہ کیڑے جو باغون اور کھیتون مین پیدا ہوتے
ہین اور جو نباتات کو نقصان پہنچاتے ہین ان کا ازالہ کلی ہو جاتا ہے،

اگر یہ صورت کیجائے کہ کسی حوض مین حمامات کی راکھ پھیلا دیجائے اور اوپر سے
خوب پانس بچھا دی جائے اور پھر زراعت کیجائے تو یہ کیڑے جب نباتات کو دیکھین
تو یہ راکھ ان کے سامنے ڈالدیجائے، یہ راکھ ان کیڑون اور نباتات کے درمیان
حائل ہو جائیگی یہانتک کہ وہ فرار ہو جائین گے، یہ راکھ ارض غلیظہ کو بالکل رقیق
کر دیتی ہے، کہا جاتا ہے کہ راکھ حار ہوتی ہے اور جب نباتات کو سردی زیادہ
پہنچ جائے تو بہت مفید ہوتی ہے، ابن حجاج رحمۃ اللہ کی کتاب مین ہے، کہ

یونیوس نے کہا ہے کہ راکھ بقول کے لئے تمام پانسون سے بڑھکر ہے، اس لئے
کہ لطیف اور باریک راکھ طبعًا شدید الحرارت ہوتی ہے اس لئے یہ ایک جانب تو بقول
کے لئے غذا بنتی ہے اور دوسری طرف تمام کیڑون اور جو زمین مین پیدا ہوتے ہین ان کو
ہلاک کردیتی ہے، ابن حجاج رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ یونیوس کا وہم ہے اس لئے
کہ اس رماد مین بہت زیادہ یبوست ہوتی ہے اگر زمین حار ہو اور اس مین راکھ
ڈالدیگئی تو اس زمین سے رطوبت فنا ہو جائیگی، اور زمین بہت کمزور ضعیف ہو جائیگی
ہان اسکی غرض زمین مین ڈالنے سے البتہ یہ ہونی چاہئے کہ اسکی وجہ سے کیڑے
نہ رہنے پائین، اور جب اسکو زمین مین ڈالنا ہو تو اس کے ساتھ مرطوب و متعفن
پانس ملا دیجائے تاکہ اسکی یبوست کم ہو جائے،
ک نے لکھا ہے کہ بقول کے لئے افضل ترین پانس یہ راکھ ہے اسکی وجہ
سے کیڑون کا ازالہ ہو جاتا ہے، اس کے بعد کبوتر (حمام) وغیرہ کی بیٹ کا درجہ ہے
اس کے علاوہ بکری کی مینگنی اور دوسری پانسون کا بھی استعمال ضرورت کے وقت
کرنا مفید ہوتا ہے، لیکن جو پانس بقول مین استعمال کیجائے وہ مرطوب نہ ہو ورنہ
اس سے کیڑے پیدا ہونگے جو اس کو نقصان پہنچائین گے، ط مین ہے کہ بکری کی
مینگنی اور گائے کا گوبر دونون زراعت کے لئے مصلح اور مفید ہین جانورون کا گوبر
درختون کے لئے اور انسان کی پانس نخل وغیرہ کے لئے اور (حمام) کبوتر وغیرہ
کی پانس تمام درختون کے لئے مفید ہے، اگر یہ پانس بوتے وقت دانون کیسا
ملاکر تر زمین مین استعمال کیجائے تو غلون کو بہت مفید ہو گی، لیکن اگر خشک زمین
مین استعمال کیجائے تو کوئی فائدہ نہ ہو گا، لیکن جب دوسری پانس نہ ملے تو

اسی کو استعمال کرین، ص اور خ کا قول ہے، کہ کبھی یہ بھوسے اور کٹی ہوئی گھاس
مین راکھ ملا کر تیار کیجاتی ہے، خ نے کہا ہے، اسکو تھوڑی سی مٹی سے چھپا دیا
جائے اور اگر میسر ہو تو گرم پانی ورنہ ٹھنڈا پانی اس پر کئی مرتبہ چھڑکدیا جائے یہانتک کہ بارش
کا موسم آجائے اور اگر گرم پانی میسر نہو تو انسان کا پیشاب چھڑک دیا جائے پھر
اس کو اپنی حالت پر ایک سال تک چھوڑ دیا جائے اور اس عرصہ مین کئی مرتبہ الٹ
پلٹ کر دیا جائے اس کے بعد اس مین سے پتھر وغیرہ نکال کر صاف کر دیا جائے
اور پھر خوب چلایا جائے یہانتک کہ تعفن پیدا ہو اور خراب اجزات نکلنے لگین، پھر ایک
سال کے بعد استعمال کیجائے تو وہ ہر فصل و موسم مین ہر قسم کے درختون کے لئے مفید
ہوگی خصوصیت سے یہ زیتون کے لئے بہت زیادہ مفید ہے، ص نے کہا ہے
کہ اس طرح کی مرکب پانس بہت زیادہ قوی ہوتی ہے،

دوسرا طریقہ،

مختلف جانورون کی پانس ایک گڑھے مین جمع کر کے اس پر راکھ ڈالدی جائے
اور پھر شیرین پانی ڈالا جائے اور خوب الٹ پلٹ دیا جائے یہانتک کہ وہ متعفن
ہو جائے تو یہ پانس زیتون اور ضمارے کے لئے بہت مفید ہوتی ہے اور اگر اس مین
تین ڈھیر مٹی ملادی جائے تو زراعت کے لئے مفید ہو جائے گی،

ایک اور ترکیب

ص اور دوسرون نے کہا ہے مرکب پانس کا ایک بوجھ یا اس سے کم لیا جائے،

اور ویسا ہی تین بوجھ مٹی کا ملا کر پانس تیار کیجائے، خ نے کہا ہے کہ ایک جزء
راکھ کا اور ایک جز زیت کا بھی ہو پھر ان سب کو خوب ملا کر ایک سال تک چھوڑ
دیا جائے اس عرصہ مین اگر بارش نہ ہو تو کئی مرتبہ ٹھنڈا اور گرم پانی چھڑکا جائے
پھر یہ انشاء اللہ بہترین پانس ہو جائیگی، اور جب ضرورت ہو استعمال کیجا سکتی ہے،

دوسری ترکیب

ص نے کہا ہے کہ کبوتر وغیرہ کی بیٹ کا ایک بوجھ اور مٹی کا دس بوجھ
خ نے کہا ہے اور زیتون کی گٹھلیون کا ایک بوجھ یہ سب ملا کر پانس تیار کیجائے
تو بہترین پانس تیار ہو جائے گی اور یہ ایک سال کے بعد استعمال کیجائے،
ق نے کہا ہے مین نے بعض پانسون کا ایسا تجربہ کیا ہے جسکا نبطیون
اور دوسرون نے بھی تذکرہ نہین کیا ہے، لکھا ہے کہ مین نے ان مذکورہ بالا مشہور
پانسون کو جلا کر ان کی راکھ استعمال کی ہے اس کو بھی مین نے جودت اور منافع
مین درختون اور نباتات کے لئے بہترین پایا، میرا خیال ہے کہ حمامات کی راکھ
مین جو پانس ڈالی جاتی ہے وہ اسی طرح جلا کر ڈالی جاتی ہے،
ص نے لکھا ہے کہ لوگون کا قول ہے کہ پانس ایک سال سے قبل استعمال
نہین کیجا سکتی لیکن اگر کوئی شخص ایک سال سے قبل استعمال کرنا چاہے تو اسکو چاہئے کہ جن
پانسون کی اسکو ضرورت ہو ان سبکو برابر برابر اکٹھا کر کے ایک جگہ پر رکھے اور پھر
علیحدہ علیحدہ گڑھے کھودے پھر ہر ایک گڑھے مین پانس کے بیسوین حصہ کے
برابر (حمام) کبوتر وغیرہ کی بیٹ ڈالدے یا اس سے زیادہ، اس کے بعد اسکو

پانس سے چھپا کر چھوڑ دے وہ پانس ایک مہینہ مین گل جائے گی اور قابلِ استعمال ہوجائیگی اور وہ ایسی ہوجائے گی جیسے تین سال کی پانس،

مین نے ایک مرتبہ جانورون کا گوبر مکان کا کوڑا و کرکٹ، اور گوسالون کی سیاہ مٹی اور راکھ ان تمام کو ملاکر ایک وسیع میدان مین ڈال دیا، یہانتک کہ بارش ہوئی اور پھر پھاوڑون سے منتشر کیگئی کیونکہ بارش کی وجہ سے اس مین رطوبت باقی رہی اس کے بعد اس سے پتھر وغیرہ صاف کردے اور اس کو قدمون سے خوب روندا گیا اور ٹکڑے ٹکڑے کیا گیا، یہان تک کہ وہ چڑیون کے بیٹ کے قوام کے مانند ہوگیا اور اس سے ایک قسم کی تعفن آنے لگی، پھر اس مین زیتون کی جڑ نصف بوجھ اوسط درجہ کا ڈال دیا گیا تو مین نے اس مین بڑا فائدہ پایا اور بہت مفید ثابت ہوئی مین نے ایسا ہی کئی سال کیا، یہ تھوڑی سی مرکب پانس بہت سی مفرد پانس کا کام دیتی ہے،

فصل

(عربونکے مہینون کے لحاظ سے پانس دینے کا وقت)

ط، مین ہے کہ مہینہ کے ابتدا مین نہ درخت لگائین نہ زراعت کرین نہ کوئی بیج بوئین یہانتک کہ چاند شمس کے محاذات سے گذر جائے اور جب چاند گھٹنا شروع ہوجائے تو کھیتون مین پانس دیجائے اور زراعت کیجائے چاند کی یہ حالت سولہوین تاریخ سے شروع ہوتی ہے اور آخر ماہ تک رہتی ہے، اس سے صرف زیتون مستثنیٰ ہے اس مین جب چاند ترقی پر ہو تو پانس دینا چاہئے اسکیلئے

ابتدائے ماہ سے نصف تک کی تاریخین ہین اس صورت مین بہت نفع ہوگا اور اگر
چاندسکے گھٹتے وقت پانس دیگئی تو نفع ہوگا، جس رات مین چاند بدر ہوتا ہے،
تو وہ نباتات کی قوت، نمو، حسن، اور منظر مین اضافہ کرتا ہے،

فصل

شمسی سال کے حساب سے پانس دینے کا وقت انشاء اللہ تعالیٰ اس کا
بیان باب الجامع کے بیان مین آئے گا،

فصل

پہلے گذرچکا ہے کہ بہت سے درخت اور نباتات ایسے بھی ہین جنکو
پانس کی ضرورت نہین ہوتی اور بہت سے ایسے اشجار ونباتات ہین جنکو پانس
کی ضرورت ہوتی ہے، وہ اشجار ونباتات جنکو پانس کی ضرورت نہین ہوتی وہ
کتاب الفلاحۃ النبطیہ مین مذکور ہین یعنی اخروٹ، بندق، اثل (جھاؤ کا
درخت) خروب شامی، بلوط، شاہ بلوط، غار، شجر الحیۃ الخضرا، زیتون بری ورد
(گلاب) وغیرہ غرضیکہ اسی قسم کے درخت جو جنگلون مین اکثر اگتے ہین. جنکی
طبیعت مین خشونت وغلظت ہوتی اور جنکو غلیظ اور سخت زمین موافق ہوتی
ہے، ان کو پانس کی ضرورت نہین ہوتی اور اگر پانس دی جائے تو ان کے
لئے مفید ہوگی لیکن اگر پانس نہ دیجائے تو نقصان نہ ہوگا، اس لئے کہ سخت
سفید اور گرم زمین ان درختون کے لئے بہت موزون ومناسب ہوتی ہے،

یہی وجہ ہے کہ ان درختون کی زمین کو جوتنے اور درست کرنے کی ضرورت
نہین ہوتی ہان اگر اس مین ہل وغیرہ چلایا جائے اور پانس دیدیجائے تو بہت
مفید ہوگی، قوثامی نے لکھا ہے، کہ تمام وہ اشجار جنمین دھنیت پائی جاتی ہے،
ان کو پانس کی ضرورت نہین ہوتی لیکن اگر پانس دے دیجائے تو مفید ہوگی
مضر نہ ہوگی، یہ اس قسم کے درخت ہین جو اپنے ہی جیسے درختون سے مرکب
ہوتے ہین، وہ درخت جو پانس کے متحمل نہین ہوتے، ریحان، یاسمین، لیمون
نارنگی، کیلا، وغیرہ ہین، وہ درخت جنکے لئے پانس سم قاتل ہے (سفرجل) بہی
حب الملک سیب، گلاب، رند، صنوبر، کشمش وغیرہ، گوندوالے درختون
کو پانس خراب کردیتی وہ سبزی اور خوشبو کے درخت جنکے لئے پانس مضر
ہوتی ہے کیلا، مردودش، بنفشہ، پودینہ، ریحان، باذروخ اور سبزیون مین سے مولی
شلجم، گاجر، وغیرہ ہین، وہ درخت جو پانس کے متحمل ہوتے ہین اور پانس ان کیلئے
مفید ہے، زیتون، انجیر، بادام، نخل، امرود، انار، عناب، پستہ وغیرہ ہین،

تیسرا باب

پانی کے ان اقسام کے بیان مین جو درخت اور سبزی کی سیرابی کیلئے مختلف طریقہ پر استعمال کئے جاتے ہین، اس کا بھی ذکر ہے کہ باغون مین بائیان کیونکر کھودی جائین ہین اور زمین کو برابر اور مسطح کر کے کس طرح پانی پہنچایا جاتا ہے، ان چیزون کا بھی ذکر ہے جن سے اس کا پتہ چلتا ہے کہ زمین سے پانی دور ہے یا نزدیک ہے:

ط نے لکھا ہے کہ پینے کا عمدہ پانی شیرین کہلاتا ہے جس مین کوئی ایسا مزہ نہین ہوتا جو اس پر غالب ہو، شیرین کا ذائقہ سادہ ہوتا ہے اور کڑوا پانی سب سے خراب ہوتا ہے، اس کے بعد تلخ اور شور پانی ہوتا ہے، پھر اسکے بعد کسیلا اور قابض پانی ہوتا ہے، اس کے بعد وہ پانی ہوتا ہے جس مین بعض معدنیات کا مزہ آجاتا ہے،

خ نے لکھا ہے کہ پانی کی چھ قسمین ہین، (۱) شیرین پانی سب سے زیادہ ہلکا ہوتا ہے اور انسان اور نباتات کی غذا مین استعمال کیا جاتا ہے، (۲) بارش کا پانی یہ نہایت عمدہ پانی ہوتا ہے تمام نباتات کے لئے مفید ہے خصوصاً ردئی اور ان پودون کے لئے جو ایک تنے پر قائم ہوتے ہین، اور جنکی جڑین زمین کی سطح سے قریب ہوتی ہین، یہ پانی ترکاریون کے لئے

بھی مفید ہے، ص نے لکھا ہے کہ یہ سب سے اچھا پانی ہوتا ہے، تمام نباتات اسکی وجہ سے سرسبز ہوتے ہین کیونکہ اس مین شیرینی اور رطوبت کافی ہوتی ہے چقندر، انگور، بیگن، وغیرہ کے لئے اکسیر ہے،

(۳) نہرون کا پانی، خ مین لکھا ہے کہ نہر کا وہ پانی جو شیرین اور صاف ہے وہ نباتات کی سیرابی کے لئے مفید ہے مثلاً کدو، بیگن لہسن، پیاز، ساگ اور دوسرے قسم کے اشجار وغیرہ، بعض جنگلی درختون کے لئے بھی مفید ہے، جیسے السی اور ہر قسم کے خوشبودار درختون کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے، جیسے خرفہ کا ساگ، رائی، اور تسنوبر وغیرہ، یہ تمام نباتات نہر کے پانی کے محتاج ہوتے ہین بشرطیکہ ان مین کھاد زیادہ ہو، اسی طرح وہ پودے جنکی جڑین کمزور ہین اور زمین کی سطح کے قرب ہین نہر کے پانی اور کھاد کے محتاج ہین اور یہ دوسرے پانی کے مقابلہ مین نہر کے پانی سے زیادہ بڑھتے ہین،

ص نے لکھا ہے، نہر کے پانی مختلف طبائع کے ہوتے ہین، یبوست رطوبت اور سختی یہ سب ان مین موجود ہوتی ہے، چونکہ یہ زمین کی رطوبت کو خشک کر دیتا ہے اسلئے کمزور پودے اسکی سیرابی کے محتاج ہوتے ہین،

(۴) کڑوا اور شور پانی، ص نے کہا ہے کہ باغ کے بعض پودون کے لئے یہ دونون مفید ہین جیسے، عرفج، رجلہ، یربوز، (یہ سب یمن کی ترکاریان ہین) اور قطف، دستی خس، ہندبا، (کاسنی) سوسن، ملوخیہ وغیرہ، یہ دونون قسم کے پانی سے سیراب ہوتے ہین اور السی، کدو، بیگن، حنا، پودینہ وغیرہ کو سیراب کرنے کے لئے بھی استعمال کئے جاتے ہین،

(۵) چشمون کے شیرین پانی، خ نے لکھاہے کہ یہ پانی باغ کے درختون کیلئے
کارآمد ہوتاہے جبکا ذکر ہمنے اوپر نہین کیا ہے اص نے لکھاہے کہ کنوان اور
چشمہ کا پانی ان پودون کے لئے زیادہ فائدہ مند ہے جنکی جڑین زمین مین زیادہ
دور تک دبی ہون جیسے گاجر، اور شلغم، وغیرہ، اس پانی کے بغیر یہ اچھی طرح
نہین ہوسکتے خواہ زمین بارش کے پانی سے تر ہو یا نہ ہو کنوین اور چشمہ کا پانی
سخت موسم سرما مین بھی پودے کو متحرک کردیتاہے اور اسکی خرابی کو دفع کردیتاہے
پودے سال کے تین وقتون مین چشمہ کے پانی کے محتاج ہوتے ہین، موسم
سرما، خریف، اور ربیع کے زمانہ مین، لیکن موسم سرما مین یہ پانی پودے کو اپنی
رطوبت اور حرارت سے متحرک کردیتاہے اگر ایسا نہ ہو تو اس مین کھاد کثرت
سے ڈالنی چاہئے، اسی طرح فصل خریف اور ربیع مین بھی یہ پانی پودون کا مصلح ہے
(۶) کھارا پانی، یہ اور دریا کا پانی نباتات کیلئے مصلح نہین ہے بلکہ تمام درختونکا
مفسد ہے، لوہا، گندھک، تانبے کے کانون کا پانی بھی نباتات کے موافق نہین
ہے، بہرحال سب سے عمدہ شیرین پانی ہوتاہے جیسا کہ بیان کیا جاچکا،

فصل

اُن علامات کا بیان جنسے یہ معلوم ہوتاہی کہ پانی سطح زمین سے قریب ہے یا دُور،

جو شخص ایک کنوان کھودنا چاہتاہے تو اسکو مختلف قسم کے نباتات کی تحقیقات اور
زمین کی رنگت، بو اور ذائقہ وغیرہ کے پہچاننے کی ضرورت ہے جس کا ذکر ہم آئندہ کرینگے،

طمین سے ہے کہ جن پہاڑون مین پانی زمین کے متصل ہی وافر طریقہ پر ہوتا ہے، انکی
سطحون پر ایک نمایان تری ہوتی ہے جو چھونے، بغور دیکھنے سے نظر آتی ہے، خصوصاً
دن کے آخری یا ابتدائی حصہ مین زیادہ نمایان ہوتی ہے، اگر تمکو اس مین شبہہ ہو تو ایک
دور مقام سے تھوڑی سی مٹی لاؤ اور پہاڑ کے پتھرون پر یا زمین کی سطح پر اس کو چھڑک دو
اور تھوڑی دیر انتظار کرو پس اگر یہ مٹی نم ہو جائے تو تمکو یقین کرنا چاہیئے کہ اسی پہاڑ نے
اس کو نم کیا جو زمین کے متصل واقع ہے، جس قدر یہ پہاڑ زمین کی سطح سے قریب ہوگا
اور جتنا اس مین پانی زیادہ ہوگا اسیقدر مٹی مین نمی اور تری آئے گی، لیکن اگر پانی کم اور
زمین کی سطح سے دور ہوگا، تو نمی بھی کم ہوگی،

بعض اوقات پہاڑون مین پانی کا پتہ اسکی روانی کی آواز سے بھی چلتا ہے
جو غور سے سننے کے بعد سنائی دیتی ہے اور زمین کی صورت سے بھی پانی کا پتہ لگتا ہے
آیا اس مین چکنائی ہے یا کھردراپن ہے نرمی ہے یا سختی اور دوسرے قسم کے حالات
سے بھی اندازہ ہوتا ہے اگر مٹی چکنی اور سیاہ رنگ کی ہو یا گرد آلود ہو تو تمکو یقین کرنا
چاہیئے کہ اس مین پانی موجود ہے بلکہ اسکی گہرائی مین پانی کثرت کے ساتھ ہے، اور
اگر زمین نرم، چکیلی اور سیاہ رنگ کی ہو حتی کہ وہ گوندھی جائے تو اس سے روغن نمودار
ہو تو وہ روغن دار کہلائیگی اس مین بھی پانی افراط سے ہوتا ہے اور اگر زمین سخت، کھردری
بنجر ہو تو تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس مین پانی مطلقاً نہین ہے، اسی طرح اگر زمین کی سطح
پر مختلف قسم کے ڈھیلے نظر آئین اور وہ سخت اور کھردرے ہون، اور زمین کی سیاہی
کے باوجود انکی رنگت زردی مائل بہ سفیدی ہو تو اس مین بھی پانی کا بالکلیہ وجود نہ ہوگا،
اور اگر ان ڈھیلون کی رنگت سوکھی ٹھکریون کی طرح ہو تو اس مین بھی یقین رکھنا چاہیئے

کہ پانی نہین ہے کیونکہ اس مین کنکریون کی طرح سخت مٹی ہی جو اسپر دال ہے، کہ اس مین کوئی تری یا پانی نہین ہے،

پانی کی قربت یا بعد کا پتہ مٹی کے ذائقہ اور اسکی خوشبو سے بھی چلتا ہے اگر اسکا اندازہ کرنا چاہو تو زمین مین ایک ہاتھ کا گڈھا کھودو اور نیچے کی مٹی لیکر شیرین پانی سے اسکو صاف کرو اور اسکو کسی صاف وشفاف ظرف مین رکھو پھر پانی اور مٹی دونون کو چکھو، اگر ان دونون کے ذائقہ مین تلخی ہو تو اس زمین مین پانی نہ ہوگا، اور اگر ان کا ذائقہ تیز کھارا ہو تو اس مین بھی پانی نہ ہوگا، لیکن اگر ہلکا کھارا ہو تو یہ زمین پانی سے کچھ قریب ہوگی اور اگر اس مین کوئی ذائقہ نہ ہو تو وہ پانی سے زیادہ قریب ہوگی اور اگر بد ذائقہ ہو تو پانی اس زمین کی سطح سے بالکل قریب ہوگا دوسری صورت یہ ہے کہ مٹی کو سونگھو، اگر اسکی بو اس مٹی کیطرح ہو جو نہر دن اور باؤیون سے نکالی گئی ہو اور خشک ہو گئی ہو تو زمین سے پانی چند ہاتھ کے فاصلہ پر ہوگا، اسی طرح اگر عفونت یا کائی کی بو ہو تو بھی پانی قریب مین ہوگا،

ط، ص، خ کی کتابون مین مذکور ہے کہ پانی اس زمین سے بھی قریب ہوگا جس مین سرو، بطم، علیق، عوسج (ایک قسم کا کانٹا ہے) صعتر وغیرہ پیدا ہوتے ہون، ط کی کتاب مین ہے کہ عوسج صغیر پانی پر دال ہے لیکن عوسج کبیر چونکہ وہ خشک زمین مین ہوتا ہے، اسلئے وہان پانی دور مقام پر ہوتا ہے برخلاف اس کے عوسج صغیر تر اور نرم زمین مین اگتا ہے جسکی سطح سے پانی قریب ہوتا ہے، اور طرفا، بردی (ایک قسم کا بانس ہے) سماق (ایک قسم کا میوہ ہوتا ہی) حماض (ایک قسم کا ترش ساگ ہوتا ہے) اور لسان الحمل (ہری بار) وغیرہ مرطوب اور نرم زمین مین ہوتے ہین، اور آجام (ایک

قسم کا جھاڑ دار درخت ہوتا ہے) گاؤزبان، فودنجات، بابونغ، خطمی، ترشیا وشان، ونس، سعدی دگندنا کی طرح کا ساگ ہے اتیل اکلیل الملک (ایک قسم کی گھانس ہے) خروع (بید انجیر) ضومران، اسل، خبازی، حندقوقا وغیرہ چراگاہون مین اُگتے ہین، اور قنطوریون صغیر اور حی عالم صغیر اور اس کے مثل اس مرطوب زمین مین ہوتے ہین جسمین پانی کم ہوتا ہے، گو اسکی پتیان شاخین اور اسکی سبزی اس پر شاہد ہوتی ہے کہ اس مین پانی زیادہ ہے اور سطح زمین سے قریب ہے لیکن یہ بات حقیقت سے دور ہوتی ہے، قصب (نرکل) اور شیل (ایک قسم کی گھاس ہے) سے بھی پانی کے قریب اور شیرین ہونے کا پتہ چلتا ہے،

ط مین لکھا ہے کہ ان پودون کی جڑین اور رگین چونکہ زمین کے اندر ہوتی ہین اس وجہ سے پانی کا پتہ چلتا ہے حتی کہ موسم گرما اور خریف مین بھی یہ اس بات کی شہادت دیتے ہین کہ زمین مین پانی کثرت سے ہے، ط اور دوسری کتابون مین لکھا ہے کہ پانی کے قرب اور اس کے ذائقہ کے پتہ چلانے کا ایک طریقہ اور ہے اور وہ یہ کہ زمین مین خصوصاً اس جگہ پر جہان پر یہ پودے اگتے ہین جنکا ہم اوپر ذکر کر چکے ہین، ایک گڈھا تقریباً تین ہاتھ کا کھودنا چاہیئے اور ایک تانبے یا سیسہ کا ظرف لیا جائے جو طشت یا بڑے تسلہ کی طرح ہو جس مین تقریباً دس رطل یا اس سے زیادہ پانی سما سکے بعضون نے مٹی کا ظرف بھی بتایا ہے، ط مین یہ بھی لکھا ہے کہ یہ ظرف نصف کرہ کی شکل کا ہو جس مین سات سے اکیس رطل تک پانی آسکے پھر سفید اون کا ایک ٹکڑہ لیا جائے جسکو خوب اچھی طرح دھویا جائے کہ کسی چیز کا ذائقہ اس مین باقی نہ رہجائے اسکے بعد خشک کر دیا جائے اور پھر اس کو ایک دھاگہ سے اس کو ظرف

سکے درمیان مین اس طرح باندھا جائے کہ جب وہ ظرف الٹ دیا جائے تو یہ ٹکڑہ
زمین سے متصل نہ ہونے پائے، بعضون نے لکھا ہے کہ اس ظرف کے اندرونی حصہ پر
قیر (ایک قسم کا روغن ہے) چربی یا تیل چڑھا دینا چاہیئے بالخصوص مٹی کے ظرف کو ضرور
روغن دار بنا دینا چاہیئے، جب آفتاب غروب ہو جائے تو اس ظرف کو گڑھے کے
اندر منھ کے جانب الٹا کر رکھدینا چاہیئے اور نرم گھاس اور مٹی سے ایک ہاتھ تک اس
گڑھے کو بھر دینا چاہیئے بعضون نے لکھا ہے کہ گڑھے کو پوری طرح سے مٹی سے بھر دینا
چاہیئے، جب صبح ہو تو طلوع آفتاب سے قبل اس گڑھے کو کھولا جائے اور اون کے
اس ٹکڑہ کو بغور دیکھا جائے، اگر پانی زمین سے قریب تر ہو گا تو اس ٹکڑہ مین پانی جمع
ہو جائے گا، اور اگر پانی ذرا دور ہو گا تو اس مین تھوڑی سی تری ہو گی اور اگر اس ٹکڑہ مین کوئی
اثر نہ ہو، تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ پانی کچھ بھی نہین ہے، اس طرح اگر خشک ہو تو یا تو پانی
نہین ہو گا، یا پانی اور زمین کے درمیان کوئی چٹان حائل ہو گی، جس مقام پہ پانی کثرت
سے ہو گا وہان پر پانی کا حباب ٹکڑہ پہ دکھائی دیگا، دوسری صورت یہ ہے کہ یہ پانی
چکھا جائے جو مزہ پانی کا ہو گا وہی زمین کا بھی ہو گا یا اس کے قریب قریب ہو گا،
ص نے لکھا ہے کہ ہمنے اس کا تجربہ اور آزمائش کی ہے اور اسی طرح سب چیزین
پائین جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، کنوین کے پانی کا ذائقہ چکھنے کا بھی ایک طریقہ ہے وہ
یہ کہ کنوان کھودنے سے قبل اسی جگہ پر ایک گڑھا کھودین جو ایک ہاتھ کے برابر ہو اور اُسکے
اندر سے مٹی کا ایک ٹکڑہ اٹھالین اور اسکو ایک ختم کے نئے پیالے مین رکھین اور
اسکے اوپر میٹھا پانی یا بارش کا پانی ڈالکر مٹی کو اس مین حل کرین اور دوسرے تک چھوڑ
دین، پھر اسکو چکھین اگر پانی میٹھا ہو تو اسی جگہ کا پانی بھی میٹھا ہو گا، اور اگر ایسا نہ ہو تو جیسا

اس پانی کا جیسا ذائقہ ہوگا اسی قسم کا زمین کے پانی کا بھی ذائقہ ہوگا،

فصل

مکان یا باغ مین کنوان کھودنے کا طریقہ،

خ اور دوسرے لوگون نے لکھا ہے کہ وہ کنوان جسکا سفلی حصہ مستدیر ہو اور علوی یعنی منھ مستطیل ہو تو وہ عربی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور جس کا علوی اور سفلی دونون مستطیل ہو وہ فارسی کہلاتا ہے، لیکن مستطیل سے مستدیر کے اسفل مین پانی زیادہ ہوتا ہے بشرطیکہ اسکی گولائی اتنے ہی ہو جتنی کہ مستطیل کی لنبائی ہو، کیونکہ یہ اس شکل مین سایہ زیادہ رہتا ہے،

ط مین ہے کہ جب تم کنوان کھودو اور زمین سخت نظر آئے تو تم اس کا دائرہ بڑھا دو، اور اگر نرم ہو تو چھوٹا کر دو، جب پانی نکل آئے، تو اسکو کسی کوزہ مین لیکر چکھو، اگر شیرین ہو تو کھود ڈالو اگر بدمزہ ہو تو تھوڑی دیر توقف کرو اور دوبارہ چکھو پھر بھی اگر کچھ شور معلوم ہو تو کام جاری رکھو، اگر اس مین تلخی یا کھاراپن ہو تو کنوان کو کسی چیز سے ڈھک دو اور دوسرے دن پھر اس مین کام شروع کرو اور کنوان کھود ڈالو،

خ نے لکھا ہے کہ زیادہ گہرے کنوئین کا منھ بہت بڑا رکھنا چاہئے تاکہ اس کا چبوترہ بھی بڑا ہو سکے، اگر کنوئین کی گہرائی پانچ قدآدم ہو تو منھ کا طول سولہ بالشت رکھنا چاہئے تاکہ کنارہ مین دو ہاتھ داخل ہو جائے، اور نو بالشت کے اندازسے باقی رہے اگر گہرائی اس سے بھی زیادہ ہو تو اس کا منھ اور بڑا کرو تاکہ چبوترہ بھی بڑا ہو اور اس کا دائرہ تقریباً بارہ بالشت کا ہونا چاہیئے،

ط مین ہے کہ اگر کنوان کھودنے والون کو یہ معلوم ہو کہ پانی کا سوت کم ہے اور
پانی خشک ہو جائیگا، تمکو چاہیئے کہ اسکو اور زیادہ گہرا کھود و اور جتنی کوشش اس پر کر چکے
ہو اسیقدر اور محنت کرو اگر اس پر بھی پانی زیادہ نہ ہو اور تم پانی کو زیادہ کرنا چاہتے ہو،
تو اس کنوان سے ذرا ہٹکر دوسرے جانب ایک نیا کنوان کھودو لیکن اسکی گہرائی پہلے
کنوین سے ڈیڑھ ہاتھ کم رکھو، پھر اس سے ہٹ کر ایک تیسرا کنوان کھودو جسکی گہرائی
پانی تک پہنچنے کے بعد دوسرے سے ایک ہاتھ کم رکھو اسی طریقہ سے چار کنوین الگ
الگ کھود ڈالو پہلا دوسرے سے دوسرا تیسرے سے اور تیسرا چوتھے سے زیادہ
گہرا ہو، پھر ان چارون مین نیچے کی جانب سے ایک راستہ بناؤ جو پہلے کنوین تک پہنچے
تاکہ پہلا ان چارون کے خزانہ کی حیثیت رکھے، اس طرح پر تمام پانی ایک کنوین
مین جمع ہو جائے گا،

ص کا قول ہے کہ وہ سوت جس سے کنوین مین پانی آتا ہی اگر کنکروالی
زمین مین ہو تو اس مین پانی زیادہ ہوگا، اور اگر ریتیلی زمین مین ہو تو اس سے کم ہوگا
اور پتھریلی ہو تو پانی اس مین بہت کم نکلے گا، بلکہ صرف پسیجے گا، پانی کے بڑھانے کی
خارجی ترکیبین بھی ہین، مثلاً جب کنوان کھودتے وقت یہ پتہ چلے کہ اس مین پانی کم ہی
تو ایک ملوک (یہ ایک پیمانہ جو ڈیڑھ صاع کا ہوتا ہے) میٹھا نمک لیا جائے اور اسی
کے ہموزن اس مین جاری نہر کی کیچڑ ملادی جائے اور پھر رات بھر چاند اور ستارون
کی روشنی مین رکھین جس سے وہ منجمد ہو جائیگا، دوسرے دن اصل سوت مین یا
کنوئین ہی مین اسکی سات کنکریان داہنے ہاتھ مین رکھکر پھینکا کرین اسی طرح روز سات
سات کنکریان پھینکا کرین، یہانتک کہ وہ ختم ہو جائے، اس کے اختتام پر کنوین مین

پانی خودبخود زیادہ ہو جائے گا،

اگر پانی کی زیادتی کے لئے تم کنوین کو زیادہ گہرا کرنا چاہتے ہو تو ستمبر کے مہینہ مین پانی گرنے کے بعد اور اکتوبر مین پانی برسنے کے قبل کھودا جائے اور قمری مہینہ کے حساب سے ۷، ۲۱، ۲۲، کی تاریخون مین کھودنا مناسب ہوگا،

ص نے لکھا ہے کہ کنوان باغ یا کھیت کے کسی بلند مقام پر کھودنا چاہیئے، لیکن باغ کے دروازے کے قریب اور کھیت کے وسط مین کھودنا زیادہ مناسب ہوگا. کیونکہ بلند مقام سے پانی ہر طرف پہنچے گا، اور دروازہ سے قریب رہنے کی صورت مین پانی اندر جلد داخل ہو سکے گا،

کنوین کی کھدائی اگست، ستمبر، اکتوبر کے مہینون مین شروع کرنی چاہیئے، اس کے کھودنے سے قبل گرد و نواح کے کنوؤن کا پانی، انکی مٹی کا رنگ، اور انکی گہرائی کا پتہ چلانا چاہیئے اور اسی سے اپنے کنوین کے متعلق قیاس کر لینا چاہیئے، مزدور اگر پانی تک پہنچ جائین لیکن پانی کو خشک ہوتے دیکھین تو برابر کھودتے چلے جائین، یہان تک کہ پانی کو وافر مقدار مین پالین، اگر کنوین کے نیچے کی مٹی زرد مائل بہ سفیدی ہو یا سفید مائل بہ زردی ہو اور اس مین تراوٹ کم ہو تو پانی کم نکلے گا، اسی طرح اگر اندر کی مٹی پتھریلی ہو اور پانی اطراف وجوانب سے پسیج کر نکلتا ہو تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ پانی کے درمیان مین یہ پتھریلی زمین حائل ہوگئی ہے اسلئے اور زیادہ کھودنا چاہیئے یہانتک کہ پانی کے چشمون پر پتھر کا جو طبق حائل ہے وہ ٹوٹ جائے اور پانی کی تہ تک پہنچ جائے،

ط- مین ہے کہ اگر کنوین مین کوئی پتھر حائل ہو جائے تو اس پر آگ جلائی جائے،

تاکہ آگ اور بخارات کی حرارت سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے،

خ کا قول ہے کہ کنواں نرم زمین مین کھودنا چاہیئے اگر کنواں کو تابوت کی ضرورت ہو تو اس کا طول ۲۰ بالشت اور عرض بارہ بالشت رکھنا چاہیئے اور سب سے چھوٹا تابوت بارہ بالشت لمبا اور پانچ بالشت چوڑا ہوتا ہے،

ط مین ہے کہ اگر تمکو اس بات کا خطرہ ہو کہ کنوین مین ایسے بخارات ہین جو عمل سے مانع ہوتے ہین تو اس کے دریافت کے لئے ایک ترکیب یہ ہے کہ چراغ روشن کر کے اندر لٹکاؤ اگر وہ جلتا رہے اور گل نہ ہو تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ اس مین بخارات نہین ہین اور اگر گل ہو جائے تو اس مین بخارات موجود ہون گے۔ اس کے دفع کرنے کی بہت سی صورتین ہین مثلاً ایک آدمی ایک بڑا کپڑا اندر لٹکا دے جس مین ایک رسی بھی بندھی ہو اور اس کپڑے کو سرعت کے ساتھ اندر ہی حرکت دے پھر اس کو منھ تک لے آئے اور پھر جلدی سے نیچے پھینک کر حرکت دے اس طرح بار بار کرے۔ اگر کنواں کشادہ ہو تو اور زیادہ تعداد مین لوگ کپڑون کو ڈال کر حرکت دین پھر چراغ جلا کر اسکی آزمائش کرین۔ اگر گل نہ ہو تو معلوم ہوا کہ بخارات غائب ہو گئے دوسری صورت یہ کہ لکڑی کا ایک گٹھا کنوین کی وسعت کے لحاظ سے بنائین اور اسکو رسیون مین باندھکر اندر لٹکائین اور کئی آدمی ملکر اس کو حرکت دین اور کھینچکر منھ تک لائین اس کو نیچے سے اوپر اور اوپر سے نیچے بار بار حرکت دین اس طریقہ پر کہ گویا ویسے کسی چیز کو توڑنا چاہتے ہین اس ترکیب سے ردی بخارات نکل جائین گے،

تیسری ترکیب یہ ہے کہ کنوین کے منھ کے قریب دس آدمی یا دس سے زیادہ اسکی وسعت کے لحاظ سے کھڑے ہو جائین اور ہر شخص اپنے ہاتھ مین دس دس رطل ٹھنڈا

پانی ایک برتن مین سے لے اور سب ایک ساتھ ہی کنوین کے اندر پھینکدین اور پھر اسکو
خوب حرکت دین، انشاء اللہ اس سے بھی بخارات نکل جائینگے، بعض نے یہ صورت
لکھی ہے کہ کنوین مین بہت گرم پانی کافی مقدار مین ڈالین اور پھر اس کو ایک موٹے
کپڑے سے ڈھک دین تھوڑی دیر کے بعد ہٹالین، انشاء اللہ بخارات سب نکل جائینگے
بعض نے یہ لکھا ہے کہ مٹی یا کسی اور برتن مین آگ جلا دین جب اس مین دھوان نکلنے
لگے تو اس کو اندر ڈالدین اور بار بار اوپر سے نیچے لے جائین یہانتک کہ بخارات اڑ جائین،
خ نے لکھا ہے کہ دولاب کی رسی مین پانچ یا اسی کے برابر ڈول رکھین اور
جس طرح چھوٹی چرخی مین داندانہ زیادہ ہوتے ہین اسی طرح بڑی مین رکھین تاکہ اسکے
کھینچنے مین آسانی ہو، اور اگر کھینچنے کے لئے راستہ ذرا طویل کردین تو اور بھی زیادہ سہولت
ہو جائے گی تیس بالشت بھی اگر طول رکھین تو کوئی حرج نہین ہے، چرخی کے سوراخ
کے اوپر جو لوہا یا لکڑی نکلی ہوتی ہے اسکو اگر نکالدین تو اس سے بھی گراری کھینچنے مین
آسانی ہوگی، اسی طرح اگر اس دائرہ کو جس پر ڈول کھینچے جاتے ہین لوہے کے بجائے
بھاری اور مضبوط لکڑی کا بنائین تو جانورون کے لئے کھینچنے مین آسانی ہوگی،
اگر ڈول کنوین کے اندر مٹی کے ٹیلون سے ٹکرائین تو اس سے بچنے کی صورت
یہ ہے کہ ہر ڈول مین چھوٹا سا سوراخ بنا دین تاکہ ایک دوسرے کے ٹکرانے سے
محفوظ ہو جائین اور اسی طرح کنوین کے چبوترے کی ٹکر سے بھی بچ جائین،

فصل

زمین کو آلہ مرجیقل سے برابر کرنے کا طریقہ تاکہ پانی جاری ہو سکے

خ نے لکھا ہے کہ یہ آلہ تو مشہور ہے لیکن اس سے زمین کی سطح کے معلوم کرنے کا

طریقہ یہ ہے کہ تین یا چار لکڑیاں جو لمبائی میں بالکل برابر ہوں لیجائیں اور انکے طول کے برابر کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ ان چاروں کو ایک تختہ پر کھڑا کریں تاکہ سب مستوی القامتہ نظر آئیں پھر اس میں سے ایک کو کنوین کے منہ پر یا حوض کے دروازہ پر سیدھا کھڑا کریں، اور دوسرے کو اس سے آگے تھوڑی دور پر گاڑ دین اسی طرح تیسرے کو بھی قائم کرین اور چوتھے کو اس جگہ پر نصب کرین جہان پر پانی پہنچانا مقصود ہو یا جہان تک زمین برابر کرنی ہو، لیکن اس کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ ان لکڑیون کے درمیان کی مسافت آپس مین مساوی ہونی چاہیئے،

پھر ان لکڑیون کو کسی تپھر یا اسی قسم کی دوسری چیز سے دبا دین تاکہ کج نہ ہون اور گر نہ جائین اس کے بعد ایک باریک تاگا اس سرے سے لیکر اس سرے تک باندھ دین، اور اس دھاگے کو جو پہلے دو لکڑیون کے درمیان مین ہے اس آلہ مین باندھ دین، پھر اس تپھر کو غور سے دیکھین اگر وہ ایسے خط پر واقع ہو جو اس آلہ کو دو مساوی حصون پر منقسم کر دیتا ہے، تو دونون لکڑیون کے درمیان کی زمین برابر ہوگی، اور اگر ایک طرف جھک جائے تو جس لکڑی کا تپھر جھکا ہو وہان پر زمین مین انخفاض ہوگا، اور دوسری جگہ پر ارتفاع ہوگا، اسلئے تھوڑی سے مٹی ڈال کر پست جگہ کو اس طرح برابر کر دین کہ وہ تاگا اس آلہ کے وسط خط مین واقع ہو، اسی طرح ہر دو لکڑیون کے درمیان مین عمل کیا جائے، جب یہ تمام زمین مسطح ہو جائے تو جہان تم پانی پہنچانا چاہتے ہو اس زمین کو کنوین کے قریب کی زمین سے ذرا پست رکھو، اور اس کی کم سے کم مقدار سو ہاتھ کی زمین مین ایک انگل ہونی چاہیئے، اقلیمون نے اپنی کتاب قود المیاہ مین اسی مقدار کا ذکر کیا ہے،

اصطرلاب سے بھی زمین برابر کیجاتی ہے، اسکی صورت یہ ہے کہ کنوین کے منھ کے
قریب یا حوض کے قریب ایک مسطح تختی رکھین جس پر اصطرلاب کو قائم کرین اس طریقہ
پر کہ اس کا قوس اوپر کی سمت مین پڑے اور اس کے دونون سوراخ مین سے ایک
کو کنوین یا حوض کے منھ کی جہت مین رکھین اور دوسرے کو اس کے مقابل مین رکھین
پھر ایک مربع لکڑی یا تختی لیجائے جس کے ایک حصہ پر بڑے بڑے دائرہ اوپر سے نیچے
تک بنا لئے جائین جو قریب قریب ہون لیکن آپس مین فاصلہ کی حیثیت سے برابر
ہون اور مختلف ہون، ان مین ایسی علامتین بنا دیجائین جنکی وجہ سے دور سے بھی
ان کا فرق معلوم ہو پھر اس لکڑی کو زمین مین سیدھا کھڑا کر کے نصب کر دین تاکہ
کوئی کجی باقی نہ رہے اور زمین برابر نظر آئے، یہ تمام دوائر اصطرلاب کے سمت مین
رکھے جائین، پھر انسان حوض اور اصطرلاب کے درمیان کی زمین پر نظر غائر ڈالے
اور اس کے قریب ہو کر قوس کے اس سوراخ سے جو کنوین یا حوض کے سمت مین
ہے اور اس سوراخ سے جو دوسری طرف ہے دوائر کو دیکھے، اس طریقہ پر کہ تمام
دوائر اسکی نظر کے سامنے ہو جائین اور پھر یہ غور کرے کہ کونسا دائرہ سامنے ہے اسکے
رنگ اور نشان کو یاد رکھے،

اس کے بعد اس دائرہ اور زمین کا بعد دریافت کرے اور اس سے بلندی کا
اندازہ کرے اور یہ بلندی حوض کی زمین سے لکڑی کی زمین تک کے اندر ہوگی پس
بلند مقام سے مٹی لیجائے اور پست مقام کو پر کر دیا جائے یہانتک کہ اصطرلاب
کے دونون سوراخون کے درمیان اور اس دائرہ کے درمیان جو زمین کے متصل
ہے اگر پھر نظر ڈالی جائے تو برابر نظر آئین، جب یہ صورت ہو جائے تو یہ سمجھنا چاہیے

کہ جو فرق تھا وہ جاتا رہا اس طریقہ پر داہنے بائین دونون جانبون کو برابر کرتے ہوئے
چلے جائین تا کہ وہ زمین جو پانی پہنچانے کے لئے ٹھیک کی جارہی ہے مٹی کے الٹ
پھیر سے برابر ہو جائے، اس قسم کا بیان اقلیمون نے اپنی کتاب قود المیاہ مین لکھا ہے،
اصطرلاب کے سامنے ایک ہاتھ کی لانبی تختی رکھی جائے جس کے وسط مین
ایک مستقیم خط ایک رسی سے کھینچا جائے اور رسی کے ایک طرف ایک سوراخ بنایا
جائے اور دوسری طرف دوسرا سوراخ بنایا جائے اور رسی کے ان دونون سوراخون
مین لوہے کے قلابے باندھ دیئے جائین اور یہ دونون بالکل مساوی ہون اور انکے
سوراخ ایک دوسرے کے مقابل مین ہون، اس طریقہ پر کہ اگر قلابے کے ایک سوراخ
سے دوسرے سوراخ کو اور پھر اس سے اس لکڑی کو دیکھین جو سامنے نصب کیگئی ہے،
تو وہ اچھی طرح نظر آئے جب زمین بالکل مسطح ہو جائے تو پھر اس مین سے چھوٹی نالیان
کاٹ کر نکالی جائین اور ان نالیون کو حوض کے طول کے اندازے سے رکھین لیکن حوض کی
سطح سے اسکی سطح ذرا پست رکھین اور حوض کی سطح بالکل برابر ہونی چاہیئے کسی مقام پر بلندی
یا پستی ہوگی تو پانی کے ساتھ خس وخاشاک بھی آجائین گے،
ص نے لکھا ہے کہ حوض کا طول بارہ ہاتھ اور عرض چار ہاتھ رکھنا چاہیئے حوض
کے متعلق پھر آئندہ بھی بحث کیجائے گی، اگر اس کا طول و عرض اس سے کم رکھین تو
بھی کوئی مضائقہ نہین ہے، اگر تم حوض سے کوئی چھوٹی مستقیم نالی نکالنا چاہتے ہین تو
اسکی ترکیب یہ ہے کہ تین لکڑیان برابر برابر لیجائین ان مین سے ایک کو حوض کے منھ
کے قریب نصب کردین اس طرح کہ صرف ایک بالشت زمین کے اوپر رہ جائے
بقیہ زمین کے اندر رہے، اور دوسری لکڑی کو اس کے داہنے ہاتھ پر نصب کرین لیکن،

حوض کی دیوار سے متصل ہی نصب کرین اوران دونون مین ایک ہاتھ یا اس سے کچھ زیادہ فاصلہ رکھین، پھر تیسری کو اسکے بائین جانب نصب کردین اور اس کا بھی بعد دونون لکڑیون کے برابر ہونا چاہیئے پھر ایک باریک رسی لینی چاہیئے اور اس کے ایک جانب سوراخ بنا دینا چاہیئے اور اس سوراخ کو کسی ایک لکڑی مین ڈال دینا چاہیئے اور پھر اس کو کھینچ کر دوسری طرف لیجانا چاہیئے اور دوسری لکڑی مین باندھ دینا چاہیئے اس طریقہ پر کہ بائین جانب نصف دائرہ کی شکل پیدا ہو جائے اس کے بعد دوسری لکڑی مین رسی کے سوراخ کو ڈالنا چاہیئے اور پہلی لکڑی تک کھینچنا چاہیئے تاکہ داہنے جانب بھی نصف دائرہ پیدا ہو جائے، یہ دونون دائرے اس لکڑی کے وسط مین آکر ملین گے جو حوض کے مقابل مین ہے اور پھر رسی حوض کے سامنے باندھ دیجائے اور اسکو دونون دائرون کے مرکز تک دوبارہ لیجائین اور اس طرح کرین کہ دائرون کا مرکز قائم رہے ایسی صورت مین پانی اس مقام تک سیدھا پہنچے گا، جہان تک پہنچانا چاہتے ہوا اور جب تک رسی اس شکل مین رہیگی اس وقت تک پانی کی رفتار ٹھیک رہیگی۔

باب چہارم

باغات اور درختون کے لگانے کی ترکیب ابن حجاج کی کتاب سے،

یونیوس کا قول ہے کہ جس جگہ پر باغ لگایا جائے وہان پانی بکثرت موجود رہنا چاہیئے اور صاحب باغ کے مکان کے قریب ہونا چاہیئے تاکہ وہ برابر اس کے عمدہ مناظر سے استفادہ کرسکے اور اس پر نگرانی رکھ سکے اور دیکھنے والے بھی اپنا دل خوش کرسکین، اس کا پورا خیال رکھنا چاہیئے کہ درختون کو گنجان طریقہ پر نہ لگانا چاہیئے اور ہر درخت کے قریب اسی کے ہمجنس درخت کو نصب کرنا چاہیئے تاکہ قوی ضعیف کو فنا نہ کردے اور درختون کے درمیان مین جو فصل رکھی جائے وہ زمین کی قوت نمو کے لحاظ سے ہونی چاہیئے جسکا مفصل بیان آگے آئے گا،

یونیوس اور قسطوس کا قول ہے کہ وہ تمام درخت جنکے تخم بوئے جاتے ہین دوسرے درختون سے کمزور ہوتے ہین اور سب سے عمدہ وہ ہوتے ہین جو سال مین ایک مرتبہ پھل لاتے ہین اور جو شاخون کے ذریعہ سے لگائے جاتے ہین قسطوس کا بھی وہی قول ہے جو یونیوس کا ہے وہ یہ کہ ہر درخت اپنے ہمجنس اور مماثل درخت کے ساتھ لگایا جائے، اختلاف نہ ہونا چاہیئے، نازک اور چھوٹے درخت بڑے اور لمبے درخت کے ساتھ اگر رکھے جائین گے تو لانبے درخت کا سایہ چھوٹے درختون کو نقصان پہنچائے گا اور انکی قوت کو سلب کرے گا،

دک، اسنے لکھا ہے، وہ زمین جو سیراب شدہ ہو اور مستوی ہو باغ کے لئے زیادہ
مناسب ہے، بعض فلاحین کا قول ہے کہ درختون کے لیے سب سے اچھا طریقہ یہ ہے
کہ وہ موسم سرما مین سیراب کئے جائین اور ان کے ارد گرد جو گھانس یا چھوٹے درخت
اُگ آئے ہون ان کو ہاتھ سے صاف کر دیا جائے اور اس کا خیال رکھنا چاہیئے
کہ یہ گھاس جڑ نہ پکڑ لین اور اصل درخت تک نہ پہنچ جائین،

وہ درخت جو ابتدا مین کج ہوتے ہین ان کو لکڑیون اور رسیون سے سیدھا
کرنا چاہیئے اور مضبوط بنانا چاہیئے پھر کھات ڈالکر اس کو اور قوی بنانا چاہیئے،

خ۔ کا قول ہے کہ باغون کے لئے سب سے اچھی زمین کا انتخاب کرنا چاہیئے،
جس کا پانی شیرین ہو، سب سے پہلے اس کو محدود کر کے مسطح کرنا چاہیئے پھر پانی سے سیراب
کرتے وقت بھی ہموار کر کے سیراب کرنا چاہیئے، کیونکہ اگر تم نے درختون کے لگانے
کے بعد زمین کی سطح برابر کی تو ممکن ہے کہ برابر کرتے وقت درختون کی جڑین نمودار
ہو جائین اور ان کو نقصان پہنچ جائے باغات کو مشرقی سمت مین لگانا زیادہ اچھا ہوگا،
اس طریقہ پر کہ رخ مشرق ہی کی طرف ہو اور درختون کو سلسلہ وار ایک صف مین لگانا
چاہیئے، بڑے درختون کو چھوٹے پودون کے ساتھ ہرگز نہ لگایا جائے اور نہ ان درختونکو
جنکی پتیان کم ہون سایہ دار اور زیادہ پتے والے درختون کے ساتھ لگانا مناسب ہے،
وہ درخت جن مین پتیان بہت زیادہ ہوتی ہین اور سایہ دار ہوتے ہین ان کو دروازہ
اور حوض کے متصل لگانا چاہیئے، مثلاً رند، (آس) ریحان، سرو، صنوبر، لیمون،
چنبیلی، نارنج، امون، حنا، احمر وغیرہ، صنوبر کو اس جگہ لگانا چاہیئے جہان پر زیادہ سایہ
کی ضرورت محسوس ہو، یا باغ کے بیچ مین لگایا جائے، اور شرقی راستون پر یا اطراف

اربعہ مین لگانا چاہیئے، کنوین اور صہریج کے قریب غیرہ (ریگستانی گھاس) آزا درخت (فارسی مین زیر تخت) دادی نشم، حور رومی، صفصاف، گلنار، وغیرہ لگائے جاتے ہین، بڑے درختون کی سیرابی کے لئے لکڑیون کی چھت بنانا چاہیئے، تاکہ اس کے سایہ مین پانی ٹھنڈا ہو کیونکہ ٹھنڈا پانی گرمی مین سیرابی کے لئے بہت مفید ہوتا ہے، وہ درخت جو زیادہ سایہ دار ہوتے ہین ان کو باغ کی دیوار کے متصل لیکن خلا مین لگانا چاہیئے، مثلاً عناب، صنوبر، بیس، نشم، صفصاف وغیرہ، اس طریقہ پر ان کا سایہ دوسرے درختون کے لئے زیادہ مضر نہ ہوگا، بڑے باغ مین ایک قسم کے درختون کو علٰحدہ رکھنا چاہیئے، اور بعض درختون کو ایک ہی وقت اور ایک ہی سمت مین لگانا زیادہ اچھا ہوتا ہے مثلاً سیب، آلوبخارا، امرود، کشمش وغیرہ تاکہ محنت و مشقت کا بار کم پڑے، گلاب کو باغ کے ایک سمت مین لگانا چاہیئے اور مرطوب اور نم زمین مین نشم، غرب، صفرا، لیمون، بیس، رند، وغیرہ لگانا چاہیئے اور اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ لیمون کا درخت مغربی سمت کی ہوا اور وسط مقام کی ہوا سے محفوظ رہے، لیکن قبلہ کے سمت کی ہوا کے لئے کھلا رکھنا چاہیئے، ترکاریون کے لئے کس قسم کی زمین اختیار کرنی چاہیئے اسکے متعلق تیسوین باب مین مفصل ذکر آئے گا،

باب پنجم

اُن درختوں کا بیان جو سیراب شدہ زمین مین لگائے جاتے ہین اور اُنکا بیان جو باغات مین پانی ڈال کر لگائے جاتے ہین؛

تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ درختون مین بعض ایسے ہوتے ہین جو پھل کی غرض سے لگائے جاتے ہین، اور بعض ایسے ہوتے ہین جو صرف خوبصورتی اور خوشبو کے لئے لگائے جاتے ہین، اور بعض ایسے ہوتے ہین جنکی لکڑیون سے لوگ متمتع ہوتے ہین،

درختون مین سے جنکے پھلون مین گٹھلیان ہوتی ہین انکی گٹھلیان بوئی جاتی ہین اور جنمین گٹھلیان نہین ہوتی ہین انکے چند طریقے ہین یا تو ان کے تخم بوئے جاتے ہین اور یا اچھی اور عمدہ شاخین کاٹ کر لگائی جاتی ہین، یا ان شاخون کی اوپر کی ٹہنیان لگائی جاتی ہین یا شاخ کے نیچے کے حصے کاٹ کر لگائے جاتے ہین، یا ان شاخون کو لگاتے ہین جو درخت کی جڑ مین یا اس کے قریب مین اکثر اُگ آتی ہین، جب درخت بڑھ جائین تو ان کی رگین اور جڑین کاٹ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پر منتقل کرین، اگر ان مین رگین نہ نکلی ہون تو اس وقت تک چھوڑ دین جب تک کہ رگین نہ نکل آئین، اسکی پوری تدبیر ہم پھر کسی موقع سے انشاء اللہ ذکر کرین گے، اس تدبیر کو تغطیس اور استسلاف کہتے ہین،

ہر قسم کے درخت کی زراعت کے لئے جداگانہ طریقے ہین جنکا ہم انشاء اللہ پھر تذکرہ کرین گے، جب پودے لگ جائین ان مین رگین نمودار ہوجائین اور ان کے تنون مین سختی آجائے اور اس کے لئے تقریباً تین سال کی مدت درکار ہے، تو ان

پودون کو ایسے موقع پر لیجائین جہان پر کی زمین ان کے لئے زیادہ موافق ہے تاکہ اسکے پھل عمدہ قسم کے ہون،

ابن حجاج کی کتاب مین درختون کے لگانے کی مختلف شکلین اور صورتین لکھی ہین؛

یونیوس نے کہا ہے کہ تقریبًا تمام درختون کو اپنے ہمجنسون کے ساتھ لگانا چاہیئے میرا مطلب یہ ہے کہ جو درخت گٹھلی دار ہون ان کو ایک ساتھ نصب کرنا چاہیئے اور جن درختون کے تخم بوئے جاتے ہین ان کو ایک ساتھ رکھنا چاہیئے اور جنکی شاخین یا تنے لگائے جاتے ہین ان کو علٰحدہ رکھنا چاہیئے، سب سے پہلے ان درختون کو لگانا چاہیئے جنکی عام طور سے زیادہ ضرورت پڑتی ہے اور جنکے پھل مفید ہوتے ہین اور دوسرے پھلون سے ممتاز ہوتے ہین، ایسے درختون کو جہان تک ممکن ہو تلاش وجستجو کے ساتھ حاصل کرنا چاہیئے، پس جنکے دانے بوئے جاتے ہین وہ یہ ہین، اخروٹ، بادام، بلوط، شفتالو، آلو بخارا، خرما، صنوبر، سرو، غبیرہ، اور غار وغیرہ ہین،

دیمقراطیس نے زردآلو بھی انھین درختون مین داخل کیا ہے اور قسطوس نے تربوزہ کو بھی شامل کیا ہے، قسطوس نے یہ بھی لکھا ہے کہ درخت جن کے تخم بوئے جاتے ہین جب زمین مین اُگ آئین اور اچھی طرح جڑ پکڑ لین تو پھر دوسری جگہ منتقل کر دیئے جائین، یہ طریقہ اُنکے لئے از حد مفید ہے، دیمقراطیس کا قول ہے کہ جب اس قسم کے درختون پر دو سال گذر جائین تو پھر ان تمام کو دوسری جگہ لیجا کر لگا دینا چاہیئے یونیوس نے لکھا ہے کہ یہ درخت منتقل کر دیئے جائین اور پھر دوسری جگہ پر پانی سے سیراب کئے جائین، ابن حجاج نے لکھا ہے کہ ماہرین فلاحت کا اجماع ہے کہ اس قسم کے درختون کا اپنی جگہ سے ہٹانا ضروری ہے،

یونیوس نے لکھا ہے کہ جن درختون کی شاخین کاٹ کر لگائی جاتی ہین وہ یہ ہین،

سیب، قراسیا، چلغوزہ، زعرور، آس وغیرہ قسطوس نے ان مین غیرہ کو بھی داخل کیا
ہے، یونیوس نے لکھا ہے کہ بعض لوگ شاخون کو درختون کے قریب ہی زمین مین نصب
کر دیتے ہین یہانتک کہ وہ جڑ پکڑ لیتی ہین پھر ان کو دوسری جگہ منتقل کرتے ہین، لیکن اُسکی
بہتر صورت یہ ہے کہ شاخون کو فوراً ہی دوسری جگہ پر لگا دینا چاہیئے اور اس مین پانی ڈالتے
رہنا چاہیئے، اس کا بھی بیان مفصل طریقہ پر آیندہ ان شاء اللہ آئے گا،

جس درخت کے اوتاد لگائے جاتے ہین ان مین توت، لیمون، زیتون، بہی، حور،
اور طرفا وغیرہ ہین، یہ بھی اگر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کئے جائین تو مفید ہے،

سیداغوس نے لکھا ہے کہ وہ درخت جو پتیون سے کبھی خالی نہین ہوتے اور
جنکے پھل بہت زیادہ ہوتے ہین، اور زمانہ دراز کے بعد ضعیف اور کمزور ہوتے ہین یا جنکی
پتیان دیر مین آتی ہین اور دیر تک رہتی ہین ان کا مادہ غلیظ اور چپکنے والا ہوتا ہے اور
جو درخت کہ نرم ہوتے ہین اور بہت کم ٹھہرتے ہین، ان کا مادہ لطیف اور رقیق ہوتا ہے
اسلئے میرا خیال ہے کہ جن درختون کا مادہ سخت ہو ان کے ان اوتاد کو جو چکنے ہوتے ہین
لگانا چاہیئے پتلی شاخین نہ لگائی جائین کیونکہ اوتاد کی وجہ سے مادہ سخت ہوگا اور جڑون
مین بہ نسبت شاخون کے استحکام زیادہ ہوگا،

ایسے درختون مین توت، بہی، زیتون، امرود، لیمون، انار اور آس وغیرہ ہین،
پس اگر یہ درخت ان اوتاد کے ذریعہ سے لگائے جائین جنکا مادہ سخت ہو تو ان مین
رگین جلد پھوٹین گی، اور یہ بہت جلد مستحکم ہو جائین گے، لیکن اگر تم انکو پتلی شاخون کے ذریعہ
لگانا چاہتے ہو تو وہ بھی ممکن ہے، لیکن جو صورت ہم نے بتائی وہ سب سے عمدہ ہے،
اور جو درخت کہ کم عمر ہوتے ہین جنکا ذکر کیا جا چکا ہے ان کا مادہ لطیف ہوتا ہے،

مثلاً اخروٹ، شفتالو، سیب، آلو بخارا وغیرہ، ان درختون کی شاخین بھی لگائی جاتی ہین لیکن ان کا تخم لگانا زیادہ اچھا ہے،

انجیر اگرچہ زیادہ دن تک رہتا ہے لیکن پھر بھی اس کے اوتاد کو لگانا مناسب نہین ہے کیونکہ اوتاد جب کاٹ کر لگائے جاتے ہین تو اس مین ہوا اور بارش کی رطوبت کٹی ہوئی جگہ کی طرف سے اندر داخل ہوتی رہتی ہے، اور پھر ان کی جڑ تک پہنچ جاتی ہے اور یہی رطوبت جڑ کے اندر تعفن پیدا کر دیتی ہے،

شولون نے کہا ہے کہ ڈوتد جن مین رطوبت کم ہوتی ہے اور بالطبع یابس ہوتے ہین ان کی شاخین لگانی زیادہ اچھا ہے کیونکہ ان مین رطوبت زیادہ ہوتی ہے، جیسے اناٹ ق نے ان اشیار کی مختلف قسمین بتائی ہین اور مذکورہ بالا قسمون سے زیادہ لکھے ہین، یونیوس نے ان مین سے بعض اقسام کی مخالفت کی ہے، اس کا صحیح قول یہ ہے کہ سب سے پہلے یہ دریافت کرنا چاہیئے کہ کس قسم کے درخت ہین، ان کے تخم بوئے جاتے ہین، یا وہ اکھاڑ کر لگائے جاتے ہین یا شاخین کاٹ کر لگائی جاتی ہین یا اوتاد کاٹ کر لگائے جاتے ہین، کیونکہ ان سب کی حالتین مختلف ہین، پس جن درختون کے تخم بوئے جاتے ہین ان کا تخم ہی لگانا زیادہ اچھا ہے، اور جو اکھاڑ کر لگائے جاتے ہین ان کا اکھاڑ کر لگانا مناسب ہے اور جنکی شاخین لگائی جاتی ہین انکی شاخون کو لگانا اچھا ہے، اور جو دوسرے درختون کی معیت مین نشو و نما پاتے ہین ان کو دوسرے درختون کے ساتھ ہی رکھنا انسب ہے، غرضکہ جسکی جو فطری طبیعت ہے اسی پر رکھنا چاہیئے، جن درختون کے تخم بوئے جاتے ہین ان مین تربوز، اخروٹ چلغوزہ، شفتالو، آلو بخارا، صنوبر، سرو، دست، نخل وغیرہ ہین جب یہ پودے زمین مین لگ جائین تو ان کو دوسری جگہ منتقل کر دینا بہت اچھا ہے، اور جو اکھاڑ کر لگائے جاتے ہین

ان مین غبیرا، آس، سیب وغیرہ ہین جب یہی زمین مین خوب جڑ پکڑلین تو ان کو منتقل کر دینا چاہیئے، اور
جنکی شاخین یا وتد کاٹ کر لگائے جاتے ہین ان مین بادام، امرود، لیمون، شہتوت، ازملین
بہی، آس، وغیرہ ہین، یہ بھی جب اچھی طرح نکل آئین تو ان کو بھی دوسری جگہ پر لگانا ضروری
ہے، ان پودون مین سے جن درختون پر زیادہ محنت کرنے کی ضرورت ہے وہ شہتوت
لیمون، زیتون، انار، بیر بہی وغیرہ ہین اور جو اکھاڑ کر لگائے جاتے ہین ان مین، انگور، غرب
صنوبر ہین اور جنکے تخم بوئے جاتے ہین اور اکھاڑ کر بھی لگائے جاتے ہین ان مین کشمش،
آلو بخارا کی تمام قسمین ہین، پستہ اور فستق وغیرہ ہین،

ابن حجاج رحمہ اللہ کا قول ہے کہ قسطوس نے اپنی کتاب مین اس پر بڑی طویل
بحث کی ہے جو درخت کے ایک ہی طریقہ سے لگائے جاتے ہین ان کو علحدہ ذکر کیا ہے
اور جو دو طریقون سے لگائے جاتے ہین ان کو ایک علحدہ فصل مین لکھا ہے، اور جو ایک
دوسرے ہر طریقہ پر متحد اور متفق ہوتے ہین، ان کو بھی علحدہ لکھا ہے، اگرچہ مضمون مین تکرار
ہے لیکن فائدہ سے خالی نہین،

اپنی کتاب مین ابن حجاج نے ترمدانات کی تعریف کی ہے، یونیوس کا قول ہے،
اس مین صرف طوخ اور اوتاد لگائے جا سکتے ہین، یونانیون کے نزدیک ترمدانات اس
زمین کو کہتے ہین جہان پر اول اول درخت یا شاخین لگائی جاتی ہین اور پھر وہان سے دوسری
جگہ پر منتقل کیجاتی ہین، اسی طرح اس نے لکھا ہے کہ شاخون کو موسم خریف مین لگانا چاہیئے
اس سے پہلے اس جگہ کو کھود لینا چاہیئے پھر اس مین کھات ڈالنی چاہیئے اور پھر شاخ
یا وتد اسمین نصب کرنا چاہیئے اور تقریبًا ایک ہاتھ اندر رکھنی چاہیئے پھر اس کو پانی سے سیراب
کرتے رہنا چاہیئے، جب اس پر تین سال گذر جائین تو اس مقام پر لیجائین جہان پر اسکو

لگانا زیادہ انسب ہو اس مقام کی زمین کو ہر سمت سے صاف کردین، پودے کو منتقل کرتے
وقت بھی اس کے اطراف کی مٹی کو ہٹا دینا چاہیئے تاکہ جڑ سے اکھاڑنے مین اس کو نقصان
نہ پہنچے، اکھاڑتے وقت جڑ مین جو مٹی لگی ہو اس کو منتشر ہونے نہ دینا چاہیئے بلکہ چار و نطرف
سے سمیٹ لینا چاہیئے اور پھر اسکو دوسری جگہ پر لگا دینا چاہیئے، یونیوس نے تخم کے متعلق بھی
تفصیلی بحث کی ہے، وہ لکھتا ہے کہ اگر پودے ایک ملک سے دوسرے ملک تک منتقل
کئے جائین تو وہ خشک ہو جائین گے اس خیال سے بعض لوگون نے یہ ترکیب نکالی ہی،
کہ جب پھل درخت مین پختہ ہو جائین تو ان کے تخم کو نکالکر خشک کر دین، پھر اس کے بعد
ان کو بو دین، لیکن اسکا خیال رکھنا چاہیئے کہ ان کو آفتاب مین نہ خشک کیا جائے بلکہ سایہ
مین، بعض لوگ تخم کو بونے کے بعد اوپر راکھ ڈالدیتے ہین لیکن سب سے پہلے چاہیئے کہ اس
جگہ کو پانی سے سیراب کرلین پھر اس مین کھات ڈالین اور تخم کے لحاظ سے چھوٹے چھوٹے
گڈھے کھود ڈالین اور ہر گڈھے مین ایک ایک دانہ بو دین اور پھر ان کو مٹی سے چھپا دالین
اور روزانہ اس پر پانی ڈالتے رہین یہان تک کہ بارش کا موسم آجائے جب اس پر دو تین
سال گذر جائین اور اس مین پتے نکل آئین لیکن شاخین نہ پھوٹین تو ان کو جڑ سمیت نکالکر
کسی دوسرے گڈھے مین لگا دین اور صرف سرے کو زمین کے اوپر رکھین، بقیہ کو مٹی
سے ڈھک دین، اور اطراف و جوانب مین لکڑیان حفاظت کی غرض سے گاڑ دین بعض
لوگ تخم کے پودون اور درختون کو ضعیف اور کمزور خیال کرتے ہین، یہ جاننا ضروری ہی
کہ جو تخم بویا جائے گا اسی قسم کے پھل اس سے نکلین گے، لیکن صرف زیتون کے تخم کو اگر
بوئین تو اس سے قرطون (ایک قسم کا جنگلی زیتون ہے) پیدا ہوگا زیتون نہین ہوگا
سسیداغوس نے لکھا ہے کہ جب ہم یہ چاہتے ہون کہ پودون کو ایک دور مقام سے

دوسرے مقام تک لیجائین تو اس کے لئے ضروری ہی کہ تخم پر راکھ چھڑک ڈالین تاکہ وہ
نمی اور رطوبت سے محفوظ رہین اگر ایسا نہ کیا جائے گا تو اُگنے کے بعد متعفن ہو کر سڑجائین گے
اس کا بھی لحاظ رکھنا چاہیے کہ تخم کو دھوپ مین نہ خشک کرین کیونکہ اس سے اس کو نقصان
پہنچتا ہے اسکی رطوبت اور لطافت کو خشک کر کے کمزور کر دیتی ہے، لیکن اگر اس قسم کے
تخم پر چھلکے ہون جیسے اخروٹ، چلغوزہ وغیرہ مین ہوتے ہین تو دھوپ ان کو نقصان
نہین پہنچائیگی مگر پھر بھی اگر سایہ مین خشک کئے جائین تو بہتر ہے،

ایک دوسری جگہ پر اس نے لکھا ہے کہ جب ہم پودون کو انکی اصلی جگہ سے ہٹا کر
دوسری جگہ پر منتقل کرنا چاہین تو ان کو زمین سے اس طریقہ پر اکھاڑین کہ انکی مٹی منتشر نہ ہونے
پائے، جب اس کو دوسری جگہ پر لگا دین تو ہم کو چاہیے کہ اس کا تین چوتھائی حصہ زمین
کے اندر اور ایک چوتھائی زمین سے اوپر رکھین، پودہ لگانے کا یہ طریقہ بہت اچھا ہے،
علمائے فلاحت نے اس پر اتفاق کیا ہے، یونیوس کا قول ہے کہ ترمدانات کی زمین ایسی
ہونی چاہیے کہ جس مین اس سے قبل زراعت نہ کیگئی ہو، زمین خشک ہو اور پہلے سے
کوئی چیز اس مین نہ بوئی گئی ہو، اور آفتاب کے رخ پر ہو اور ہوادار مقام ہو، اس زمین
کو اس طرح کھودنا چاہیے کہ گھاس وغیرہ بالکل نکل جائیں، اور ہر پودے کے درمیان
مین ایک قدم کا فاصلہ رکھنا چاہیے اور نصف قدم کی گہرائی مین ہر پودہ لگانا چاہیے، اگر
پودے اس طریقہ پر لگائے جائین جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے تو ان کے اکھاڑنے اور
کاٹنے مین سہولت ہوگی، پودون کو کھلی جگہ مین لگانا زیادہ مفید ہے تاکہ دھوپ اس پر
زیادہ پڑ سکے اور اس کو ہمیشہ گرم رکھ سکے، شاخون کے کاٹنے مین اس کا لحاظ رکھنا چاہیے
کہ اس شاخ کو کاٹنا چاہیے جس مین ٹہنیان قریب قریب ہون تاکہ وہ جلدی سے زمین

مین جڑ پکڑ سکین، شاخ کا طول ڈیڑھ قدم سے زیادہ نہین رکھنا چاہیئے، بعض لوگون کا خیال ہے کہ ترمدانات کی زمین کو پودے کے ارد گرد چھ مرتبہ کھودنا چاہیئے، اور اگر پہلے ہی مہینہ مین کھودی جائے تو پھر ہر مہینہ مین کھودنا ضروری ہے، اور جن آلات سے زمین کھودیجائے وہ حتی الامکان چھوٹے ہونے چاہئین تاکہ جو پودے بالکل متصل ہون اُن کو نقصان نہ پہنچے اور ان کلون کو جو ٹہنون مین پھوٹتے ہین اور نرم رہتے ہین ٹونگ لینا چاہیئے، لیکن جب سخت ہوجائین تو ایسا نہ کرنا چاہیئے، پودون کا طول ایک قدم سے زیادہ نہ ہونا چاہیئے، جب اس سے زیادہ ہوجائے تو اس کو چھانٹ دینا چاہیئے تاکہ اسکی قوت نامیہ زیادہ ہوجائے ان کو ہاتھ ہی سے ٹونگنا یا توڑنا چاہیئے، لوہا وغیرہ سے کاٹنا اچھا نہین ہی دوسرے سال بھی پودون کے اطراف وجوانب کی زمین کو چھ بار کھودنا چاہیئے اور ہر پودے مین دو ٹہنیون سے زیادہ نہ رکھنا چاہیئے، دوسرے سال بھی جب کلے نکل آئین تو اون کو ٹونگ لینا چاہیئے، جب ترمدانات مین اس طریقہ پر عمل درآمد کر لیا جائے تو پھر دوسری زمین مین پودون کو منتقل کرنا چاہیئے، بعض لوگ پودون کو تیسرے سال منتقل کرتے ہین کیونکہ بعض پودے ایک سال مین جلد قوت نہین حاصل کرتے ہین اس وجہ سے یا اس بنا پر کہ کوئی کاشتکار ایک سال کے بعد اسکو منتقل کرنا نہین چاہتا، اس خیال سے کہ اسکی رگین ابھی کمزور ہین اور مستحکم نہین ہوئی ہین اسلئے اس کا انتقال اُس کے لئے مضر ثابت ہوگا،

یونیوس کا قول ہے کہ بعض لوگ ترمدانات ہی مین پودون کو پانی سے سیراب کرتے ہین، لیکن ایسا کرنا مناسب نہین ہے بلکہ جب دوسری جگہ منتقل کئے جائین تو پھر سیراب کیجائین، ابن حجاج نے لکھا ہے کہ سید اغوس کا قول بھی اسکی تائید کرتا ہے

کہ شاخ، تخم، یا اوتاد کے پودون کو جب منتقل کرین تو ان مین رطوبت اور تری قائم رکھین، ابن حجاج کا قول ہے کہ تمام زارعین کا خیال ہے کہ تر مدانات کو اس وقت سیراب کر سکتے ہین جب کہ زمین مین حرارت اور یبوست کثرت کے ساتھ ہو. یونیوس کا قول ہے کہ اس انگور کی بیل مین جس مین جڑ ہو اور اس مین جنکی شاخین ابھی لگائی گئی ہون اختلاف ہے، کیونکہ ہر پودہ کے اصول زراعت جداگانہ ہین لیکن اگر یہ دوسری جگہ منتقل کئے جائین تو پھل عمدہ ہونگے قسطوس کا بھی قول اسی قسم کا ہے، یونیوس کا قول ہے کہ ان مقامات کو جہان پودے لگائے جائین تمام خرافات سے پاک کر دین، اس زمین کا صرف کھودنا ہی کافی نہ ہوگا بلکہ اسکو بار بار جوتا جائے اور صاف کیا جائے اس مین سے پتھرون کو نکال دینا چاہیئے خصوصًا ان پتھرون کو جو نوکیلے ہون کیونکہ پتھر جو زمین کے اوپر ہوتے ہین وہ موسم گرما مین اپنی شدید گرمی کی وجہ سے پودون کو جلا دیتے ہین، ان مین ان کی صلابت کی وجہ سے حدت ہمیشہ رہتی ہو اسی طرح موسم سرما مین یہ اپنی برودت کی وجہ سے پودون کو ضرر پہنچاتے ہین، لیکن اگر یہی پتھر سطح زمین کی بجائے اندر گہرائی مین ہون تو گرمی کے وقت یہ پودون مین ٹھنڈک پہنچاتے ہین، جہان تک ممکن ہو زمین کو مسطح رکھنا چاہیئے بالخصوص انگور کی کاشت کے لئے زمین مین گہرائی کا ہونا اچھا نہین ہے، پودون کو زمین مین لگانے سے قبل زمین کی آزمائش کرنی چاہیئے اس طریقہ پر کہ اسی قسم کے درختون کو لگا کر دیکھنا چاہیئے، زمین جسکی مٹی بہت اچھی ہے اس کو اچھی طرح جوت کر درست کرنا چاہیئے اور اس مین جو کچھ خس و خاشاک ہون انکو پھینکدینا چاہیئے، جس قدر زمین کھودی جائیگی اسی قدر اچھا ہے اور اسکی گہرائی بھی مفید ہے اس سے مٹی مین قوت باقی رہیگی، اگر زمین سیراب شدہ ہو تو اس کو برابر کرلینا چاہیئے، اس کے بعد اس مین پودے لگائے جائین،

درختون کے لگانے کے متعلق ان شاء اللہ پھر مفصل ذکر آئے گا،

طمین ہے کہ پودون کے منتقل کرنے سے قبل زمین کا انتخاب کرنا چاہیئے یہ زمین ایسی ہو جس مین مٹی کثرت سے ہو اور زراعت اس سے قبل نہ ہوئی ہو زیادہ سے زیادہ دو سال سے اس مین زراعت نہ ہوئی ہو اور کم سے کم ایک سال سے غیر مزروعہ ہو، وہ مقام ایسا ہونا چاہیئے جہان پر ہوا کا گذر وافر طریقہ پر ہو، اس کا اچھی طرح لحاظ رکھنا چاہیئے کہ پودے جس زمین مین منتقل کئے جاتے ہین اسکی طبعی حالت ویسے ہی ہو جیسی کہ اس نے قبل کی زمین تھی، اچھی زمین سے ردی زمین مین پودون کا منتقل کرنا غیر مناسب ہے،

فصل

درخت، ملوخ، اوتاد اور عیون لگانے کے اوقات، ابن حجاج کی کتاب سے،

سیداغوس کا قول ہے کہ گرم ممالک مین پودون کو موسم خریف مین لگانا اچھا ہے، خصوصًا جب کہ پانی اس ملک مین کم ہو، تاکہ خریف کی بارش کی رطوبت پودون مین جذب ہو سکے اسی طرح ربیع اور سرما کی رطوبت بھی اثر پہنچا سکے، اور موسم سرما کے اختتام پر بھی پودے لگائے جا سکتے ہین جبکہ شاخین تر و تازہ ہون اور ان درختون کی زمین کو اچھی طرح جوتنا چاہیئے اور گہرا رکھنا چاہیئے اور ایک ایسا خط قائم کرنا چاہیئے کہ جس مین پودے لگائے جائین اور زمین ان کو پکڑ سکے، اور سرد ممالک مین سردی کے ختم ہونے کے بعد درختون کو لگانا چاہیئے جبکہ شاخون پر تر و تازگی آجائے، اور اگر تم چاہو تو خریف مین بھی لگا سکتے ہو کیونکہ اکثر لوگون کا خیال ہے کہ اس موسم مین رگون کو تقویت پہنچتی ہے اور زمین بہت اچھی

رہتی ہے کیونکہ آفتاب اپنی گرمی پہنچاتا ہے اس لئے سردی اس مین جمود نہین پیدا کر سکتی ہے اس بنا پر زمین ان پودون کے قبول کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے،

یونیوس کا قول ہے کہ درختون کے لگانے کا وقت ہر ملک اور قوم کے لئے جداگانہ ہے کیونکہ بعض لوگ قطاف یعنی انگور کے ٹپکنے کے بعد لگاتے ہین، جب شاخ سے پتیان جھڑنے لگین اور بعض لوگ، ابتدار ربیع مین لگاتے ہین، حتی کہ شباط (پھاگن) سے سات دن قبل ہی شروع کرتے ہین اور سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ وہ مقامات جو بلند یابس اور کمزور ہین ان مین پودے فصل انگور کے بعد لگانا چاہیئے اور جو نرم اور زمین کی سطح سے قریب ہین ان مین ربیع کے پہلے دن یعنی پھاگن کے پہلے دن مین لگانا چاہیئے اور جو تر مقامات ہین ان مین سب سے آخر مین لگانا چاہیئے، لیکن شور زمینون مین تو انگور کی فصل کے بعد ہی لگانا چاہیئے کیونکہ بارش زمین کے خبث کو دھو ڈالتی ہے، اس زمین مین پودے کے قریب گانگا گوبر ڈالنا چاہیئے تاکہ اس سے شورہ پن کم ہو، روغن دار زمین کو موسم گرما ہی مین کھود ڈالنا چاہیئے، آفتاب اپنی گرمی سے اس کو سخت کر دے گا، اور پھر بارش سے وہ نرم ہو کر نہایت عمدہ ہو جائیگی اور پودون کو بہت جلد قبول کرے گی لیکن پتلی زمین کو پہلے سے نہ کھودین کیونکہ آفتاب کی گرمی اسکو گرد بنا ڈالیگی، اس مین کھودنا اور پودہ لگانا دونون ایک ہی ساتھ کرنا چاہیئے یعنی موسم خریف مین، کیونکہ ایسی زمین مین اسی وقت درختون کا لگانا مناسب ہے،

بعض لوگون کا خیال ہے کہ گرم مقامات مین درختون کو فصل خریف ہی مین لگانا چاہیئے اور نصف دسمبر سے اسکی ابتدار کرنی چاہیئے اور ابتدار جنوری تک ختم کر دینا چاہیئے، ہندی مہینہ کے حساب سے پوس سے ابتدار ہونی چاہیئے اور ماگھ تک ختم کرنا چاہیئے، پودون کو لگانے کے بعد ایک ہفتہ تک اس کو چھوڑ دیا جائے، لیکن سرد مقامات کیلئے

آخر ربیع کا مہینہ زیادہ اچھا ہے بالخصوص جبکہ پہاڑی مقام ہو کیونکہ اگر ان کو ہوا گرم نہ ملے تو
پودے زمین کے نیچے چلے جائین گے اور اوپر بڑھنے کی طاقت کم ہو جائیگی، اسی بنا پر گرم
مقامات مین اکثر خریف ہی مین درختون کا لگانا مناسب ہے کیونکہ اس وقت پودے اوپر
کی جانب نہین بڑھین گے بلکہ زمین کے نیچے جڑ پکڑتے جائین گے، لیکن فصل ربیع مین ہوا
گرم ہوتی ہے اور وہ پودون کی پتیون اور کلیون کو جڑ پکڑنے سے قبل نمودار کر دیتی ہے، پودون
کو دن کے تیسرے گھنٹے سے لیکر دسوین گھنٹے تک لگانا چاہیئے، کیونکہ ابتدا اور آخر وقت
مین ہوا بند ہو جاتی ہے، جس زمین مین پودے لگائے جائین اسکی زمین نہ مرطوب ہو نہ گیلی
ہونی چاہیئے اور نہ سخت اور یابس ہونی چاہیئے،

زیتون کے لگانے کا طریقہ بیان کیا جا چکا ہے، جس زمین مین پودے لگائے جائین اسکو
حار اور مرطوب ہونا چاہیئے، لیکن اگر کسی زمین مین ان دونون چیزون مین سے کوئی چیز نہ ہو
تو درختون کے پھل پورے نہ ہون گے، اسی وجہ سے یہ اوپر لکھدیا گیا ہے کہ یا تو ربیع مین پودے
لگائے جائین یا خریف مین، کیونکہ خریف مین آفتاب کی گرمی کی وجہ سے زمین گرم رہے گی
اور بارش سے مرطوب رہے گی اور اس طریقہ پر حرارت اور رطوبت دونون معتدل طریقہ
پر رہین گی، ہوا مین بھی اس طرح اعتدال رہے گا، اور ربیع مین گرمی کی ابتدا ہوتی ہے
اور اس وقت وہ سردی منقطع ہو جاتی ہے جو آسمان سے زمین تک پہنچتی ہے بلکہ آفتاب
زمین کے پانی کو خشک کرنے لگتا ہے جس سے زمین کی رطوبت کم ہو گی اور گرمی شروع
ہو جائے گی، یہ موسم بھی پودون کے لئے ہے، لیکن موسم خریف تمام دوسرے موسمون
سے اس کام کے لئے زیادہ انسب ہے، یہ موسم بھی اس وقت اور اچھا ہو جاتا ہے،
جب کہ بارش ہونے لگتی ہے، جس کا وقت ثریا کے ڈوبنے سے لیکر شدید جاڑے تک ہے

پھر ربیع تک اس کام کو بند کر دینا چاہیئے کیونکہ موسم سرما کی تبدیلی کے زمانہ مین ربیع تک سخت سردی پڑتی ہے لیکن ابتدار ربیع مین اس کو پھر شروع کرنا چاہیئے جب کہ جنوبی ہوا چلنے لگے، مگر شمالی ہوا سے اچھی طرح پرہیز کرنا چاہیئے،

ق نے لکھا ہے اور یہ اس کا اصلی قول ہے کہ پودون کے لگانے کا سب سے عمدہ وقت خریف ہی بالخصوص ان مقامات پر جہان پر پانی کم ہو، موسم سرما کی رطوبت پودون کو تقویت پہنچائے گی، علمار کا اس پر اتفاق ہے. لیکن فصل ربیع مین بھی کوئی مضائقہ نہین ہے، قسطوس کا قول ہے کہ تمام زمینون کے لئے موسم خریف زیادہ مفید ہے اور سبھون نے اسکی بڑی تعریف کی ہے علمار نے خریف کو فصل ربیع پر جو ترجیح دی ہے اس کی وجہ یہ بیان کیجاتی ہے کہ درختون مین سے بعض تو اوپر کی جانب زیادہ بڑھتے ہین اور بعض نیچے کی جانب زیادہ بڑھتے ہین، فصل ربیع مین جو لگائے جائین گے وہ اوپر زیادہ بڑھین گے اور جو فصل خریف مین لگائے جائین گے انکی جڑین اور رگین مضبوط اور دور تک پھیلین گی، از راعت کے اصول کے لحاظ سے وہ درخت زیادہ مضبوط ہوتے ہین جنکی رگین اور جڑین زیادہ ہون،

ابن حجاج کا قول ہے کہ تینون مشہور حکما رکا اس پر اجماع ہے کہ موسم خریف زیادہ افضل ہے، اور اسکی وجہ بتائی جاچکی ہے، مرسیال طبیبی کا قول ہے کہ جن درختون کے لگانے کا طریقہ ہمنے بتا دیا ہے ان کو سرد دنون مین سوائے ربیع کے زمانہ کے کبھی نہ لگائین، ربیع کا وہ زمانہ جو ابتدار فروری کا ہوتا ہے، بہت عمدہ ہے، ابن حجاج نے لکھا ہے کہ یہ پہلے لوگون کی رائے کے مخالف ہے لیکن میرے نزدیک یونیوس کا قول سب سے اچھا ہے،

ط ہین ہے کہ انگور کے لگانے کا مخصوص وقت مشرق سے مغرب تک فصل ربیع
کے ابتدائی حصہ مین ہے بعض لوگون نے لکھا ہے کہ جو انگور کہ فصل خریف مین لگائے جاتے
ہین ان مین پھل زیادہ ہوتے ہین، ان کے علاوہ جن درختون کی لکڑیان سخت ہوتی
ہین، مثلاً زیتون، عناب، بلوط، ترلوز، دردار وغیرہ تو وہ موسم سرما مین لگائے جاتے ہین
اور جن مین ان سے کم سختی ہوتی ہے یا متوسط درجہ کی صلابت ہوتی ہے، مثلاً انجیر، سیب،
بہی، اخروٹ، کشمش، وغیرہ تو وہ ربیع مین لگائے جاتے ہین، لیکن پتیون کے آنے سے
قبل لگانا زیادہ اچھا ہے، اور بعض کا قول ہے کہ پودے اس وقت لگائے جائین جبکہ
نئی پتیان آجائین اور یہ جنوری کے وسط مین ہوتا ہے سوائے بادام وغیرہ کے، اور جنکی
کلیان ابھی نکلی ہون ان کو اس سے قبل لگانا چاہیئے، اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ کوئی
درخت پوری طرح پتیون کے آنے کے بعد انار کے سوا نہ لگایا جائے کیونکہ وہ اگر
اس طرح لگایا جائے تو مفید ہوگا، بعض کا قول ہے کہ انجیر اور آلو بخارا بھی اسی طرح لگائے
جا سکتے ہین اور ان کے لئے کوئی نقصان دہ نہین ہے، درختون کے لگانے کے لیے
سب سے عمدہ فصل خریف کی ہے اور پھر موسم سرما ہے، لیکن ربیع کی پہلی فصل ان
دونون سے گری ہوئی ہے کیونکہ اس مین موسم سرما کا تداخل ہوتا ہے، پودہ اگر سخت
نہین ہوا ہے بلکہ نرم اور شاداب ہے تو گرمی اسکو جلا دیگی اور اگر اس سے بڑھ گیا ہے،
تو سردی ٹھٹھرا دیگی، غرضکہ گرم اور سرد ممالک مین درختون کو فوراً جلد لگانا چاہیئے،
بالخصوص چراگاہون اور مرطوب زمینون مین کیونکہ یہ دونون زمینین اس وقت تک
درست نہین ہوتین جب تک کہ موسم خریف مین کوئی پودہ نہ لگایا جائے، یا دوسری
صورت یہ ہے کہ ان کا پانی خشک کر دیا جائے اور اسکی خشکی مین اعتدال رکھا جائے، ربیع

مین ان زمینون مین پودہ نہ لگانا چاہیئے جوآسمان کے پانی سے سیراب ہو چکی ہین، لیکن بعض کا قول ہے کہ شلخ، ٹہنی، اوتاد، اور گٹھلی وغیرہ موسم سرما مین اسی قسم کی زمین مین لگانا چاہیئے جوآسمان کے پانی سے سیراب ہوئی ہو، لیکن جو زمین کہ سیراب کیگئی ہو اس مین ہر موسمون فصلون مین پودے لگا سکتے ہین، بالخصوص فصل ربیع کے ابتدائی زمانہ مین پودون کو جب ان مین رگ و پوست نکل آئین توان کو اکھاڑ کر لگانا چاہیئے اور مٹی جو ان کے ساتھ لگی رہتی ہے اسکو ساتھ رہنے دینا چاہیئے، اور اُن مین پانی پہنچانے سے غفلت نہ کرنی چاہیئے

خ کا قول ہے کہ سب سے اچھی اور عمدہ ہوا ہمارے ملک کی زراعت کے لئے مغربی ہوا ہے اور بادل ہے، لیکن بارش کے دنون مین زیتون کے سوا کسی پودہ کو لگانا اچھا نہین ہے، گٹھلی، اور تخم کے پودون کو اسی زمانہ مین ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دینا چاہیئے، خ کا قول ہے کہ مین نے خود ایک بادام کا درخت دیکھا جو اپنی جگہ سے منتقل نہین کیا گیا تھا اس وجہ سے اس مین پھل اور دانے کم تھے بعض کا قول ہے کہ جمعہ او رشنبہ کے دن درختون کی زراعت نہ کرنی چاہیئے، گٹھلی تخم، شلخ، وتد، ان سب کے لگانے کے خاص اوقات ہین جن کا ذکر پھر کیا جائے گا،

فصل

گٹھلیوں کے بُونیکا وقت،

ص نے لکھا ہے کہ عام طور سے گٹھلیون کے بونے کا وقت پھلون کے پکنے اور کھانے کے وقت ہوتا ہے اور اس کے بعد بھی نومبر، دسمبر، جنوری، فروری تک بوئی جا سکتی ہین، یہ سب سے آخری مدت ہے، اور جو گٹھلیان اس کے بعد بوئی جائینگی

گرمی ان کو بیکار ڈالیگی یا جاڑا ان کو خراب کر دیگا لیکن اکثر گٹھلیان مارچ مین اُگتی ہین وہ
درخت جنکی گٹھلیان ہمارے ملک مین بوئی جاتی ہین وہ شفتالو، مشمش، بادام، اخروٹ،
آلو بخارا، زیتون، خیار شنبر، بندق، صنوبر، بلوط، شاہ بلوط، قراسیا، زعرور، آزاد درخت،
خرما، غبیرا، پستہ، اور سرو وغیرہ ہین، گٹھلیان بونے کے وقت نئی اور سالم ہونی چاہئین
ان مین کسی قسم کا نقص نہ ہونا چاہیئے اور ایسے پھل کی ہون جو اچھی طرح تیار ہو گئے
ہون اور ثمر آور درخت سے توڑے گئے ہون اور ذائقہ مین بھی اچھے ہون، اگر یہ اوصاف
گٹھلیون مین یا ان کے پھلون مین نہ ہون تو ان کو زراعت کے لئے نہین رکھنا چاہیئے
خ نے لکھا ہے کہ گٹھلیان اُس درخت کی ہون جو پہلی مرتبہ پھل دار ہوا ہو
ان کے بونے کا طریقہ یہ ہے کہ گٹھلیون کو زمین مین حوضون کے اندر یا مٹی کے نئے
ظروف مین بوئین اور یہ حوض اس جگہ پر بنائین جہان پر کہ زمین اچھی ہو جس کا ذکر اوپر
کیا جا چکا ہے، زمین تعمیر شدہ ہو اور اس مین پرانی کھاد ملی ہوئی ہو نیز پانی سے اچھی طرح سیراب
کی ہوئی ہو اس کے بعد جب یہ تمام شرطین پورے ہو جائین تو گٹھلیون کو ایک قطار مین مختلف
گڈھون کے اندر بوئین، ہر گڈھا تین بالشت یا اس سے کچھ کم ہو گڈھے کی گہرائی بھی گٹھلی
کی قوت اور ضعف پر موقوف ہے، بونے کے بعد اوپر سے مٹی ڈالدین اور ہر گٹھلی کے
درمیان مین تقریباً ایک ہاتھ کا فاصلہ رکھین، لیکن یہ فاصلہ اس وقت رکھین جبکہ پودون
کو منتقل کرنے کے وقت مٹی ساتھ نہ لین، اور اگر اس کا خیال ہو تو گٹھلیون مین اس سے
زیادہ فاصلہ رکھین، اس جگہ کو برابر پانی سے سیراب کرتے رہین ایسا نہ ہو کہ زمین عدم سیرابی
کی بنا پر سفید ہو جائے اور اس وقت تک سیراب کرتے رہین، جب تک کہ پودہ ایک بالشت
یا اس سے زیادہ کا نہ ہو جائے، گٹھلیون کی زراعت کے متعلق پھر کسی فصل مین ذکر کیا جائیگا،

فصل

ان درختون کے بونے کا بیان جنکے پھلون مین گٹھلیان نہین ہوتی ہین، مثلاً بہی سیب، امرود، نارنگی، لیمون، ریحان، سرو، انجیر، آس، شہتوت وغیرہ ان مین تخم ہوتے ہین اس کے لئے بھی وہی شرائط ہین جو گٹھلیون کے متعلق بیان کئے گئے ہین یہ تخم بھی پہلے ہی پھل کے ہون تو اچھا ہے اور ان کو انھین فصل مین بونا چاہیئے جسکا ذکر اس سے قبل کی فصل مین کیا جا چکا ہے، تاکہ گرمی کی فصل شروع ہو جائے، اور جو تخم یا گٹھلی فصل ربیع مین بوئی جائے اس مین اسکا خطرہ ہے کہ گرمی یا سردی ان کو برباد نہ کر دے،

اس کے بونے کا طریقہ یہ ہے کہ جس پھل کا تخم بونا ہو اسکو زمین کے چھوٹے گڈھے یا مٹی کے نئے بڑے برتنون مین بوئین اور ان کے نیچے ایک سوراخ کر دین اور ان مین اچھی مٹی ڈالین یا کھاد اور دوسری چیزون سے مخلوط کی ہوئی مٹی ڈالین، جو تخم کہ کمزور ہون ان کے لئے مٹی وغیرہ زیادہ ڈالنی چاہیئے اور جو قوی ہون ان کے لئے اسی قدر مٹی ڈالین جتنی کہ ضرورت ہو،

کھاد سے تخمون کو اس طرح ڈھانک دین جیسے کپڑے سے کسی چیز کو ڈھانکتے ہین اور اسکی تہ بھی کپڑے کے موٹے پن کے برابر ہو، اور اگر اس سے زیادہ کمزور ہون تو زیادہ پانس بھی ڈال سکتے ہین، اس کے بعد بھی اس پر مٹی ڈالدین تاکہ ہوا کی خشکی سے محفوظ رہین، پانی سے سیراب کرتے وقت چٹائی کا چھوٹا سا ٹکڑہ رکھ دین یا اسی قسم کی کوئی دوسری چیز رکھین تاکہ پانی ادھر ادھر منتشر نہ ہو جائے اس سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ پودہ کے اُگنے سے قبل ہاتھ ہی سے پانی چھڑک دیا کرین، یہ طریقہ زیادہ تر کمزور تخم یا پودون کے لئے رائج ہے، سب سے

زیادہ کمزور تخمون مین سے سرد، ریحان، شہتوت وغیرہ مین اسی طرح کمزور دانون کے لیئے بھی یہ طریقہ مفید ہے، مثلاً جبق غرضکہ جس قسم کی قوت دانون مین ہو گی اسی طرح پانی سے سیراب کرنا چاہیئے جبتک پودے لگ نہ جائین اس وقت تک سیراب کرتے رہنا چاہیئے، لیکن جب موسم سرما کا زمانہ آجائے تو پانی کم ڈالنا چاہیئے اور جب بارش شروع ہو جائے تو پانی نہ ڈالنا چاہیئے اسی طرح ابتدا گرمی مین احتیاط کرنی چاہیئے تاکہ ان مین سختی آجائے اور وہ جڑ پکڑ لین ورنہ اگر پودے بڑھ جائین اور اندرنی باقی ہو تو یہ ان کے لئے نقصان دہ ہے، اس مین بھی وہی صورت اختیار کرنی چاہیئے جو حوضون کے لیے بتائی گئی، اور اگر ریت سے ڈھانک دین تو یہ اور اچھا ہے،

فصل

ایک سال سے زیادہ کسی تخم کو ایک جگہ پر نہ رکھنا چاہیئے بلکہ دوسرے نرم حوضون مین منتقل کر دینا چاہیئے، مٹی کے ظروف مین اس سے زیادہ اگر رکھین گے تو کمزور ہو جائے گا اور اسی طرح اگر اس سے قبل منتقل کر دیا تو اس کے لئے نقصان دہ ہے بالخصوص جبکہ اسکی شاخون مین سختی نہین آئی ہو اور اگر حوض مین ہون تو ان کو دوسرے مقام پر لے جانا چاہیئے تاکہ وہان پر بڑھ سکین،

ص نے لکھا ہے کہ گٹھلی دار درخت سات سال کے بعد تیار ہوتے ہین اور ان کے پھل کھانے کے قابل ہوتے ہین اور جنکے تخم بوئے جاتے ہین وہ چار سال کے بعد تیار ہوتے ہین، ان کو تین سال کے بعد منتقل کر دینا چاہیئے،

خ نے لکھا ہے کہ نارنج کو اس وقت تک نہ منتقل کرنا چاہیئے جبتک کہ وہ

بھر قدآدم لمبا نہ ہو جائے اور اگر اس سے قبل منتقل کر دیا گیا تو خراب ہو جائے گا ہم اسکی مفصل بحث آئندہ ان شاء اللہ مفردات مین کرین گے، جو شخص ان گڈھون کو جو پودون کے لئے بنائے گئے ہین خالی اور بیکار نہین رکھنا چاہتا ہے وہ ان مین اس وقت تک کے لئے کوئی چیز بو دے جب تک کہ پودے تیار ہون اور ان مین منتقل کئے جائین، مثلاً کشنیز وغیرہ،

فصل

ملوخ کے لگانے اور اسکے انتخاب کا طریقہ،

ابن حجاج رحمہ اللہ نے مقنع مین لکھا ہے کہ تمام علماء فلاحت کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص ملوخ یا وتد کاٹنا چاہتا ہے اسکو چاہیئے کہ وہ مشرق کی جانب سے اور جنوبی گوشے سے اس کو تراشے، یونیوس نے بھی لکھا ہے کہ شاخین درخت کے اوپر کی جانب سے لینی چاہیئے بشرطیکہ ان شاخون پر دوسرا سال گذر رہا ہو، نیز درخت کے شرقی یا جنوبی سمت سے شاخون کا کاٹنا زیادہ اچھا ہے، مرسیال کا قول ہے کہ وتد کو بھی شرق یا جنوب سے کاٹنا چاہیئے لیکن شمال کے جانب ذرا بھی مائل نہ ہو، کیونکہ سب سے اچھی شاخ وہ ہے جو شرقی سمت مین ہو پھر وہ جو جنوبی سمت مین اور پھر وہ جو غربی سمت مین ہو، لیکن جو شمالی سمت مین ہو گی وہ اچھی نہ ہو گی،

سودولیون کا قول ہے کہ جب تم قطیع (جو شاخ تیر کی طرح ہو) ملخ اور وتد وغیرہ لینا چاہو تو تم کو چاہیئے کہ درخت کے اس حصہ سے ان چیزون کو کاٹو جو آفتاب کے مقابل مین ہون کیونکہ گرمی اس مین حرارت پہنچاتی ہے اور دباغت دیتی ہے (دباغت

کے معنی رطوبت کا ضائع کرنا) اور جو شاخ کہ دباغت دی ہوئی ہوتی ہے وہ جلد زمین کو
پکڑ لیتی ہے اور اسی قسم کی شاخ بہت اچھے پھل لاتی ہے،

وہ شاخ جو موٹی ہو اور جس مین گرہین بہت قریب قریب ہون اس شاخ سے زیادہ
اچھی ہے جو سایہ دار اور چکنی ہو، قلم کبھی شمالی سمت سے نہین لینا چاہیئے کیونکہ شاخین جو اس
سمت پر ہوتی ہین وہ زیادہ بسایہ دار اور ذرا نازک اور کمزور ہوتی ہین، ان مین زمین کو پکڑنے کی
قوت کم رہتی ہے،

یونیوس نے لکھا ہے کہ شاخون کو درخت کے نیچے سے نہین کاٹنا چاہیئے بلکہ اوپر
کی سمت سے لینا چاہیئے، شولون کا قول ہے کہ جن درختون کے جڑ مین شاخین ہوتی
ہین ان کو کبھی نہ لینا چاہیئے، کیونکہ وہ بہت زیادہ سایہ دار ہوتی ہین آفتاب ان کی رطوبت
کو زائل کر کے اپنی حرارت کو نہین پہنچا سکتا، ایسی صورت مین زمین درختون کو جلد نہین پکڑ
سکے گی، بعض علماء فلاحت نے لکھا ہے کہ اس قسم کی شاخین بہت کمزور ہوتی ہین اور
ان مین پھل کم آتے ہین، کیونکہ ان کی جڑون مین رطوبت غالب اور حرارت کم رہتی ہے
شولون کا قول ہے کہ ایسی شاخ اگر زمین مین جڑ پکڑے تو یہ کہنا غلط ہے کہ پھل کم آئین گے
کیونکہ جب وہ لگائی جائے اور نشو و نما پائے، تو آفتاب کی حرارت اس کے اندر جذب
ہو گی، اور وہ اس کو قوی اور مستحکم بنا دے گی، البتہ اگر زمین کو نہ پکڑے تو حرارت کی کمی کی وجہ سے
وہ خراب ہو جائے گی اور اس کے اندر کی رطوبت پھلون کو پکنے نہین دیگی، ان درختون کا
ذکر تو کیا جا چکا ہے جنکے لئے ملوخ کا لگانا زیادہ اچھا ہے۔ اور دوسرون کا بھی بیان کیا جا چکا
ہے، لیکن جن درختون کی شاخین کاٹی جاتی ہین وہ ان بڑی اور موٹی شاخون سے لی جاتی
ہین جنکے پھل کھائے جا چکے ہون اور کاٹتے وقت اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ یہ شاخین گرہ دار

ہون انکی کھال چکنی ہو اور آفات سے بالکل محفوظ ہون، زیادہ تران درختون سے شاخین
حاصل کرنی چاہیئے جو زیادہ پھل لاتے ہون لمبی اور گھنی شاخون سے زیادہ فائدہ نہین پہنچتا
گو کہ وہ زمین مین جلد پھیل جاتی ہین، لیکن کمزور ہوتی ہین، شاخون کو درخت کے درمیان سے
لینا چاہیئے بہت بلند مقام سے لینا اچھا نہین ہے، ان کو مشرقی سمت سے کاٹنا چاہیئے،
اگر مشرقی سمت مین کچھ نہ ہو تو قبلہ کی جانب سے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو مغربی سمت سے کاٹنا
چاہیئے مگر جنوبی سمت سے کاٹنا غیر مناسب ہے کیونکہ اس سمت کی شاخین کمزور ہوتی
ہین، اور اگر پھل آتے بھی ہین تو پکنے سے قبل ہی گر جاتے ہین، بعض لوگون نے یہی نقص
مغربی سمت سے لینے مین بھی بتایا ہے، شاخون کے کاٹنے کا وقت طلوع شمس کے بعد ہے،
ان کو ہاتھ سے توڑنا زیادہ اچھا ہے ورنہ کسی تیز لوہے سے کاٹنا چاہیئے، ملخ کا طول دو ہاتھ
ہونا چاہیئے اور اگر اس سے زیادہ بھی ہو تو کوئی مضائقہ نہین ہے، ملوخ اس وقت لئے جاتے
ہین جبکہ شاخون مین تراوٹ اچھی طرح موجود ہو ان مین کچھ کلیان بھی نظر آتی ہون، ملوخ کو
گڈھون یا ظروف مین بو سکتے ہین،

ملوخ کے لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ زمین مین گڈھے کھودے جائین جنکا طول، عمق اور
عرض سے زیادہ ہو، اگر یہ دوسری جگہ پر منتقل کئے جانے کا خیال ہو تو گڈھے دو بالشت لانبے ہون
اور اگر ایک ہی جگہ پر رکھنا ہو تو اس سے زیادہ لانبا رکھین، ملخ یعنی شاخ کے قد کے بحاظ سے گڈھا
کھودنا چاہیئے ملخ کو اس کے طول مین پھیلا دینا چاہیئے ایک حصہ تو گڈھے کے اندر رکھنا
چاہیئے اور دوسرے حصہ کو ایک انگلی کے انداز سے باہر نکال دینا چاہیئے مٹی کو کھاد
اور دوسری چیزون سے مخلوط کر کے گڈھے کو قریب قریب بھر دینا چاہیئے اور قدم سے
زمین کو برابر کرنا چاہیئے، ملوخ اس صورت مین پانی کی نالیون سے بھی سیراب کئے جا سکتے

ہین، بلکہ بسا اوقات ملوخ نالیون کے مخزن ہو جاتے ہین اسکی صورت یہ ہے کہ جس جگہ پر نالیان بنائی جائین اسی کے سامنے ایک حد نالی کے طول کے لحاظ سے قائم کیجائے، پہلے گڈھون مین ملوخ کو پھیلا دینا چاہیئے اور کنارہ کے دونون جانب اونکے سرون کو ایک انگلی کے انداز سے باہر نکالنا چاہیئے اس کے بعد مٹی ڈالکر گڈھون کو برابر کر دینا چاہیئے، پھر اونکو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، ملوخ کے یہ سرے دو قطارون کی طرح نظر آئین گے ان مین سے ہر ایک نالی کے بلند مقام پر ہوگی اور ان دونون کے درمیان پانی جاری رہیگا، ملوخ کو آسمانی پانی سے سیراب شدہ زمین مین لگانے کا طریقہ بڑے درختون کے ساتھ بیان کیا جائے گا، ہر ملخ کے درمیان مین ایک ہاتھ فاصلہ رکھنا چاہیئے بشرطیکہ منتقل کرتے وقت مٹی نہ لیجائے اور اگر مٹی لیجائے تو اس سے زیادہ فاصلہ رکھنا چاہیئے، دوسرے قسم کی زمین مین جو فاصلہ ہوگا اس کا ذکر اور ملوخ کی دیگر تدبیرین پھر لکھی جائین گی،

فصل

عیون (چھوٹی شاخون) کے لگانیکی ترکیب

شاخون کی ٹہنیان اسی طرح لیجاتی ہین جیسے سیب، انجیر، انگور، یاسمین اور دوسرے میوہ جات سے اخذ کیجاتی ہین، لیکن ان کا انتخاب کرکے لینا اچھا ہے، غ نے لکھا ہے کہ سیب کے عیون اکٹھے ہوتے ہین اور چکنے ہوتے رہین، اسی طرح انگور، انجیر، یاسمین وغیرہ کی وہ ٹہنیان لیجاتی ہین جنکی گرہین قریب قریب ہوتی ہین، اس مین انھین صفات کا خیال رکھنا چاہیئے جو ملوخ کے لئے بتائے گئے ہین، اس کے لگانے کا وقت فروری، مارچ وغیرہ مین ہے، اور اوس مین وہی ترکیبین اختیار کرنی چاہیئے،

جو ملوخ اور اوتاد کے لئے ذکر کیگئی ہین، مثلاً حوض یا نالیون کے خطوط کا قائم کرنا، بقیہ دوسری تدبیرین انشاء اللہ پھر لکھی جائینگی،

فصل

اوتاد اور ملوخ کا مفصل بیان اُن مین انتخاب کا طریقہ

ابن حجاج نے لکھا ہے کہ وہ شاخ جس نے دوسرے سال مین قدم رکھا وہ ملوخ کا کام دیسکتی ہے اور جو دو یا تین سال کی ہو وہ اوتاد کے کام آسکتی ہے کیونکہ اگر ایسی شاخ زمین مین نصب کیجائے تو بہت جلد جڑ پکڑے گی، اگر حسن اتفاق سے ایسی شاخ ہاتھ آجائے جو ہر حیثیت سے کامل اور پوری عمر کی ہو تو اسکو اپنی جگہ پر تھوڑی دیر کے لیے بھی رکھنے کی ضرورت نہین ہے بلکہ فوراً منتقل کر دینا چاہیئے، چھوٹا وتد (تنا) بہت جلد نشو ونما پاتا ہے لیکن بڑا وتد اس طرح جلد نہین بڑھتا ہے، یہ شولون کا قول ہے، شاخون سے اوتاد انھین صفات اور حالات کا خیال کر کے لینا چاہیئے جنکے ساتھ ملوخ لئے جاتے ہین، فرق اتنا ہے کہ اوتاد کی غلظت اور ان کا طول، اور دو وتدون کے درمیان کا فاصلہ ملوخ سے زیادہ ہونا چاہیئے، ضخامت تو ایک ہاتھ کے برابر ہونی چاہیئے یا کم سے کم ایک نیزہ کے برابر ہو، اور طول کم سے کم ایک ہاتھ ہونا چاہیئے اور زیادہ جہان تک ممکن ہو سکے، اوتاد لوہے سے کاٹے جائین، لیکن اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ کاٹتے وقت، چھیلتے وقت اور لگاتے وقت اسکی کھال ادھڑنے نہ پائے، نارنج کے اوتاد کھاد مین رکھے جاتے ہین، اس کے لگانے کا طریقہ حوض یا نالی مین یہ ہے کہ ایک سخت لکڑی بلوط یا کسی اور درخت سے لیجائے اور اس وتد سے ذرا لانبی اور موٹی رکھی جائے، اور اس

مقام پر گاڑ دی جائے، جہان پر نارنج کا وتد لگانا چاہتے ہین اور اسی حد تک زمین کے اندر گھسائین
جہان تک عمق رکھنا چاہتے ہون پھر اس لکڑی کو نکال لینا چاہیئے اور نارنج کے وتد کو اس
جگہ پر نصب کر دینا چاہیئے، اب جو اردگرد خلا رہ گیا ہو اس کو کھاد یا ریت سے پر کر دینا چاہیئے
پھر پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، پانی پڑنے سے مٹی پھول جائیگی اور کچھ خلا پھر پیدا ہو جائے گا
اس لئے اس کو بھی مٹی یا ریت سے بھر دینا چاہیئے، تاکہ ذرہ برابر بھی خلا باقی نہ رہسکے، اوتاد کو
قطار در قطار لگانا اچھا ہے اور دو دو وتدون کے درمیان مین قریب قریب وہی فاصلہ ہوگا جو
ملوخ مین بتایا گیا ہے اگر اسی وتد کو پہلے پہل نصب کیا جائے تو اسکا خیال رکھنا چاہیئے کہ
زور سے گاڑنے کی وجہ سے وہ شق نہ ہو جائے اور نہ اس کا چھلکا نکلجائے، تقریباً یہی احوال
اترج کے وتد کے بھی ہین،

دوسری ترکیب

اوتاد کے لیے حوض یا نالیون مین گڈھے کھودنا چاہیئے، ہر گڈھا وتد کے طول کے
برابر ہو، جب گڈھا تیار ہو جائے تو وتد کو لگا دینا چاہیئے اور پھر اس پر مٹی ڈال کر اس کو بھر
دینا چاہیئے، اور اس مین اسی طرح عمل کرنا چاہیئے جیسا کہ آیندہ ہم کسی موقع پر بتائینگے، اوتاد
کو صف بندی کے ساتھ لگانا چاہیئے اور ایک دوسرے کے درمیان مین وہی فاصلہ رکھنا
چاہیئے جو ملوخ کا ہے،

فصل

ان شاخون کا بیان جو نوامی لفات اور لواحق کہلاتی ہین،

(نوامی ان کو کہتے ہین جو خوشہ دار ہوتی ہین، لفات ان شاخون کو کہتے ہین جن مین پتیان

کثرت سے ہوتی ہین، لواحق ان کو کہتے ہین جنکے پھل یا خود وہ ایک دوسرے سے ملی ہوئی
ہون، شاخون پر غور کیا جائے اگر وہ اپنی تمام رگون کے ساتھ کاٹی جاسکتی ہین یا توڑی جاسکتی
ہین تو ان کو توڑ لیا جائے اور دوسری جگہ پر لگا دی جائین یا اس مقام پر لگائی جائین جہان جلد
شاخین نکل آئین بشرطیکہ مناسب وقت ہو اگرچہ اس کے لگانے کے لئے وقت بہت کافی
رہتا ہے، اگر شاخون مین رگین پوری نہین نکلین ہون تو ان کو اتنے دن تک چھوڑ دینا چاہیے
کہ ان مین رگ اور پٹھے نکل آئین، یہ عمل تغطیس یا استسلاف کے ذریعہ سے ہوسکتا ہے جسکا
ذکر آگے آئے گا،

تغطیس کا بیان جس کا
دوسرا نام تکبیس بھی ہے،

اس کے لئے نباتات مین سے وہ حصہ لینا چاہیئے جو زیادہ قوی، طویل، اور آفات
سے محفوظ ہو اور جس مین وہ تمام اوصاف موجود ہون جنکا ذکر ملوخ کے بیان مین کیا جاچکا ہے
اس کا خیال ضرور کرنا چاہیئے کہ شاخ جس درخت سے لیجائے وہ مرکب ہو، لیکن اگر چھوٹے
بڑے پھلون سے درخت لدے ہون اور غیر مرکب ہون تو ان کے ملوخ اوتاد اور عیون
کو ترکیب کی ضرورت نہین ہے اور اگر ایسی صورت نہ ہو تو ترکیب کی ضرورت ہے، مگر پہلی
صورت زیادہ اچھی ہے، شاخ مین اگر باریک رگین نکل آئی ہون تو اس کو دوسری جگہ منتقل
کرسکتے ہین ورنہ ہر شاخ کے لیے اس کے طول کے مطابق ایک گڈھا کھود دین جس کا عمق
ڈھائی بالشت ہو اور ہر شاخ کو آہستہ سے اس مین رکھدین اور شاخ کے سرون کو گڈھے سے
باہر نکال دین، شاخ کو جڑ سے علیحدہ نہ کرین، بلکہ اس کو پرورش پانے دین، اور گڈھون پر
مٹی ڈال کر اس کو برابر کر دین اور جب تک رگین یا جڑین نہ پھوٹین اس وقت تک اسی حالت

پر چھوڑدین اس کے بعد پھر منتقل کر سکتے ہین، یہ طریقہ ہر تازی شاخ کے متعلق بتایا گیہ
اور اگر کسی شاخ کو تم چاہتے ہو کہ ایک ایسے مقام پر لیجائین جہان پر یہ وسعت کے
ساتھ پھیل سکے تو اسکے لئے بھی یہی ترکیب ہے، لیکن اگر تم اس کو اسی مین باقی رکھنا
چاہتے ہو اور وہی غذا دینا چاہتے ہو جو پہلے دی جاتی تھی، تو اسکی تدبیر یہ ہے کہ انگور
کے متصل ہی ایک زمین پسند کرو اور اس مین آہستہ سے اسکی شاخ کو گڈھا کھود کر
منتقل کرلو، یہ شاخ اپنی جڑ سے تقویت حاصل کرتی رہے گی انگور اس زمین مین زیادہ اچھے
ہوتے ہین، جو آسمان کے پانی سے سیراب ہوتی ہے، لیکن دوسری زمینون مین بھی
کثرت سے ہوتے ہین، یہ انگور کی شاخ جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، ایک سال
تک پانی سے سیراب کیجائے گی اس کے بعد آہستہ سے یہ کاٹ دیجائے گی،
تاکہ اسکی حدت کم ہوجائے، تین سال سے پانچ سال تک کے اندر یہ شاخ قوت
پاجائے گی، اس وقت وہ حفنہ سے الگ کیجاسکتی ہے، لیکن اگر اس مدت کے
بعد بھی رگین نہ نکلی ہون تو کاٹنا نہین چاہیئے، بلکہ اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے،
اور اسکو پہلی ہی صورت سے ایک سال تک اور رہنے دینا چاہیئے انگور کی اس
ترکیب کو تطعیم کہتے ہین، اس کا وقت اسوقت ہے جبکہ انگور کی چھوٹی شاخین نہ پھوٹی ہون
اور اگر اس کے بعد کرین تو بھی کوئی مضائقہ نہین ہے، لیکن اور دوسرے درختون
کے سلئے ہر زمانہ مین کر سکتے ہین کیونکہ وہ اپنی جڑون سے الگ نہین ہوتے، ن غ
نے لکھا ہے کہ ریحان اور یاسمین کو اگر گرمی اور سردی کی، گرم اور سرد ہوا مین مٹی کے
نیچے رکھین تو بہت جلد قوت پکڑلین گے، بعض وہ درخت جن مین پتیان اور
شاخین نہین ہوتین کسی آفت کی بنا پر یا کبرسنی کی وجہ سے گرپڑتے ہین یا کاٹ دیئے

جاتے ہین توان مین پھر شاخین اور پتیان نکل آتی ہین، اس مین بھی وہی ترکیب کر سکتے
ہین جو اور نباتات کے ساتھ کیجاتی ہے، جیسے نارنج وغیرہ کے ساتھ،

اسی کے مثل ایک دوسری تدبیر

اُس شاخ کا انتخاب کرنا چاہیئے جو نرم ہو اور اس درخت سے غذا پارہی ہو جس
مین بکثرت پھل لگے ہوئے ہون اور جن کا ذائقہ عمدہ ہو، اتنی لنبی ہو کہ اگر جھکائی جائے تو
زمین کی سطح تک پہنچ سکے اور تمام وہ صفات موجود ہون جو ملوخ کے لئے لکھے گئے ہین
جب یہ تمام شرائط موجود ہون تو ایک رسی شاخ کے اوپر کے حصہ مین باندھ دین اور اسکو
جھکائین، یہان تک کہ وہ زمین کی سطح سے ملحق ہو جائے اور پھر رسی کا دوسرا سرا ایک
مضبوط ستون مین باندھ دین تاکہ قبل از وقت شاخ سیدھی نہ ہو جائے، شاخ جہان پر جھکی
ہو اسی مقام پر ایک لانبا گڈھا کھودین جسکا عمق کم سے کم دو ڈھائی بالشت ہو اور اسی مین
شاخ کو آہستہ سے رکھدین اور اوپر سے مٹی وغیرہ ڈالدین اور خوب اچھی طرح برابر کردین،
یہ ایک دوسری تدبیر ہے جو تکبیس سے جداگانہ ہے، دو سال تک اصل اور اس حصہ کو
پانی سے برابر سیراب کرتے رہین، دو سال کے بعد اندازہ کرین کہ اس شاخ مین اتنی طاقت
اور قوت پیدا ہوئی ہے یا نہین کہ جس سے وہ اپنی مستقل ہستی کے ساتھ الگ رہ سکے،
اگر اس مین رگین اتنی پیدا ہو گئی ہون کہ دوسرے سے مستغنی ہو جائے تو اسکو کسی لوہے
سے کاٹ کر الگ کر دینا چاہیئے اور اگر ایسا نہ ہو تو اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے، دوسرے
سال جب اوسکی حالت درست ہو جائے تو اس کو الگ کر دین اور وہان سے اردگرد
کی مٹی کو ساتھ لے کر دوسری جگہ منتقل کر دین، بشرطیکہ اس مٹی کی ضرورت ہو، اصل مین
مٹی کی ان درختون کے لئے ضرورت ہوتی ہے جنکی پتیان نہین گرتی ہین، یہان سے

منتقل کرکے جس جگہ مناسب ہو لگا دینا چاہیئے، امید ہے کہ وہان یہ شاخ بارآور ہوگی

ایسے انگور کے درخت جو پانی سے سیراب کئے جاتے ہون ان کو وقتاً فوقتاً چھانٹتے

رہنا چاہیئے، اور یہ زیادہ عمدہ ہوتے ہین، یہ ترکیب جو اوپر ذکر کیگئی ہے انجیر کے ساتھ بھی

کیجا سکتی ہے شاخ کو نیچے جھکائین اور زمین تک پہنچا کر وہی تدبیر اختیار کرین جس کا ذکر کیا

جا چکا ہے، اس طرح ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایک بڑی شاخ پھلدار درخت سے جھکا

لیجائے یہان تک کہ اس کے اطراف زمین سے متصل ہو جائین اور پھر ان کو اسی طرح

گڈھون مین دبا دین جیسے پہلے بتایا گیا ہے چونکہ بڑی شاخ درخت سے جدا نہ ہوگی ایسلیے

اس کے اور حصے برابر تقویت پاتے رہین گے یہان تک کہ مفروسہ شاخ مین بھی جڑین

اور پتیان نکل آئین گی اور بڑی شاخ سے یہ مستغنی ہو جائے گی اس کے بعد اسکو کاٹ

دیا جائے تاکہ مفروسہ شاخ مستقل طریقہ پر نشو و نما پاسکے، یہ طریقہ سب سے اچھا ہے،

وہ پتلی شاخین جو درخت کی جڑون مین یا ان کے قریب ہون، انکو اگر چھیل کر لگایا

جائے تو وہ بہت جلد نشو و نما پائین گی، کیونکہ ایسی شاخون کا تکبیس بہت مشکل ہے،

اسلیئے ان کو چھانٹ کر زمین مین دبا دینا چاہیئے اور اوپر سے اتنی مٹی ڈالدینی چاہیئے کہ

ایک ٹیلہ کی شکل پیدا ہو جائے اور چارونطرف سے گھیر دینا چاہیئے اور اس وقت تک

پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے جب تک کہ اس مین رگین نہ نکل آئین اس مین بھی

وہی صورت کرنی چاہیئے جو دوسری ترکیبون مین بتا دیگئی ہے اگر شاخ کسی مٹی کے

برتن مین لگائی جائے جیساکہ استسلاف مین ہے تو اسکو بھی مٹی سے پُر کرنا چاہیئے اور

برابر سیراب کرتے رہنا چاہیئے یہانتک کہ رگین نکل آئین یہ صورت بھی عمدہ ہے،

اقلاب اور تغطیس کی جو صورت ہے وہ انگور کی شاخ اور ٹہنیون مین بھی کام مین لائی

جاسکتی ہے، اس طرح کہ اگر انگور کی وسیع زمین مین ایک بہت بڑا حصہ خالی ہو جس کے
قریب انگور رہا اور دوسرے قسم کے پودے لگے ہون تو اس مین ایک بہت بڑا گڈھا کھودین
جس مین انگور کی پوری بیل سما سکے اور یہ گڈھا انگور کی جڑ کے متصل ہو اور اسی جہت مین ہو
جس جہت مین تم اوسکو پلٹنا چاہتے ہو خواہ کسی جہت مین ہو،
ہو یا تمام جہتون مین ہو اس مین انگور کی جڑ اور اسکی بڑی شاخون کی حفاظت کرنی چاہیے
کہ وہ کٹنے نہ پائین، اور مٹی اسکی شاخون اور جڑون سے ہٹا دینی چاہیے اور چند شگاف
بنائے جائین جو اس جہت پر واقع ہون جہان پر رگون کو منتقل کرنا چاہتے ہو اسکے
بعد انگور کی جڑ کو اس گڈھے مین آہستہ سے پلٹ دو اور اسکا خیال رکھو کہ وہ اکھڑنے نہ پائے
اس گڈھے مین ان کو اس طرح ڈالو کہ وہ اندر غائب ہو جائین اور شاخین اس طرف نکلین
جس طرف کہ زمین خالی ہے اور اس کے لیے مفید ہے، جو شاخین کہ ضرورت سے فاضل
ہون ان کو کاٹ کر نکال دینا چاہیے اس کے بعد ان تمام پر مٹی ڈالدینا چاہیے اور پھر مٹی
کو اس طرح برابر کر دینا چاہیے جیسے دوسری زراعتون مین بتایا گیا ہے، یہ شاخین جڑون سے
غذا پائین گی اور جڑ اپنی رگون سے غذا حاصل کرین گے، یہ بہت سرعت کے ساتھ بڑھین گی
اور ایک سال مین پھلدار ہو جائین گی، اور بہت قلیل مدت مین انگور نکل آئین گے لیکن
ایک مدت کے بعد یہ جڑین بیکار ہو جائین گی، اسی طریقہ پر ٹٹیون کا حال ہے اس مین
اس کے لحاظ کی بڑی ضرورت ہے کہ شاخین کہان پر سے کاٹی جائین اور بالخصوص اسکے
عمود کس مقام سے جدا کئے جائین، یہ ٹٹیان اُگنے کے قبل بنائی جاتی ہین، اور اس کا بھی
وہی وقت ہے خواہ پودون کے لیے ہے، یعنی خریف مین انگور کی ٹٹیان ادھر ادھر
سوراخون مین اور اسکی شاخین خالی جگہون مین پھیلا دی جائین اور اس کے اطراف و جوانب

کو ایسی جگہ پر پھیلا دین جہان پر کہ زمین اس کے لئے مفید ہو، اس کے بعد اس مین بھی وہی عمل کرنا چاہیئے جو اس سے قبل بتا یا گیا ہے، اگر بعض اچھی زمینون سے انگور کی شاخین مٹی ڈالنے سے قبل ہی نمودار ہو جائین اور اس کے اطراف ایسی جانب نکل آئین جہان پر وہ عمدگی کے ساتھ نشو و نما پا سکتے ہین تو ہم کو خدا سے امید ہے کہ وہ بہت عمدہ کاشت ہوگی کیونکہ ایک ہی وقت مین وہ لگائی گئی اور زمین نے ان کو آسانی کے ساتھ قبول کر لیا، لیکن سب سے اچھی ترکیب اقلاب اور تکبیس کی ہے اور اسی کے مثل جو ہین بشرطیکہ پانی سے برابر سیراب کرتے رہین، یہ ترکیبین بھی موسم خریف مین زیادہ کارآمد ہوتی ہین۔ اگر ٹہنیون کا بعض حصہ زمین مین مستور کیا جائے اور بعض نہ مستور کئے جائین تو اسکو اس حال پر چھوڑ دین اور کچھ دنون کے بعد اس کو کاٹ دین

فصل

استسلاف کا طریقہ عمل

اس سے درختون کی تعداد مین زیادتی ہوتی ہے اور یہ تمام درختون کے لیے مفید ہے اسکی ایک نظیر تکبیس بھی ہے جسکا بیان گذر چکا،

اس کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کے نئے برتن ہانڈی، یا گملون کی طرح لئے جائین اور ان کی تعداد اتنی ہو جتنی کہ شاخین لگانی مقصود ہون اور ہر ظرف مین ایک اتنا بڑا سوراخ بنا دینا چاہیئے جس مین سے انگور، ریحان، یاسمین، امرود، اور لیمون کی شاخین داخل کی جاسکین ان کے علاوہ اور دوسرے ان درختون کی شاخین بھی داخل کیجا سکین جو استسلاف کی ترکیب سے لگائے جاتے ہون، غرضکہ اس سوراخ مین اتنی وسعت ہو

کہ ایک شاخ اندر جا سکے، پس میوہ کے درخت کی پتلی اور باریک شاخون سے وہ حصہ منتخب
کرین جو تمام ان اوصاف سے متصف ہے جن سے لوزخ متصف ہوتے ہین خواہ وہ
درخت کے اعلیٰ حصہ سے یا وسط یا اسفل سے لیے جائین اس شاخ کو جو استسلاف کی غرض
سے لیجائے اسکی دوسری چھوٹی چھوٹی شاخون کو صاف کر دیا جائے اور صرف ایک ٹہنی
اعلیٰ کی طرف باقی رکھی جائے، اس کے بعد یہ شاخ اس ظرف مین سوراخ کے راستہ سے
داخل کیجائے اور ظرف کو نیچے اتارا جائے یہانتک کہ وہ جڑ تک پہنچ جائے یا اس شاخ
تک پہنچے جو اس کو روکدے یا اس حد تک پہنچے جہان تک اس شاخ کی لمبائی ہو یا
زمین کی سطح تک پہنچ جائے بشرطیکہ صرف ایک ہی شاخ ہو یا بہت سی ٹہنیان ہون
لیکن زمین سے متصل ہون اگر ظرف زمین تک نہ پہنچے تو اس کے نیچے کپڑا یا رسی خلخال
کی شکل مین باندھ دین تاکہ اس پر آکر ظرف ٹھہر جائے، لیکن اگر شاخ اس کا بوجھ نہ برداشت
کر سکے یا یہ خطرہ ہو کہ ہوا کا جھونکا اس کو ہلا دیگا تو اسکی تدبیر یہ کرنی چاہیئے کہ اگر یہ شاخ
زمین سے بہت زیادہ اونچی ہے تو اس کے نیچے ایک لکڑی کا تخت بنا دین جس کے
چار پایہ ہون اور پھر اس پر ظرف کو رکھین اور ایک رسی سے شاخ، تخت اور ظرف کو مضبوطی
کے ساتھ باندھ دین تاکہ ہوا اس کو جنبش نہ دے سکے، اس کے بعد جب ظرف ایک
جگہ پر مستقل ہو جائے تو اسکے سوراخ کو بند کرنا چاہیئے اور اس مین چونا اور چکنی مٹی
وغیرہ اچھی طرح بھر دینا چاہیئے تاکہ اس مین سے پانی نہ نکل سکے، پھر اس ظرف مین
کسی اچھی زمین کی مٹی جس مین کھاد وغیرہ ملی ہوئی ہو ڈالنی چاہیئے، یہانتک کہ شاخ
اس مٹی کے وسط مین واقع ہو جائے اور پھر اس کو چارون طرف سے برابر اور مسطح
کر دین، اور شیرین پانی سے سیراب کرتے رہین، اگر ظرف زمین تک پہنچ جائے

اور اس کو زمین مین دفن کرنا ممکن ہو اور اس پر مٹی ڈالی جا سکے تو یہ صورت بہتر ہے، اس کے بعد جڑ اور اس مٹی کو پانی سے ہمیشہ سیراب کرتے رہین اور کسی وقت بھی ظرف کی مٹی کو خشک نہ ہونے دین، بلکہ عرصہ تک اس کو سیراب کرتے رہین یہانتک کہ اس شاخ مین دوسری ٹہنیان نکل آئین، اس کے ایک سال کے بعد یا اس سے زیادہ زمانہ گذرنے کے بعد اس کو منتقل کر سکتے ہین، جب اس صورت کا یقین ہو جائے کہ اس مین نئے کلے نکل آئین ہین تو اس شاخ کو ظرف کے نیچے سے آہستہ سے کاٹ دین اور اس کا خیال رکھین کہ ظرف کی مٹی منتشر نہ ہونے پائے، اصل سے جدا کرنے کے بعد دوسرے گڈھے مین ظرف سمیت اس شاخ کو لے جائین، وہان پہنچ جانے کے بعد ظرف کو توڑ ڈالین لیکن اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ مٹی منتشر نہ ہونے پائے بلکہ اسی گڈھے مین محفوظ کر دین، اس کے بعد پھر پانی سے سیراب کرتے رہین، یہ کاشت نہایت عمدہ ہو گی، اس مین ناکامی بہت کم ہوتی ہے، اگر ظرف زمین مین ہو یا اس کے متصل ہو اور شاخ کاٹتے وقت ایک یا دو دوسری چھوٹی شاخین اس مین موجود ہون، تو ان کو کچھ دن اسی حال پر چھوڑ دین، جب اسی طرح بڑی ہو جائین جیسی کہ پہلے ہے تو ان کے ساتھ وہی طریقہ اختیار کرین جو پہلی کے ساتھ اختیار کر چکے ہین، اسی طرح کرتے رہین تاکہ ایک ہی درخت سے بہت سی کار آمد شاخین نکل سکین، لیکن اگر یہ شاخ درخت کے حصہ اعلیٰ یا وسط یا ایسے موقع پر ہو جہان پر ظرف کو زمین مین نہین رکھ سکتے تو اس کو دوسری شاخون مین ملا کر رسی سے مضبوط طریقہ پر باندھ دین یا اس کے نیچے لکڑی کا تختہ بنا کر لگا دین تاکہ ہوا اس کو جنبش نہ دے سکے اور مٹی کو پراگندہ کر کے خراب نہ کر دے اس سے غافل نہین رہنا چاہیئے، بلکہ ہمیشہ اس کو سیراب کرتے رہنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ مٹی کسی وقت خشک ہو جائے، کم سے کم ہفتہ مین دو مرتبہ تو ضرور سیراب کرنا چاہیئے، لیکن موسم

گرما مین یہ کافی نہ ہوگا، اس کا اچھی طرح خیال رہے کہ ظرف کے اندر ہوا داخل نہ ہو سکے
ورنہ وہ شاخ کو ہلا دیگی، جب شاخ ان تمام شرائط کے ساتھ محفوظ کیجائے تو پھر ایک سال
کے بعد جب کہ اس مین شاخین نکل آئین تو ظرف کے نیچے سے کاٹ دی جائین، آیندہ
ہم انشاراللہ اس قوت کا ذکر کرین گے جس کے ذریعہ سے شاخ اور نئی رگین ظرف کی
مٹی سے غذا حاصل کرتی ہین، جس وقت کہ شاخ کو ظرف مین داخل کرین، اسی وقت اسکا
خیال کرنا چاہیئے کہ ظرف کے اندر پتلی شاخین یا گرہین ضرور ہون تاکہ جڑ کے نکلنے مین عسرت
ہو، اگر اس ترکیب سے لگائی ہوئی شاخ کو دو سال کے بعد کاٹین تو بہت اچھا ہے قسطوس
نے بھی اس ترکیب کا اسی طرح ذکر کیا ہے، ایک دوسری ترکیب یہ ہے کہ جب وہ
شاخ جو درخت سے صورت مذکورہ (استسلاف) سے لی گئی ہے بڑھ جائے اور اس
مین دوسری شاخین بھی نکل آئین تو ظرف کے ساتھ ہی اس کو زمین مین ایک بڑا گڈھا
قبر کی شکل کا کھود کر رکھدین اس طریقہ پر کہ ظرف گڈھے مین ہو اور ظرف مین یہ شاخ دبی
ہو اور اس کا بلند حصہ گڈھے کے برابر ہو، اس کے بعد پھر اس مین مٹی ڈالدین اور خوب اچھی
طرح سے مسطح کر دین اور برابر سیراب کرتے رہین، دو سال گذرنے کے بعد جب مٹی صاف
کیجائے گی تو یہ پتہ چلے گا کہ خود اس شاخ مین ایک دوسری جڑ پیدا ہو گئی ہے جس نے
اس کو اس جڑ سے مستغنی کر دیا ہے جو ظرف کے اندر ہے، اس صورت مین شاخ کو آہستہ
سے ظرف کے منھ کے قریب سے چار انگلیون کے برابر چھوڑ کر کاٹ لین، اور پھر ظرف کو اس
گڈھے سے نکال لین اور مقطوعہ شاخ کو اسی مین رہنے دین اور مٹی سے اچھی طرح بھر دین
اور پانی سے سیراب کرتے رہین اور ظرف کا اکثر حصہ زمین کی سطح پر رکھین اس طرح کہ
ظرف کا منھ زمین پر ہو کچھ دنون کے بعد اس مین بھی جڑ نکل آئے گی اور ایک دوسری

شاخ پیدا ہو جائے گی، اس کو بھی کاٹ کر دوسرے مقام پر لگا دین اور ظرف کو پھر اسی طرح تقسیم
پر رکھین یہان تک کہ ایک تیسری شاخ نمودار ہو جائے اس طرح اس ایک شاخ سے
کثرت کے ساتھ درخت بنائے جا سکتے ہین، تکبیس، اقلاب اور استسلاف تقریباً تمام
درختون کے ساتھ عمل مین لایا جا سکتا ہی، یہ تمام طریقے ہر زمین کے ساتھ استعمال کیے جا سکتے
ہین، خواہ پانی سے سیراب کیجائے اور خواہ آسمان کے پانی سے سیراب ہو، استسلاف
کے لئے ایک صورت اور یہ ہے کہ اس ظرف کے اوپر سے ایک بڑا پانی کا برتن لٹکا دین
جس کے اندر میٹھا پانی بھر دین اور اس مین ایک بہت باریک سوراخ بنا دین جس سے
ایک ایک قطرہ پانی ظرف مین ٹپکتا رہے، اور مٹی کو برابر معتدل طریقہ پر تر رکھے، یہ
سیراب کرنے کا بہترین طریقہ ہے، خصوصاً ترکیب کے لئے،

فصل

گٹھلی، دانہ، تیلی، اور موٹی شاخ وغیرہ کے بونے کے تدابیر اور اُن کی حفاظت کے طریقون کا بیان

خ کا قول ہے کہ ان چیزون کے بونے کے بعد زمین کو پانی سے متواتر سیراب
کرتے رہنا چاہیئے اور کسی وقت بھی زمین کو سفید نہ ہونے دینا چاہیئے، اس طریقہ پر کہ
ایک دن ناغہ کرکے پانی آٹھ دن تک ڈالتے رہنا چاہیئے، اس کے بعد ہر چوتھے دن
پانی ڈالنا چاہیئے یہان تک کہ پندرہ دن اسی طرح گذر جائین، جب شاخون مین جڑین
نکل آئین تو ہر آٹھوین دن سیراب کرنا چاہیئے، لیکن جب عمدہ بارش کا موسم آجائے

تو اس طریقہ کو بند کر دینا چاہیئے اور جب یہ موسم ختم ہو جائے اور موسم سرما شروع ہو جائے
تو ہر پندرھوین دن پر سیراب کرنا چاہیئے اور اس موسم کے بعد ہر آٹھوین دن سیراب
کرنا چاہیئے،

اس مدت مین پودون کی جڑون مین گھاس دبات نکل آئین گے اس کے
بعد آہستہ آہستہ زمین کو گوڑنا چاہیئے لیکن اس کا اثر پودے پر نہ پڑ سکے ورنہ ضعف
اور کمزوری کی وجہ سے رگون کو نقصان پہنچ جائے گا، اس کا بھی خیال رکھنا ضروری
ہے کہ گوڑنے مین اس حصہ زمین کو بھی جنبش نہ ہونی چاہیئے جو پودے سے بالکل
متصل ہے، جب زمین پر تھوڑی سی بھی سفیدی نظر آئے تو فوراً سیراب کرنا چاہیئے،
چار مہینہ گذرنے کے جب اس کا یقین ہو جائے کہ پودہ اپنی جگہ پر قوت پکڑ چکا ہے
اور زمین مین اس کی جڑین پھیل چکی ہین تو پھر اچھی طرح زمین کو ایک مرتبہ کھود دینا چاہیئے
جب مٹی منتشر ہو جائے تو اس مین کھاد ملانی چاہیئے، کھاد مین چوپایون اور انسان
کے غلیظ کو مخلوط کر کے راکھ مین ملا دی جائے جس وقت زمین کھودی جائے
اسی وقت مٹی مین کھاد ملا دینی چاہیئے، لیکن نارنگی اور اُسکے ہم مثل پودون کے لیے
صرف انسان کے غلیظ کی کھاد تیار کیجاتی ہے اور وہی کھودنے کے بعد مٹی مین ملا
دی جائے اس کے بعد آٹھ دن تک اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے پھر پانی سے
سیراب کرنا چاہیئے اور چند دنون کے بعد زمین کی درستگی اور سیرابی کو بلا ناغہ انجام
دینا چاہیئے، آیندہ جب کہ ہر نوع کے بونے کا بیان لکھا جائے گا اس وقت ہم تفصیل
کے ساتھ بحث کرین گے، جس سے ہر ایک کا طریقہ معلوم ہوگا، سفرجل اور انار وغیرہ
کی موٹی شاخون کے لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ جڑون کے نمودار ہونے سے قبل انکو

حوضون مین لگا دیا جائے کیونکہ وہ پانی کے زیادہ محتاج ہین، جیسے باذنجان وغیرہ یہ دھوپ
سے اپنے بڑے جسم کی بنا پر محفوظ رہتا ہے، اس سے قبل اس کا بیان ہو چکا ہے کہ
گٹھلی دار درخت حوضون مین لگائے جاتے ہین اسی طرح وہ درخت ہین جو اسی کے
ہم مثل ہین،

فصل

خرما کی گٹھلیان ملوخ موٹی اور پتلی شاخین ہر گڈھے مین دو دو لگائی جاتی ہین تاکہ
اگر ایک خراب ہو جائے تو دوسری ممکن ہے کہ خرابی سے بچ جائے، لیکن انار کی شاخین
ایک جگہ پر تین اور اس سے زیادہ لگائی جاتی ہین، کیونکہ اس سے مقصود یہ ہے کہ سب
ملکر ایک بڑے گھنے درخت کی صورت اختیار کر لین اور بوجھ بھی کم ہو، لیکن اگر دور
دور ہون تو دھوپ کی گرمی ان کو جلا ڈالے گی، انار، زیتون، بہی وغیرہ کی شاخین بھی
اگر اسی طرح لگائی جائین تو نقصان دہ نہین ہے اسی طرح ملوخ (یعنی چھوٹی شاخین)
بھی لگائی جاسکتی ہین، بعض ماہرین زراعت کا قول ہے کہ ہر قسم کے درخت اگر اسی
طریقہ پر لگائے جائین تو کوئی ہرج نہین ہے، جب یہ سب نشو ونما پا جائین اور قوت
پکڑ لین تو ان کو ایک دوسری جگہ پر منتقل کر دین یہ صورت تین سال کے بعد انجام پذیر
ہوگی، اور ان مقامات پر لے جائین جہان پر شاخین ملائی جاسکین، اس سے قبل اس کے
متعلق ترمدانات کے بیان مین اچھی طرح بحث کیجا چکی ہے،

فصل

ان گڈھون کے طول وعرض کا بیان جنمین پودے لگائے جاتے ہین،

اس قسم کے گڈھے پودون کی نوعیت اور حالت کے لحاظ سے طویل، عریض اور عمیق بنائے جاتے ہین اور ان کے کھودنے مین زمین کی طبیعت کا بھی لحاظ کرنا پڑتا ہے، لیکن اصول کلیہ یہ ہے کہ گڈھے ذرا عمیق کھودے جائین تاکہ زمین کی درستگی یا سیرابی کے وقت پودون پر برا اثر نہ مرتب ہو اور ہوا کے جھونکے پودون کو اکھیڑ کر پھینک نہ دین، بالخصوص وہ پودے جو اسی مقام کے پانی سے سیراب کئے جائین لیکن ملوخ اور اوتاد (یعنی موٹی شاخین) اور اسی کے ہم مثل شاخین جو ایک جگہ پر مستقل طریقہ پر نہین لگائی جاتی ہین بلکہ جب ان مین اسکی صلاحیت پیدا ہو تو وہ دوسری جگہ پر منتقل کردی جاتی ہین اور خصوصًا وہ پودے جو بیرونی پانی سے سیراب ہوتے ہین ان کے گڈھے زیادہ گہرے نہین کھودے جاتے ہین تاکہ آفتاب کی حدت زمین کو پیاسی رکھے اور پانی کو اچھی طرح قبول کرسکے اور نہایت عمدگی سے پودے نشو ونما پائین، زیتون کے درخت کے لئے جو گڈھے کھودے جاتے ہین وہ نہ تو زیادہ وسیع ہوتے ہین نہ طویل ہوتے اور نہ عمیق ہوتے ہین، بلکہ ایک متوسط انداز کے ہوتے ہین، پودے کے لگانے سے ایک سال پیشتر یہ گڈھے کھودے جاتے ہین اور دوسرے سال مین شاخ اس گڈھے مین منتقل کیجاتی ہے، مین نے اس کا بارہا تجربہ کیا ہے،

بعض کا قول ہے کہ جس زمین مین رقت اور پتلاپن ہوتا ہے، اس مین پودے

اسی وقت لگا دیئے جاتے ہین جس وقت گڈھے کھودے جاتے ہین تاکہ آفتاب کی حرارت زمین کی رطوبت کو فنا نہ کردے کیونکہ وہ طبعی طور پر ضعیف ہے، بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ جو لوگ ایک سال سے قبل ہی گڈھون مین پودے لگانا چاہتے ہون ان کے لئے یہ صورت ہے کہ گڈھون مین آگ جلائین اور اسکو اسی حالت مین اس وقت تک چھوڑ دین جب تک بارش کا موسم نہ آجائے، جب وہ پانی سے خوب اچھی طرح سیراب ہو جائین تو پھر پودون کو ان مین لگا سکتے ہین، جن گڈھون مین اچھی کھاد اور عمدہ مٹی ملی ہوئی نہ ہو اس مین کبھی بھی پودہ نہین لگانا چاہیئے، طامین ہے ہے کہ پودون کے لئے جو گڈھے کھودے جائین اس مین اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ گہرائی اسی حد تک ہو جس حد تک آفتاب کی گرمی پہنچ سکتی ہو، بعض نے کہا ہے کہ ایک قدم کے برابر عمق ہو اور ایک بالشت کے برابر عرض ہو، اور بعض کا قول ہے کہ ڈیڑھ قدم کے مساوی عمق ہو، اور چار انگل کے برابر چوڑائی ہو، اور بعض کا قول ہے کہ تین قدم گہرائی ہو اور چار انگل عرض ہو اور بعض کا قول ہے کہ ان سب اقوال مین متوسط طریقہ یہ ہے کہ تین قدم کے برابر عمق ہو اگر زیادہ ہو تو ساڑھے تین کر دیا جائے، اور اگر کم ہو تو ڈھائی قدم کر دیا جائے، بعض نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ گرم ممالک مین چار قدم کے برابر عمق ہونا چاہیئے اور سرد مقامات مین جہان برف وغیرہ گرتی ہو تین قدم کے برابر عمق رکھا جائے،

طامین یہ بھی ہے کہ آفتاب کی حرارت ان زمینون مین جن مین کاشت ہوتی رہتی ہے زیادہ گہرائی تک پہنچتی ہے بہ نسبت ان کے جو چٹیل میدانون کی طرح ہون، اسی طرح وہ زمین جو نرم اور رقیق ہین پھٹی ہوئی زمینون مین آفتاب کی گرمی پانچ قدمون تک پہنچ جاتی ہے لیکن جو زمین کہ عمدہ ہوتی ہین اور ان مین شقوق

نہین ہوتے ان مین تین قدمون تک گرمی جاتی ہے اور کبھی ساڑھے تین قدمون
تک بھی نفوذ کر جاتی ہے، بعض کا قول ہے کہ تمام زمینون کے لیے ڈیڑھ ہاتھ کی گہرائی
کافی ہے، باب ششم مین جو اسی کے متصل ہے، اسکی پوری تفصیل ہے اور ان کا بیان
جن مین اشکال اور ابہام باقی رہ گیا ہے، اگرچہ اس مین بعض مقام پر تکرار بھی ہے،
لیکن اس مین بھی کچھ نہ کچھ فائدہ ہے، انشاء اللہ ہم ہر درخت کے متعلق یہ لکھین گے
کہ اس کے لیے کتنے بڑے گڈھے کی ضرورت پڑیگی اور اس کو کس طریقہ پر کھودنا چاہیے،

باب ہشتم

اس باب مین درختون اور سبزیون کے لگانے کے طریقے بیان کئے گئے
ہین، بعض جگہ پر اجمالی حیثیت سے بحث کیگئی ہے اور بعض مقام پر تفصیلی حیثیت سے بھی
بحث کیگئی ہے اس مین زمین کی تعمیر اور درستگی کے متعلق بھی بحث ہے اور پودون
کے لگانے سے قبل ان نباتات کے اکھیڑنے کے متعلق بھی ذکر ہے جو ان کے لیے
مضر اور مہلک ثابت ہوئے ہین، پودون اور شاخون کے گڈھے کس انداز سے
کھودنا چاہیئے، گٹھلی دار درختون کو کیونکر لگایا جاتا اور پھر ایک جگہ سے دوسری جگہ پر
کس طرح منتقل کیا جاتا ہے ، دوسرے درختون سے کتنا فاصلہ رکھا جاتا ہے، ان
تمام صورتون پر مفصل بحث کیگئی ہے، ان درختون کے انتخاب کا بھی ذکر ہے
جنکی زراعت کیجاتی ہے اور جو منتقل کئے جاتے ہین، عمدہ ہوا کے حصول کی ترکیب
پانی سے سیراب کرنے کی صورت، ترکیب اور کھاد ڈالنے کا طریقۂ زمین کو خس و
خاشاک سے پاک کرنے کی تدبیر اور غراست کے لئے وقت کے انتخاب کے طریقے
کا مفصل بیان ہے، وقت کے متعلق تو اس سے قبل بھی اچھی طرح بحث کیجا چکی ہے
کہ تمام درختون کو موسم خریف مین لگانا چاہیئے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب سے
یہ بھی ماخوذ ہے، کہ ہر درخت کے لیے کتنا بڑا گڈھا کھودنا چاہیئے، اور درختون
کے درمیان مین کسقدر فاصلہ رکھنا چاہیئے،

ابن حجاج رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ مین نے بعض فلاحین کی کتابون کا مطالعہ

کیا ہے جس مین یہ لکھا ہے کہ جو شخص زمین مین درختون کو لگانا چاہتا ہے اس کو سب سے پہلے زمین مین ہل چلا کر درست کرنا چاہیئے اور اس طرح ہل چلایا جائے کہ اس مین گہرے خطوط پیدا ہو جائین اس طریقہ پر تین چار مرتبہ اس پر ہلوائی کرنی چاہیئے، اور جس قدر اسپر ہل چلایا جائے گا اسی قدر اس مین قوت زیادہ پیدا ہوگی، زمین کی تعمیر ہی کے سلسلہ مین کانٹا پتھر اور بانس وغیرہ سے زمین کو صاف کر دینا چاہیئے اور جو مضر اشیار ہون ان کو اس سے الگ کر دینا چاہیئے، اس کے بعد زمین کو چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ وہ لطیف ہوا کی وجہ سے عمدہ اور آفتاب سے گرم ہو سکے، اور اگر ایک سال تک زمین کو اسی حالت پر چھوڑ دین تو بہت بہتر ہے تاکہ ہوا کی آمد و رفت آفتاب کی گرمی اس کو اچھی طرح گرم کر دے،

ک سنے کہا ہے کہ درختون کے لئے جو گڈھے کھودے جائین دو ایک سال قبل ہی تیار کر لئے جائین تاکہ دھوپ، ہوا، اور بارش کا اثر گڈھون کے اندرونی حصون مین بھی پہنچ سکے، ایسی زمین بہت زیادہ غراست کے قابل ہوگی، یونیوس کا بھی یہی خیال ہے وہ کہتا ہے کہ سب سے عمدہ پودے وہ ہین جو گڈھون مین لگائے جاتے ہین، اور بہتر یہ ہو کہ یہ گڈھے ایک سال قبل کھودے جائین کیونکہ اگر ایسا تم کروگے تو زمین آفتاب کی حرارت، بارش اور ہوا کی وجہ سے بہت عمدہ ہو جائے گی، ایسی زمینون مین پودے بہت جلد نشو و نما پاتے ہین، اسی طریقہ سے قدیم گھاس وغیرہ جو اُگے رہتے ہین جل جاتے ہین، اور زمین از حد نرم ہو جاتی ہے،

ایک دوسری جگہ پر لکھا ہے کہ زمین کو موسم گرما مین کھودنا چاہیئے اور نَبل[1] کی جڑون

---

[1] یہ ایک قسم کی گھاس ہو جو بیل کی طرح زمین پر پھیل جاتی ہے اور نباتات کے لئے مضر ہے،

کو اکھاڑ کر پھینک دینا چاہیئے، اسکی صورت یہ ہے کہ جو لوگ کہ زمین کو کھودتے ہون
ان کے پیچھے پیچھے ایک جماعت ایسی ہو جو نبل کو چنتی جائے اور سوکھنے کے لیے اسکو
زمین پر رکھتی جائے لیکن یہ کام اس وقت شروع کرنا چاہیئے جب گرمی بہت شدت
کے ساتھ پڑتی ہو یعنی تقریباً جولائی کا مہینہ ہو اور آفتاب برج سرطان مین ہو چاند
کی سولہوین تاریخ ہو اور قمر برج جدی مین ہو جب نبل خشک ہو جائے تو پھر اس کو اس
مقام سے ہٹا دینا چاہیئے اگر اس صورت سے نبل اکھاڑی گئی تو اسکی جڑ باقی نہ رہیگی
ورنہ خطرہ ہے کہ جڑ باقی رہ جائے،

ق کا قول ہے کہ جب تم نبل یا دوسری مضر چیزون کو ہٹانا چاہتے ہو تو اسکی سہل
ترکیب یہ ہے کہ ترمسا (یہ بھی ایک قسم کی نبات ہے جس کے پھل بھی ہوتے ہین) کو بو
دینا چاہیئے جب اُگ جائے تو اس کو اکھیڑ کر ان نباتات پر ڈال دینا چاہیئے جو زراعت
کے لیے نقصان دہ ہین اور ۱۲ دن تک اس کو اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے یہانتک
کہ اس مین تعفن اور بو پیدا ہو جائے اس کے بعد اس مین گوبر ڈالدینا چاہیئے اور پھر زمین
کو کھود کر زراعت کرین، انشاءاللہ کوئی نقصان کی صورت نہ پیدا ہوگی،

ابن حجاج رحمہ اللہ کا قول ہے کہ جس قدر زمین پر ہل چلایا جائے گا اور جس قدر
اسکی تعمیر کیجائیگی اسی قدر وہ عمدہ اور نفع بخش ہوگی، جب تم پودون کو منتقل کرنا چاہو تو
ان کے لیے ایسے گڈھے کھودو جنکی گہرائی آدمی کے کولھے تک ہو بشرطیکہ یہ بڑے درخت
ہون، زیادہ گہرائی کو لوگون نے تین وجہون سے ترجیح دی ہے اول یہ ہے کہ درختون
پر پانی کے قحط اور آفتاب کی گرمی کا اثر نہ پڑسکے اور دوسرے یہ کہ موسم سرما مین
برف ان کی جڑون تک نہ پہنچ سکے، تیسرے یہ کہ تیز و تند ہوا جڑون کو کمزور نہ کرسکے

لیکن ملوخ جو درختون سے لیے جاتے ہین ان کو ترمدانات (چھوٹے گڈھون) مین لگانا چاہیئے جب وہ بڑھ جائین تو ان کو منتقل کردیا جائے اور ان کے لیے ایک بالشت سے ایک ہاتھ تک کا گڈھا کھودنا چاہیئے، جس قسم کی زمین ہوگی اسی قسم کا عمیق گڈھا کھودنا چاہیئے، جب گڈھا کھود لیا جائے تو پھر زمین کو بار بار درست کرنا چاہیئے اچھی طرح کھودنا چاہیئے، اور پھر خس وخاشاک سے پاک کردینا چاہیئے، لیکن اتنی گہرائی ضرور رکھنی چاہیئے کہ جس مین نمی باقی رہ جائے اور گرمی کی شدت سے خشک نہ ہوسکے جس قدر زمین مین عمیق گڈھا کھودنا مقصود ہو اسی قدر تعمیر کرنی چاہیئے لیکن اگر گٹھلی والے یا تخم والے درخت ہون تو شولون کے قول کے مطابق اور سیال فلاحی کی رائے کے مطابق ان کو اوّل اوّل بڑی بڑی ہانڈیون یا کٹھوتیون مین بونا چاہیئے اور ان ظروف کو پرانی کھاد سے بھر دینا چاہیئے جس مین عفونت آگئی ہو اور جس پر سالہا سال گذر گئے ہون، اس کے لبعد ان مین زمین کی مٹی ملا دینی چاہیئے، اور اس وقت تک برابر سیراب کرتے رہنا چاہیئے جب تک کہ وہ اُگ نہ آئین، بلکہ سیرابی اس وقت تک جاری رکھنا مفید ہوگا جب تک کہ پودے اس قابل نہ ہون کہ وہ دوسری جگہ پر منتقل کئے جائین،

ابن حجاج رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ گٹھلیون کو ہانڈی اور کٹھوتیون مین بونا اس غرض سے رکھا گیا ہے تاکہ نقل کے وقت احتیاط برتی جائے اور اسکی صورت یہ ہے کہ جب تبدیل مقام کا وقت آجائے تو اس وقت اس کے لیے ایک گڈھا کھودا جائے اور وہ ہانڈی جس مین یہ پودا لگا ہوا ہے، ہلکے آہستہ سے اس گڈھے مین رکھ دین جب اس کو اندر پہنچا دین تو پھر ہانڈی کو توڑ دین اور اسکی مٹی کو پودے کے

ہر طرف جما دین اور اوپر سے بھی مٹی ڈالین، اس کا طریقہ ہم پھر کسی موقع پہ سے انشاء اللہ لکھین گے، یہ صورت جو ابھی بتائی گئی اس قسم کے پودون کے لیے بہت کار آمد ہی،

شولون کا قول ہے کہ جن ہانڈیون مین گٹھلیان بوئی جائین ان مین اس قسم کی مٹی ڈالنی چاہیئے جس مین تین چیزین مخلوط ہون، ایک ثلث زمین کے اوپر کی اچھی مٹی ہو اور ایک ثلث پامال راستون کی خاک ہو جس پر آفتاب کی روشنی صاف طریقہ پر پڑتی ہو اور ایک ثلث قدیم متعفن کھاد ہو،

ملوخ (یعنی چھوٹی شاخون) کے پودے اور اس سے بڑی شاخون کے پودے یعنی اوتاد اور نیز گٹھلی دار درختون کے پودے اور دوسرے قسم کے پودے جو ایک جگہ کے بعد دوسری جگہ مین منتقل کئے جاتے ہین ان کے متعلق یہ اجماع ہے کہ یہی صورت اس قسم کے پودون کے لیے مفید ہے اور ان کا ایک ہی جگہ پر رکھنا مفید نہین ہے، کیونکہ اوتاد ملوخ اور گٹھلی دار درختون کا تعلق زمین سے قد مین چھوٹے ہونے کی وجہ سے جلدی نہین پیدا ہوتا، اس کے متعلق بھی ہم گذشتہ فصول مین بحث کر چکے ہین جس کے اعادہ کی ضرورت نہین ہے، پس ایسے پودون کے لیے عمیق گڑھے کھودے جائین لیکن ان کے لیے مٹی کو مخلوط کر کے بنانا چاہیئے، لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اوتاد اور ملوخ کیون چھوٹے قد کے کاٹے جاتے ہین جسکی وجہ سے انتقال مکانی کی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے، بہتر یہ ہے کہ وہ ذرا لانبے قد کے لیے جائین اور اپنے ہی جگہ پر قائم رہین دوسری جگہ لے جانے کی ضرورت ہی باقی نہ رہے، اس کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ یہ صورت ان درختون کے لیے مفید ہے جنکی شاخین بڑی بڑی لیجا سکتی ہین، جیسے زیتون وغیرہ یہ دوسری جگہ

پر منتقل نہین کیجاتی ہین بلکہ ایک عمیق گڈھا کھود کر ایک ہی مرتبہ لگا دی جاتی ہین،
لیکن اور دوسرے درختون کے لیے عام طور سے چھوٹی شاخین کاٹی جاتی ہین،
اصحاب فلاحت نے اسکی علت یہ تبائی ہے کہ وہ شاخ جس نے دوسرے سال
مین قدم رکھا ہے ملوخ کہلائی جاسکتی ہے اور جو دو یا تین سال کی ہو گئی ہے اوتاد
کہلائی جاسکتی ہے یہ چھوٹی شاخین اگر سطح زمین کے متصل لگائی جائین تو جلد نشو و نما
پائین گی کیونکہ وہ لطیف مادہ جو زمین پر پہنچتا ہے زمین کی حرارت سے مخلوط ہو کر
ایک عمدہ جز بن جاتا ہے، لیکن اس قسم کی شاخین شاذ و نادر ہاتھ آتی ہین اور
لوگون کی خواہش اس قسم کی شاخون کی طرف زیادہ ہوتی ہے، جب کوئی ایک
شاخ کاٹی گئی تو اس کے مختلف ٹکڑے کر دیتے ہین اس بنا پر اور زیادہ چھوٹی ہو جاتی
ہین، اگر ہم کو اس قسم کی بڑی شاخین ملجائین تو ہم ضرور حاصل کرین بشرطیکہ موٹی اور
طویل شاخین جلد نشو و نما پاسکین، تم کو جب کبھی نئی شاخ کامل طریقہ پر ملجائے تو
پھر اس مین کوئی ہرج نہین ہے کہ تم اس کو ایک بڑے گڈھے مین کھود کر لگا دو
لیکن اس سے بھی واقف رہنا چاہیئے کہ زمین جس طریقہ پر چھوٹی اور تپلی شاخ کو
غذا پہنچا کر قوت پہنچاتی ہے اس طریقہ پر بڑی شاخون کو بوجہ ان کے طول کے
نہین پہنچا سکتی ہی،

سیداغوس کا قول ہے کہ ہم کو حتی الامکان اسکی کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ ملوخ،
اوتاد اور گٹھلی دار درخت جو سیراب کردہ مرطوب زمین مین نشو و نما پا رہے ہین،
دوسری جگہ نہ منتقل کئے جائین لیکن اس وقت منتقل کرنا ایک حد تک جائز ہے
جب کہ دوسری زمین بھی اس طرح ہو لیکن اگر ہم ان پودون کو ایک ایسی جگہ پر

لے جائیں جہان پر سوائے بارش کے پانی کے سیرابی کا اور کوئی ذریعہ نہ ہو تو وہان پر یہ پودے قوت نہ پکڑ سکین گے اور زمین سے ان کا زیادہ لگاؤ نہ ہو سکے گا جیسا کہ عام طریقہ سے مشہور ہے، اور اگر ہم پودے کو نہرون سے سیراب ہونے والی (یعنی جو کسی آلہ کے ذریعہ سیراب کیجائے) زمین مین منتقل کر دین تو کوئی ہرج نہین ہے، اس کے لیے اچھی صورت یہ ہے کہ نہر سے سیراب ہونے والی زمین مین جو پودے لگے ہون ان کو اسی قسم کی زمین مین منتقل کرنا چاہیئے اور جو پودے کی بارش سے سیراب ہونے والی زمین مین ہون ان کو اسی طرح کی زمین مین یا پانی سے سیراب ہونے والی زمین مین منتقل کر سکتے ہین، کیونکہ موخر الذکر زمین اس قسم کے پودون کے لیے زیادہ نفع بخش ہے،

لیکن قضبون کو یعنی چھوٹی کٹی ہوئی شاخون کو گڈھون کے طول مین لٹا دینا چاہیئے اگر انگور کی شاخین ہون تو ان کے لیے ایک ہاتھ کا گڈھا کھودنا چاہیئے، کیونکہ وہ اپنی جگہ سے منتقل نہین کیجاتی ہین، مگر دوسری شاخین جو اپنی جگہ سے ہٹا دی جاتی ہین انکو بھی ایک ہاتھ کے گڈھے مین لگانا چاہیئے اور ان کے ساتھ وہی تدبیر کرنی چاہیئے جو اس سے قبل بتائی جا چکی ہے، قضبان کے انتخاب کے متعلق کسی اور باب مین تفصیل کے ساتھ بحث کیجائے گی،

گڈھون کے عمق مین زمین کے حالات کی بنا پر اختلاف پیدا ہوتا ہے یونیوس نے انگور کی شاخون کے لیے گڈھون کے عمق پر جو رائے ظاہر کی ہے وہ یہ ہے کہ جو مقامات کہ بلند اور مرتفع ہون ان مین تین قدم کے انداز سے عمیق گڈھے کھودے جائین، لیکن جو زمینین کہ مستوی السطح ہون ان مین چار قدم کی گہرائی رکھنی چاہیئے کیونکہ ہماری

خواہش ہے کہ ان گڈھون مین آفتاب کی حرارت پہنچتی رہے، قدما کا خیال ہے
کہ اس قدر گہرائی مین جسقدر کہ اوپر ذکر کیگئی ہے آفتاب کی گرمی برابر پہنچتی رہتی ہے
سوائے اس صورت کے جبکہ زمین مین شقوق ہون، اگر شاخون کو مذکورہ بالا گہرائی
سے کم گہرے گڈھون مین لگایا جائے تو وہ زمین سے کوئی نفع نہین اٹھا سکتی ہین
کیونکہ اس قدر کم گہرائی مین اتنی رطوبت نہین ہوتی جو شاخون کو اچھی طرح غذا پہنچا سکے
اور رطوبت کی قلت کی وجہ سے گرمی مین شاخین جل جائینگی اور چونکہ رطوبت ان تک
نہین پہنچ سکتی اسلیے بہت جلد برباد ہو جائین گی،

یونیوس نے زیتون کے گڈھون کے متعلق لکھا ہے کہ ہر گڈھے کی گہرائی
زمین کی طبیعت کے لحاظ سے رکھی جائے پس جو مواضع کہ بلند ہون ان مین دو ہاتھ
اور ایک بالشت کی گہرائی رکھی جائے اور اسی طرح اس کا عرض رکھا جائے،
لیکن جو زمین کے برابر ہو تو ان مین اس سے زیادہ گہرائی رکھی جائے اور اسی لحاظ سے
عرض بھی متعین کیا جائے،

ابن حجاج رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ یونیوس کے اس قول سے اسکی تفسیر نہین
ہوتی کہ بلند زمین مین کتنا کم گہرا رکھا جائے اور مستوی زمین مین کسقدر زیادہ رکھا
جائے اور اسکی اعتدالی حالت کیا رکھی جائے، لیکن ساذمس نے اس کے متعلق
لکھا ہے کہ جو زمین کہ مستوی ہو اس مین گہرائی بلند زمین سے زیادہ رکھی جائے اور
جو پہاڑ کے دامن پر واقع ہو اس مین ان دونون سے بھی کم گہرائی رکھی جائے
کیونکہ پودون کے لیے زیادہ عمیق گڈھے صرف اس وجہ سے بنائے جاتے ہین
کہ ان تک ہوا پوری مقدار مین پہنچتی رہے، اور گرمی کی شدت سے ان کو

نقصان نہ پہنچنے پائے لیکن پہاڑ بالطبع دوسری زمینون سے زیادہ باردمزاج کے
ہوتے ہین، نیز پانی جس آسانی کے ساتھ نرم اور مسطح زمین مین داخل ہوجاتا ہے اس
آسانی سے کے ساتھ پہاڑی زمینون مین نہین داخل ہوسکتا، یون بھی ان مین بہت کم
مقدار مین پانی رہتا ہے، پانی جو کچھ آتا بھی ہے وہ ڈھالو ہونے کی وجہ سے بہت جلد
ادھرادھر گرجاتا ہے پس اگران مین زیادہ گہرائی رکھی جائے تو پانی سے زیادہ
سیراب نہین ہوسکتی نیز ایسی صورت مین بعض وقت کھودتے کھودتے ایسی تپھریلی
سخت زمین ملجاتی ہے جو کسی طرح بھی شاخون کو تقویت نہین پہنچا سکتی ہے،

کسی نے یہ اعتراض کیا کہ اگران پودون کے لیے جو پہاڑ کے دامن مین لگائے
جاتے ہین، عمیق گڈھے نہ ہون سگے تو پانی اس مٹی کو جو پودون کی رگون مین لگی
ہوگی بہادیگا، اور رگون کو نمایان کردے گا، بلکہ بعض وقت درخت ہی کو اکھاڑ
کر پھینک دیگا، اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ کسان کا یہ فرض ہے کہ اس مٹی
کو جو جڑ اور رگون پر جمی ہے اسکو مضبوط کردے تاکہ پانی کے زور سے بہ نہ سکے
اسکی صورت یہ ہے کہ مٹی کو رگون پر اچھی طرح جمادے اور پھر اس پر لکڑی یا پتھر
اس سمت مین رکھدے جس سمت سے کہ پانی اس کو بہالیجانا چاہتا ہے اس
صورت مین پانی اکٹھا ہوکر نیچے تک چلا جائے گا اور مٹی اپنی جگہ پر قائم رہے گی

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ درختون کے درمیان مین کسقدر فاصلہ
یا بعد رکھنا چاہیئے اس کے متعلق تفصیل سے ہم پھر لکھین گے، لیکن ان کا تفاوت
درختون کی جسامت کے لحاظ سے ہوتا ہے، کیونکہ بعض درخت ایسے ہوتے ہین
جنکا تنا بہت بڑا ہوتا ہے اور بعض کا چھوٹا ہوتا ہے، اسی طرح زمین مین بھی اختلاف

ہے اچھی زمین درختون کو بڑھاتی ہے، لیکن رقیق زمین مین درخت نشو و نما نہین
پاتا، عمدہ اور خراب زمین کے لحاظ سے جو درختون مین بعد رکھا جاتا ہے اسکا بھی
پھر کسی وقت ذکر کیا جائے گا، اسکے لیے قدما نے چھ اصول مقرر کئے ہین جن مین سے
بعض انکی کتابون مین مذکور ہین اور بعض مذکور نہین ہین، ان اصول کا بھی تذکرہ کتاب
کے آخری حصہ مین ہوگا،

جب درخت زمین مین قطار کے ساتھ لگائے جائین گے تو انکی دو صورتین
ہونگی، ایک یہ کہ شاخین اس طرح قریب قریب ہوجائین کہ دھوپ کو اندرونی حصہ
مین داخل نہ ہونے دین دوسری صورت یہ ہے کہ شاخین ایک دوسرے پر چڑھ
جائین اور اس قدر گھنی ہوجائین کہ دھوپ کا اثر خارجی شاخون پر بھی نہ پڑ سکے، ان
شاخون مین بعض ایسی ہونگی کہ جو خود تو ہوا کی گذر کے سامنے ہونگی، لیکن دوسرون
کے لیے حائل ہوجائینگی، جب ہوا اور دھوپ ان تک نہ پہنچ سکے گی تو وہ بیحد
نرم ہوجائین گی اور زمین کی جانب جھک جائین گی دوسری آفت یہ ہوگی کہ
قربت کی بنا پر رگین اور عروق متصل ہوجائین گے اور ایک دوسرے کے لیے
زمین کی رطوبت حاصل کرنے مین مزاحم ہوجائین گی، تیسری آفت یہ ہوگی کہ
اس قسم کے درختون کی زمین مولی ہوتی ہے، آفتاب کی حرارت اس کو پکا نہین
سکتی کیونکہ بکثرت سایہ اس سے مانع ہے، اس وجہ سے زمین کے اجزا غلیظ اور
موٹے ہوتے جائین گے اور برودت بڑھتی جائے گی، اگر اس مین کھاد نہ ڈالی جائے
تو اس مین فساد زیادہ پیدا ہوجائے گا،

یونیوس کا قول ہے کہ یہ ظاہر ہے کہ ہوا پودون اور درختون مین پیوست

پیدا کر دیتی ہے اس لیے جیسا کہ تیز تند ہوا مفید ہے بعینہ اس طرح معتدل مزاج
ہوا اکثر بلکہ تمام درختون کے لیے موافق خصوصاً زیتون کے پودون کے لیے زیادہ
نفع بخش ہے، اس بناپر پودون کے درمیان مین وسیع فاصلہ رکھنا چاہیئے تاکہ ہوا
آسانی کے ساتھ داخل ہو سکے، یونیوس نے ایک دوسرے موقع پر یہ کہا ہے،
کہ پودون کے درمیان کا فاصلہ ہر سمت سے مساوی رکھنا چاہیئے تو ہوا صاف طریقہ
پر جا سکے گی، بعض متقدمین کا قول ہے کہ وہ پودے جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیے
جائین اس طریقہ پر لگائے جائین کہ ان کا ہر جانب اسی سمت مین ہو جس سمت مین کہ ہوا
چلتی ہو اس طریقہ پر کہ مشرقی کنارہ مشرق کی جانب ہو اور مغربی مغرب کی جانب ہو اسی
طرح اور دوسری سمتون مین بھی ایسا ہی کرنا چاہیئے، یہ طریقہ زمین سے لگاؤ پیدا کرنے
کے لیے از حد مفید ہے، اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پودہ جب مشرقی سمت مین لگا ہو
تو اکھیڑنے کے قبل اس کو ٹھیک کر دیا جائے، اگرچہ بعض اصحاب اس کا خیال نہین
کرتے لیکن، اسکی ضرورت پڑتی ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی یہ گمان کرے کہ اس کا پودون
پر کوئی اثر نہین پڑتا ہے، تو ہم اس سے اس پر بحث کرین گے، ہمارے پاس اس کا
مشاہدہ موجود ہے، خود ہمارے شہر مین انجیر کی مثال لیجائے، ہوا کے ساتھ اکثر پانی
کا ہجوم ہوتا ہے ان مین مغربی یا مغربی جنوبی ہوا شامل ہوتی ہے، لیکن یہ دونون
از حد مرطوب اور تر ہوتی ہین، ہم لوگ ہمیشہ ان دونون ہواؤن کی زد سے پودون کو
محفوظ رکھنے کی کوشش کرتے ہین لیکن انجیر کے درخت انھین دونون سمتون مین نشو
ونما پاتے ہین،

ابن حجاج کہتے ہین کہ تمام علمار فلاحت کا اس پر اجماع ہے کہ پودون کے گڈھون مین وہی مٹی ڈالنی چاہیئے جو زمین کے اوپر ہے، اورکسی قسم کی مٹی ڈالنی مناسب نہین ہے، کیونکہ اس مین لطافت اور حرارت کافی ہوتی ہے، لیکن بعد مین لوگون نے اس مسئلہ مین اختلاف کیا ہے کہ آیا صرف مٹی ہی ڈالی جائے یا اس کے ساتھ کچھ کھاد بھی ملائی جائے، قسطوس کھاد ملانے کا حامی ہے لیکن شولون یہ کہتا ہے کہ کسی چیز کے ملانے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ وہ پودہ جو اپنی جگہ سے اکھاڑا جائیگا اور دوسرے مقام پر لگایا جائے گا اکثر کمزور ہوتا ہے، لیکن جب کھاد اسکی رگون مین پیوست ہوجائے گی تو ممکن ہے کہ اسکی گرمی پودے کو مرجھا دے، لیکن یونیوس کا قول یہ ہے کہ سب سے پہلے رگون پر زمین کے اوپر کی مٹی ڈالنی چاہیئے اور اس کے اوپر پرانی کھاد ڈالنی چاہیئے تاکہ حرارت اور رطوبت معتدل صورت مین رگون تک پہنچ سکے، میرے نزدیک یہ زیادہ صحیح قول ہے، لیکن تعجب اس پر ہے کہ قسطوس کھاد کے ملانے کا مخالف ہے، مٹی کو روندکر درست کرنے کے متعلق بھی اختلاف واقع ہوا ہے، یونیوس کہتا ہے کہ عروق پر جو مٹی ڈالی جائے وہ بالکل روندی یا چور نہ کیجائے، لیکن یہ اس صورت مین جبکہ آفتاب کی گرمی برابر گڈھے مین پہنچتی ہو، اس لیے ہماری رائے ہوکہ پودون کو ترمدانات یعنی بڑے ایک قدم کے برابر یا اس سے کم کے گڈھون مین لگائین تاکہ جلدی سے قوت پکڑ سکے اور گرمی برابر پہنچتی رہے، لیکن قسطوس کا قول ہے کہ مٹی بھرنے کے بعد قدم سے اس کو خوب اچھی طرح روندین اور اوپر کے حصہ کو پیرون سے کچلکر اچھی طرح مخلوط کردین، ابن حجاج فرماتے ہین کہ قسطوس کا یہ قول بھی تعجب مین ڈال

رہا ہے کیونکہ اوّل اوّل ہم مٹی پودون کی جڑون مین ڈالین گے کیونکہ ان کی غذا اسی سے بنتی ہے اور خوب اچھی طرح سے ان سے ملصق کر دین گے، اگر پودے اور مٹی کے درمیان کوئی خلاء رکھین گے تو بجائے نفع کے نقصان پہنچ جائیگا کیونکہ اس سے قبل ہم بتا چکے ہین کہ ان دونون یعنی زمین اور مٹی کے درمیان ایک ایسا اتحادِ عمل ہے جس کے بغیر پودہ کی نشو ونما ممکن نہین، زمین مٹی کی حرارت سے تقویت حاصل کرتی ہے اور اس طرح مٹی زمین کی رطوبت سے فائدہ اُٹھاتی ہے اس لیے بہتر یہ ہے کہ مٹی پودون سے ملصق کر دی جائے اس طرح کہ ہوا اور گرمی کے درمیان حائل ہو جائے، ورنہ شدید گرمی اور تیز ہوا کمزور پودے کو جھلسا دے گی، لیکن مٹی کو روندنے کے بعد زمین کی مسامات سے نہ اتنی گرمی پہنچ سکیگی اور نہ اتنی ہوا پہنچ سکے گی جو اس کے لیے بالکل کافی ہو،

لیکن اس کا یہ قول کہ مٹی کے اوپر کے حصہ کو پیر سے اچھی طرح کچلکر مخلوط کر دینا چاہیئے، بہت اچھا ہے اس سے مٹی کی تعمیر اچھی ہو جاتی ہے، اور پودہ پھر قحط زدہ نہین ہوتا ہے،

تمام علمائے فلاحت کی رائے اس کے متعلق ایک ہو گئی ہے کہ جب گڈھا مٹی سے پر کیا جائے تو تھوڑا سا حصہ خالی رکھنا چاہیئے تاکہ لگن کی صورت مین ہو جائے، اور اس مین پانی جمع ہو جائے اور جس قدر گڈھا عمیق کھودا جائے گا، اسی قدر بہتر ہوگا، کیونکہ جس مٹی سے گڈھا پر کیا جاتا ہے وہ سب سے اعلی ہوتی ہے یہ جس قدر ہر سمت مین زیادہ ہو گی اسی قدر اچھا ہے،

منہاریس کا قول ہے کہ جب ہم کسی درخت کو لگانا چاہین تو سب سے پہلے ہم کو

بھر قد آدم ایک گڑھا کھودنا چاہیئے جو مستدیر ہو اور اس کا قطر تقریباً چار یا پانچ قدمون کے برابر ہو اس کے بعد اس کو زمین کی اچھی مٹی سے بھرنا شروع کرین جب نصف تک پہنچین تو پودہ لگا دین اور اوپر سے پھر مٹی ڈالین، کیونکہ جب پودہ کی جڑین اور رگین اندرونی حصہ مین پھیلین گی اور نرم اور عمدہ زمین پائین گی تو بہت جلد نشو و نما پائین گی،

اب ہم پودون کے درمیان کے فاصلون کو الگ الگ بیان کرتے ہین، زیتون کے درمیان مین کم سے کم پچیس ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیئے اس سے کم ٹھیک نہین ہے اسی طریقہ سے انجیر ہے اور اعلیٰ قسم کے انگور کے درمیان مین پندرہ سے دس ہاتھ تک فاصلہ رکھنا چاہیئے اور ادنیٰ انگور مین آٹھ بالشت سے چھ بالشت تک رکھنا چاہیئے، امرود مین بیس ہاتھ سے پندرہ ہاتھ تک رکھنا چاہیئے اور اسی طرح سیب مین بارہ سے آٹھ تک اور آلو بخارا مین سات سے پانچ تک چلغوزہ مین پچیس سے دس تک، لوز مین پندرہ سے دس تک اسی طرح ناریل مین پندرہ سے دس تک، توت مین بیس سے پندرہ تک، قراصیا مین پچیس سے پندرہ تک، اور لیمون مین دس ہاتھ تک فاصلہ رکھنا چاہیئے اور یہ اسی طرح لگایا جاتا ہے جیسے آلو بخارا کی زراعت کیجاتی ہے اور انار کے درمیان بارہ سے آٹھ تک کشمش مین بیس سے پندرہ تک صنوبر مین پچیس سے بیس تک بہی مین آٹھ سے چھ تک، کھجور مین سات سے پانچ تک اسی طرح آس مین بھی، نبق مین بیس سے پندرہ تک شاہ بلوط مین پچیس سے بیس ہاتھ تک اسی طرح بلوط مین بھی فاصلہ رکھنا چاہیئے، یہ متوسط فاصلہ ہے جس کا باغون کے لگانے مین خیال رکھنا ضروری ہے تاکہ درختون مین خرابی نہ واقع ہو، ان درختون مین سے جو چھوٹے ہون [بان] وہ اگر زمین مین الگ لگائے جائین تو جس قدر زمین کو وسیع اور کشادہ رکھین گے

اسی قدر اچھا ہوگا، بعض فلاحین اترج اور انار کے درمیان مین فاصلہ رکھنے کے مخالف ہین، اس کے متعلق مفصل بیان آگے آئیگا،

ابن الفصال، ابو الخیر اور حاج غرناطی وغیرہ کی کتابون مین ہے کہ درختون مین سے زراعت کے لیے ان درختون کو منتخب کرنا چاہیے جنمین پھل بکثرت آتے ہون اور جنکا ذائقہ نہایت اچھا ہو، کیونکہ جو محنت اور مشقت نیز مصارف وغیرہ اچھے قسم کے درختون کے لگانے مین ہوتے ہین وہی ردی اقسام مین بھی ہوتے ہین، جب دونون کی حالت مساوی ہے تو اس لحاظ سے نوع جید قابل ترجیح ہے، جو درخت لگایا جائے ہمیشہ اسکا وہ حصہ لینا چاہیئے جو نیا ہو اور جس کی قوت نباتیہ اچھی ہو، نہ وہ حصہ جو ضعیف اور کمزور ہو گیا ہو، نیز پھلدار درختون مین سے اُنکو منتخب کرنا چاہیئے جن مین متوسط طول کا ایک ہی عمود ہو اور اس کے بڑھنے کی توقع ہو، لیکن اگر پودہ بہت زیادہ طویل ہو تو اس کے نیچے کا حصہ گڈھے کے نیچے رکھین، اور گڈھا قبر کی شکل کا کھودا جائے تاکہ شاخ کا اعلیٰ حصہ گڈھے کے اوپر کے حصہ مین واقع ہو سکے، اس کے بعد اسی طرح عمل کرین جیسا کہ اس سے قبل بتایا گیا ہے اس طریقہ پر انگور کی شاخ بھی بوئی جاتی ہے، لیکن بڑے درختون کی زراعت کا طریقہ یہ ہے کہ اگر ان مین شاخین ہون تو انکی تمام شاخین کاٹ ڈالی جائین اور صرف ان مین سے ایک شاخ کو چھوڑ دیا جائے جو بالکل سیدھی ہو، اور اگر درخت قوی ہو تو ایک سے زیادہ چھوڑ سکتے ہین تاکہ جو مادہ کے کاٹنے مین خارج ہو گیا ہے وہ بقیہ شاخون مین لوٹ آئے، شاخین ہمیشہ تیز لوہے سے کاٹی جائین، اگر یہ ممکن ہو کہ شاخ کا وہ حصہ جو کٹا ہوا ہے گڈھے کے اسفل حصہ مین داخل ہو سکے تو بہت

اچھا ہے، زیتون کے درخت کی تمام شاخین کاٹ ڈالی جاتی ہین اگر وہ تمام شاخون کے ساتھ لگا دیا جائے تو وہ برباد ہو جاتا ہے یہ میرا ذاتی تجربہ ہے،

کتاب الحاج اور دوسری کتابون مین لکھا ہے کہ درختون کے لیے اتنا وسیع گڈھا کھودنا چاہیئے جس مین جڑ عروق اور تقریبًا دو بالشت تنا بھی اندر جا سکے اور اسقدر وسیع ہو کہ کسان پیرون سے مٹی جڑون پر ڈال سکے اور دبا سکے پھر درخت گڈھے مین اس طرح رکھا جائے کہ وہ بالکل مستقیم القامتہ ہو اس کے بعد زمین کی مٹی گڈھے مین ڈالی جائے اور پیرون سے برابر کیجائے، یہانتک کہ نصف یا اس سے زیادہ گڈھا پر ہو جائے، اگر وہ ایسی زمین ہے جو پانی سے سیراب کیجاتی ہے تو اس کو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اور چند دنون کے لیے چھوڑ دینا چاہیئے اس کے بعد دوبارہ سیراب کرنا چاہیئے اور پھر چند دن گذرنے دینا چاہیئے یہانتک کہ تیسری مرتبہ پھر سیراب کیجائے، تین مرتبہ کچھ توقف سے سیراب کرنے کے بعد گڈھے کو خشک مٹی سے بھر دینا چاہیئے اور خوب اچھی طرح پیر سے روند کر برابر کر دینا چاہیئے لیکن اگر یہ پودہ اس زمین مین ہو جو بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہے تو نصف گڈھے کو مٹی سے بھرنے کے بعد بارش کا انتظار کرنا چاہیئے، چند دفعہ بارش کے پانی سے سیراب ہو جانے کے بعد خشک مٹی سے گڈھا بھر دینا چاہیئے،

پودہ لگانے کے چند مہینون کے بعد بھی یہی عمل کرنا چاہیئے، مین نے خود اس پر عمل کیا ہے اس لیے اسکی برکت کا قائل ہون، اس صورت مین پودہ کو موسم گرما مین بھی چندان سیراب کرنے کی ضرورت نہین ہوتی، اگر اتفاقًا ایسی ضرورت پڑے تو پانی پودہ کی جڑ مین کبھی نہ ڈالنا چاہیئے بلکہ کچھ فاصلہ پر ڈالنا چاہیئے تاکہ جڑ تک

مٹی کے اندر سے پانی پہنچے اگر جڑ ہی مین پانی ڈال دیا جائے تو بہت ممکن ہے کہ
پانی اس جگہ پر کوئی غار بنا دے جس کے بذریعہ سے دھوپ کی گرمی داخل ہو اور
پودے کو نقصان پہنچا دے،

ط مین قوثامی نے لکھا ہے کہ ہمنے اس کا تجربہ کیا ہے کہ جو کھاد کہ گڈھون مین
ڈالی گئی اگر وہ خشک ہوئی تو پودہ کے لیے سم قاتل ثابت ہوئی اور اگر اس مین
کافی تری ہوئی تو وہ پوری نفع بخش ہوئی،

ق کا قول ہے کہ درخت کی جڑ کے قریب دو مٹی کے بڑے اور نئے گھڑے
میٹھے پانی سے بھر کر رکھدینا چاہیئے، ہر گھڑے کے نیچے ایک بہت ہی باریک سوراخ
بنا دینا چاہیئے جس سے پانی جاری رہے اور درخت ہمیشہ سیراب ہوتا رہے سوراخ
اور زمین کے درمیان مین کوئی چیز ضرور حائل ہونی چاہیئے تاکہ مٹی جمکر کسی وقت
سوراخ کو نہ بند کر دے، جب گھڑون مین پانی کم ہوجائے تو ان کو بھر دینا چاہیئے
اس طریقہ پر دو مہینہ تک پودے کو سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اس کی سیرابی
اس قدر ہوگی کہ یہ دوسرے درختون کو بھی جو متصل ہون سیراب کرسکتا ہے یہ
ترکیب اس درخت کے ساتھ کرنی چاہیئے جو شیرین پانی سے سیراب کیا جاتا ہو،

فصل

تمام درخت اور پودے اگر ممکن ہو تو مسلم منتقل کیے جائین لیکن جو گوندار درخت
ہوتے ہین اکھیڑتے وقت انکی جڑون کی حفاظت کی جاتی ہے خصوصًا سب سے
بڑی جڑ زیادہ محفوظ رکھی جاتی ہے، لیکن جن درختون کے اندر پانی ہوتا ہے تو

ان کی بعض جڑون کو کاٹنا کوئی نقصان دہ نہین ہوتا، زیتون کی اگر تمام جڑین کاٹ
ڈالی جائین تو کوئی مضائقہ نہین ہے، وہ درخت جن مین پانی ہوتا ہے اور جو منتقل
بھی کیے جاتے ہین بہت اچھے ہوتے ہین اور جلد نشو و نما پاتے ہین اسی طرح
ان کے ملوخ اور اوتاد بھی کارآمد ہوتے ہین، کوئی درخت اگر اچھی جگہ پر ہو اور میٹھے
پانی سے سیراب کیا گیا ہو تو اس کو کبھی ردی جگہ نہ لیجانا چاہیئے اور نہ کھاری پانی
سے سیراب کرنا چاہیئے کیونکہ یہ اس کے لیے مضر ثابت ہوگا، اسی طرح جو درخت
کہ اچھی سرسبز اور شاداب زمین مین ہون ان کو ریتیلی کمزور زمین مین اور جو
بارور زمین مین ہون ان کو گرم زمین مین اور جو شیرین زمین مین ہون ان کو شور
زمین مین اور جو نرم زمین مین ہو ان کو سخت زمین مین ہرگز منتقل نہ کرنا چاہیئے
اگر ریتیلی زمین سے کوئی چارہ کار نہ ہو تو اس گڈھے مین دوسری جگہ سے اچھی
مٹی لاکر ڈالدینا چاہیے یہان تک کہ گڈھا بھر جائے،

مین نے زیتون کے کئی پودون کو ازحد ریتیلی زمین مین لگایا ہے لیکن
جب اس مین دوسری مٹی ڈالکر بارش کے پانی سے اچھی طرح سیراب ہونیکا
موقع دیا تو اس کی حالت درست ہوگئی حالانکہ اس سے قبل زیتون کے درخت
مختلف جگہون پر لگائے گئے تھے لیکن اسی وجہ سے وہ پھل نہ سکا،

طؔ مین ہے کہ اگر شور زمین مین انگور لگایا جائے تو اس کی شوریت کے
زائل کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ شیرین نہرون سے ریت لیکر اسکی جڑون مین
چھپا دینا چاہیئے اس سے اسکی نمکینیت دفع ہوجائیگی،

بعض فلاحین کی رائے ہے کہ اگر پودہ کا چھلکا سخت ہو تو جو حصہ زمین کے اندر

رکھا جائے ، اس کا دو ثلث اس طرح چھیل دینا چاہیئے کہ صرف وہ کھال باقی رہجائے جو لکڑی سے بالکل متصل ہوتی ہے خصوصًا اگر کھجور کے درخت مین خشونت ہو تو اس کو ضرور چھیل کر درست کر دینا چاہیئے، جو مٹی کے درخت کی جڑ کے قریب ہو اس کو کبھی حرکت نہ دینی چاہیئے اور نہ انکی جڑون کو لوہے سے اذیت دینی چاہیئے خصوصًا زیتون کے وہ درخت جو ابھی منتقل کیے گئے ہین، انکی جڑین زمین کی سطح سے قریب تر ہوتی ہین، جب تک کہ ان کو سکون نہ حاصل ہو جائے اور تقویت نہ پا جائین اس وقت تک کسی قسم کی اذیت پہنچنی سخت مضر ہے، نقل کے وقت زیتون اور اسی کے جیسے دوسرے درختون کی جڑین کاٹنی از حد ضروری ہین، اسی وجہ سے بعض لوگ زیتون کو ایسے گڈھون مین لگاتے ہین جو نہ بہت زیادہ عمیق ہوتے ہین اور نہ بالکل کھلے ہوتے ہین بالخصوص ان کو جو ابھی حال مین نشو ونما پائے ہون اس ڈر سے تاکہ جڑین نقل کے وقت کاٹنی نہ پڑین، لیکن مین نے خود دیکھا کہ یہ ترکیب بھی نقصان دہ ہے جب تک جڑین نہ کاٹی جائین ٹھیک نہین ہے ،

ص اور دوسرے ماہرین فلاحت کا قول ہے کہ بعض پودے جب منتقل کیے جاتے ہین تو ان کی جڑون مین مٹی کا ایک پشتہ باندھ دیا جاتا ہے، لیکن یہ ان درختون کے لیے ہے جنکے پتے موسم سرما مین جھڑتے نہ ہون، صرف زیتون اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ اس کا محتاج نہین ہے اس قسم کے درختون کو ذوات المیاہ کہتے ہین، یعنی وہ جن مین بجائے گوند کے پانی ہوتا ہے اس کی ترکیب یہ ہے کہ جو درخت کہ نقل مکان کے قابل ہوگیا ہو اس کو یا تو خریف کی فصل مین یا

اس فصل مین جوان درختون کے لیے زیادہ مناسب ہو منتقل کرنے کی تیاری
شروع کرنی چاہیئے، سب سے پہلے پودہ اور اس کے ارد گرد کی زمین پانی سے اچھی
طرح سیراب کیجائے، جب اس مین کچھ خشکی آجائے تو اطراف و جوانب مین مٹی
ڈال دیجائے اور اس کے قریب ایک موٹی لکڑی گاڑ دیجائے تاکہ پودہ اچھی
طرح مضبوط ہوجائے، اس کے بعد تنے سے ذرا ہٹکر گڈھا کھودنا چاہیئے اس طریقہ
پر کہ پودہ کی جڑین کٹنے سے محفوظ رہین نیز درخت کے ہر چہار سمت مین اتنا گہرا گڈھا کھودین
کہ جڑ تک پہنچ جائے، اور آہستہ سے جڑ کو اکھیڑلین اور اسی جگہ کی مٹی سے اس کو
چھپا ڈالین، جب مٹی تمام جڑون مین پیوست ہوجائے تو آہستہ سے نئے گڈھے مین
کھینچ لین تاکہ مٹی جو ہر چہار طرف لگی ہوئی ہے چھوٹنے نہ پائے لیکن اگر کسی دور
مقام مین پودہ کو لیجانا ہو تو کچھ مٹی جھاڑ دینی چاہیئے تاکہ آسانی کے ساتھ منتقل کیا
جاسکے اور مٹی کے اوپر ایک چٹائی کو رسی سے باندھ کر مضبوط کر دینا چاہیئے، تاکہ
مٹی منتشر نہ ہو،

جب گڈھے مین پودہ رکھا جائے تو یہ چٹائی نکال کر پھینک دیجائے اسکے
بعد اسی قسم کا عمل کرنا چاہیئے جو دوسرے پودون کے ساتھ کیا جاتا ہے، اگر تمام
درخت مٹی کے اس لپٹنے کے ساتھ منتقل کیے جائین تو بہت اچھا ہو،

ع نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ غرناطہ مین شفتالو کا درخت مئی کے مہینہ مین
کاٹا گیا اور اس مین پتیان بھی تھین، چنانچہ اس کے لگانے سے قبل اس کو پانی
سے سیراب کیا گیا اور وہی تدبیرین کیگئین جو اس سے قبل بتائی گئی ہین، اس کا
اتنا اثر ہوا کہ پتیان جھڑنے سے محفوظ ہوگئین اور پھل پھر نمودار ہوگئے اس طریقہ سے

اترج، ریحان، یاسمین وغیرہ اگست کے مہینہ مین منتقل کئے جاتے ہین ان کے ساتھ وہی تدبیرین اختیار کیجاتی ہین جنکا ذکر ہو چکا ہے اس سے ان مین کوئی نقص نہین پیدا ہوتا ہے اس کے علاوہ پھلدار درخت کے ساتھ بھی دو مرتبہ یہ عمل کیا گیا ہے، چنانچہ اس مین پھل آئے اور کسی قسم کی پژمردگی یا کوئی دوسری آفت نہین پہنچی،

ص۔ اور دوسرون نے لکھا ہے کہ درخت منتقل کرنے سے قبل ان مین مین سلع (یہ ایک قسم کا درخت ہے جو سبزیون اور ترکاریون کی جنس سے ہے لیکن اس کا مزہ ازحد تلخ ہوتا ہے) بوئین تاکہ زمین درست ہو اور ترکاریان کثرت سے ہون اگر درخت منتقل کرنے کے بعد بھی لگائین تو کوئی ہرج نہین ہے بلکہ اگر پودہ پانی کا محتاج ہو تو اس نبات کی وجہ سے بہت کم پانی کا محتاج ہوگا، جنگلی درختون کو اگر کسی باغ مین منتقل کرنا چاہین تو ان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ مٹی ساتھ لے لیجائے جس مین وہ اُگے ہین، اسی طریقہ سے اور دوسرے جنگلی مزروعات بھی اسی مٹی کی محتاج ہین، ان پودون کو فصل خریف مین منتقل کرنا چاہیے، چنانچہ مین نے امرود کے درخت کو اسی طرح منتقل کیا تھا اس وجہ سے وہ بہت اچھا ہوا، لیکن جب مین نے اول ربیع مین اسکو اسی طرح منتقل کیا تو اچھی طرح بڑھ نہ سکا، حالانکہ نئی شاخین نکل آئی تھین، بعض کا قول ہے کہ اگر بستانی درختون کے ساتھ بھی منتقل کرتے وقت مٹی شامل کر دیجائے تو بہت اچھا ہے،

فصل

پودہ لگانے کی ترکیب

غ نے لکھا ہے کہ جب کوئی درخت ایسی زمین مین لگایا جائے جو بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہو تو اس کو نہر کے پانی سے سیراب نہ کرین، لیکن اگر زمین نہر کے پانی سے سیراب ہوتی ہو تو اس جگہ اور اس سے ذرا دور ہٹکر پانی سے اچھی طرح سیراب کرین، یہانتک کہ مٹی جڑ سے ملصق ہو جائے اور جڑ اور مٹی کے درمیان مین کوئی خلا نہ واقع ہو کہ جس سے ہوا وغیرہ اندر جا سکے، مارچ کے نصف مہینہ تک اس کو اسی حال مین چھوڑ دین، تاکہ زمین اس کی جڑ پکڑ لے، پھر تھوڑی سی زمین کھود کر اس کے اطراف وجوانب مین مٹی ڈال دین جو پودہ کہ فصل خریف مین لگایا گیا ہو اس کے ارد گرد چار مرتبہ ہر بیس دن کے بعد ایک بالشت گہرا گڈھا کھودنا چاہیئے، لیکن جو پودے کہ خریف کے بعد لگائے جائین ان کی زمین اس وقت تک نہ کھودی جائے جب تک کہ ان کو زمین سے علاقہ نہ ہو جائے اور اُگ نہ آئے کھودنے مین اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے کہ جڑین کٹنے نہ پائین کیونکہ وہ بہت کمزور ہوتی ہین، خصوصاً زیتون اور اس کے ہم مثل درخت جنکی جڑین سطح زمین کے بہت قریب ہوتی ہین،

ان کی زمینین بار بار ہل کے ذریعہ سے کھودی جائین تاکہ جڑون مین قوت پیدا ہو، جب اس کا اطمینان ہو جائے کہ لوہے سے پودہ کی کسی جڑ کو نقصان نہ پہنچے گا تو پھوڑے سے کھودنا شروع کرین، اور ذرا عمیق گڈھا بنائین، اگر تم یہ چاہو کہ اسی سال

پھل آجاسئے تو اگست کے مہینہ مین زمین کو آہستہ سے کھود ڈالنا چاہیئے بشرطیکہ
گرمی بہت زیادہ ہو، اس ترکیب سے وہ اسی سال پھلدار ہو جائے گا، لیکن اگر
اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو سال آیندہ اپریل یا اس کے قریب مین
بارآور ہو جائے گا، اس قسم کے درخت کی جڑ مین اگر کچھ دوسرے قسم کے نبات
اگ آئین تو اون کو ہاتھ ہی سے اکھیڑ ڈالنا چاہیئے، لوہا لگانے کی ضرورت نہین
ہے، درخت کے اوپر کے حصہ کو اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ نیچے سے اوپر
تک اس مین قوت پیدا ہو جائے،

جو درخت کہ گرمی سے جل گیا ہو اس کو کم سے کم دو سال تک لوہے سے چھونا
نہ چاہیئے، کیونکہ یہ اس کے لیے سخت مضر ہوگا، مین نے خود دیکھا ہے کہ زیتون کا
جلا ہوا درخت جو ابھی اچھی طرح پھلا بھی نہ تھا لوہا لگ جانے کی وجہ سے خراب ہوگیا
خصوصاً اس درخت کو جو ابھی سال اول ہی مین ہو، کسی طرح لوہے سے چھونا جائز
نہین ہے،

فصل

زراعت اور ترکیب کیلئے موافق ہوا کا اندازہ کرنا، انکو پانی سے سیراب کرنا کھاد ڈالنا، اوران تمام چیزون کے اوقات کا بیان

قدیم فلاحین مین سے اکثر کا اس پر اجماع ہے کہ جس دن تیز و تند ہوا چل رہی ہو
اس دن نہ کوئی پودا لگایا جائے اور نہ اکھاڑا جائے اور نہ ان کی ترکیب کی جائے
خصوصاً جب کہ ہوا مین خشکی ہو جس سے نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو، اسی طرح جن ایام

مین سخت سردی پڑتی ہو یا جنوبی ہوا چلتی ہو تو کوئی درخت نہ لگایا جائے کیونکہ اس قسم کی ہوا مین درختون کو نشو و نما نہین ہوتی بالخصوص ان ایام مین اگر زیتون لگایا جائے تو جنوبی ہوا خشک کر ڈالیگی، اس ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ ٹھنڈی ہو ائین اور اس قسم کی دوسری مہلک ہوائین درخت کے اندر کی رطوبت کو جذب کر لیتی ہین، یہی نہین بلکہ زمین کی رطوبت کو بھی فنا کر دیتی ہین، اسی طرح قبلہ کے رخ کی ہوا گرمی کے ایام مین دوپہر کے وقت پودون کے لگانے کے لیے از حد مضر ہے اور مغربی ہوا بھی جس مین بخارات ہوتے ہین مہلک ہے خصوصًا جو اندلس کے غربی حصہ سے گذر کر آتی ہے، لیکن قبلہ کے رخ کی ہوا عام طور سے زراعت کے لیے مفید ثابت ہوئی ہے، اگر پودہ لگاتے وقت بارش ہو یا ابر کا سایہ ہو جائے تو زیتون کے لیے موافق ہوگا، وہ اس زمین مین ہو، جو بارش ہی کے پانی سے سیراب ہوتی ہو، لیکن دوسرے درختون اور پودون کے لیے یہ صورت ہے کہ جس وقت بارش ہو یا شدت کی سردی ہو یا غیر موافق ہوا چلے تو درختون کو ہاتھ نہ لگانا چاہیئے اگر پودے کا کوئی حصہ اکھیڑا گیا یا کاٹا گیا ہو تو فورًا خشک مٹی کے اندر اس کو چھپا دینا چاہیئے یہانتک کہ ہوا موافق چلنے لگے، ان شاخون کو پانی مین نہین رکھنا چاہیئے لیکن اس صورت مین جبکہ یہ زمین مین ایک مدت مدفون رہے ہے تو ایک یا دو دن پانی مین ڈال دیجائین تاکہ صاف ہو جائین اس کے بعد ان کو لگایا جائے، تجربہ نے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچا دیا ہے کہ جمعہ اور سنیچر کے دن کسی پودہ کو نہین لگانا چاہیئے، اسی طرح عربی مہینون کی ابتدا مین جبکہ چاند عروج پر ہو پودون کا لگانا زیادہ پسندیدہ نظرون سے دیکھا گیا ہے،

بعض نے کہا ہے کہ چاند بارد اور رطب ہے جب وہ کامل ہوجاتا ہی
تو اس کو بدر کہتے ہین، اور یہ قمری مہینہ کی چودہوین رات مین کامل ہوتا ہے، اس
وقت مزروعہ اشیا مین خصوصاً ترکاریون مین قوت نمو زیادہ ہوجاتی ہے مثلاً
کدو، خربوزہ، لوکی، بیگن، السی، لوبیا وغیرہ، پھول، اور میوہ جات کے لیے بھی یہی
ایام مفید ہین اور جس قدر چاند گھٹتا جائے گا اسی قدر زراعت مین بھی نقصان
ہوتا جائے گا، یہ سب اللہ کی مشیت سے ہوتا ہے، اسی وجہ سے فلاحین
کی ایک قوم نے انگور اور دوسرے قسم کے درختون کو نیز عام زراعت کو بھی
چاند کے بڑھاؤ کے وقت پسند کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ جو چیزین اس وقت
بوئی جائین گی وہ دوسرے اوقات سے بہت زیادہ عمدہ اور اچھی ہونگی،
کیونکہ اس وقت وہ زمین کو جلد پکڑ لیتی ہین اور انکی شاخین لمبی اور موٹی ہونے
لگتی ہین، نیز پھل بھی زیادہ آتے ہین، لیکن اس کے خلاف مزروعات کو
نقصان پہنچتا ہے کیونکہ ان کا قول یہ ہے کہ درخت صرف انھین دنون مین
لگائے جا سکتے ہین، اسی کو اگر چاند کے گھٹاؤ کے وقت لگائین تو وہ اچھا نہ
ہوگا اسی طرح اگر چاند کے خالی دنون مین لگائین تو بھی مفید نہین ہے،
خ نے لکھا ہے کہ ہمنے اسکا کے متعلق اس قول کا تجربہ کیا ہے اور بچشم خود دیکھا
ہے بعض کہتے ہین کہ اس کے لیے اچھا وقت قمری مہینہ کی چوتھی تاریخ سے
لیکر چودہوین تک ہے، اور بعض کہتے ہین کہ چودہوین تاریخ کا پورا دن طلوع
آفتاب سے زوال تک اسکے لیے بہت اچھا ہی لیکن بعض مارچ کے مہینہ مین اس طریقہ پر
اس کا لگانا پسند نہین کرتے،

طاہین ہے کہ قوثامی نے لکھا ہے کہ دو دندان سیدالبشر نے حکم دیا ہے کہ
عروج قمر سے لیکر زوال کے پانچ دن تک ہر قسم کی زراعت ہو سکتی ہے، لیکن
ان کے سوا کسی دن نہ کوئی پودا لگایا جائے نہ کوئی درخت ترکیب دیا جائے
نہ کسی قسم کی زراعت کیجائے اور نہ کسی نبات کو درست کیا جائے، گھٹاؤ کے
یہ پانچ دن بھی بڑھاؤ ہی مین شمار کئے گئے ہین، یہی حکم حضرت آدم علیہ السلام
کا ہے، قوثامی کا قول ہے کہ ہمنے اس کا تجربہ کیا ہے اور یہ صحیح ہے، زمین کو
زراعت کے لئے منتخب کرنا اور اس کو درست کرنا نیز درخت کو پانی سے سیراب
کرنا یہ سب کام اسی وقت کرنا چاہیئے جب کہ چاند بڑھ رہا ہو لیکن جب
گرہن ہو تو اس کے بعد کرنا چاہیئے، اس صورت مین چند دن اور اضافہ
کر دیئے گئے ہین، اس کا پہلا دن تیرھوین تاریخ کو پڑتا ہے،
اور آخری سولھوین تاریخ کو پڑتا ہے، لیکن ان ایام کے بعد
پھر یہ عمل نہین کرنا چاہیئے،

قوثامی لکھتا ہے کہ اگر ہم درخت یا زراعت چاندرات سے شروع کر کے
اس وقت ختم کرین جبکہ چاند ایسے مقام پر پہنچے جہان سے آفتاب نوے درجہ
پر ہو تو درخت کی کوئی چیز خراب نہ ہوگی بلکہ وہ اچھی قوت حاصل کرے گا اور
ہمیشہ بہت زیادہ پھل لائے گا، اسی طرح اگر کھاد اس وقت بنائی جائے جب
وقت چاند کی روشنی کم ہو تو جس طرح چاند کی روشنی بڑھتی جائیگی اسی طرح کھاد
مین بھی قوت کا اضافہ ہوتا جائے گا، زراعت کی ابتدا کے وقت چاند اوتاد طالع
مین ہو یعنی برج طالع اور رابع اور عاشر مین ہو، اگر یہ بروج مائیہ مین ہو تو بہت

اچھا ہے، بروج مائیہ مین سرطان، عقرب، حوت، ہوائیہ (جس کا دوسرا نام جوزا، ہے) میزان اور دلو ہین اور اگر بروج ارضیہ مین ہو تو کچھ نہ یا وہ مفید نہین ہے، لیکن پھر بھی نقصان وہ نہین ہے، لیکن جب بروج ناریہ مین ہو تو پرہیز کرنا چاہیئے، بروج ناریہ مین حمل، قوس اور اسد ہین، خواہ یہ طلوع ہو جائین یا چاند ان مین سے کسی برج مین ہو، چاند کو زراعت کے وقت دیکھتے رہنا مزروعات کے لیے فائدہ بخش ہے،

بعض قدمار نے ان مین سے کسی بات کا لحاظ نہین کیا ہے، بلکہ انھون نے ابتدار مہینہ سے آخر تک زراعت وغیرہ کی عام اجازت دی ہے، اس طرح بعض کی رائے ہے کہ مہینہ کی پہلی تاریخ اور آخری تاریخ مین زراعت شروع کرنی چاہیئے، لیکن بعض نے اس کو ناپسند کیا ہے اور ممانعت کی ہے، خ نے لکھا ہے کہ قمری مہینہ مین ایام فارغہ اس ترتیب سے ہین، پہلے پانچ دن مہینہ کے فارغ ہوتے ہین اس کے بعد پانچ دن مملو ہوتے ہین پھر چار دن فارغ ہوتے ہین اور چار دن مملو ہوتے ہین، اس کے بعد پھر تین دن فارغ ہوتے ہین اور تین دن مملو ہوتے ہین، دو دن فارغ ہوتے ہین اور دو دن مملو ہوتے ہین آخر مین ایک دن فارغ ہوتا ہے اور ایک دن مملو، ایام فارغہ مین زراعت کا کوئی عمل ٹھیک نہین، بلکہ ایام مملو مین اگر کام شروع کیا جائے تو انشار اللہ کامیابی ہو گی،

فصل

بعض قدمار نے چاند کے گھٹاؤ کے زمانہ کو زمین کی درستگی اور شاخین

کاٹ کر قلم لگانے کے لیے پسند کیا ہے، کیونکہ قمر کی زیادتی کے وقت جو رطوبت
کثرت سے پیدا ہو جاتی ہے وہ ان کے لیے مضر ہے، اسی طرح ان کا خیال
ہے کہ جو لکڑیاں عمارت مین لگانے کے لیے چاند کے گھٹاؤ یا امحاق کے وقت
کاٹی جاتی ہین ان مین آواز نہین پیدا ہوتی ہے،

اس باب مین ان درختون کا ذکر ہے جو اندلس کے شہرون مین عادۃً لگائے جاتے ہین، اس مین ان کے تمام انواع واقسام پر بحث ہے، انکی خصوصیات کا ذکر ہے، ہر درخت کے لگانے کی ترکیب بھی بتائی گئی ہے، ان کے لیئے کس قسم کی زمین کی ضرورت ہے، سیرابی کا کیا طریقہ اختیار کیا جائے، کھاد کس قسم کی ڈالی جائے، غرضکہ تمام تدابیر جو ہر درخت کے لیے علیحدہ علیحدہ ضروری ہین ان کا مفصل ذکر ہے،

فصل

زیتون کے لگانے کا طریقہ

زیتون کی دو قسمین ہین ایک بری ہے جو طبعًا پہاڑون مین اُگتا ہے، نہر کے کنارے یا اس جگہہ پر جہان پانی کثرت سے ہمیشہ رہتا ہے نشو و نما نہین پاتا ہے، دوسرا اہلی ہے جو بری سے زیادہ پھلتا اور اس کے پھل مین اس سے زیادہ دہنیت ہوتی ہے،

ابن حجاج رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب مین یونیوس کا قول مذکور ہے کہ زیتون کے لیے جو زمین سب سے زیادہ عمدہ ہے وہ پتلی زمین ہے، اسی وجہ سے بلاد اسطیفی مین یہ زیادہ سرسبز اور شاداب ہوتا ہے کیونکہ وہ پتلی ہوتی ہے،، اگر

اسی قسم کی زمین مین یہ لگایا جائے تو دوسری زمینون سے زیادہ پھلے گا، ابن حجاج کہتے ہین کہ یہان پر زیت کی سرسبزی مقصود ہے، شاخون کی تر و تازگی مقصود نہین ہے،

یونیوس کہتا ہے کہ سفید زمین بھی زیتون کے لئے مفید ہے خصوصاً جب کہ نرم، اور مرطوب ہو کیونکہ اس قسم کی زمین مین بڑے بڑے پھل آتے ہین جو نرم لسدار اور روغن دار ہوتے ہین، سیاہ زمین بھی جو پتھریلی ہو یا جس مین چٹانین ہون، اور مائل بہ سفیدی ہو اس طرح وہ ریتیلی زمین جس مین نمک نہ ہو زیتون کے لیے مناسب ہے، لیکن مرطوب زمین سے اجتناب کرنا چاہیئے کیونکہ یہ انار کے درخت کے لیے زیادہ مفید ہے اور اس مین انار کے پھل بڑے بڑے ہوتے ہین لیکن زیتون کے پھل اچھے نہین ہوتے ان مین روغن کم ہوتا ہے اور پانی زیادہ ہونے کی وجہ سے دیر مین پکتا ہے، اور روغن سے زیادہ میل نکلتا ہے، اسی طرح وہ زمین جس مین بہت زیادہ لزوجت ہو زیتون کے لیے مفید نہین ہے نیز وہ زمین جو گرمی مین بہت زیادہ گرم ہو جاتی ہے حتی کہ شقوق بھی پیدا ہو جاتے ہون اور سردی مین ٹھنڈی ہو جاتی ہو زیتون کے لیے کار آمد نہین ہے،

دیمقراطیس کا قول ہو کہ زیتون کو سفید اور صاف زمین مین جس مین خشکی ہو لیکن تری نہ ہو لگانا چاہیئے، سرخ اور پست زمین مین نہین لگانا چاہیئے، اسی طرح نمکین اور شور زمین اور وہ زمین جو موسم سرما مین از حد بارد ہو جاتی ہے اور گرما مین سخت گرم ہو جاتی ہے اور وہ زمین جس مین شقوق پیدا ہو جاتے

ہین زیتون کے لیے مفید نہین ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ زیتون کے لیے سب سے اعلیٰ زمین وہ ہے جو دوسرے نباتات سے بالکل صاف اور خشک ہو، اسی مین یہ زیادہ روغن دار ہوتا ہے، لیکن نمکین زمین مین یا اس مین جو سرخ اور گہری ہو، سردی مین سرد ہوجاتی ہو اور گرمی مین گرم ہوجاتی ہو یا اس مین جو پھٹ گئی ہو زیتون کو کبھی نہین لگانا چاہیئے۔ اس کیلئے پتلی اور اچھی زمین مفید ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ زیتون کی زمین کے انتخاب کے متعلق جو کچھ رائین مجھ کو ملی تھین وہ یہی تین مشہور علمائے فلاحت کی تھین جنکو مین نے پیش کر دیا، سب اس مسئلہ مین متفق ہو گئے ہین، انکی اس رائے سے اور دیگر اقوال سے مین یہ نتیجہ نکالتا ہون کہ یہ عمدہ اور اچھی زمین سے اجتناب کرتے ہین، تاکہ زیتون کے پھل مین پانی نہ بھر جائے، اور روغن مین قلت نہ پیدا ہو جائے، کیونکہ اس کا روغن بہت ہی پتلا ہوتا ہے اس مین پانی اور رطوبت بہت زیادہ ہوتی ہے جبکی وجہ سے وہ زیادہ ٹھہر نہین سکتا۔ جو زمین کہ زیادہ مرطوب ہوتی ہے وہ اس مین رطوبت کا اضافہ کر دیتی ہے جس کی وجہ سے روغن مین کمی پیدا ہو جاتی ہے، جس قسم کی زمین کو علمائے فلاحت نے زیتون کے لئے منتخب کیا ہے اس کے اوصاف جداگانہ ہین، لیکن درخت اور شاخین اسی زمین مین زیادہ بڑھتی ہین جو زیادہ اچھی ہوتی ہین،

قسطوس نے بھی اس کی تائید کی ہے کہ تر زمین سے زیتون کو ایک انس ہے اس مین اچھی طرح وہ تقویت حاصل کرتا ہے اور عمدگی سے پھلتا ہے لیکن

پھر یہ کہتا ہے کہ اس کے لیے سب سے اچھی زمین وہ ہے جو صاف ہو اور پتھریلی ہو،

تمام علمائے فلاحت اس پر متفق ہین کہ زیتون کے لیے ہوا کی کثرت بہت زیادہ مفید ہے، اسلیے اس کو یا تو پہاڑون مین لگانا چاہیئے یا بلند زمینون مین بونا چاہیئے جہان نہ تو زیادہ برف گرتی ہو اور نہ زیادہ اولے برستے ہون نہ زیادہ ٹھنڈی ہوا چلتی ہو نہ زیادہ گرم ہوا چلتی ہو لیکن گرم ہوا کی زیادتی اُسکیلیے مضر نہین ہے، بلکہ گرم ملکون مین اس کا روغن سہولت سے نکلتا ہے اور سرد ملکون مین روغن کے نکالنے مین دشواری پیدا ہوتی ہے، نفس روغن کے لیے تو ٹھنڈی ہوا موافق پڑتی ہے کیونکہ اس کو برتن مین رکھ کر مکان کے شمالی حصے مین رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، اس سے اس کا ذائقہ اور مزہ بدلجاتا ہے، لیکن آفتاب کی گرمی اس مین برخلاف اثر ڈالتی ہے، یہ قول کسیوس کا ہے،

زیتون کے لگانے کا وقت اور اس کے لیے کس قسم کے گڈھے کھودے جاتے ہین، ان سب کا بیان گذر چکا ہے لیکن مختصر طریقہ پر ہم پھر ذکر کرتے ہین تاکہ اس نوع مخصوص کے متعلق کچھ باتین معلوم ہو جائین،

یونیوس کہتا ہے کہ زیتون کے لگانے کے دو وقت ہین، ایک خریف مین، دوسرے ربیع مین، خریف کا موسم سب سے اعلیٰ ہے، اس لیے بارش کے موسم سے لیکر سردی کے موسم تک اس کو لگانا چاہیئے، جب سخت سردی شروع ہو جائے تو ربیع تک اس کام کو بند کر دین پھر ربیع مین شروع کرین جبکہ شمالی ہوائین دور شور سے چل رہی ہون، اسی کا قول ہے کہ سب سے اچھا پودا وہ ہے جو گڈھے مین لگایا جائے اور گڈھا ایک سال پیشتر بنایا گیا ہو

اس کے متعلق تفصیلی بیان کیا جا چکا ہے، اسی طرح گڈھے کی وسعت زمین کے مزاج کے لحاظ سے ہونی چاہیئے، اس کا ذکر بھی ہو چکا ہے۔ بلند زمین مین گڈھے کا عمق اور عرض دو ہاتھ رکھنا چاہیے، اور پست زمین مین اس سے زیادہ رکھنا چاہیے، بہت سے لوگ زیتون کے لیے پست ہی زمین مین گڈھا تیار کرتے ہین، کیونکہ اس قسم کی زمین مین وہ جلدی بڑھتا ہے اور پھل رطوبت کی وجہ سے بکثرت ہوتے ہین، لیکن خطرہ اس کا ہے کہ ہوا اس کو گرا نہ دے،

ابن حجاج کہتے ہین کہ یہ قول قسطوس کے قول کو مؤکد بنا دیتا ہے، وہ یہ کہ مرطوب زمین زیتون کے درخت کو زیادہ بڑھاتی ہے لیکن روغن کے متعلق دونون ساکت ہو گئے ہین، اور یہی اشکال ہے،

یونیوس کا بیان ہے کہ بعض لوگ زیتون کی جڑ کو چیر ڈالتے ہین اور اسی چیرے ہوئے حصہ کو لگا دیتے ہین، اور بعض آدمی مع جڑ کے پودے کو لگا دیتے ہین، لیکن بعض شاخین کاٹ کر لگاتے ہین، انون جو فلاحت کا ماہر تھا اسی طریقہ سے زیتون کی زراعت کرتا تھا، یعنی یہ کہ شاخون کو کاٹ کر لگاتا تھا، اور جب شاخین بڑھ جاتی تھین تو دوسری جگہ پر منتقل کر دیتا تھا، جب پودے لگائے جائین تو اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ اچھی جنس سے ہون، شاخین نرم ہون، ایسے درخت سے لیجائین جو نئے ہون،

دمیقراطیس کا قول ہے کہ زیتون کی شاخین نرم ہونی چاہین اور ایسے درخت سے لیجائین جو ابھی عالم شباب پر ہو، شمایوس کہتا ہے کہ زیتون کے درخت سے نقل، اوتاد اور عجز سب ہی بوئے جاتے ہین، نقل اوتاد کا ایک جزء ہے اور

اور اوتاد شاخ کا وہ حصہ ہے جو ایک ہاتھ کے برابر لانبا اور ایک مٹھی کے برابر موٹا ہو اور عجر (درخت مین جو گرہین پڑ جاتی ہین ان کو عجر کہتے ہین،) انڈے کے مشابہ ہوتا ہے یہ زیتون کے پرانے اور بڑے درختون مین پایا جاتا ہے، یہ بسولہ سے کاٹ کر شاخ سمیت لگایا جاتا ہے بعض وقت یہ شاخون کی آڑ مین ہوتا ہے اس وجہ سے شاخین بھی ساتھ ہی کاٹ دی جاتی ہین اور پھر لگا دیجاتی ہین، اوتاد سے یہ بہت اچھا ہوتا ہے،

فرور انسطینوس کہتا ہے کہ زیتون کے اوتاد ڈھیلا کر الٹ کر لگائے جاتے ہین، نیز سیدھا کھڑا کر کے بھی لگاتے ہین،

ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ مین نے زیتون کی ایک ایسی شاخ لی جس مین گرہین تھین اور گڈھے مین اس کو لٹا کر اوپر سے مٹی ڈالدی، چنانچہ مین نے دیکھا کہ اس سے اچھا کوئی درخت نہ پھلا، اسی طرح مین نے زیتون کی ان چھوٹی شاخون کا اندازہ لگایا جو ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے برابر تھین کہ وہ بلا کسی خیال کے زمین مین گاڑ دی گیئن، پھر بھی نشو و نما پا گیئن، حالانکہ ان شاخون مین کوئی گرہ نہ تھی، لیکن اس قسم کی شاخون کے استعمال سے قدما نے ممانعت کی وہ موٹی اور گرہ دار شاخون کے لگانے کو پسند کرتے تھے، ان کا خیال ہے کہ کم سے کم سات ہاتھ یا اس سے زیادہ لانبی شاخین کاٹی جائین اور عمیق گڈھون مین مٹی ڈال کر لگا دیجائین خود بخود آہستہ آہستہ قوت پکڑتی جائین گی، لیکن نرم شاخ نہین لگانی چاہیئے، بلکہ موٹی اور سخت شاخ کو منتخب کرنا چاہیئے، اس سے ان کی غرض یہ ہے کہ گرہین شاخون مین ضرور پائی جائین، لیکن مین نے ایسی

شاخین بھی دیکھین جنین گرہین تو نہ تھین لیکن اور اوصاف موجود تھے، ان کے اوپر کی چھال نکالکر لگائی گئی تھی، مگر پھر بھی نہایت عمدگی کے ساتھ انھون نے زمین کو پکڑ لیا تھا، اسی طرح مین نے دیکھا کہ ایک نئی نرم شاخ کے اس آخری حصہ کو جس مین سختی تھی کاٹ کر لگا دیا گیا، تو وہ بھی اُگ آیا،

یونیوس کا قول ہم دوبارہ نقل کرتے ہین وہ یہ ہے کہ جو شخص پودا لگانا چاہتا ہے وہ سب سے پہلے گڈھا کھودے اور اس کے نیچے کی مٹی کو کھود کر اوپر کر دے، اور دو تین مرتبہ وقفہ سے سیراب کرتا رہے اور مٹی سے ملی ہوئی کھاد چار انگل کے برابر ڈالنی چاہیئے اور شاخ یا پودے مین گائے کا گوبر لپیٹ دینا چاہیئے،

ابن حجاج کہتے ہین کہ مین اس کا ذکر کر چکا ہون کہ ان گڈھون مین ریت بھی ڈالنی چاہیئے جو ان پودون کے لیے بنائے جاتے ہین، جن مین جڑین نہین ہوتی ہین، جیسے اوتاد وغیرہ، ریت ان کو خشک نہین کرے گی، بلکہ ان کے لیے نافع ہوگی اور ان کے نشو و نما مین معاون ہوگی، بلکہ اگر وہان رطوبت ہوگی تو اس کو جذب کرلے گی خواہ وہ کیسے ہی پانی کی رطوبت کیون نہ ہو،

یونیوس کہتا ہے کہ زیتون کے لیے زیادہ سیرابی کی ضرورت نہین ہے اسکی کثرت اس کو دو ائت تک پہنچا دیتی ہے، جس وقت زیتون کی شاخ درخت سے لیجائے اسی وقت اس کو لگا دینا چاہیئے، زیتون کی شاخ کم سے کم دو ہاتھ لانبی ہونی چاہیئے، کاٹتے وقت اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اگر

درخت کے تنے سے کچھ حصّہ آجائے تو بہت اچھا ہے تاکہ اگنے مین آسانی ہو، شاخین نرم اور صاف ستھری ہونی چاہئین اس کے چھلکے پھٹے نہ ہون پس اگران اوصاف سے وہ متصف ہون تو مین کہہ سکتا ہون کہ وہ بہت جلد نشو و نما پائین گی اور پھل لائین گی، جو شاخین کہ موٹی ہوتی ہین وہ زیتون کے مزاج کے موافق ہوتی ہین، اور جو پتلی ہوتی ہین وہ اس کے منشار کے مطابق نہین ہوتی ہین،

یونیوس کا یہ بھی قول ہے کہ جو شاخ کہ پرانی ہو اور اسکی چھال پھٹی ہو تو وہ مشکل سے بڑھے گی، ابن حجاج اس کے اس قول کی تشریح اس طریقہ پر کرتے ہین کہ یہ وہ پرانی شاخ ہے جس مین گرہ نہ ہو لیکن اگر گرہ موجود ہو تو بہت جلد بڑھے گی، یونیوس کی یہ بھی رائے ہے کہ بلند اور مرتفع زمین کے لیے زیتون کی شاخ کم سے کم دو ہاتھ لانبی کاٹی جائے اور پست زمین کے لیے چار ہاتھ یا اس سے زیادہ لانبی ہو، شولون کی بھی یہی رائے ہے کہ زیتون کی شاخ پہاڑی ملک کے لیے چھوٹی ہونی چاہیئے، لیکن پست اور نرم زمین کے لیے اس سے زیادہ طویل ہونی چاہیئے، اور اسکی اصلی وجہ یہ ہے کہ پودے بلند مقام کی زمین سے اس کی سختی اور یبوست کی بنا پر مادہ کم جذب کرتے ہین برخلاف اس کے پست زمین مین وہ کافی طور پر مادہ حاصل کرتے ہین اکثر کاشتکارون کا بھی اصول ہے کہ اچھی زمین کو مدتون تک بلا کاشت کے چھوڑ دیتے ہین اور خراب زمین کو اس سے کم مدت مین کارآمد بنا لیتے ہین، (شولون کا قول ختم ہوگیا) یونیوس کہتا ہے کہ شاخون کے سرون کو زمین کے اوپر رکھنا چاہیئے

اس کے خلاف کرنے مین شاخ خراب ہو جائے گی لیکن قسطوس اس کا مخالف ہے یہ کہتا ہے کہ شاخ الٹ کر لگائی جائے اور اس ترکیب کی اس نے تعریف کی، ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ مین نے بھی ایسی شاخ کو جلد بڑھتے دیکھا ہے،

یونیوس لکھتا ہے کہ بہت سے لوگ اس کا مشورہ دیتے ہین کہ زیتون کے لگانے کے وقت ایک پتھر بھی گڈھے مین ڈالدیا جائے تو اچھا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ جب پتھر داخل کیا جائے تو اس کو کم سے کم ایک ہاتھ زمین کے اندر گاڑ دینا چاہیئے، اور اس کے اوپر سے مٹی ڈالدینی چاہیئے، تاکہ گرمی مین پتھر کی برودت کی وجہ سے درخت کی جڑین ٹھنڈی رہین، اور سردی مین گرم رہین، کیونکہ پتھر ان دونون کیفیات سے متصف ہوتا ہے، یہ صورت جو ابھی ذکر کیگئی، ریتیلی زمین کے لیے زیادہ مفید ہے، اور دوسرے قسم کی زمینون کیلئے بھی مفید ہے، لیکن اس سے کم مفید ہے، پتھر کو گڈھے کے اسفل حصہ مین رکھنا چاہیئے

یونیوس کی رائے ہے کہ شاخ مین سے تین چوتھائی تو زمین کے نیچے رکھنا چاہیئے اور ایک چوتھائی اوپر رکھنا چاہیئے، شاخ کا جو حصہ کٹا ہوا اوپر نظر آئے اس کو مٹی اور خس وخاشاک سے لپیٹ دینا چاہیئے،

اچھے کسان کا یہ فرض ہے کہ وہ زیتون کو صف بندی کے ساتھ لگائے کیونکہ ترتیب سے درخت سرسبز ہوتے ہین اس کی وجہ یہ ہے کہ ہوا جب درخت کے قطارون سے گذرتی ہے تو ان کی شادابی اور سرسبزی مین اضافہ کردیتی ہے جس سے انکی قوت نامیہ بڑھ جاتی ہے اور پھل بکثرت آتے ہین، صف ہمیشہ مشرق سے مغرب کی سمت مین اور جنوب سے شمال کی سمت مین قائم

کرنی چاہیئے، لیکن آپس مین جو فاصلہ ہو وہ مساوی ہونا چاہیئے، اس طریقہ پر اگر صف بندی ہو گی تو جنوبی اور شمالی ہواؤن کو آمدورفت کا موقع مل سکے گا، ہوا کے جھونکون سے پودون مین ایک تر وتازگی پیدا ہو جائے گی،

یونیوس کہتا ہے کہ وہ پودے جنکی شاخین ایک دوسرے سے ملا دی گئی ہین، بہت اچھے ہوتے ہین، ان مین پھل بکثرت آتے ہین اس لیے یہ بہتر ہے کہ قوطلینون (ایک قسم کا انگور ہے) کی شاخین لگائی جائین کیونکہ یہ بہت جلد بڑھتی ہین اور تیسرے ہی سال تیار ہو جاتی ہین، اور چوتھے سال مین اگر تم دیکھو کہ درخت اچھی طرح نشو ونما پا چکا ہے اور اس مین پھل کثرت سے ہین تو یہ یقین کر لو کہ یہ درخت تمام دوسرے زیتون کے درختون سے فوقیت رکھتا ہے، ہر درخت کا جو تخم بویا جاتا ہے وہی اکثر پھلتا ہے، لیکن اگر یہ زیتون کے درخت کا تخم بویا جائے تو اس مین قوطلینون کے پھل آتے ہین،

ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ یہ قول مجھ کو بھی صحیح نظر آتا ہے کیونکہ اشبیلیہ مین جبل شرق پر زیتون کے درخت بکثرت ہین اور ان مین اکثر ایسے ہی ہین جن کے تخم زمین مین ڈالے گئے ہین، اس بڑی تعداد مین صرف ایک جگہ پر زیتون کا درخت ہے اور اس کے آس پاس قوطلینون کے چھوٹے چھوٹے درخت بکثرت ہین بعض ان مین سے بڑے بڑے بھی ہین، اس سے یہ بات مستنبط ہوتی ہے کہ زیتون ہی کے تخم سے یہ اُگے ہین، میرا یہ مقصود نہین ہے کہ یہ سب کے سب قوطلینون ہی ہین بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ زیتون زیادہ تر پہاڑی اور سخت زمینون مین نشو ونما پاتا ہے جیسا کہ بلوط اور خرنوب وغیرہ مین،

یونیوس کہتا ہے کہ ہم زیتون کی گٹھلیون کے بونے سے منع نہین کرتے ہین بلکہ یہ بھی ایک طریقہ زیتون کی زراعت کا ہے کہ گٹھلیان بوئی جائین، مین نے موجودہ زمانہ مین اپنے اکثر احباب کے گھر مین تو طلینون ہی کو دیکھا ہے،

بعض لوگ پودون کے لیے وسیع اور مربع شکل کے گڈھے کھودتے ہین اوراس مین چار پودے لگاتے ہین اور ہر پودہ کو ایک الگ گوشہ مین نصب کرتے ہین، اگران سب کو اپنی جگہ پر چھوڑ دیا جائے تو بہت اچھا ہے اور اگر دوسری جگہ پر لیجانا چاہتے ہین تو ایک یا دو یا تین جس قدر چاہین منتقل کر سکتے ہین، ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ اس طرح کی زراعت ہم نے جبل شرق مین بکثرت دیکھی، لیکن میرے نزدیک یہ طریقہ اچھا نہین ہے اس سے پودون کی نشو ونما مین فساد پیدا ہو جاتا ہے،

یونیوس کا قول ہے کہ جو شاخ کہ زیتون کے درخت سے لیجائے وہ تر و تازہ اور مضبوط ہونی چاہیئے، اسکی موٹائی معتدل ہو، جڑ سے کبھی شاخین نہ کاٹی جائین بلکہ حتی الامکان درخت کے اعلیٰ حصہ سے کاٹی جائین، شاخ آرہ سے کاٹی جائے تاکہ چھال نہ ادھڑ جائے، ہر شاخ کے ایک جانب مین بانس نصب کر دینا چاہیئے؛ تاکہ اس علامت سے اس کے اردگرد کھودا جا سکے اور اس مین بھی اسی طرح عمل کرنا چاہیئے جس طرح کہ اور پودون مین کیا جاتا ہے؛

قدیم کاشتکار پودون کے اطراف وجوانب کو ہر ساتوین دن پر کھودتے تھے، بشرطیکہ زمین مانع نہ ہو، تین سال تک یہ پودے بڑھتے رہین گے چوتھے سال مین فاضل شاخون کو چھانٹ دین اور پھر دوسری جگہ جو اس کے لیے منتخب

گئی ہو وہان منتقل کردین اور اس کے ساتھ جس مٹی مین پودے نے پرورش پائی ہو اس کا تھوڑا جز ساتھ لے لیا جائے، زیتون کی اگر شاخین لگائی جائین تو وہ بہت اچھا ہے،

زیتون کے پودون کے منتقل کرنے کے اوقات کے متعلق یونیوس لکھتا ہے کہ اگر گڈھے خریف مین بنائے گئے ہون تو ان کو اسی حال مین چھوڑ دیا جائے اور ربیع کے وقت تک ان مین پودون کو منتقل نہ کیا جائے اور کم سے کم چار مرتبہ پھوڑے سے اطراف وجوانب کو کھود دیا جائے اور چارون طرف نالیان بنا دینی چاہیئن تاکہ پانی آسانی کے ساتھ جڑون مین پہنچ سکے، لیکن جو گڈھے کے ربیع مین بنائے گئے ہون ان مین سے اسیوقت پودے لگادئے جائین اس کے اطراف وجوانب کو کھود دینا چاہیے اور پہلے ہی سال کے موسم گرما مین اس کو سیراب کر دینا چاہئے بشرطیکہ اس کی سیرابی ممکن ہو جب پودے نشو ونما پاجائین تو شاخ کے فاضل حصون کو ہاتھ سے نوچ لین، جب خریف کا دوسرا سال آجائے تو پودہ کے اردگرد دوبارہ کھود دینا چاہئیے اور پھر اس مین کھاد ڈالنی چاہیئے، کھاد ڈالنے سے قبل مٹی ڈالنی چاہیئے، ورنہ اس کی حرارت جڑون کو جلا دیگی، موسم سرما آنے سے قبل اگر بارش ہو تو ایک دو مرتبہ اور کھودنا چاہیئے، اس سے بہت زیادہ نفع پہنچے گا، جو پانی جمع ہو جائے اس کو نالیون کے ذریعہ سے جڑون تک پہنچا دینا چاہیئے جب تیسرا سال شروع ہو تو اکثر شاخون کے سرون کو لوہے سے کاٹ دینا چاہیئے صرف پانچ یا چھ شاخون کو جو سب سے اچھی ہون باقی رکھنا چاہیئے اور پھر کھاد اور مٹی ڈالکر

درست کرنا چاہیئے، چوتھے سال بھی یہی ترکیب کرنی چاہیئے،

یونیوس زیتون کی کھاد کے متعلق رائے زنی کرتا ہوا لکھتا ہے کہ زیتون کیلئے بھیڑ، بکری، اور دوسرے مویشی کی مینگنیان نیز گدہا، گھوڑا، اور دوسرے چوپایون کے غلیظ کی کھاد مفید ہے، لیکن انسان کا غلیظ اس کے لیے بالکل موافق نہین ہے اس کا خیال رکھا جائے کہ کھاد کبھی پودون کی جڑ پر نہین ڈالنی چاہیئے بلکہ اس سے ذرا پرے ہٹ کر تاکہ زمین سے ملکر تھوڑی تھوڑی حرارت جڑون کو پہنچاتی رہے، اکثر ماہرین فلاحت یہ طریقہ اختیار کرتے ہین کہ کھاد ڈالنے سے قبل بھی مٹی ڈالتے ہین اور اس کے بعد بھی مٹی ڈالتے ہین،

یونیوس کہتا ہے کہ ہر تیسرے یا چوتھے سال کھاد ڈالی جاسکتی ہے، لیکن سیرابی کے وقت تو ضرور ڈالی جائے، جو مقامات کہ مرطوب ہون اُن مین کھاد کم مقدار مین ڈالنی چاہیئے اور ہر سال نہ دیجائے بلکہ چند سال گذرنے کے بعد دی جائے، لیکن جس زمین مین نشو و نما اچھی نہین ہوتی ہے اوس مین کھاد بکثرت ڈال سکتے ہین،

قسطوس کہتا ہے کہ ہر غلیظ انسان کے غلیظ کے سوا زیتون کیلئے مفید ہی لیکن کھاد کبھی جڑ مین نہ ڈالنی چاہیئے، اور ہر سال مین دو مرتبہ سے زیادہ دینا درست نہین ہے، کسیوس اور دیمقراطیس دونون اس پر متفق ہین کہ انسان کے سوا سب جانورون کا غلیظ زیتون کے لیے کارآمد ہے لیکن ہر تیسرے سال پر کھاد ڈالنی چاہیئے، ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ ان اقوال سے اس کا پتہ چل گیا کہ تمام علمائے فلاحت کا اسپر اجماع ہے کہ نہ تو انسان کا غلیظ استعمال کیا جائے

اور نہ کھاد کثرت کے ساتھ ڈالی جائے،

زیتون مین بار بار کھاد ڈالنے سے بہت سے نقصانات بھی پیدا ہوتے ہین، بالخصوص جبکہ پھلون مین روغن ہو اور شاخون مین رطوبت ہو، کیونکہ کھاد ڈالنے سے ان کی رطوبت خشک ہو جائے گی اور ہوا کی تیزی اسکو جھاڑ دیگی، اور بہت سے اطراف وجوانب کی شاخین ٹوٹ ٹوٹ کر گر پڑین گی حتیٰ کہ سوائے چند شاخون کے کچھ بھی باقی نہ رہے گا، متقدمین نے زیتون کو مرطوب اور تر زمین مین لگانے کو ناپسندیدگی سے نہین دیکھا ہے، لیکن وہی نقص ہے جسکا ہم ذکر کر چکے ہین، ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ زیتون کی صفائی اور درستگی کے متعلق ہم پھر کسی موقع سے ذکر کرین گے،

فلاحت نبطیہ مین ہے کہ زیتون کے لیے وہ زمین موافق ہے جس کا مزاج تقریبًا معتدل ہو اور ذرا برودت کی طرف مائل ہو، مٹی سخت لزوجت مٹھاس ہو اور تخلخل کم ہو، لیکن اگر زمین ذرا مائل بہ حرارت ہو تو بھی کوئی نقصان دہ نہین ہے، بلکہ مفید ہو گی، اس کے لگانے کا وقت اس وقت ہے جب کہ آفتاب حوت کے نصف اخیر مین داخل ہو اور برج ثور تک پہنچے، یہ ان ایام مین درست ہو گا جب کہ چاند کی روشنی بڑھ رہی ہو، کیونکہ یہی دن کارآمد بھی ہین، جو شخص ان درختون کو لگائے یا تو وہ سیاہ رنگ کا ہو یا نیلگون ہو اسکی عمر تیس سے متجاوز ہونی چاہیئے تقریبًا شیخ ہو لیکن کوئی حسین اور خوبصورت آدمی ان پودون کے قریب نہ ہو اور نہ ہاتھ سے چھوئے،

طاہر کی رائے ہے کہ پودہ کی جڑ مین دوا دقیہ خالص روغن زیتون اور

اور اسی کے برابر میٹھا پانی ڈالدینا چاہیئے کیونکہ یہ تدبیر درختون کو آفات اور مصائب
سے بچائے گی جب درختون مین نمو شروع ہو جائے تو ایک آدمی تھوڑا سا
روغن اور اتنا ہی میٹھا پانی منہ مین سے اور جیسے جیسے درخت کو گردش ہو
اسی طرح وہ آدمی منہ سے روغن ہر طرف چھڑکتا جائے، اس سے نشو و نما کی قوت
بہت بڑھ جائے گی، اور شاخین بھی تر و تازہ ہو جائینگی پھل نہایت عمدہ ہون گے،
زیتون سے جو شاخین لیجائین وہ کم سے کم ایک ساق کے برابر موٹی
ہون ان کو جابجا چھیل کر لگانا چاہیئے بلکہ اس کا ثلث حصہ چھیل دینا چاہیئے،
اور طول مین ڈیڑھ سے دو ہاتھ تک چھیل دینا چاہیئے، ان کے زمین مین لانبے
گڈھے بنائے جائین اور ان مین یہ شاخین پھیلا دیجائین اور ایک بالشت
تک اوپر سے مٹی ڈالدیجائے اور چارون طرف گھیر کر ایک حوض کی صورت
بنا دین۔ دن مین ایک مرتبہ اس کو پانی سے ضرور سیراب کرتے رہین جب
نئی شاخین پھوٹین اور ایک ہاتھ کے برابر ہو جائین تو ان مین سے جو کمزور ہون
ان کو نکال دینا چاہیئے اور مضبوط کو اسی حالت پر چھوڑ دینا چاہیئے، جب
منتقل ہونے کی صلاحیت پیدا ہو جائے تو دوسری جگہ پر منتقل کر دینا چاہیئے،
زیتون کے لیے خشک، مرتفع اور مستوی زمین بھی موافق ہے، اور
اگر اس زمین مین لگایا جائے جو زراعت کے لیے مفید ہے، بشرطیکہ کھٹی
نہ ہو تو اس مین بھی زیتون اچھی طرح نشو و نما پا سکتا ہے، پھل بکثرت آئین گے
لیکن روغن کم ہوگا اور تھوڑی مدت کے بعد ذائقہ بدل جائے گا، مگر زیتون
گھاس والی زمین مین اور ریتلی زمین اور عمیق زمین مین اچھی طرح نہین ہوتا،

خ کا قول ہے کہ روغن دار درخت مرطوب زمین سے نفرت کرتے
ہین، جس طرح روغن کو نفرت ہے، زیتون کا درخت نہایت عمدہ ہوتا ہے،
خدا نے اس کو شجرۂ مبارکہ کے لقب سے یاد کیا ہے۔ اسکی مختلف قسمین ہین،
اس کے پودے جڑ دن کے ساتھ منتقل کیے جاتے ہین اور بلا جڑ کے
بھی منتقل کیے جاتے ہین، اس کی شاخین بھی لگائی جاتی ہین خواہ وہ کتنی ہی
ضخامت کی کیون نہ ہون، شاخون کی اعلیٰ حصہ کو کاٹ دیا جاتا ہے اور
ان مین نہ کوئی پتہ چھوڑا جاتا ہے اور نہ کوئی شاخ چھوڑی جاتی ہے لیکن
یہ ترکیب ان کے ساتھ ہوتی ہے جو منتقل کر دیئے گئے ہون،

ان پودون کا طول جو منتقل کئے جاتے ہین اتنا رکھنا چاہیئے کہ چرنے
والے جانور ان تک نہ پہنچ سکین، کم سے کم بھر قدم آدم رکھنا چاہیئے اور
ان کے اردگرد چٹائی لپیٹ دینی چاہیئے تاکہ وہ اچھی طرح محفوظ رہین، زیتون
کی گرہ دار شاخ اور جڑ بھی لگائی جاتی ہے، یہ بیان کیا جاتا ہے کہ افریقہ سے
اندلس مین اسی طرح ایک زیتون کا درخت منتقل کیا گیا تھا لیکن یہ وہ وقت
تھا جبکہ اندلس مین قحط عظیم واقع تھا تمام درخت اور پودے خشک ہو گئے تھے،
خ کہتا ہے کہ مین نے اس کا تجربہ کیا تو اچھا پایا، زیتون کے گڈھون کی گہرائی
اتنی ہونی چاہیئے جتنی کہ پودون کی لنبائی منتقل کرنے کے وقت ہوتی
ہے، چھ بالشت یا اس سے کم یا زیادہ رکھی جائے، جس قدر ضرورت محسوس
ہو اتنا گہرا گڈھا بنانا چاہیئے، لیکن بڑا وسیع گڈھا چھوٹے اور تنگ گڈھون سے
زیادہ اچھا ہے، خصوصاً جب کہ پودون کو منتقل نہ کیا جائے بلکہ ایک ہی جگہ

پر رکھا جائے، اگر پودا چھوٹا ہو اور گڈھا زیادہ عمیق ہو یا اس کے اندر کی مٹی اچھی نہ ہو تو زمین کی مٹی مین تھوڑی کھاد مخلوط کر کے جس قدر مناسب سمجھین ڈالدین، زیتون کے درختون کے درمیان چوبیس ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیئے بشرطیکہ خط مستقیم پر واقع ہون، اس سے زیادہ فاصلہ رکھنے مین زمین کو بیکار کرنا ہے جس طرح کہ زیادہ تنگی درخت کو نقصان پہنچاتی ہے، نرم زمین مین زیتون کے درختون کے درمیان پچاس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، لیکن ہر سمت کا بعد برابر ہونا چاہیئے اہل شام بھی پچاس ہاتھ فاصلہ رکھنے کے موید ہین، قبطی اس سے زیادہ فاصلہ کو ناپسند کرتے ہین، بہر حال کم سے کم چوبیس ہاتھ کا فاصلہ تو ضرور رکھنا چاہیئے، اس کے لیے بہتر طریقہ یہ ہے کہ زمین اچھی منتخب کیجائے کیونکہ اچھی زمینون مین درخت زیادہ بڑھتے ہین، اس بنا پر ایک دوسرے کے درمیان مین زیادہ وسعت کی ضرورت پڑتی ہے برخلاف اس کے پتلی زمین مین اتنی وسعت کی ضرورت نہین ہوتی،

میری رائے جیسا کہ میرا قدیم تجربہ ہے یہ ہے کہ زیتون کے لیے جو گڈھا بنایا جائے وہ مذکورۂ بالا گہرائی سے زیادہ ہو، کیونکہ اس کے پودے کے لیے اس کی ضرورت ہے کہ کوڑنے کے وقت کھلنے اور لو ہا لگنے سے محفوظ رکھا جائے، چونکہ وہ زمین کے قریب ہوتا ہے اس لیے اس کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے کہ وہ کھل نہ جائے،

مگر جب گڈھا وسیع اور عمیق رکھین گے تو اس سے اطمینان ہو جائے گا، مین نے جو تجربہ کیا تو یہ صورت اس کے لیے مفید نظر آئی ہے،

ق کا قول ہے کہ اگر زیتون کے درخت فصل ربیع یا بارش کے علاوہ دنون مین لگائے گئے ہون تو وہ دن مین کم سے کم دو یا تین دن برابر سیراب کئے جائین یہان تک کہ وہ زمین کو پکڑ لین، وہ یہ بھی کہتا ہے کہ شاخون کو کاٹ کر سب سے پہلے سات دن تک زمین مین دفن کر دین پھر آٹھوین دن اس کو لگا دین اور اس کے بعد پھر اس مین تاخیر نہ کیجائے، مین نے زیتون کے درخت کو اپنی جگہ سے الگ کر کے تقریبًا دو مہینہ کے بعد لگایا ہے لیکن اسکو کوئی نقصان نہین پہنچا، زیتون کے پودے یا اوتادیا شاخین اگر اس وقت لگائی جائین جب کہ اس مین پھل آرہے ہون تو یہ زیادہ اچھا ہے بہ نسبت اسکے کہ اس وقت لگائین جب پھل پک گئے ہون،

فصل

زیتون کی گٹھلی کو اکتوبر مین بونا چاہیئے اور وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جو اور دوسرے گٹھلی دار درختون کے لیے بتایا گیا ہے، حسن نے کہا ہے کہ چار سال کے بعد یہ درخت تیار ہوگا، جو درخت کہ منتقل کیے جائین ان کے لیے ایک صورت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ پودون کی جڑ مین گائے کا گوبر جو بلوط کی راکھ مین تھوڑے پانی کے ساتھ مخلوط کیا گیا ہو لپیٹ دینا چاہیئے، بعض نے یہ کہا ہے کہ گڈھے کے اندر چند تر کنکریان پھینک دیجائین اور ان کے اوپر سے مٹی ڈالدی جائے، بعض نے یہ لکھا ہے کہ اگر زیتون کے پودے کے اردگرد تخم خرفہ چھڑک دیا جائے تو بہت جلد نشو و نما پائے گا، زیتون کو

منتقل کرنے کے بعد دو سال تک اس مین کھاد نہ ڈالین، بعض لوگون نے یہ بھی مشورہ دیا ہے کہ زیتون کی زراعت کرنا اس کی زمین کو کوڑ کر درست کرنا اس کو سیراب کرنا یہ سب کام ایک متقی پرہیزگار شخص کو کرنا چاہیئے جو فواحش مین مبتلا نہ ہو اس سے پھل بکثرت آئین گے اور عمدہ ہون گے، اگر اس کا زارع ایسا شخص ہو جو خدا کی دی ہوئی چیزون پر قانع ہو تو اس مین برکت زیادہ ہوگی، اس کا اچھی طرح خیال رکھنا چاہیئے کہ اس درخت کے پاس نہ کوئی حائضہ عورت، نہ کوئی جنبی شخص، نہ کوئی بانج عورت اور نہ کوئی فاجر آدمی جائے اس سے پھل کم آتے ہین اور بدمزہ ہوتے ہین، خصوصًا اس وقت جبکہ پودہ لگایا جائے ان مین سے کوئی بھی سامنے نہ ہو، کیونکہ روغن زیتون پاک وصاف ہے اس لیے پاک آدمیون کے سوا دوسرے لوگ پاس نہ پھٹکین،

زیتون کے درخت کو اگر نہ سیراب کیا جائے تو کوئی ہرج نہین ہے اور اگر سیراب کردیا جائے تو بھی کوئی مضر نہین ہے، زیتون اور اس کے انواع اور اقسام مثلًا قوطینون وغیرہ کی ترکیب بھی کیجاتی ہے، ترکیب کا بیان پھر آئیگا، زیتون کی ترکیب رقعہ کے درخت کے ساتھ اس کے کاٹنے کے بعد کیجاتی ہے جنوری کے مہینہ مین جس درخت کی ترکیب کیجائے اسکی شاخون کے ساتھ وہی عمل کرنا چاہیئے جو انجیر کے درخت کے ساتھ کیا جاتا ہے، اور زیتون کے درخت کی ترکیب مین وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جو رقعہ کے ساتھ اختیار کیا جاتا ہے اور اس کی ترکیب مارچ کے مہینہ مین ہوتی ہے،

فصل

اگر زیتون کی جڑ کسی وجہ سے جل جائے تو جلے ہوئے حصہ کو تیز لوہے سے کاٹ دینا چاہیئے اور جلی ہوئی مٹی کو بھی ادھر سے ہٹا دینا چاہیئے، طامین ہے کہ جلی ہوئی مٹی درخت کی سرسبزی کو زائل کر دیتی ہے، اور اگر درخت کے اوپر کا حصہ یا کوئی دوسرا حصہ کسی تیز ہوا کی وجہ سے ٹوٹ جائے تو تیز لوہے سے اس جگہ کو کاٹکر برابر کر دینا چاہیئے، جب پھر شاداب ہو جائے تو جو شخص گذرے وہ ہاتھ سے کمزور کو توڑ ڈالے اس کے بعد دو سال تک اس کو لوہا نہ لگنے دینا چاہیئے، اور اگر جڑ مین سے کوئی شاخ ٹوٹ جائے یا گر جائے تو بقیہ کو آگ سے جلا دینا چاہیئے اور وہی تدبیر کرنی چاہیئے جو اس سے قبل بتائی گئی،

فصل

زیتون کو بارش کے دن مین نہ توڑنا چاہیئے اس سے درخت کو نقصان پہنچتا ہے جو زیتون کہ پہاڑ پر ہون ان کو جنوری کے مہینہ مین جھاڑنا چاہیئے بشرطیکہ پوری طرح سے پھلدار ہو گئے ہون، اس کے پختہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ دانے کے اندر جو پانی ہو وہ سرخ ہو جائے اور جو زیتون کہ نرم زمین مین لگائے گئے ہون ان کے جھاڑنے کا وقت اس وقت تک نہین آتا جب تک کہ دانہ سرخ ہو کر سیاہ نہ ہو جائے اور اچھی طرح پختہ نہ ہو جائے، جنوری کے مہینہ مین پہاڑی زیتون بالکل تیار ہو جاتا ہے اس روغن اچھی طرح آجاتا ہے بشرطیکہ کوئی آفت

نہ پہنچی ہو، اور خشک نہ ہو گیا ہو، فروری کے مہینہ مین بھی جھاڑا جا سکتا ہے،

ابن حزم رحمہ اللہ کہتے ہین کہ ضرورت کے وقت زیتون کھایا جا سکتا ہے،

لیکن دوسری چیزون کی موجودگی مین اس کا کھانا ضروری نہین ہے،

فصل

رندٹ کے بونے کا طریقہ، جس کا دوسرا نام عار اور ھمست ہے

خ مین ہے کہ اس کا مذکر تو پھلدار نہین ہوتا، لیکن مؤنث مین پھل ہوتا ہے، ظاہری رنگ سیاہ ہوتا ہے، پتیان بہت زیادہ ہوتی ہین،

ط مین ہے کہ یہ ایک ایسا درخت ہے جو پہاڑی مقامات مین ہوتا ہے شور بدبودار زمین اس کے لیے موافق نہین ہے جس مین ریت بکثرت ملگئی ہو، ط مین ہے کہ اس درخت کا منظر خوشنما ہوتا ہے اگر اس کے قریب دوسرے خوشبودار درخت یا پھول ہون تو بہت اچھا نظر آتا ہے، اس کی خاص خصوصیت یہ ہے کہ اس کی خوشبو سے زہریلے جانور بھاگتے ہین حتی کہ سانپ بھی جہان پر اس کی خوشبو پاتا ہے بھاگ جاتا ہے، لیکن اگر آگ مین یہ جلایا جائے اور اس کا دھوان پھیلے تو سانپ بہت تیزی کے ساتھ نزدیک آئے گا، اور اگر اس کی لکڑی کسی جگہ لٹکا دی جائے تو لڑکے اس سے بہت ڈرین گے، اور بھی دوسرے منافع ہین، پہاڑ کے علاوہ دوسری سخت زمینین اس کے لیے موافق ہونگی اور گرم اور نرم زمین مین یہ عمدگی سے نشو و نما

سلہ اس کے پتے لانبے ہوتے ہین پھل نہ زرد رنگ کا ہوتا ہے، پتے خوشبودار ہوتے ہین عطر مین ڈالتے ہین، "مترجم"

پاتا ہے لیکن بنجر زمین مین کبھی نہین ہوتا ہے،

ص اور خ مین ہے کہ اس کے پودے شاخون سے بنائے جاتے ہین اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ وہ جڑ سے اکھیڑلی جاتی ہین اور اس کے بعد قبر کی شکل کے گڈھے کھودکر پھیلاکر لگا دیجاتی ہین، یہ شاخین بھی ایک جگہ پر جمائی جاتی ہین اس کے بعد دوسری جگہ منتقل کیجاتی ہین، جس طرح اور درختون کی شاخین لگائی جاتی ہین،

اس کے ملوخ بھی اس طرح لگائے جاتے ہین جیسے اور دوسرے ملوخ لگائے جاتے ہین، اس کا دانہ خریف مین بویا جاتا ہے یا فروری اور مارچ مین، پودہ جب گڈھے مین منتقل کیا جائے تو اس کی گہرائی کم سے کم تین بالشت رکھنی چاہیئے، اور دوسرے درختون کے درمیان دس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، بقیہ عمل حسب ماسبق کرنا چاہیئے، کھاد اس مین مطلقاً نہ ڈالی جائے، اگر غلطی سے پڑجائے تو فوراً اس کو ہلاک کردے گی خصوصاً جب کہ اس مین سخت بدبو ہو، اس کو پانی سے سیراب کیا جائے تو کوئی حرج نہین ہے، اپنے ہمجنس کے ساتھ ترکیب دیجاتی ہے اور زیتون، بید مشک، کتم، صنو، بطم وغیرہ سے بھی ترکیب ہوتی ہے، یہ سب خوشبودار ہین، بعض لوگ کہتے ہین کہ اس کے ساتھ پستہ اور بہی بھی مرکب کیا جاتا ہے، خ نے لکھا ہے کہ سیب کے ساتھ بھی ترکیب ہوتی ہے، اگر اس کی پتی زیتون کے پھلون کے قریب کیجائے تو وہ خوشبودار ہوجاتے ہین،

فصل

خروبٹ کے بونے کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ اس کی چند قسمین ہین، ایک اندلسی کہلاتا ہے، اسکی دو
دو قسمین ہین، ایک مذکر جس مین پھل نہین ہوتا، دوسرا مؤنث جس مین پھل ہوتا
ہے، اس کا پھل چوڑا اور کچھ لانبا ہوتا ہے، دوسرے املیسی کہلاتا ہے، تیسرا شامی
کہلاتا ہے جس کے پھل چھوٹے اور گول ہوتے ہین، چوتھا خیارشنبر کہلاتا ہے،

خروب پہاڑی درختون مین سے ہے، جو خروب کہ نرم زمینون مین
لگائے جاتے ہین ان مین اور پہاڑی خروب مین بہت فرق ہوتا ہے، خروب
ان زمینون مین جنمین پتھر نہین ہوتا اور جو اچھی ہوتی ہین عمدگی سے ہوتا ہے،
اس کی شاخ تمام چھوٹی شاخون اور کوپلون کے ساتھ لگا دیجاتی ہے، جب اس
مین جڑ پیدا ہو جائے تو پھر اس کو منتقل کر دین،

اس کے تخم بھی بوئے جاتے ہین لیکن ان کو ریت اور کھاد مین مخلوط
کر کے بوتے ہین اوپر سے دو انگلی کے برابر کھاد اور مٹی ڈالتے ہین پھر
میٹھے پانی سے سیراب کرتے ہین، دو سال کے بعد جنوری یا فروری مین اوسکو
دوسری جگہ منتقل کرتے ہین، اس کا پودہ چار بالشت گہرے گڑھے مین منتقل
کیا جاتا ہے ایک دوسرے کے درمیان مین بیس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے،
بقیہ تمام عمل وہی کیا جاتا ہے جو اس سے قبل بتایا گیا ہے،

لہ یہ شام مین بکثرت ہوتا ہے اس کا پھل خیارشنبر کی طرح ہوتا ہے اس کا مزہ شیرین ہوتا ہے اور جو جنگلی ہوتا ہے اس کا پھل سیب کی
طرح ہوتا ہے لیکن بدمزہ ہوتا ہے،

اس کا ملوخ اگر لگایا جائے تو اچھا نہین ہوتا، یہ اپنے ہمجنس درختون کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، غیر جنس کے ساتھ ترکیب نہین دیجاتی ہے، اس کی ترکیب کا مفصل بیان ترکیب کے باب مین آئے گا، اس درخت کے قریب مچھر نہین جاتے طامین ہے کہ خروب بہت زیادہ مقوی ہوتا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ اس کے پھل خواہ رطب ہون یا یابس توڑ لئے جائین، ان کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر ڈالے جائین اور دانہ کے ساتھ اس کو پیس ڈالا جائے، جب آٹا ہوجائے تو تھوڑا سا گیہون یا جو کا آٹا اس کے ساتھ ملا دیا جائے، اس کے بعد اس کو گوندھکر اس مین آٹا کی خمیر تھوڑی سی ڈالکر چھوڑ دینا چاہیئے، جب خمیر تیار ہوجائے تو اسکی روٹی پکا ڈالی جائے اور روغن، چربی، یا شیرینی کے ساتھ ملا کر کھائی جائے،

ابن حزم کہتے ہین کہ خروب بوقت ضرورت غذا بن سکتا ہے،

فصل

ریحان[1] کے بونے کا طریقہ اس کا دوسرا نام آس ہے

نخ نے لکھا ہے کہ یہ بھی پہاڑی درخت ہے، اس کی دو قسمین ہین، بری اور بستانی، بستانی کی بھی بہت سی قسمین ہین، ایک ہاشمی کہلاتا ہے جس کے پتے چوڑے ہوتے ہین، دوسرا اخیار، تیسرا ہرسفی کہلاتا ہے، جنکے پتے ہاشمی سے بھی بڑے ہوتے ہین، اور ان مین نرمی اور خوشبو بھی زیادہ ہوتی ہے، ایک

[1] فارسی مین اس کو مورد کہتے ہین

قسم شرقی کہلاتی ہے جس کے پتے بہت زیادہ باریک ہوتے ہین، دوسری قسم شعری بھی ہے جسکی تین قسمین ہین ایک چوڑے پتے کا ہوتا ہے اور سیاہ رنگ کا ہوتا ہے، دوسرا آمر کہلاتا ہے جس کے پتے باریک ہوتے ہین تیسرا بھی مرہی کہلاتا ہے جس کے پتے شرقی کی طرح باریک ہوتے ہین، ان سب مین بال ہوتے ہین جو مٹی اور جون مین نکلتے ہین، بعض لوگون نے لیتانی کی ایک قسم حمیز بتائی ہے جسکو انتی بھی کہتے ہین اس کا پتا گول ہوتا ہے،

ط مین ہے کہ آس خوشبو کا بادشاہ ہے، یہ تین شکل کا ہوتا اور اسی طرح تین رنگون کا ہوتا ہے، ایک سبز رنگ کا ہوتا ہے جو عام طور سے مشہور ہے، دوسرا نیلگون ہوتا ہے، جو بالکل معدوم ہے بعض لوگ اسکو رومی کہتے ہین اسکی پتیان پتلی اور باریک ہوتی ہین تیسرا زرد رنگ کا ہوتا ہے آس کی تین جنسین ہین، ایک ریحانی جس مین خوشبو ہوتی ہے، اسی کی ایک قسم زرنب ہے، دوسری خراسانی ہے جس کے پتے بڑے چوڑے ہوتے ہین اور تیسری وہ نیلگون ہے جس کو ہمنے رومی بتایا ہے، اس کی شکلین بھی تین ہوتی ہین، ایک وہ جس کے پتے باریک ہوتے ہین، دوسرے وہ جس کے پتے چوڑے ہوتے ہین، تیسرے وہ جس کے پتے لانبے ہوتے ہین یہی ریحانی کہلاتا ہے، جو باریک پتے والے ہوتے ہین وہ کبھی لانبے ہوتے ہین اور کبھی چھوٹے ہوتے ہین،

آس تقریباً ہر قسم کی زمین مین ہوتا ہے لیکن جو سخت ترین شور زمین ہوتی ہے اس مین نہین ہوتا، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ اس کے لئے

ریتیلی زمین زیادہ موافق ہوتی ہے اور دوسری زمینین بھی کارآمد ہوتی ہین تخم
کے ملوخ اور وتد دونون لگائے جاتے ہین، اس کے بونے کا وقت شباط
(جس کو ہندی مین پھاگن کہتے ہین) سے لیکر نصف نیسان کے مہینہ تک ہی،
(نیسان کو ہندی مین چیت کہتے ہین) اس کا ملوخ اس وقت تک نہین منتقل
کیا جاتا جب تک اس مین رگین یا جڑین نہ نکل آئین، اسی بنا پر وتد کا لگانا
زیادہ اچھا ہے، اسکی کلیان خزیران (ایک رومی مہینہ ہے) مین نکلتی ہین،
نرم زمین مین سے وہ زمین اس کے لیے موافق ہوگی جس مین تھوڑی
سی پہاڑی زمین سے مشابہت ہو جیسے پتھریلی یا ریتیلی زمین، اچھی زمینون مین
بھی یہ لگایا جاتا ہے لیکن اس زمین مین اس کو آفتین بہت جلد پہنچتی ہین،
زیادہ سردی بھی نقصان پہنچاتی ہے اس سے بچنے کی تدبیر یہ ہے کہ اس کو دھوان
سے گرم رکھین، اور زیادہ گرمی بھی اذیت دیتی ہے، حتی کہ وہ جل جاتا ہے، اس
سے محفوظ رکھنے کے لیے پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے، یہ درخت ملوخ،
اوتاد اور تخم ان سب سے لگایا جاتا ہے، تمام جڑ اور مٹی کے ساتھ اس کا پودا
اکھیڑ لیا جاتا ہے اور جہان مناسب ہوتا ہے وہان لگا دیا جاتا ہے، اس کے
پھل اور اوسکی نرم شاخون کی تکبیس بھی کیجاتی ہے، شاخین استسلاف کے
طریقہ پر بھی لگائی جاتی ہین، اس کے اوتاد نصف جنوری مین لگائے جاتے ہین،
اس کا تخم ظروف مین لگایا جاتا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ نومبر کے مہینہ مین اسکے
پختہ پھل جو سیاہ ہو گئے ہون لیکر خشک کئے جائین اور مٹی کے نئے برتن مین
ایسی جگہ رکھے جائین جہان تری نہ پہنچ سکے، اس کے بعد ظروف مین بو دیئے جائین

اور اوائل جنوری سے وسط اپریل تک اس کو بو سکتے ہین جس وقت بوئین اس وقت
پہاڑ کی مٹی جس مین تھوڑی کھاد اور ریت بھی مخلوط ہو اس مین ڈال دین، تخم والے
پودے مین اس وقت تک پانی نہ ڈالین جب تک کہ وہ اُگ نہ آئے،
جب اُگ آئے تو ہر ہفتہ مین تین بار پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اور جس
وقت منتقل کیا جائے تو اس کے ساتھ مٹی بھی لیجائے، حوض کی صورت
کے گڈھون مین اگر منتقل کیا جائے تو بہت اچھا ہے لیکن کم سے کم سال
بھر کے بعد ایسا کرنا چاہیئے، ہر دو درخت کے درمیان مین تین بالشت کا فاصلہ
رکھنا چاہیئے، تین سال یا اس سے زیادہ گذرنے کے بعد پھر منتقل کیا جائے
اور مٹی کی بندش بھی ساتھ لیجائے، اور جہان مناسب ہو وہان لگا دینا چاہیئے
ابتدائے فروری سے وسط مارچ تک اسکو گڈھے مین منتقل کرسکتے ہین بعض
نصف فروری سے نصف اپریل تک کی مدت بتاتے ہین، اور بعض نومبر کا
مہینہ بتاتے ہین، خ کا قول ہے کہ جنوری مین خاص طور پہ منتقل کرنا چاہیئے
اس کے درخت ایک دوسرے سے قریب ہون تو زیادہ اچھا ہے کیونکہ
اس کی شاخین زیادہ پھوٹتی ہین اگر قریب رہین گے تو خوشنما نظر آئین گے بقیہ
تدابیر عمل وہی اختیار کئے جائین جو مذکورہ بالا درختون کے لیے بتائے گئے ہین
آس مین پانی بہت ہوتا ہے، اس کا پھول فوراً نہین توڑنا چاہیئے بلکہ کچھ
دن چھوڑ دیا دینا چاہیئے، تاکہ درخت کی خوبصورتی باقی رہے، درخت کو لگانے
وقت ہاتھ سے زیادہ نہ چھونا چاہیئے ورنہ اس سے وہ خراب ہو جائے گا،
اور جلدی تیار نہ ہوگا،

طرین ہے کہ آس کے لیے کوئی زیادہ خدمت اور محنت کی ضرورت
نہین ہے، صرف یہ ہونا چاہیئے کہ زمین گھاس وغیرہ سے بالکل صاف اور
پاک ہونی چاہیئے، یہ مختلطات نباتات کے نشو ونما مین نقصان پہنچاتے
ہین، آس کے پھل کو حب الآس کہتے ہین، اس سے غذائین بنتی ہین، اس کی
صورت یہ ہے کہ جب یہ پختہ ہوکر سیاہ ہو جائے تو اس کو دھوپ مین سوکھائین
اس کے بعد لکڑی سے کچلکر دوبارہ دھوپ مین ڈالدین اور دن بھر سوکھنے
دین، پھر اس کو چکی مین پیس ڈالین اور روٹی پکائین، اسکی روٹیان بہت اچھی ہونگی
دوسری صورت یہ ہے کہ سوکھنے سے قبل اس کو پانی مین ابال ڈالین، ابالنے
کے بعد اس کا پانی نچوڑکر پھینک دین، پھر میٹھا پانی ڈالکر ابالین اور پانی نکالکر
پھینک دین اس کے بعد دھوپ مین سوکھنے کے لیے ڈالین، جب اچھی
طرح خشک ہو جائے تو پیس کر آٹا بنالین، اور گیہون کا آٹا ملاکر گوندھین،
اس کے بعد تھوڑی دیر کے لیے خمیر اٹھنے کے لیے چھوڑ دین، جب خمیر تیار
ہو جائے تو اس کی روٹی پکا ڈالین، یہ بہت عمدہ غذا ہے جو بدن مین طاقت
پیدا کرتی ہے اس کو روغن، گھی، گوشت اور میٹھے سے کھا سکتے ہین،

اس کے خواص مین یہ ہے کہ اس کا تخم جب تلخ زمین مین ڈالا جائے
تو اسکی تلخی کو کم کر دیتا ہے، لیکن اس کی شاخین اور جڑ بسا اوقات زمین کو خراب
کر دیتی ہین، انسان کے بال کے لیے یہ سب سے زیادہ مفید ہے اس کی
مختلف صورتین ہین مثلاً جو رطب ہون ان کو پیس کر بالون مین لگائین، یا
اُن کو خشک کر کے پیس ڈالین پھر روغن کے ساتھ تر کر کے لگائین اس سے

بال خوشنما اور سیاہ ہون گے بڑھین سگے اور آفات سے محفوظ رہین گے، کیونکہ
یہ چیز تمام ان مادون کو زائل کر دیتی ہے جن سے بال کو نقصان پہنچتا ہے،
اگر پتی پیسکر اور اسکی لکڑی کو جلا کر دونون سادی مقدار مین ملائین اور بال مین
لگائین تو اس سے بال بہت بڑھین سگے اور اگر روغن کے ساتھ لگائین تو اور
زیادہ اچھا ہو، اور اسکا روغن بھی بنایا جاتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ تر و تازہ
پتیان لیجائین اور ان کو اچھی طرح کوٹ کر عرق نچوڑ لیا جائے پھر اس مین سے
رُبع رطل عرق لیا جائے اور ایک رطل زیتون کا تیل اور دس درہم کے برابر
آملہ کا تیل اس مین ملا دیا جائے، پھر سب کو ملا کر کوئلہ کی آگ پر رکھدین
جس مین شعلہ نہ اٹھتا ہو، اس طرح وہ تیار ہو جائے گا اور تمام میل چھٹ جائیگا
اس کے استعمال کرنے سے بال سیاہ اور مضبوط ہون گے بڑے اور سخت
ہونگے اس کا پانی سرمہ مین ڈالکر اگر کرنجی آنکھ ڈالا بار بار لگائے تو اسکی آنکھین
سرگمین ہو جائین گی، اس کے پھل کا پانی بچھو یا کسی اور زہریلے کیڑے کی
کاٹ کے لیے مفید ہے اس کو دوسرے پانی مین ملا کر پلا دینا چاہیئے،
پہاڑی آس کو نہ کسی گھر مین لگانا چاہیے اور نہ باغ مین اس سے دونون
خراب ہو جاتے ہین،

فصل

حناء کے بوٹیکا طریقہ بعض لوگ قطلب بھی کہتے ہین،
اسکا پھل حنہ احمر کہلاتا ہے، اور ایک قوم اوس کو قابل امہ کہتی ہے

یہ بھی پہاڑی درخت ہے اسکی پتیان نہین گرتین، ط ۤین ہے کہ یہ بستانی
درخت ہے یہ نرم زمینون مین بھی لگایا جاتا ہے بشرطیکہ پہاڑی زمین سے کچھ
مشابہ ہو جو خود بھی اگا سکے، پست اور نیچی زمین مین بھی اگر لگایا جائے تو بڑھتا
ہے اور سرسبز و شاداب ہوتا ہے،

ص ۤ نے لکھا ہے کہ اس کا تخم بویا جاتا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ سب سے
پہلے مٹی کے ظروف مین پہاڑی مٹی ڈالکر بوئین اس کے بعد جب ایک سال
گذر جائے تو اس کو حوضون مین منتقل کر دین، تاکہ وہ نشو و نما پاتا رہے، دو
سال کے بعد اس مقام پر لے جائین جہان اس کے لیے گڈھا تیار کیا گیا ہو اور
اسی کے ساتھ تھوڑی سی مٹی بھی لے جائین، پہاڑ مین جو نئے پودے ہون اونکو
اکھاڑ کر باغون مین منتقل کر سکتے ہین، اسکی تدبیر یہ ہے کہ زمین سے پودے مٹی
سمیت اکھیڑ لیے جائین اور جڑون اور رگون کو محفوظ کرنے کے بعد گڈھون مین
لیجائین جنکی گہرائی کم سے کم چار بالشت ہو اور پودون کے چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیے
اس کی زراعت جنوری کے مہینہ مین شروع ہوتی ہے، پانی سے اس کو اس وقت
تک سیراب کرتے رہنا چاہیے جب تک کہ اچھی طرح یہ مضبوط نہ ہو جائے، بلکہ
یہ طرز عمل ہر درخت کے ساتھ رکھنا چاہیے،

پہاڑی درختون کے منتقل کرنے کا سب سے اچھا وقت موسم خریف ہے ع ۤنا
اگر اچھی طرح پانی سے سیراب نہ کیا جا سکے تو کوئی ہرج نہین ہے کیونکہ یہ پہاڑی
درخت ہے، اس درخت کی تکبیس نہین ہوتی ہے، نہ اس کے ملوخ اور اوتاد
لگائے جاتے ہین، اس کے پودے اور تخم اسی طرح لگائے جاتے ہین جسطرح

کو ضرد، کتم، بطم، اور ریحان، وغیرہ لگائے جاتے ہین،

فصل

قسطل کے لگانے کا طریقہ اسکو شاہ بلوط[۱] اور قسطون بھی کہتے ہین،

خ کا قول ہے کہ اسکی چند قسمین ہین ایک املیسی کہلاتا ہے دوسرا برجی کہلاتا ہے جو اس سے چھوٹا ہوتا ہے اس کے اوپر کا چھلکا باریک ہوتا ہے آگ دکھانے سے فوراً نکل جاتا ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین لکھا ہو کہ شاہ بلوط ایسی پتلی زمینون مین لگایا جاتا ہے جس مین کچھ بلندی بھی ہو اگر نرم زمین کے سوا کوئی دوسری زمین نہ ملے تو بہتر یہ ہے کہ ریتیلی زمین مین یا اس زمین مین جو کسی نہر کے کنارہ واقع ہو لگانا چاہیئے کیونکہ یہ ٹھنڈی ہوا کو مرغوب رکھتا ہے اسی بنا پر اس جگہ پر زیادہ شاداب ہوتا ہے، جہان پر شمالی ہوا بکثرت چلتی ہے اس کے وہی پودے لگائے جاتے ہین جنمین جڑ یا رگین نکل آئی ہون اور اس کے تخم بھی لگائے جاتے ہین، اس کے لگانے کا موسم وسط خریف سے وسط ربیع تک اس کے پودے اسی طرح لگائے جاتے ہین جیسے زیتون کے متعلق لکھا گیا ہے، وہ شاخین درختون سے کاٹ لیجاتی ہین جن مین اور دوسری شاخین نکل آئی ہون،

بعض لوگون کی رائے یہ ہے کہ خود وہ پھل جو چھلکون کے درمیان مین ہوتا ہے اگر لگایا جائے تو دوسری چیزون سے اچھا ہوگا، اس کے گڈھے

[۱] شاہ بلوط کو ہندی مین سیکٹ بھی کہتے ہین۔

کی گہرائی بارہ انگل رکھنی چاہیئے، اور اس کا سفلی حصہ اوپر اور علوی حصہ نیچے رکھنا چاہیئے، اس کی زراعت کا وقت جیسا کہ گذرا وسط خریف سے وسط ربیع تک ہے،

دیمقراطیس کہتا ہے کہ شاہ بلوط کے پھل اور اسکی شاخین دونون لگائے جاتے ہین، اس کا پودا چند سال کے بعد منتقل کیا جاتا ہے اس کے لگانے کا وقت وہ ہے جبکہ رات اور دن دونون برابر برابر ہون قسطوس بن اشل کا قول ہے کہ شاہ بلوط کے لیے وہ زمین بہتر ہے جو مرتفع اور بارد ہوا اس کی شاخین اور اس کے تخم دونون بوئے جاتے ہین، اگر شاخین لگائی جائین تو ان کو دو سال تک چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ نشو و نما پاتی رہین، اور اگر تخم بوئے جائین تو اس حصہ کو جو تیز اور باریک ہے گڈھے مین رکھین اور اعلیٰ کو آسمان کی طرف رکھین، جیسے اخروٹ اور بادام کے بیج لگائے جاتے ہین،

ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ قسطوس نے پہلے قول مین دیگر فلاحین کی مخالفت کی ہے یعنی اس کی یہ رائے کہ یہ اس طرح لگایا جائے جیسے اخروٹ اور بادام لگائے جاتے ہین دوسرے لوگون کے خلاف ہے قسطل ایک پہاڑی درخت ہے، یہ خود بخود ان پہاڑون پر اگتا ہے جن مین پانی کی رطوبت ہوتی ہے، سرد ممالک مین جہان پہاڑی مقامات ہین اور ہوائین تیزی سے چلتی ہین وہان یہ کثرت سے پھلتا ہے، اگر یہ زمین پتھریلی ہو تو بھی کوئی ہرج نہین ہے لیکن گرم ممالک مین اچھا نہین ہوتا ہے،

طامین ہے کہ خود رو درخت ہے جو پہاڑی اور پتھریلی زمین مین اچھی طرح

پھلتا ہے، سخت اور سرخ زمین مین بھی یہ اگتا ہے، لیکن سفید زمین سے اسکو طبعاً تنفر ہے، اس کے پھل اور اس کی شاخین بھی لگائی جاتی ہین، لیکن پودے زیادہ اچھے ہوتے ہین، یہ پہاڑ سے باغون مین اس وقت منتقل کئے جاتے ہین جب کہ یہ بالکل نئے ہوتے ہین، ان کے ساتھ پہاڑی مٹی بھی لائی جاتی ہے، یہ نومبر مین منتقل کئے جاتے ہین، ان کے گڈھے چار بالشت عمیق رکھے جاتے ہین قبل اس کے کہ پودا اندر رکھا جائے، چند کنکریان یا تھوڑی ریت گڈھے کے اندر ڈالدین اور اس مین پہاڑی مٹی بھی مخلوط کردین، اس کے پھل جب اچھی طرح پک جاتے ہین تو مٹی کے نئے ظروف مین رکھدیئے جاتے ہین اور ظروف مین ریت ملی ہوئی پہاڑی مٹی ڈالتے ہین تاکہ فطرتی زمین اوس کو حاصل ہو جائے، جنوری یا نومبر مین یہ ترکیب کرتے ہین خصوصاً جبکہ چاند کی رفتار ترقی پر ہو، پھل کا باریک حصہ نیچے کی طرف رکھین، لیکن بعض اوپر کی طرف رکھنے کو اچھا خیال کرتے ہین، ایک سال کے بعد یہ حوض منتقل کردیئے جائین، تاکہ نشو و نما پائے، وہان سے دو سال کے بعد اس جگہ پر لے جائین جو اس کے لیے زیادہ مناسب ہے اور اس کو مارچ مین منتقل کرین، دو درختون کے درمیان مین بیس ہاتھ کا فاصلہ رکھین بلکہ اس سے زیادہ بھی رکھ سکتے ہین کیونکہ یہ درخت بہت بڑے بڑے ہوتے ہین، ط مین یہ بھی ہے کہ اسکی زراعت کے وہی طریقے ہین جو اخروٹ اور بادام کے ہین،

خ نے لکھا ہے کہ اس درخت کو پانی سے ابتدار سے اس وقت تک جب تک کہ پھل تیار نہ ہو جائین، سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اور اگر شب و روز اوس مین

پانی پہنچا رہے تو اس کے دانے بہت بڑے ہونگے اور اس مین مغز زیادہ ہوگا،
یہ بھی لکھا ہے کہ اگر ایسی صورت ہو کہ پانی سے سیراب نہ کیا جا سکے تو بھی کوئی ہرج
نہین ہے کیونکہ یہ پہاڑی درخت ہے، یہ درخت جب چھوٹا ہوتا ہے تو اس وقت
اس کے ہجنسون سے اسکی ترکیب دیجاتی ہے، لیکن جب بڑے ہوجاتے ہین
تو ترکیب نہین ہوتی ہے، اس کا پھل یا اسکی گٹھلی پانی مین ترکر کے کھائی جائے
تو یہ نہایت عمدہ غذا ہوگی جس سے اچھی خلط تیار ہوگی، جو پھل ٹھنڈے پانی مین
رکھا گیا ہو وہ شہد سے کھایا جائے اور جو گرم پانی مین ابالا گیا ہو اس کو شکر کے ساتھ
کھائین، انوخا مین ہے کہ اگر تم شاہ بلوط کی روٹی پکانا چاہو تو اس کی ترکیب یہ ہے
کہ اس کو توڑ کر دھوپ مین دن بھر ڈالدو اور اس کے ساتھ تھوڑے چنے ملادو، اور
دونون کو پیس ڈالو، پھر خمیر ڈالکر روٹی پکالو، نہایت عمدہ روٹی تیار ہوگی بعض
نے یہ لکھا ہے کہ شاہ بلوط کی روٹی بلوط ہی طرح ہوتی ہے، ابن حزم نے لکھا ہے
کہ قسطل (شاہ بلوط) بھی ایک غذا ہے،

فصل

بلوط کے لگانے کا طریقہ

اس کی چند قسمین ہین ایک کا پھل ذرا لانبا ہوتا ہے اور ایک کا اس سے
کچھ کم ہوتا ہے ایک شیرین ہوتا ہے اور دوسرا کڑوا ہوتا ہے، یہ درخت بھی
پہاڑی ہوتا ہے، چراگاہ یا نہر کے کنارے زیادہ نہین ہوتا ہے، ابن حجاج
رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ دیمقراطیس کا قول ہے کہ بلوط پھاگن مین لگایا جاتا ہے

اور اس کے لیے مضبوط اور ٹھنڈی نیز روغن دار اور قوی زمین کی ضرورت ہے
گائے کا گوبر مٹی مین ملا کر بطور کھاد کے ڈالا جاتا ہے،

انون کہتا ہے کہ بلوط کے لیے وہ زمین زیادہ مناسب ہے جو بہت
سخت ہو اور جس مین رطوبت مطلقاً نہ ہو جیسے پہاڑی یا ریتیلی زمین یا سرخ مٹی
وغیرہ بارش کے پانی کا اثر جہان غائب ہوا ہین وہ لوہے کی طرح سخت ہوگئی،
اس درخت کے اچھے اقسام باغون مین بھی لگائے جاتے ہین، موسم گرما مین یہ
سیراب کئے جاتے ہین اور ان مین گائے کے گوبر کی کھاد ڈالی جاتی ہے، کھاد
ڈالنے سے پھل اچھا اور شیرین ہوتا ہے،

مرغوطیس کا قول ہے کہ بعض لوگ بلوط کا تخم نہین بوتے بلکہ پہاڑ سے
ان کے درختون کو منتقل کر لیتے ہین اور اس طریقہ پر ان کے اچھے قسم کے
درختون کو بڑھاتے رہتے ہین، یہ صورت سب سے سہل ہے، بلوط پہاڑی درختون
مین ہے، یہ پہاڑی یا سخت پتھریلی زمین مین خودرو ہوتا ہے، لیکن ان زمینون کے
علاوہ یہ اس نرم زمین بھی بھی ہوتا ہے جو پہاڑی زمین کے مشابہ ہوتی ہے،
اس کی شاخ لگائی جاتی ہے اور اس کے پھل جب بالکل تیار ہو جاتے ہین
تو کسی ظرف مین الٹ کر رکھدیے جاتے ہین اور اس کا چھلکا آہستہ سے نکال
ڈالتے ہین، اس کا پودا بھی اور دوسرے درختون کی طرح منتقل کیا جاتا ہے.
یہ درخت اگر پانی سے سیراب کیا جائے تو کوئی ہرج نہین ہے،

طامین ہے کہ انوخا علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص بلوط کی روٹی پکانا چاہے
اس کو سب سے پہلے یہ کرنا چاہیئے کہ پھلون کو ٹھیک اس وقت توڑے جبکہ وہ

معتدل طریقہ پر تیار ہو گئے ہون یعنی نہ تو ان کو درخت مین خشک ہونے کے لیے چھوڑے اور نہ قبل تیاری کے توڑے ، اس کے بعد اس کا چھلکا ہاتھ یا کسی اور چیز سے کچلکر نکال دے بلوط کا پھل قابض (کسیلا) ہوتا ہی اگر کوئی شخص کھائے اور اس مین قبض موجود ہون اس کو سخت نقصان پہنچے گا، اس کے اصلاح کی ترکیب یہ ہے کہ پھلون کو پانی مین پکا ڈالین، اس طریقہ پر کہ ان کو مسلسل چوبیس گھنٹہ بار بار پانی مین پکائین، اور پانی مین نمک کے سوا کوئی اور چیز نہ ڈالین، اس کے بعد پانی پھر بدل دین اور چھ گھنٹہ تک ہلکی آگ پر رکھین، تیسری مرتبہ پھر پانی بدلدین اور اسی طرح انکو پکائین پھر چکھین، اگر قبض کے اثرات چلے گئے ہون تو خیر ورنہ پھر چوتھی مرتبہ پانی بدل ڈالین اور چار گھنٹہ تک آگ پر رکھین، اس کے بعد پھر ضرورت نہ پڑے گی، جب یہ تدبیر ختم ہو جائے تو ان کو کھلے مقام پر ڈالدینا چاہیئے تاکہ ہوا سے خشک ہو جائین خشک ہونے کے بعد شاہ بلوط کے پھل لین اور اس کا چھلکا چھیل ڈالین پھر ان کو کچلکر بلوط کے پھل کے ساتھ مخلوط کر دین (نصف بلوط یا ثلث شاہ بلوط یہ دونون قبض کی دافع ہین پھر ان دونون کو پیس ڈالین اور گیہون کے آٹے کی خمیر ڈالکر روٹی پکا ڈالین، نہایت عمدہ غذا ہو گی،

فصل

جو بلوط کہ سفید ہوتا ہے وہ بہت زیادہ شیرین ہوتا ہے بشرطیکہ نہ تو زیادہ تر و تازہ ہو اور نہ بہت ہی خشک اور پرانا ہو، پانی مین پکانے سے یہ بہت درست ہو جاتا ہے، بلکہ اس قسم کی غذا بہت ہاضم ہوتی ہے اس کے مضر اثرات کے

دفعیہ کی صورت یہ ہے کہ چھلکا الگ کر کے پانی مین اچھی طرح ابال ڈالین، اسکے بعد کھالین،

رازی کا قول ہے کہ بلوط کی روٹیان وہی شخص کھا سکتا ہے جو عادی ہو، اور جو اس کا عادی نہ ہوگا وہ اس وقت تک اس کے مضر اثرات سے نہین محفوظ رہ سکتا جبتک کہ کوئی چکنی یا میٹھی چیز یا میٹھا شربت کثرت سے نہ استعمال کرے، اور یہ بھی لکھا ہے کہ مین نے بلوط کے متعلق تجربہ کیا ہے، اس کا جوہر غلیظ، یابس اور مائل بہ برودت ہوتا ہے، دل کو نقصان پہنچاتا ہے اور اس مین خرابیان ڈالتا ہے، ابن حزم کا قول ہے کہ وقتِ ضرورت بلوط بھی بطور غذا کے استعمال کیا جا سکتا ہے،

فصل

کمثری (امرود) کے لگانیکے طریقے، عوام الناس اسکو اجاص بھی کہتے ہین،

خ نے لکھا ہے کہ اس کی دو قسمین ہین، جبلی اور بستانی، اسکی بھی چند قسمین ہین، سکری، ذکری، قرعی، سراجی وغیرہ، ق مین ہے کہ بعض امرود تو میٹھے ہوتے ہین اور بعض تلخ ہوتے ہین، بعض مین پانی زیادہ ہوتا ہے اور بعض مین پانی کم ہوتا ہے، بعض بڑے ہوتے ہین اور بعض متوسط درجے کے ہوتے ہین، اور بعض بالکل چھوٹے ہوتے ہین،

ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کا قول ہے کہ یہ درخت

عام طور سے بارد زمین کو چاہتا ہے جس مین پانی بکثرت ہو اور جو سر سبز بھی ہو، اس کی شاخین درخت سے کاٹ کر لگائی جاتی ہین اور ان کے پودے بھی منتقل کر کے لگائے جاتے ہین، نیز ان کے اوتاد اور تخم بھی لگائے جاتے ہین،

یونیوس کی یہ بھی رائے ہے کہ ان سب سے اچھی ترکیب یہ ہے کہ اسکو دوسرے درختون سے ملا دیا جائے، جنگلون سے اس کے درخت منتقل کیے جائین اور دوسری جگہ یہ لگا دیئے جائین، جب کچھ نشو و نما پا جائین تو ان کو ان کے ہمجنس درختون سے ملا دینا چاہیئے،

قرد راطیقوس کا قول ہے کہ اگر امرود کے لیے ایسی زمین ہو جس کو سیراب کرنے کی ضرورت نہ پڑے یعنی جو بارش کے پانی سے سیراب ہو چکی ہو تو اسکو ابتدائی موسم خریف مین لگانا چاہیئے اور اگر سیراب ہونے والی زمین ہو تو شباط یعنی پھاگن کے آٹھ دن کے بعد لگانا چاہیئے، یہ درخت بارد اور مرطوب مقامات کو چاہتا ہے، سخت زمین مین انکی نشو و نما مشکل ہے، بعض کا قول ہی کہ امرود کے لیے بارد مرتفع زمین اور ریتیلی زمین دونون نفع بخش ہین، لیکن خشک گرم، اور سیاہ زمین موافق نہین ہے، اسی طرح خندقون مین بھی نہین ہوتا،

دیمقراطیس نے بیان کیا ہے کہ جس گڈھے مین یہ درخت لگایا جائے اسکو کنکر اور پتھر سے صاف کر دینا چاہیئے، لگانے کے بعد اوپر سے چور کی ہوئی مٹی ڈالدینی چاہیئے اور پھر پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اسکی وہ شاخین جو جڑ کے قریب ہوتی ہین اور ان مین دوسری چھوٹی شاخین نکل آتی ہین، درختون سے لیجاتی ہین، ان کی تکبیس ہوتی ہے اور پھر اس کے تخم بھی لگائے جاتے ہین

نیز اس کے اوتاد جنکا طول کم سے کم تین بالشت ہو اور اسی طرح اس کے ملوخ
بھی لگائے جاتے ہین' ان زمینون مین جو پانی سے سیراب کیجاتی ہین' یہ جنوری اور
فروری مین لگایا جاتا ہے، اس طرح ان مین جو مرطوب ہوتی ہین' اس درخت
کو جہان تک ہوسکے برابر سیراب کرتے رہنا چاہیئے' اگر یہ ممکن ہو کہ اس کو برابر
سیراب کیا جائے تو بہت اچھا ہے، اس کے تخم سب سے پہلے ظروف مین بوئے
جاتے ہین' لیکن یہ اسکی زراعت کا سب سے کمزور ذریعہ ہے، اس کا پودا
جس گڈھے مین منتقل کیا جائے' کم سے کم چار بالشت گہرا ہو یا اتنا ہو جتنا کہ پودے
کا طول ہو' بہرحال گڈھے مین رطوبت ضروری ہونی چاہیئے' جب پودا لگا چکین'
تو اوپر سے مٹی ڈالدین، بستانی امرود اکتوبر سے جنوری تک لگایا جاتا ہے
اور بری امرود خریف مین لگایا جاتا ہے، بستانی کے متعلق یہ تجربہ بیان کیا جاتا ہے
کہ اگر اس کا پودا اوائل فروری سے اوائل اپریل تک منتقل کرکے لگایا جائے
تو وہ بہت اچھا اور عمدہ ہوتا ہے اور نشو ونما بھی جلد پاتا ہے،

غ نے لکھا ہے کہ جو امرود کہ چاند کی تیسری تاریخ کے بعد لگائے جائین'
وہ تین سال کے بعد پھلدار ہون گے اور جو پانچ دن کے بعد لگائے جائین'
وہ پانچ سال مین پوری طرح تیار ہون گے' اور اگر دس تاریخ کے بعد لگائین تو
دس برس کے بعد اور بیس کے بعد لگائین تو بیس برس کے بعد اور اس طرح
اگر آخری تاریخون مین لگائین تو تیس برس کے بعد وہ ثمر آور ہون گے، اس لیے
اس کا اچھی طرح خیال رکھنا چاہیئے کہ تیسری تاریخ کے بعد لگا دیئے جائین'
ورنہ جس قدر تاخیر کرین گے اسی قدر دیر مین بارآور ہوگا،

بعض نے لکھا ہے کہ امرود دیر مین تیار ہوتا ہے اور اس طرح دیر مین
دوسرے درختون سے مرکب ہے، بری اپنی ہر جنس کے ساتھ ترکیب پاتا ہے
وہ منتقل شدہ پودون اور تخمی درختون کے ساتھ جلد ترکیب دیا جاتا ہے، سفرجل
اور سیب سے بھی ان کی ترکیب ہوتی ہے، اگر اسکی کوئی شاخ کاٹ ڈالی جائے
اور پھر اس کو کسی امرود ہی کے درخت کے ساتھ ترکیب دیجائے تو بہت اچھا ہوگا
کیونکہ اس سے ترکیب باطل نہ ہوگی، امرود کے درخت کو ہمیشہ پانی سے سیراب
کرتے رہنا چاہیئے اور پھر اُسپر کھاد ڈالنی چاہیئے، اس مین تھوڑی سی بھی کوتاہی
نقصان دہ ہے کیونکہ پہاڑی درخت اسی وقت زیادہ بڑھتے ہین، جبکہ ان کی
کھال نرم اور چکنی رہے لیکن اگر خشک ہوگئی تو یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ وہ اچھے
نہین ہوتے،

طا مین ہے کہ امرود، ان درختون مین سے ہے جو ترکیب کو جلد قبول کر لیتے ہین
اور جب جب وہ ترکیب دیا جائے اچھی طرح پھلے گا، امرود کی روٹیان
بھی پکائی جاتی ہین، اسکی ترکیب یہ ہے کہ کچھ خام اور کچھ پختہ پھل لیے جائین اور
چھری سے کاٹ ڈالے جائین، پھر ان کو دھوپ مین سوکھنے دیا جائے لیکن
چھلکا اور بیج نکالدیا جائے، اس کے بعد بیج سمیت یا اس کے بغیر پیس ڈالا جائے
اس کو نہ ابالنے کی ضرورت ہے اور نہ پانی سے صاف کرنے کی ضرورت ہے،
آٹے کو گرم پانی سے جس مین تل کا تیل مخلوط ہو گوندھنا چاہیئے اور اس مین تھوڑی
سی خمیر ملا کر چھوڑ دینا چاہیئے تاکہ اس کی خمیر اچھی طرح تیار ہو جائے اس کے بعد
تھوڑا سا گیہون یا جو کا آٹا ملا کر روٹی پکا ڈالنا چاہیئے اور بطور غذا کے استعمال کرنا چاہیئے

فصل

عناب اور نبقؔ کے لگانیکا طریقہ اسکا دوسرا نام زفرف بھی ہے

ط مین ہے کہ عناب اور نبق (یعنی بیر) دونون دو درخت ہین، خ نے لکھا ہے کہ نبق کی چند قسمین ہین، ایک وہ جنمین پھل بڑے بڑے ہوتے ہین اور سرخ رنگ کے ہوتے ہین، دوسرے وہ جنمین آہل (؎ بیر) کے برابر پھل ہوتے ہین، تیسرے وہ جو اس سے بھی چھوٹے پھل والے ہوتے ہین،

ط مین ہے کہ نبق کی چند قسمین ہین، ایک وہ جنکے پھل سرخ اور بڑے ہوتے ہین، دوسرے وہ جو ذرا مستطیل ہوتے ہین، اور جسمین مٹھاس بھی زیادہ ہوتی ہے، نبق بری اور بستانی دونون ہوتا ہے، پہاڑون پر خود بخود بھی اُگ آتا ہے، میدان اور سخت زمینون مین بھی ہوتا ہے، اس مین کانٹے بھی ہوتے ہین، عمر اسکی زیتون کے برابر ہوتی ہے، پہاڑی اور سخت زمین کو پسند کرتا ہے، اسکی جڑ زمین کے اندر پانی کے تہ تک پہنچتی ہے بلکہ اس سے بھی آگے متجاوز ہوجاتی ہے، بستانی درخت مین زیادہ کھاد ڈالنے کی ضرورت نہین ہے اور اگر بکری کی مینگنیان اور کبوتر کی بیٹ ڈالدیجائے تو اس کے لیے نفع بخش ہوگا اور نشو ونما پائے گا، اسکی جڑ لگائی جاتی ہے اور نئی مٹی ڈالی جاتی ہے، پھر پانی سے سیراب کیجاتی ہے، بعض نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ بیر کے درخت کو جس شخص نے کاٹا وہ تھوڑے ہی دنون بعد دنیا سے رخصت ہوگیا،

ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ سانوس کا قول ہے کہ عناب کی شاخین بھی لگائی جاتی ہین، اور یہ درخت مرطوب اور تر زمین کو پسند کرتا ہے، دمیقراطیس

؎ عمدہ دو مین بیر کہتے ہین،

کہتا ہے کہ عناب کی وہ شاخ لینی چاہیئے جو پھلون سے لدی ہوئی ہو ایسی شاخ
جلد زمین کو پکڑ لے گی، بعض کا قول ہے کہ عناب کی گٹھلیان نہین بوئی جاتی ہین،
کیونکہ اس طرح جو درخت لگایا جائے گا اس کے پھل اچھے نہین ہوتے ہین، کیونکہ
گٹھلی بڑی ہوتی ہے اور گودا کم ہوتا ہے، سب سے بہتر یہی ہے کہ ایک اچھے درخت
کی شاخ لگائی جائے تو ہر سال وہ ثمر آور ہو گی، جمعرات کے دن جب قمر انحطاط
مین ہو تو اس کو ایک ایسے گڈھے مین لگانا چاہیئے جو تین بالشت گہرا ہو اور
بغیر کھاد ملائے ہوئے اس مین مٹی ڈالدینا چاہیئے اور ہر آٹھوین دن پانی سے
سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اس کے لگانے کا وقت اوائل نومبر سے اوائل مارچ
تک ہے، بعض کی رائے ہے کہ اسکی گٹھلیان ستمبر یا جنوری کے مہینہ مین
ظروف کے اندر بوئی جائین اور اس سے قبل ان کو شق کر ڈالنا چاہیئے، بونے
کے بعد اوپر سے دو یا تین انگل مٹی بھر دین اور اس وقت تک پانی سے سیراب
کرتے رہین جبتک کہ وہ اُگ نہ آئے، دو سال کے بعد اوس کو منتقل کرنا چاہیئے
بعض یہ کہتے ہین کہ اوسکی شاخ اور اس کے پودے اور نیز اسکی گٹھلیان، جنوری
فروری اور مارچ مین بوئی جائین اور وند صرف مارچ اور مئی مین لگایا جائے ،
ہر دو پودون کے درمیان مین پندرہ سے بیس ہاتھ تک کا فاصلہ رہنا چاہیئے،
یہ نہ تو اپنے ہمجنس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور نہ غیر جنس کے ساتھ اسی طرح اسین
کسی دوسری چیز کی ترکیب نہین ہو سکتی کیونکہ اس مین ترکیب کا مادہ ہی کم ہوتا ہے
موسم خزان مین سب سے پہلے اس درخت کی پتیان جھڑتی ہین اور بڑھنے اور نشو
ونما پانے مین سب سے آخری درخت ہے، پانی کی کثرت اس کے لیے مضر

نہین ہے اور نہ اس کی قلت نقصان دہ ہے کیونکہ یہ بھی پہاڑی ہوتا ہے بعض لوگون نے یہ بھی کہا ہے کہ سخت یا پتھریلی زمین بھی اس کے لیے موافق ہوتی ہے، سرو کے لگانے کا بھی یہی طریقہ ہے جو عناب کا ہے،

فصل

پستہ کے لگانے کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ یہ بھی دو قسم کا ہوتا ہے ایک باریک اور ایک بڑا لیکن دونون کے لگانے کا طریقہ ایک ہی ہے، ان مین ایک مذکر اور ایک مؤنث ہوتا ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ یونیوس نے اس کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ پستہ کے پھل جو بلا چھیلے ہوئے ہون لیے جائین یعنی اس کا چھلکا آفات سے محفوظ ہو اس کی زراعت اس طرح ہوتی ہے جس طرح اور دوسرے خشک میوہ جات کی ہوتی ہے اور انھین اوقات مین ہوتی ہے جن مین وہ لگائے جاتے ہین، قسطوس کا قول ہے کہ پستہ کا بڑا دانہ لیا جائے اور باریک دھنی ہوئی روئی مین لپیٹ کر گڈھے مین رکھین تا کہ وہ کیڑون سے محفوظ رہے اور جو حصہ کھلا ہو وہ آسمان کی طرف کر دین،

سادھمس کا قول ہے کہ اگر اخروٹ اور بادام پستہ کے ساتھ بوئے جائین تو وہ ان کو پسند کرے گا اس لیے پستہ اور اخروٹ کو ایک ہی جگہ پر بونا چاہیے انتولوس کا قول ہے کہ جب پستہ بویا جائے تو اس کے دانہ کو روئی مین لپیٹ دین تا کہ حشرات الارض سے محفوظ رہے، کیونکہ یہ سختی کی وجہ سے بعض جگہ پر پھوٹ جاتا ہے

اور گودا نمایان ہوجاتا ہے جب اس کو ردی یا اون مین لپیٹ دین گے تو کیڑون سے محفوظ ہوجائے گا، سرخ زمین جو پہاڑی ہو پستہ کے لیے موافق ہے، موسال کا قول ہے کہ اگر پستہ خشک مقام مین بویا جائے اور زیادہ اچھی طرح نہ پھلے تو بھی اس کا ذائقہ اچھا ہوگا، ریتیلی اور غیر ریتیلی دونون زمینون مین یہ عمدہ اور بکثرت ہوگا، ط مین ہے کہ فستق پستہ بندق سے اس بات مین تشابہ رکھتا ہے کہ جس طرح اس کی زمین پہاڑی اور سخت ہوتی ہے اسی طرح اسکی بھی، یہان تک کہ جب پودہ اکھاڑتے ہین تو اس کی جڑون کے ساتھ پتھر بھی چلے آتے ہین اور بعض لوگون نے اس کو اپنے باغ مین لگایا چنانچہ وہ اچھی طرح پھلے،

پستہ کی زراعت دانون سے بھی ہوتی ہے اور جڑون کو شاخ سمیت منتقل کرکے بھی لگاتے ہین، لیکن منتقل کرکے لگانے کی ترکیب بہت اچھی ہے اور چونکہ دانون مین چھلکا ہوتا ہے اُگنے مین تاخیر ہوتی ہے، پستہ، اخروٹ اور بادام تینون دیر سے بارآور ہوتے ہین، پستہ کی زراعت اور اس کے پودے لگانے کا وقت اوائل آذار سے اوائل نیسان یعنی چیت تک ہے، اسی کی طرح بندق کی زراعت بھی ہے، اس کا درخت دوسرون سے زیادہ خوشنما معلوم ہوتا ہے، اس کی زراعت گٹھلی اوتاد اور شاخون سے بھی ہوتی ہے، اس کا دانہ کسی ظرف مین پہاڑی سفید مٹی ڈالکر بویا جاتا ہے جس مین کھاد بھی ملی ہوتی ہے یا سرخ مٹی ہوتی ہے اسی طرح بجائے ظرف کے حوض مین بھی مٹی ڈالکر بویا جاتا ہے، لیکن گٹھلی کو ایک دن اور ایک رات پانی مین صاف ہونے دینا چاہیے پھر

اس کو حوض مین بوئین، اور دو دانون کے درمیان تین بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیئے اور تین انگلیون کے برابر مٹی ڈالنی چاہیئے، ہر ظرف یا گڈھے مین چار دانے بوئے جائین اس طریقہ پر کہ دو کے سرون کو اوپر کی سمت کرین اور دو کے نیچے کی طرف کر کے بوئین، اس کے بعد پانی سے سیراب کرتے رہین، پس جس دانہ کا سرا نیچے کی سمت مین ہوگا تو وہ مذکر ہوگا اور کچھ نہ پھلے گا جس کا اوپر کی سمت مین ہوگا تو وہ مؤنث ہوگا اور اس مین پھل آئین گے،

بعض کہتے ہین کہ مذکر اس دانہ سے پیدا ہوتا ہے جس کا سرا اوپر کی جانب ہو اور بعض یہ بھی کہتے ہین کہ اسکا مؤنث اس وقت تک نہین پھلتا جب تک کہ مذکر اس کے ساتھ نہ بویا جائے یا اس قدر قریب ہو کہ مذکر کی خوشبو ہوا کے ساتھ پہنچ سکے، اس مین بالکل کھجور کی صورت ہوتی ہے ایک قوم نے اس کے مذکر کا نام برقان رکھا ہے، اس کے بونے کا وقت فروری سے وسط مارچ تک ہے اس کی شاخین اور اوتاد بھی اسی طرح لگائے جاتے ہین جیسے اور درختون مین کرتے ہین، بعض کا قول ہے کہ شاخ یا وتد لینے مین یا تو اس کو توڑنا پڑیگا یا درخت کو جڑ سے کاٹنا پڑے گا،

اس کی تکبیس بھی اسی طرح ہو سکتی ہے جیسا کہ استسلاف کے بیان مین لکھا گیا ہے درخت کی اونچی شاخون کو ظروف مین لے لیا جائے اور پھر بقیہ تدبیرین اسی طرح زیر عمل رکھی جائین، بہرحال اس کا پودہ جس طریقہ سے بھی لیا گیا ہو دو یا تین سال کے بعد اپنے ظرف یا اپنی مٹی کے ساتھ منتقل کیا جائے گا، اور تین یا چار بالشت گہرے گڈھے مین لگا دیا جائے گا بشرطیکہ اپنی نشو و نما

مین منتقل ہونے کے قابل ہوگیا ہو، اکھاڑتے وقت اسکی جڑ یا کوئی شاخ کٹنے نہ پائے، ہر دو
درخت کے درمیان مین بیس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، پانی سے اس کو سیراب کرتے
رہنا چاہیئے، یہ طریقہ عمل بندق اور قراسیا مین بھی ہے، وتد اور ملج اگر لگایا جائے تو اچھا
ہنین ہوتا ہے، اس کا مذکر مؤنث کے ساتھ اور مؤنث مذکر کے ساتھ مرکب ہوسکتا ہے،
بعض نے یہ کہا ہے کہ اس کو بطم کے ساتھ بھی ترکیب دیتے ہین، اس طرح ضرو، قروان
لوز یعنی بادام سے ترکیب دی جاسکتی ہے، ہم نے خود ترکیب دے کر اس کا تجربہ کیا ہے،
یہ سخت بنجر زمین مین بھی لگایا جاسکتا ہے، لیکن تر اور مرطوب زمین ٹھیک نہین ہے،
بلکہ سرخ پہاڑی زمین زیادہ اچھی ہوتی ہے، اس مین ذرا تر اور قوی زمین کا انتخاب
کرلینا چاہیئے، اس کے لیے زیادہ سیرابی کی ضرورت ہے اور نہ زیادہ زمین کی
درستگی کی ضرورت ہے، اگر پانی زیادہ ڈالا جائے گا تو اسکی رگون اور جڑ دن مین تعفن
پیدا ہو جائے گا،

فصل

قراسیا[1] کے لگانے کا طریقہ، اسی کو حب ملوک بھی کہتے ہین

اس کی دو قسمین ہین ایک سیاہ ہوتا ہے اور ایک سرخ، اسی طرح ایک جبلی
ہوتا ہے اور ایک بستانی، یہ بھی کہا گیا ہے کہ حب الملوک حب صنوبر کے بڑے دانون
کی طرح ہوتا ہے ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ قراسیا کے لیے بارد زمین
اچھی ہوتی ہے، اور اس کے پھل بڑے ہوتے ہین اور کھانے مین لذیذ ہوتے ہین، ساد ھمر

[1] فارسی مین ماہو دانہ کہتے ہین،

کا قول ہے کہ قراسیا کی زراعت جنوری اور فروری مین شروع ہوتی ہے، اس کے
لیے پہاڑی اور بارو زمین موافق ہوتی ہے، اس کے پھل بڑے بڑے ہوتے ہین
اور ذائقہ دار ہوتے ہین، اس کی بڑی اور چھوٹی دونون شاخین لگائی جاتی ہین، اور اس کی
گٹھلیان بھی بوئی جاتی ہین، بعض یہ کہتے ہین کہ قراسیا ٹھنڈے پہاڑ کی اس زمین مین
ہوتا ہے جو پانی سے سیراب کر کے مرطوب بنائی گئی ہو، اسی طرح وہ ریتیلی اور پتھریلی اور
اس سرخ زمین مین جو مرتفع جگہ پہ ہو عمدگی کے ساتھ نشو و نما پاتا ہے، لیکن جلی ہوئی سیاہ
زمین مین نہین لگایا جاتا لیکن اگر وہ بھی بہت زیادہ مرطوب ہو تو لگا سکتے ہین، اسکی
گٹھلیان اور شاخ اور پودے سب ہی لگائے جا سکتے ہین، کوئی پودہ اس وقت تک
نہین اُگے گا جب تک کہ نیچے سے کچھ بڑھا نہ ہو بلکہ کچھ تنا نکلنے کے بعد اگر لگایا جائے تو
بڑھ سکتا ہے، اسکی تکبیس بھی کیجا سکتی ہے، ان تمام طریقون سے جو پودے منتقل کئے جائین
وہ جنوری اور نومبر مین منتقل کئے جائین، اسی طرح پہاڑی قراسیا کی وہ شاخین جو گرمی مین
چھوٹی ہون اسی زمانہ مین منتقل کیجائین گی اور ان کے اکھاڑنے کے وقت اس کا لحاظ
رکھنا پڑے گا کہ اس کی رگین نہ کٹ جائین اور دوسری گوند دار درختون کی شاخون کی حفاظت
کرنی ضروری ہے کہ ایسا نہ ہو کہ ان کی رگین کٹ جائین، قراسیا باغون مین بھی لگایا جاتا ہے،
اس کے لیے سب سے اچھی شاخ وہ ہوگی جو سرخ اور چکنی ہو اور جس کا طول چھ بالشت کے
قریب اور اس کے دو پودون کے درمیان مین تقریباً پندرہ ہاتھ فاصلہ رکھنا چاہیئے، اسکی
گٹھلی کے بونے کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کے نئے اور بڑے ظروف مین جون کے مہینہ مین
بو دیئے جائین اور تقریباً یہی زمانہ اس کے کھانے کا بھی ہوتا ہے جو جنوری مین جا کر ختم
ہوتا ہے، ان گٹھلیون کو پانی مین چوبیس دن تک ڈالدینا چاہیئے یہانتک کہ جون کا

مہینہ گذر جائے، اور اگر اس کو موسم سرما یا خریف مین لگائین گے تو مارچ کے مہینہ مین اس کی نشو ونما شروع ہو گی، بعض وقت آئندہ سال مین اس کی ترقی شروع ہوتی ہے اور دو سال کے بعد اس کے پودے منتقل ہونے کے قابل ہوتے ہین،

اس کے پودون کو پانی کی زیادہ ضرورت نہین ہے بلکہ ہر آٹھوین دن سیراب کرنا کافی ہوگا، اور اگر زیادہ سیراب بھی کرین تو کوئی نقصان بھی نہین ہوگا لیکن اس مین کھاد جب ڈالی جائے گی تو وہ خرابی پیدا کرے گی اور اگر کثرت سے کھاد ڈالی گئی تو وہ خشک ہو جائے گا، جب کوئی عمدہ درخت قواسیا کا نظر آئے تو اسکی اعلی شاخون کی تکبیس کر لو اور ان کو ظروف مین اسی طرح رکھو جیسا کہ تبایا گیا ہے، لیکن یہ اکتوبر مین کرنا چاہیئے، اور ظروف سے تین سال کے بعد نومبر مین منتقل کر دینا چاہیئے، اور یہ ایک دوسرے کے ساتھ مرکب بھی ہو سکتا ہے، اور شفتالو وغیرہ کے ساتھ بھی ترکیب دیجا سکتی ہے یہ بادام اور غبیراء کے ساتھ بھی مرکب ہو سکتا ہے، جو درخت کہ پہاڑ سے منتقل کیے جائین اور وہ اچھی طرح تیار نہ ہوئے ہون تو دو سال کے بعد انکی ترکیب کیجائے تاکہ وہ اچھی طرح نشو ونما پا جائین،

جو شخص جلد اس کا پھل کھانا چاہتا ہو تو اس کو چاہیئے کہ گٹھلی سے جو پودہ تیار ہو اس کو ایک ہی سال مین ترکیب دیدے، دوسرے سال انشاء اللہ وہ پھلدار ہو جائے گا اور کھانے کے قابل ہو جائے گا،

فصل

شنہی کے لگانے کا طریقہ اور حاج غرناطی نے اس کا دوسرا نام زعرور بتایا ہے (فارسی مین کہل کہتے ہین)

اس کی دو قسمین ہین ایک عنصری کہلاتا ہے اور دوسرے شتائی، عنصری کچھ دن رکھ کر کے نہین کھایا جاتا ہے اور شتائی صرف موسم سرما مین اچھا ہوتا ہے، اکتوبر کے مہینہ مین جھاڑنے کے قابل ہوتا ہے اس مین بھی بعض پکے ہوتے ہین اور بعض کچے تھوڑے دن کے بعد عمدہ ہو جاتے ہین، یہ نہایت لذیذ میوہ ہے، بعض لوگ عنصری کو مرتب کر کے لگاتے ہین، پہلی قسم کے درخت مین شاخین زیادہ نکلتی ہین اور شتوی مین صرف ایک تنا ہوتا ہے اور صنوبر کی طرح ایک ہی بر ختم بھی ہوتا ہے، اس کے لیے پہاڑی، ریتیلی اور نرم لیکن گرم زمین موافق ہوتی ہے، حرارت کی اس لئے ضرورت ہی تاکہ وہ پھلون کو پختہ کر سکے، اس درخت کے دانے بھی بوئے جاتے اور شاخین اور پودے بھی لگائے جاتے ہین، اس کے ملوخ کا طول چھ بالشت ہونا چاہیئے، اور اس کے لگانے کا وقت جنوری اور فروری کا مہینہ ہے، اسی طرح اسی زمانہ مین اس کے اوتاد بھی لگائے جا سکتے ہین، اسکی کھاد مین اچھی مٹی اور راکھ اور ریت ملا دینی چاہیئے، اس کا پودہ بھی جنوری ہی کے مہینہ مین منتقل کیا جاتا ہے جس کا گڈھا تین بالشت گہرا ہونا چاہیئے، اور ہر دو پودون کے درمیان مین پندرہ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، بقیہ تمام عمل وہی کرنا چاہیئے جو اس سے قبل بتایا جا چکا ہے، چونکہ یہ ایک خوبصورت درخت ہوتا ہے اس لیے حوض کے قریب لگانا اچھا ہے، اس مین بعض ایسے بھی ہوتے ہین جو بہت دیر مین پھلدار ہوتے ہین حتی کہ بعض بیس بیس

برس کے بعد تیار ہوتے ہین، بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس کا پھل اس وقت تک نہین کھایا جاتا جب تک کہ یہ متعفن نہ ہوجائے، یہ درخت غرناطہ اور اس کے اطراف مین بہت ہوتا ہے اس کے ساتھ کسی دوسرے درخت کی ترکیب نہین ہوسکتی،

فصل

مصعٌ[1] کے لگانے کا طریقہ،

یہ جبلی بھی ہوتا ہے جو عوسج کے مشابہ ہوتا ہے اس کے پھل خالص سرخ ہوتے ہین اور چنے کے برابر ہوتے ہین، مزہ اس کا شیرین ہوتا ہے، اس کے درمیان مین بھی ایک دانہ ہوتا ہے، جیسے عنب الثعلب مین ہوتا ہے، یہ بہت زیادہ سرخ پھل ہوتا اور اسی وجہ سے یہ بولا جاتا ہے کہ فلان شئی مصعہ سے بھی زیادہ سرخ ہے، اس کے اوتاد اور پودے اور دانے بھی بوئے جاتے ہین، ستمبر کے مہینہ مین یہ کھاد مین ملاکر لگایا جاتا ہے، کھاد مین مٹی اور ریت اور راکھ ہونی چاہیئے اور اگر اس مہینہ مین نہ لگا سکے تو ایک دن تک اس کے دانے کو میٹھے پانی مین ڈالدیا جائے، اس کے بعد بودیا جائے، اور سال بھر کے بعد منتقل کردیا جائے، اور اس مین بھی وہی عمل کرنا چاہیئے جو شنہی مین تبایا گیا ہے، جب تک اس کی ترکیب نہ ہو اس وقت تک اس کے پھل زیادہ نہین آتے، یہ بھی متعفن ہونے کے بعد کھایا جاتا ہے اور چونکہ یہ پہاڑی درخت ہے، اس لیے یہ پانی کی کثرت کا طالب نہین ہے،

---

[1] یہ لفظ مصع غین سے ہے دیکھو مفردات ابن بیطار،

فصل

انار کے لگانے کا طریقہ

اس کی بھی چند قسمین ہین شعری، املیسی، سمی جسکو دواری اور دلوی دونون کہتے ہین، قسطلیسی، عدسی، مرسی، خزائنی، اور ترجین یہ سب اسکی مختلف قسمین ہین، یہ سب شیرین ہوتے ہین، مرونی بھی ایک قسم ہے جس کا قد بڑا ہوتا ہے، اور دانہ سرخ ہوتا ہے اور گودانہ زیادہ ہوتا ہے، انار کی ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے جس کا پھل ترش ہوتا ہے اور اس کی ایک قسم مذکر ہوتی ہے جسکو جلنار کہتے ہین،

یہ بیان کیا گیا ہے کہ عبدالرحمٰن کی بہن نے بغداد سے کچھ تحفہ اپنے بھائی کے پاس اندلس مین بھیجا جس مین جلنار کا درخت بھی تھا، بعض یہ کہتے ہین کہ اس نے مدینہ طیبہ سے بھیجا تھا، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اس کو وہان لگایا تھا اور اسی وجہ سے اس کا نام سفریا رکھا گیا،

بعض نے اس کے نام کی توجیہ یہ بیان کی ہے کہ قرطبہ کے ایک کاشتکار نے جس کا نام سفر یا مسافر تھا اس کو سب سے پہلے لگایا تھا اسی کے نام پر اس کا بھی سفریا نام پڑ گیا ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کا قول ہے کہ انار سفید زمین کو پسند کرتا ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ انار کے لیے سب سے اچھی زمین وہ ہوتی ہے جو خشک ہو اور جس مین تری کا نام نہ ہو، شولون نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اس کے لیے پہاڑی اور تمام خشک زمینین کارآمد ہوتی ہین، لیکن بغیر سیراب کیے ہوئے نفع بخش نہین

ہوتی ہین اگر یہ سیراب نہ کیجائین تو ان مین شقوق پیدا ہو جائین گے،

لانطیوس کا قول ہے کہ میدان کی مرطوب زمین مین انار زیادہ بڑھتا ہے، لیکن خشک زمین مین بہت زیادہ شیرین اور لذیذ ہوتا ہے بشرطیکہ وہ پانی سے سیراب کی جائے،

سیداغوس کا قول ہے کہ پہاڑی زمین شیرین انار کے موافق ہوتی ہے اور چٹیل میدان اور چراگاہ کی زمین ترش انار کے لیے مفید ہے کیونکہ ایسی زمینون مین اس کی ترشی کم ہو جاتی ہے اور تھوڑی مٹھاس آجاتی ہے، بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ انار ریتیلی مٹی مین لگایا جائے تو بہت اچھا ہوتا ہے، اصحابِ فلاحت کی ایک جماعت یعنی قسطوس یونیوس وغیرہ کا قول ہے کہ تمام دوسرے پودے، پھول نکلنے سے قبل ہی گڈھون مین منتقل کر دیئے جاتے ہین، لیکن صرف انار کا درخت پھول نکلنے کے بعد منتقل کیا جاتا ہے، کیونکہ اس کی طبیعت جداگانہ ہے،

بندون کا قول ہے کہ انار کے اوتاد اور ملوخ بھی لگائے جاتے ہین، ان کے لگانے کا وقت جنوری فروری مین ہے اس کا تخم بھی بویا جاتا ہے، سادھمس اس کے اوتاد کو فروری کے آخری ایام مین لگانے کی رائے دیتا ہے کیونکہ اس قسم کے درختون مین رطوبت کم ہوتی ہے،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ انار کی سب سے بلند شاخ لینی چاہیئے کیونکہ اس قسم کی شاخ جلد ثمر آور ہوتی ہے اور پھر اس کو ایک عمیق گڈھے مین لگانا چاہیئے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ انار اور آس دونون مین مواخاۃ ہے اگر ان دونون کو ایک ساتھ لگا دیا جائے تو دونون بڑھین گے اور دونون کی جڑ ایک دوسرے سے متصل ہو جائیگی،

مرغوطلیس کا قول ہے کہ اکثر لوگ انار کے درختون کو قریب قریب لگاتے ہین
تاکہ پھل سایہ مین رہین کیونکہ دھوپ پوست کو جلا ڈالتی ہے اور دانون مین سفیدی
اور تلخی پیدا کر دیتی ہے، فلاحت نبطیہ مین ہے کہ انار کے دانے فروری کے مہینے
مین اچھے گڈھون مین بوئے جائین اور ہر گڈھے مین سات سے چودہ تک
دانے ڈالے جائین پھران کو پانی سے سیراب کیا جائے، جب پودے ایک بالشت
کے ہوجائین توان مین کھاد ڈالی جائے، ایک حصہ بکری کی مینگنی اور ایک
حصہ کبوترون کی بیٹ اور ایک حصہ مٹی ملا دیجائے اس کے بعد بھی پانی سے برابر
سیراب کرتے رہین، جب پودے دو بالشت کے ہوجائین تو ایک ترتیب کے
ساتھ سیراب کرنا شروع کر دین، اس کے بعد پودے کو جڑ سمیت اس مٹی کے ساتھ
جس مین وہ اگا ہے منتقل کر دینا چاہیئے، اس کے نئے گڈھون مین تھوڑی سی کھاد
ڈالدینی چاہیئے، تاکہ لگاتے وقت نمی اور رطوبت رہے، صغریت نے لکھا ہے کہ
ان گڈھون کو آدمی کے یا اونٹ یا گائے کے پیشاب سے تر کر دینا چاہیئے، کیونکہ
انار کے لیے یہ کھاد سے زیادہ مفید ہے،

یہ بھی لکھتا ہے کہ انار کی نشو نما پانی کی کثرت پر موقوف ہے اس کو جس قدر
سیراب کیا جائے اسی قدر اچھا ہے، اس لیے بہتر ہے کہ جس وقت وہ لگایا جائے
اور جب وہ نشو ونما پانے لگے اور جب وہ ثمر آور ہو تو اس کو روزانہ پانی سے سیراب
کرتے رہنا چاہیئے، کیونکہ وہ اس کا محتاج ہے، ہر گڈھے مین چھ سے نو اور نو سے
بارہ تک دانے بوئے جا سکتے ہین، اس سے زیادہ بونا اچھا نہین ہے، دونون
مین مٹی کی وساطت سے فاصلہ رکھنا چاہیئے، پانی قبل لگانے یا بونے کے نہین

ڈالنا چاہیئے لیکن لگانے کے بعد اس کی کثرت مفید ہے،

سوساد نے لکھا ہے کہ انار کی جو شاخ لگائی جائے وہ ایک کنارہ پر چھپا دیجائے، اس سے اسکی نشو و نما اچھی ہوگی، شاخ اور تخم کے ساتھ باقلا کے کوٹے ہوئے ٹکڑے کو ایک مٹی کے برابر ملا دینا چاہیئے، یا چنے کو باریک کر کے دودھ مین بھگا کر گڈھون مین ڈالدینا چاہیئے۔ اگر شاخون کے اسفل حصہ پر یا دانون پر شہد خالص لپیٹ دین تو اس سے بیدانہ انار ہون گے جو بہت میٹھے ہونگے،

انار اور زہریلے کیڑون سے ایک خاص طبعی عداوت ہوتی ہے، جس مقام پر انار کا درخت ہوگا وہان پر یہ کیڑے نہین جا سکتے، خصوصًا کالے سانپ وغیرہ کو انار سے نفرت کرتے ہوئے چشم دید دیکھا گیا ہے، نیز دوسرے قسم کے سانپ اسکی قربت سے بھاگتے ہین، حتی کہ اس کی لکڑی یا چھال کے دھوان سے بھی وہ پریشان ہو کر بھاگتے ہین، شیرین انار کی خاصیتون مین ایک یہ بھی ہے کہ وہ پکی ہوئی چیزون سے دھوان بن کو نکالدیتا ہے، اس طریقہ پر کہ ہانڈی چڑھائی جائے اور شیرین انار کے چند دانے اس مین ڈالدئے جائین اور تھوڑی سی گائے کی چربی ملا دی جائے، اس سے دھوان کا ذائقہ اور دوسرے خراب ذائقے کا اثر جاتا رہتا ہے،

انار کے لیے زمین کے اقسام مین سے وہ زمین نافع ہے جو شیرین ہو اور سرخ نرم زمین اور اسی طرح مرطوب اور ریتیلی زمین اس کے لیے موافق ہے، روغن دار اور مرطوب زمین مین بھی یہ اچھی طرح اگتا ہے، اچھی زمین مین یہ جلد پکنے لگتا ہے، لیکن پھل زیادہ نہین ہوتے ہین، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انار

اور زیتون یابس زمین مین اچھی طرح ہوتے ہین، بعضون نے یہ کہا ہے کہ انار اور گلنار کے پودے خشک زمین مین منتقل کئے جا سکتے ہین، اور ہر دوسری شام مین ان کے پودون کو سیراب کرنا چاہیئے اور اس مین جڑ لین کی بیٹ ڈالدینی چاہیئے، انار کے ملوخ اوتاد اور شاخین اور پودے بھی لگائے جا سکتے ہین، اسکی تکبیس اور استسلات دونون کیجا سکتی ہے اس کے دانے بھی بوئے جاتے ہین، اس کے اوتاد جنوری کے مہینہ مین لگائے جاتے ہین اور تین وتد کو ایک ہی جگہ پر رکھتے ہین بشرطیکہ یہ نیت ہو کہ اسی جگہ پر چھوڑ دیئے جائینگے، لیکن اگر منتقل کرنے کا خیال ہو تو سب کو الگ الگ لگانا چاہیئے اسی طرح ملوخ کو بھی لگانا چاہیئے، بعض نے یہ بیان کیا ہے کہ انار کے اوتاد مارچ کے مہینہ مین اور ملوخ فروری کے مہینہ مین لگائے جاتے ہین، اور دسمبر مین تکبیس کیجاتی ہے، اس کا گڈھا دو بالشت سے زیادہ گہرا نہین رکھنا چاہیئے۔ اس کے تخم کو اس طرح بویا جائے کہ پختہ انار کا پھل لیا جائے اور اس کا عرق نچوڑ دیا جائے پھر اس کے تخم کو پانی سے دھوکر اچھی طرح خشک کر دین اور پھر نئے ظروف مین رکھدین، لیکن یہ طریقہ سب سے ناقص ہے، جنوری کے مہینہ مین ان کو بویا جائے، ظروف مین اچھی مٹی اور پرانی کھاد ملادین، نیز راکھ اور ریت بھی ڈالدین، تین سال کے بعد اس کو منتقل کرین جہان پر موقع دیکھین ایسا ہین، اس کے منتقل شدہ پودے تین بالشت گہرے گڈھوں میں لگائے جائیں کیونکہ اس کی جڑین زمین کی سطح کے قریب ہی رہتی ہین اور اس مٹی سے جلد مخلوط ہو جاتی ہین، جس مین راکھ ہوتی ہے ہر پودون کے درمیان مین چھ سے آٹھ ہاتھ تک فاصلہ

رکھنا چاہیئے، اس سے زیادہ فاصلہ رکھنا اچھا نہین ہے اس کی وجہ مرغوطیس
نے اس سے قبل بتا دی ہے، جو پودہ کہ اپنی پہلی مٹی کے ساتھ منتقل کیا جائے،
وہ بہت اچھی طرح نشو و نما پاتا ہے، منتقل کرنے کے ایک سال کے بعد کھاد ڈالنی
چاہیئے جس مین کبوتر کی بیٹ اور ریت وغیرہ ملی ہو، بقیہ عمل اسی طرح کرنا چاہیئے جیسا
اس سے قبل بتایا گیا ہے،

اس کے اوتاد اور ملوخ پھول کے نکلنے کے بعد لگائے جاتے ہین، جن شاخون
کی کھال پھٹی ہو ان کو ہرگز نہ لگانا چاہیئے کیونکہ اس طرح لگانے مین پھل کم آتے ہین،
اور گر جاتے ہین، اس مین کوئی علاج کارگر نہین ہوتا ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ ہم نے انار کے ایک درخت کو ہرا بھرا دیکھا
جو ایک وتد سے لگایا گیا تھا، اس کا منتقل شدہ پودہ بھی چھوٹے سے قد مین ثمر آور
ہوگیا تھا، لیکن جب زیادہ پھل آیا تو وہ بڑھ نہ سکا کیونکہ وہ اچھی طرح ہوا کو دفع
نہین کرسکتا تھا،

بادنجان کا پودہ انار کے موافق نہین ہوتا، انار کے لیے کثرت سیرابی اور کثرت
تعمیر یعنی ہلوائی بہت مفید ہے، اس کو وہ پسند کرتا ہے، اور اگر پانی کی قلت ہو
تو بھی کوئی نقصان نہین ہوتا، اس کو آخری جون سے آخری ستمبر تک سیراب کرنا چاہیئے
اکتوبر کے نصف مہینہ مین اس کا دانہ جم جاتا ہے، ریت کی کثرت اس کے لئے
نقصان دہ ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حکم دیا کہ انار کھاؤ اس سے
حسد و بغض دفع ہوجاتا ہے، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آنحضرت صلعم سے

روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ انار کے ساتھ اس کی گٹھلی یعنی تخم بھی کھاؤ اس سے
معدہ کی اصلاح ہو جاتی ہے، جس شخص کے پیٹ مین عرق انار جائے اس کا قلب
روشن رہتا ہے، اور چالیس دن تک شیطان کے وسوسہ سے محفوظ ہو جاتا ہے،
حضرت حارث کہتے ہین کہ مین نے حضرت علیؑ کو دیکھا کہ وہ گود مین انار رکھکر کھا
رہے ہین مین نے پوچھا کیا کھا رہے ہین، جواب دیا کہ اے حارث ہر انار مین
ایک دانہ جنت کا بھی ہوتا ہے، جو شخص اس کو کھاتا ہے وہ آسودہ ہو جاتا ہے،
مین اسی کو ڈھونڈھتا ہون، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو لوگون نے دیکھا کہ
جب وہ انار کا دانہ دیکھتے تھے تو اٹھا کر کھا لیتے تھے لوگون نے پوچھا کہ ایسا
کیون کرتے ہین فرمایا کہ کوئی انار ایسا نہین ہے جس مین جنت کا ایک دانہ
نہ ہو، مین اسی کو سمجھکر کھا لیتا ہون، ابو عبد اللہ سے مروی ہے کہ ہر انار مین ایک
دانہ جنت کا ہوتا ہے اس لیے اس کے کھانے مین مین کسی کو اپنا شریک نہین
بناتا ہون،

گلنار کے لگانے کا طریقہ

یہ بھی انار کی ایک قسم ہے، یہ مذکر ہوتا ہے، اس کی بھی دو قسمین ہین، ایک
بستانی اور جبلی، اس کی پتیان بڑی بڑی ہوتی ہین، شگوفہ اور پھول انار سے بھی بڑے
ہوتے ہین، اسکی کلیان سرخ رنگ کی ہوتی ہین بعض گلابی ہوتی ہین اور بعض
سفید ہوتی ہین، اس کی شاخین اور اوتاد اسی طرح لگائے جاتے ہین جیسے انار کے
لگائے جاتے ہین، اس مین تخم نہین ہوتا ہے،

جو شخص انار کو گلنار بنانا چاہے اس کو انار کے ان اوتاد کو جو جڑ کے اطراف

وجوانب سکٹے ہوئے نہ ہون نومبر کے مہینہ مین الٹ کر لگائے اور ایک سال کے بعد اکھیڑ ڈالے اور اطراف وجوانب کو تیز لوہے سے کاٹ ڈالے اور دوبارہ اسی طرح لگا دے، اس طریقہ پر چار مرتبہ چار سال تک کرے، پانچوین سال مین اسکو آرام لینے کے لیے چھوڑ دے، پھر اس مین کلیان انار کی کلیون سے زیادہ کھلین گی اور خوشنما معلوم ہونگی، اوتاد زیادہ تعداد مین لگائے کیونکہ بار بار اکھیڑنے اور لگانے سے اس کا بعض حصہ خراب ہوجاتا ہے،

فصل

بادام کے لگانے کا طریقہ،

ان مین سے بعض بڑے ہوتے ہین اور بعض شیرین اور پستہ کے برابر ہوتے ہین، لیکن سب کی ترکیب عمل ایک ہی ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کہتا ہے کہ بادام نرم زمین کو چاہتا ہے، قسطوس کا قول ہے کہ بادام کے لیے سب سے اچھی زمین جزائر کی ہوتی ہے، سمانوس کا قول ہے کہ بادام پہاڑون مین لگایا جاتا ہے کیونکہ وہ برودت کو پسند کرتا ہے، نرم زمین مین یہ بڑا ہوتا ہے اور کثرت سے پھلتا ہے،

یونیوس کہتا ہے کہ بادام کا تخم گوبر ملے ہوئے کثیر المقدار پانی مین تین دن تک ڈالدین اس کے بعد نکالکر ہر ایک کو ایک گڈھے مین بودین اس سے قبل گڈھے مین کچھ زمین کی مٹی ملادینی چاہیئے، اور دو تخمون کے درمیان مین کچھ فاصلہ رکھنا چاہیئے، تخم کا پچھلا حصہ زمین سے متصل رکھنا چاہیئے، یعنی اس مٹی پر جو بعد کو ڈالی گئی ہو

پچھلا حصہ گڈھے کے علوی سمت مین نہین ہونا چاہیئے اس کے بعد مٹی ملی ہوئی کھاد
ڈالنی چاہیئے، گڈھے کا عمق ایک بالشت سے زیادہ نہ ہونا چاہیئے، گڈھے کے قریب
ایک ستون گاڑ دینا چاہیئے تاکہ اس پر چڑھ سکے، یونیوس یہ بھی کہتا ہے کہ بادام ان
شاخون سے بھی لگایا جاتا ہے جو وسط سے کاٹی گئی ہون، قسطوس کہتا ہے کہ بادام
کی زراعت مین اختلاف ہے بعض اس کے چھلکے لگاتے ہین اور بعض پودے
لگاتے ہین، بعض اس کی شاخین لگاتے ہین انکو ہاتھ سے نوچتے ہین، اکثر بادام
کی وہ شاخین لگائی جاتی ہین جو بالکل اوپر ہوتی ہین اور اس طریقہ کو دوسرون نے
پسند بھی کیا ہے، یونیوس کے علاوہ بعض نے یہ کہا ہے کہ درخت کے قریب جو شاخین
پھوٹتی ہین ان کو جڑ سمیت لگا دینا چاہیئے، بادام کا پودہ خریف مین منتقل کیا جاتا ہے،
ربیع مین نہین، کیونکہ ربیع مین اس کی پتیان بڑھتی ہین، لیکن تخم ربیع اور خریف
دونون مین بوئے جاسکتے ہین،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ بادام اس وقت درخت سے توڑا جائے جب کہ اسکے
اوپر کا چھلکا نکل آئے اور جو تیار نہ ہو اس کو رہنے دینا چاہیئے تاکہ دھوپ مین
رہ کر سفید ہو جائین، دسمبر کے وسط مین اس کا پودہ منتقل کیا جاتا ہے، ابن حجاج
کی کتاب مین ہے کہ اگر بادام کا تخم زمین مین چار انگل گہرے گڈھے مین بھی بویا جائے
تو وہ نہین اُگے گا، بادام مین سب سے پہلے پھول آتا ہے، یہ درخت کثرت سے
کھاد کا محتاج ہے، اس مین گائے کا گوبر بادام کے پتے کے ساتھ ملا کر دیا جائے
خشک مٹی اور انسان کا فضلہ اسی طرح کبوتر اور دوسری چڑیون کی بیٹ بھی دیجائے
اس کی ترکیب یہ ہے کہ گائے کے گوبر مین بادام کا چھلکا اور اسکی پتیان ملا دیجائین

اور پھر ان کو ایک گڈھے مین ڈالدیا جائے اور اس کے بعد پیشاب ڈالدیا جائے
یہان تک کہ سخت متعفن اور سیاہ ہو جائے اس کے بعد خشک ہونے دیا جائے
اور اس مین خشک مٹی ملادی جائے، بادام کے درخت مین کھاد اس کو سیراب
کرنے کے بعد ڈالنی چاہیئے، خشکی کی حالت مین ڈالنا اچھا نہین ہے دسمبر مین اسکا
عمل اچھا ہوتا ہے، کھاد کے ڈالنے کا یہی طریقہ اس کو شیرین بنادیتا ہے، تلخ بادام
مین صرف ایک مرتبہ کھاد ڈالیجاتی ہے، اس کی روٹیان پکائی جاتی ہین،
اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو کسی دوسرے غلہ کے ساتھ پیس کر روٹی پکائین،
بادام کے لیے پہاڑ کی بلند جگہین بہت مفید ہین اور اس کے سامنے کے میدان
بھی اچھے ہوتے ہین، پانی سے تمام سیراب ہونے والی زمینین اس کے لیے اچھی
ہین صرف سیاہ زمین مضر ہے، اس کا تخم بویا جاتا ہے، اور اس کی شاخین تکبیس
کی ترکیب سے لیجاتی ہیں، اور وہ لانبے گڈھون مین پھیلادیجاتی ہین، ان کے اوپر
اور نیچے مٹی ڈالدیجاتی ہے، ہر چوتھے دن سیراب کیا جاتا ہے، نومبر کے مہینہ مین
ایسا کرنا چاہیئے اس کے اوتاد کو اسی زمانہ مین نہرون کے قریب یا پانی کے راستون
کے قریب لگانا چاہیئے، اس کا تخم اگر تین دن تک پانی اور شہد مین ڈالدیا جائے
تو بہت شیرین ہوگا، تخم کو ظروف مین بونا چاہیئے، یا حوضون مین، تخم کے اوپر کا
حصہ اوپر رکھنا چاہیئے اور نیچے کا حصہ زمین سے متصل رکھنا چاہیئے،

انطولیوس افریقی کا قول ہے کہ ہر گڈھے مین تین دانے کھڑے بوئے
جائین اس کے بعد ایک سال کے بعد ان کو منتقل کردیا جائے بعض کا یہ قول ہے
کہ جنوری مین ظروف سے حوضون مین منتقل کرنا چاہیئے اور دو سال کے بعد اس جگہ

لے جانا چاہیئے جہان یہ نشو ونما پاسکے منتقل کرتے وقت اس کی رگین نہ کٹنے پائین اور ان مین لوہا نہ لگنے پائے، ایسے گڈھے مین پودہ کو منتقل کرنا چاہیئے جو اس کے قد کے لحاظ سے مناسب ہو ہر دو درخت کے درمیان مین بیس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، بعض لوگون نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر نہ منتقل کیا جائے تو اچھا ہے لیکن مین نے ایسے درخت کو جو منتقل نہین کیا گیا تھا دیکھا کہ اسمین پھل کم آتے ہین،

بادام کاٹ چھانٹ کو پسند نہین کرتا اور نہ یہ زیادہ تمیر کو چاہتا ہے کیونکہ یہ پہاڑی پودہ ہے، خریف کے موسم مین ہم جنسون کے ساتھ مرکب ہو سکتا ہے، قراسیا کشمش، اخروٹ، عیون البقر اور دوسرے گوند دار درختون کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، امرود کے درخت کے ساتھ جو بادام لگایا جاتا ہے، وہ بہت زیادہ اچھا ہوتا ہے،

فصل

صنوبر کے لگانے کا طریقہ،

اس کی تین قسمیں ہین صنوبر جبلی جو مؤنث ہوتا ہے، اس کے پھل بڑے بڑے ہوتے ہین دوسری قسم وہ ہوتی ہے جس مین پھل نہین ہوتے ہیں اسکو مذکر کہتے ہین، اور ارز بھی کہلاتا ہے، تیسرا سرو کے مشابہ ہوتا ہے، تینون کا عمل ترکیب ایک ہی ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ دیمقراطیس نے کہا ہے کہ صنوبر کو تین دن تک پانی مین بھگانا چاہیئے اس کے بعد وہ بویا جائے، اس کو اوائل مارچ مین لگانا چاہیئے اور دو سال یا تین سال کے بعد منتقل کرنا چاہیئے، یہ جنگلون مین اچھی طرح ہوتا ہے انتولون کا قول ہے کہ اس کے لئے ریتیلی زمین اچھی ہے کیونکہ ساحلی پودون

ہین سے ہے، باغون مین بھی لگایا جاتا ہے، امرسیال کہتا ہے کہ صنوبر کے لیے ساحلی
اور نرم زمینین مفید ہوتی ہین،

یونیوس کہتا ہے کہ صنوبر کی زراعت فندق کی طرح ہوتی ہے اور اسی زمانہ
مین لگایا جاتا ہے جس مین وہ لگایا جاتا ہے، جو صنوبر جبلی ہوتا ہے وہ ریتیلی اور پتھریلی
اور خشک زمین کو پسند کرتا ہے، اس مین کلیان نہین ہوتی ہین بلکہ سنبل ہوتے ہین
اس کا تخم بھی لگایا جاتا ہے اور پودے بھی دوسری جگہ سے منتقل کرکے لگائے جاتے
ہین، لیکن اس کے اوتاد اور عیون اور ملوخ کارآمد نہین ہوتے ہین،

اسکے تخم کے بونے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کا چھلکا توڑ کر نکال دیا جائے اور بغیر آگ دکھائے
ہوئے سنئے اور بڑے ظروف مین بو دیا جائے، ظروف مین مٹی اور کھاد ڈالدی جائے،
دانہ کو دو انگلی کے برابر کھاد کی گہرائی مین ڈالدینا چاہیئے، اور پانی سے سیراب کرتے
رہنا چاہیئے، اس کے بونیکا وقت جنوری اور فروری کے اوائل میں ہے، بعض کہتے ہین
کہ فروری کے اوائل مین ہے، لیکن اس سے زیادہ مدت بڑھانی نہ چاہیئے، اگر فروری
کا مہینہ گذرجائے تو مارچ مین بھی لگا سکتے ہین کھادہی مین یہ دانہ اگتا ہے،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ اس کے دانون کو تین دن تک پانی مین بھیگنے کے لئے
چھوڑ دینا چاہیئے اور تین تخمون کو ایک ہی گڈھے مین بونا چاہیئے، ان مین سے ایک
کے اس حصہ کو جو باریک ہے نیچے کی جانب رکھین، بعض یہ کہتے ہین کہ اس باریک
حصہ کو اوپر ہی کی طرف رکھنا چاہیئے، بعض یہ بھی کہتے ہین کہ تخمون مین دس دن تک
بچون کا پیشاب ڈالنا چاہیئے اور بعض پانچ دن تک کہتے ہین، یہ ایک سال کے بعد
ظروف سے منتقل کرکے حوضوں میں لایا جاتا ہے اور پھر دو یا تین سال کے بعد

اپنی اصلی مٹی کے ساتھ اس جگہ منتقل کردیا جاتا ہے، جو اس کے لیے اچھی ہو، جنوری ہی مین
اس کا پودہ پہاڑون سے منتقل کیا جاتا ہے، اسکی تمام جڑین اور رگین کٹنے سے محفوظ
رکھی جاتی ہین، اور یہ بہت آہستگی کے ساتھ منتقل کیا جاتا ہے اور اس گڑھے مین
لگایا جاتا ہے جسکی گہرائی دس بالشت ہو، اور ہر دو درختون کے درمیان مین بارہ ہاتھ
یا اس سے کچھ کم کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، لگانے کے بعد آٹھ دن تک اس کو متواتر سیراب
کرتے رہنا چاہیئے، پھر ایک دن بیچ کرکے آٹھ دن تک پانی ڈالنا چاہیئے، ایک مہینہ
کے بعد ہر آٹھوین دن پانی ڈالنا چاہیئے، حوضون مین کھاد نہ ڈالی جائے کیونکہ کھاد
اس کو خراب کردیتی ہے، جب پودہ بڑھنے لگے تو ہر سال اسکی شاخین ربیع کے موسم
مین سیدھی کردی جائین، تاکہ اسکی شاخین بلند ہوسکین، ہر سال اسی طریقہ پر کرین، یہانتک
کہ وہ بلند ہوجائے اور اس مین پھل آجائین، اس تدبیر سے وہ بڑا ہوگا اور پھل بھی آئین گے،
اسکو ایک دن ناغہ کرکے پانی دینا چاہیئے، اس کے لیے پانی کی کثرت ٹھیک نہین ہے،
اگر جو اس کے تخم کے ساتھ یا پودون کی جڑ مین ڈالدیا جائے تو وہ بہت جلد نشوونما
پائے گا، یہانتک کہ دوسرا اگر تین سال مین بڑھے گا تو یہ بہت کم مدت مین بڑھجائیگا،
لیکن جس گڑھے مین یہ لگایا جائے اس مین کھاد ڈالدی جائے،

ارز جس کا دوسرا نام سرو ہے اسکی زراعت کا بیان،

اسکی دو قسمین ہین ایک (طرفا) یعنی جھاؤ کے مشابہ ہوتا ہے دوسرا (عرعر) سرو کوہی کے مشابہ ہوتا ہے، اور اس کو صنبی بھی کہتے ہین، شام مین اس درخت کو ارز کہتے ہین، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ قسطوس کا قول ہے کہ سرو کے دانے بوئے جاتے ہین اور ان کے ساتھ جو کی زراعت کیجاتی ہے جب اس کا پودہ اس قابل ہوجائے کہ وہ منتقل کیا جائے تو اس کو منتقل کردینا چاہیئے، ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین نے بعض فلاحت کی کتابون مین یہ پڑھا ہے کہ سرو کے ساتھ جو کی زراعت کی علت یہ ہے کہ جو زمین سے مرطوب اور لعابدار غذا حاصل کرتا ہے، اسلیے سرو کے ساتھ اس کے شریک کرنے کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ زمین کی رطوبت جو جذب کرے تاکہ سرو لعابدار رطوبت رکھنے والی زمین کے مضر اثرات سے محفوظ ہوجائے اور سرو کے لیے زمین عمدہ ہوجائے،

ابن حجاج کے علاوہ دوسرون کی رائے ہے کہ سرو کے لیے ریتیلی خشک مٹی موافق ہے خصوصاً وہ سرو جو تخم سے اُگا ہو، اور اچھا سرو وہی ہوتا ہے جس کا تخم بویا جاتا ہے

اس کا وتد بہین لگایا جاتا ہے اس کی جڑ یا قرب و جوار مین ایسی شاخ نہین ہوتی ہے جو
لگائی جا سکے، مگر اس کی ان شاخون کی تکبیس کیجاتی ہے جو نیچے کی طرف اس طرح جھکی
ہون کہ ان کا اعلیٰ حصہ سطح زمین تک پہنچتا ہو، اس قسم کی شاخون کو زمین مین دو بالشت
کا گڈھا کھود کر اکتوبر کے مہینہ مین دفن کر دین، ان شاخون کو ظروف مین بھی استسلاف
کے اصول پر لگاتے ہین، اس کے تخم کے بونے کی صورت یہ ہے کہ درخت سے اسکا
سبز پھل فروری کے آخری عشرہ مین لے لیا جاے اور اس کا دانہ نکالا جائے اور سرخ ریتیلی
اور خشک مٹی مین اس کو بویا جائے، جیسے پودینہ لگایا جاتا ہے، تخم کے بونے کے بعد
اوپر سے ایک تہ ریت کی ڈالدینی چاہیئے، سرو کا تخم کمزور تخمون مین سے ہے اس مین
وہی طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جو ریحان مین بتایا جاچکا ہے اور ان ظروف کو جنمین یہ تخم بوئے
جائین اس مقام پر رکھین جہان پر آفتاب کی گرمی پہنچ سکے، لیکن بعض کی راے ہے
کہ ایسے مواقع پر رکھنا چاہیئے جہان دھوپ نہ پہنچے اس کی حفاظت کرنی چاہیئے کہ
اس پر بارش کا پانی اس وقت تک نہ پڑے جب تک کہ وہ اُگ نہ جائے، اس کو
ہر ہفتہ مین دو مرتبہ میٹھے پانی سے سیراب کرنا چاہیئے،

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کی زراعت جو کے ساتھ عمدہ ہوتی ہے، جب جو
تیار ہو جاتا ہے تو سرو کو اکھیڑ لینا چاہیئے، اور دوسری جگہ منتقل کر دینا چاہیئے، ایک
سال کے بعد حوضون مین لیجانا چاہیئے، بشرطیکہ اس مین انتقال کی صلاحیت پیدا ہو جائے
اور اس جگہ پر لگانا چاہیئے جو اس کے لیے مناسب ہو، بعض کی راے ہے کہ دو سال
کے بعد وہان کی مٹی کے ساتھ اس کو منتقل کیا جائے اور اس کی رنگین جڑ کی طرف موڑ
دی جائین، ہر دو پودون کے درمیان مین چھ سے آٹھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے اور ہر

چوتھے دن ان کو سیراب کرتے رہنا چاہیئے اور زمین کی بار بار تعمیر کرنی چاہیئے،
یہان تک کہ وہ تکمیل تک پہنچ جائے، بعض کی رائے ہے کہ ایک سال کے بعد
اسکی جڑ کو خریف مین کھولدین، اور اس مین انسان کا خشک غلیظ برادہ کی طرح ڈالدین،
اور پھر پانی سے سیراب کرتے رہین، بعض یہ کہتے ہین کہ اسکی جڑ مین پرانی کھاد کی طرح
کی مٹی ڈالدین اور بار بار اسکو کھودتے رہین، بقیہ تمام صورتین اور تدبیرین وہی ہین،
جو اس سے قبل بتا دی گئی ہین اس کی جو شاخین زمین کے متصل ہون، ان کو ایک
ہاتھ کے انداز سے چھانٹ ڈالنا چاہیئے، اثل کی زراعت کا بھی یہی طریقہ ہے، اور
اسی طرح عرعر بھی لگایا جاتا ہے، یہ دونون سرو کے مذکر کہلائے جاتے ہین بعض یہ
کہتے ہین کہ عرعر سرو جبلی کو کہتے ہین، اسکی دو قسمین ہین ایک بڑا اور ایک چھوٹا۔

فصل

توت کی زراعت کا طریقہ،

اس کو توت العربی توت الحریر بھی کہتے ہین، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین
ہے کہ قسطوس کا قول ہے کہ توت کو اول ربیع یا خریف مین بونا چاہیئے، جو خریف
مین لگایا جائے، اس کو انگور کے پھلنے کے بعد لگانا چاہیئے توت کا تخم بھی بویا جاتا ہے،
اور اسکی تطعیم[1] بھی ہوتی ہے، دیمقراطیس کہتا ہے کہ توت کا وتد ایک ڈنڈے کے برابر
حاصل کرنا چاہیئے اور جنوری کے مہینہ مین اس کو لگانا چاہیئے، قروراطیقوس کی رائے ہے
کہ اس کے ملوخ جو ذرا موٹے ہون ان کو آخر جنوری سے آخر فروری تک لگا دین،

[1] یعنی اسکی شاخ کسی دوسرے درخت کے ساتھ بھی لگائی جاتی ہے،

اس کا پودہ بھی لگایا جاتا ہے، اس درخت کے لیے ریتلی اور تر نرم اور مرطوب زمینین مفید ہوتی ہین ہولی زمین مین بھی یہ اچھی طرح ہوتا ہے بشرطیکہ پانی سے بکثرت سیراب کیجائے، کیونکہ اس قسم کی زمین پانی کو زیادہ مقدار مین چاہتی ہے،

توت کی چند قسمین ہین، ایک سفید ہوتا ہے جو متوسط درجہ کا ہوتا ہے، نہ زیادہ بڑا ہوتا ہے اور نہ زیادہ چھوٹا ہوتا ہے، دوسرا سیاہ ہوتا ہے، بعض زرد اور بعض نیلگون اور بعض خاکی رنگ کے ہوتے ہین، ان کے ذائقہ مین بھی تفاوت ہوتا ہے، بعض شیرین ہوتے ہین بعض کڑوے اور بعض پھیکے ہوتے ہین، توت کے لیے اچھی کھاد مفید ہوتی ہے، اس کے لیے کوئی کھاد مخصوص نہین ہے بلکہ مختلف قسم کی کھادون کا ڈالنا زیادہ نفع بخش ہوتا ہے اور اس سے وہ زیادہ نمو پاتا ہے اور اچھی طرح بار آور ہوتا ہے، اس کا سب سے اچھا پھل وہ ہوتا ہے جس کو کسی چڑیا نے کھایا ہو، یہ اس کی غایت پختگی اور شیرینی پر دال ہے، توت ان مقامات پر لگایا جاتا ہے جہان پر نہرون کا کنارہ ہو، یا جہان پر بارش کا پانی اگر جمع ہوتا ہو، کیونکہ ایسی جگہ پر یہ جلد نشو ونما پاتا ہے، اور کھاد اس مین اور زیادہ قوت پہنچاتی ہے، اس تری کی وجہ سے جو زمین پانی کی قربت سے حاصل کرتی ہے، یہ بہت زیادہ اگتا ہے، جنگلون مین یہ خودرو بھی ہوتا ہے، لیکن جو توت کہ پانی کے قریب یا نہرون کے کنارے پر لگائے جاتے ہین وہ بڑے ہوتے ہین اور ان کے پھل بھی اچھے ہوتے ہین، توت ترکیب کو قبول کرتا ہے بشرطیکہ اس کے مشابہ اور ہم جنس چیزین ہون، سوساد نے کہا ہے کہ توت امرود کا بھائی ہے کیونکہ وہ بہت سی چیزون مین ان کا مماثل ہے، بعض نے یہ بھی لکھا ہے کہ توت کے لیے خشک قلیل الرطوبت زمین جس پر ہوا کا گذر کم ہو موافق ہوتی ہے، کیونکہ

اس درخت کی جڑین مضبوط نہین ہوتی ہین اگر ہوا زور وشور سے چلے تو درخت
کو گرا دے، تقریباً ہر قسم کی زمین سوائے سیاہ زمین کے اس کے موافق ہوتی ہے،
مرطوب اور بکثرت پانی سے سیراب شدہ زمین مین یہ بہت عمدہ ہوتا ہے، نیز اس مین جسمین
پرانی کھاد ملی ہو اچھا ہوتا ہے، ملوخ اور لواحق کے لیے چار بالشت کی شاخین لینی چاہئین،
جو سرخ اور چکنی ہون اوتاد بھی اتنے ہی لانبے لیے جائین اور یہ ایک ذراع سے ایک
ہراوہ یعنی ڈنڈے تک موٹے ہون، یا قدم سے ساق تک موٹے ہون، اس کا تخم بھی
لگایا جاتا ہے، اس کے اوتاد اور ملوخ دونون ایک صف مین نہر کے قریب لگائے جاتے ہین،
اور جو شاخین کہ زیادہ موٹی ہون ان مین سے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے تین تین بالشت
کے کاٹ لیے جائین اور انکی مٹائی پھاڑ چیر کر کم کر دی جاتی ہے، اس کے بعد زمین کے
حوضون مین لگا دیے جائین اور اوپر سے زمین کی مٹی ایک بالشت کے انداز سے ڈال دیجائے
اور بار بار اس کو سیراب کرتے رہین اور اسی طرح سیراب کرین جس طرح کہ زیتون وغیرہ
کو سیراب کرتے ہین، اس کے لگانے کا وقت اول نومبر سے وسط اپریل تک ہے،
اور بعض کہتے ہین کہ فروری اور مارچ کے نصف اوّل مین ہے،

اس کا تخم کمزور ہوتا ہے، بقیہ عمل وہی کیا جائے جو اس سے قبل بتایا گیا ہے، بعض
یہ کہتے ہین کہ جب پھل اچھی طرح پک جائے تو اس کو پانی سے دھونا چاہیئے اور ملکر
اس کا پانی نچوڑ دینا چاہیئے، اس کے بعد اس کو سایہ مین خشک کرنا چاہیئے، جب خشک
ہو جائے تو اٹھا کر زراعت کے وقت کے لیے رکھ دینا چاہیئے، پھر جب وقت آئے تو
تخم کو ظروف مین بو دینا چاہیئے اور ایک سال کے بعد زمین کے حوض مین منتقل کرنا چاہیئے
پودون کے ساتھ ظروف کی مٹی لیجائے، اور پھر دو سال کے بعد حوض سے پودے

کسی مناسب جگہ پر منتقل کئے جائین، حوضون کی مٹی بھی ساتھ ہی منتقل کیجائے، اسکی شاخین بھی تکبیس کے بعد منتقل کیجاتی ہین تاکہ ان مین جڑین بکثرت نکل آئین تکبیس جنوری کے مہینہ مین کرنا چاہیئے اور ہر پودہ کے لیے اس کے قد و قامت کے لحاظ سے گڈھا کھودنا چاہیئے اور ہر دو پودون کے درمیان بیس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے کیونکہ یہ درخت بہت بڑھتا ہے اس کو پانی سے برابر سیراب کرنا چاہیئے، جب زمین مین جڑ پکڑے تو ہر آٹھوین دن پانی ڈالنا چاہیئے،

توت کی پتیان ریشم کے کیڑون کے لیے جمع کیجاتی ہین، لیکن اس وقت جبکہ درخت ایک سال کا ہو چکا ہو، عیون یعنی پتلی شاخون کی پتیان نہین لیجاتی ہین، انکا توڑنا درختون کے لیے مضر ہے، توت کی اصلاح کے لیے ہر سال اس کو چھانٹتے رہنا چاہیئے اور ہر اس شاخ کو کاٹ ڈالنا چاہیئے جس مین گرہ پڑ گئی ہو،

جب کبھی توت کا درخت اکھاڑا جائے تو اس کے اوپر کا حصہ قد آدم کے برابر جنوری مین کاٹ لینا چاہیئے پھر اس کو سفید اور شیرین زمین مین لگا دینا چاہیئے، جب نشو و نما پانے لگے تو اس کے ضعیف حصون کو کاٹتے رہنا چاہیئے یہان تک کہ وہ قوی ہو جائے اور اچھا ہو جائے، نیز برابر اسکی زمین کو درست کرتے رہنا چاہیئے،

فصل

(جوز) اخروٹ کے لگانے کا طریقہ،

اس کی چند قسمین ہین، ایک الیسی کہلاتا ہے جس کے پھل بڑے بڑے ہوتے ہین، اور چھلکا باریک ہوتا ہے، دوسرا ترعین کہلاتا ہے جس کے پھل چھوٹے ہوتے ہین،

اور چھلکا سخت ہوتا ہے،

ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ اخروٹ ان مقامات کو پسند کرتا ہے جہان پانی افراط کے ساتھ پہنچتا ہو، نرم اور بارد زمین اس کے لیے گرم زمین سے اچھی ہوتی ہے،

سادھمس کا قول ہے کہ اخروٹ کے لیے وہ پہاڑی حصے بھی موافق ہوتے ہین جنکے دامن مین پانی ہوتا ہے اور وہ پودون کو سیراب کرتا ہے، سودیون کہتا ہے کہ اخروٹ نرم اور مرطوب زمین کا محتاج ہے، دمیقراطیس کی رائے ہے کہ اخروٹ کو ان زمینون مین لگانا چاہیئے، جو نہ گرم ہون نہ سرد، اخروٹ کا تخم (سباط) فروری اور خریف مین بویا جاتا ہے پھر جب نقل کی صلاحیت ہوجاتی ہے تو منتقل کردیا جاتا ہے یونیوس کا قول ہے کہ اخروٹ کی شاخین بھی لگائی جاتی ہین، درخت سے چھوٹی شاخین نوچ لیجاتی ہین پھر ان مین جڑین نکل آتی ہین، مرسیال کہتا ہے کہ اخروٹ کے پودے کو دانہ کے اوپر اور نیچے کی سمت مین رکھنا چاہیئے، داہنے بائین رکھنا درست نہین ہے

قسطوس کہتا ہے کہ برداقطوس عالم اخروٹ کو لے کر ذرا سا توڑ دیتا تھا، کہ اس کا مغز صحیح و سالم نکلجائے اور پھر اس کو روئی مین لپیٹ کر بو دیتا تھا تاکہ کیڑے اس کے مغز کو نہ کھائین، اس طرح بھی وہ اگ آتا تھا، یہ شخص تمام دو چھلکے والے پھلون کو اسی ترکیب سے بوتا تھا،

اخروٹ کا پودہ ربیع سے قبل ہی لگایا جاتا ہے، اس وقت وہ اچھی طرح پھیلتا نہین ہے، خریف مین بھی اس کا پودہ لگایا جاتا ہے، دمیقراطیس کہتا ہے کہ اخروٹ کے پودہ کو بھی اس کے تخم کی طرح فروری ہی کے مہینہ مین لگانا چاہیئے، اخروٹ بھی پہاڑی اور خودرو درختون مین ہے، یہ پست زمینون مین بھی لگایا جاتا ہے، اس کے

ایک گڑھے مین دو سے پانچ تک دانے بوئے جاتے ہیں، اسکی زمین کو بد ذائقہ چیزون
سے پاک وصاف ہونا چاہیئے، اس کے لیے اچھی مٹی بطور غذا کے دینی چاہیئے اور پانی
سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اسکی زراعت کا وقت مارچ سے ابتدای اپریل تک ہی،
اسی طرح اس کے لگانے کا بھی وقت یہی ہے، اخروٹ کا درخت لانبا اور خوشبو دار ہوتا ہے
اگر کوئی شخص اس کے نیچے کھڑا ہو جائے تو خوشبو کی افراط سے اس کو نیند آنے لگے گی،
اخروٹ کو پانی سے صاف کرنے کی ضرورت نہین ہے اور ہر قسم کی کھاد اس کے
لیے مضر ہے، بلکہ اگر یہ باغون مین لگایا جائے تو اس کو جڑ سے اکھیڑ کر دو دن کیلئے
ہوا مین چھوڑ دینا چاہیئے پھر اس کو مٹی سے چھپا دینا چاہیئے،

اس کے کھانے سے منہ کی بدبو فوراً اڑ جاتی ہے، اور اگر سر مین درد
ہو تو اس کو بھی سرعت سے دفع کر دیتا ہے، زہریلے جانوروں کے زہر
کو زائل کرنے کے لیے بھی مفید ہے، کچے اخروٹ مین حرارت کم ہوتی ہے
اور نرم ہوتا ہے کیونکہ اس مین روغنیت زیادہ ہوتی ہے،

اگر خشک اخروٹ نیم گرم پانی مین ڈالدیا جائے تو وہ نرم ہو جائے گا،
اور اس مین تازہ اخروٹ کی طرح تازگی آ جائے گی، گوشت پکتے وقت اگر اخروٹ
اس مین ڈالدیا جائے تو اس سے گوشت کی تمام خرابیان دفع ہو جائین گی، اسی
طرح اگر کسی مطبوخ چیز میں نمک زیادہ پڑ گیا ہو جس کی وجہ سے ذائقہ خراب معلوم ہوتا
ہو تو مغز اخروٹ کا تھوڑا سا حصہ لیا جائے اور اس کو پیس کر شہد میں مخلوط کر کے ہانڈی
میں ڈالدیں نمک کی تیزی وغیرہ سب مٹ جائے گی،

علاوہ ان زمینون کے جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، اخروٹ کے لیے وہ زمین بھی

کارآمد ہوسکتی ہے جو جدید پانی کے مقامات کے قرب مین واقع ہو یا سرد ملکون مین
قحط زدہ مشہور ہو، سرخ پتھریلی اور ریتیلی زمین بھی اس کے موافق ہوتی ہے، بشرطیکہ
پانی کے مقام سے قریب ہو، تر اور بارود زمین مین بھی یہ لگایا جاتا ہے، سیاہ زمین اسکے
لئے موافق نہین ہوتی، ریتیلی زمین مین بھی یہ دیر مین نشو و نما پاتا ہے، اگر اس کا دانہ
بویا جائے اور پھر منتقل نہ کیا جائے، اخروٹ کے لیے سب سے اعلیٰ درجے کی زمین بارد
ہوتی ہے جو قدرے خشک بھی ہو، اس کے دانہ کے لیے معدنی نرم زمین اچھی ہوتی
ہے، اخروٹ کا اگر کوئی ایسا پودہ ملجائے جس سے شاخین حاصل کیجا سکین تو اس
مین وہی ترکیب کرنی چاہیئے، جو اس سے قبل بتائی گئی ہے،

اخروٹ کا دانہ ان درختون سے لیا جائے جو اعلیٰ قسم کے ہون، جنکے دانے
بڑے بڑے ہون اور چھلکا باریک سفید اور خوش ذائقہ ہو سب سے پہلے ان کو
نابالغ بچون کے پیشاب مین بھگا دینا چاہیئے، یا ایسی مٹی مین ڈالنا چاہیئے جس پر
کم سے کم پانچ دن تک پیشاب کیا گیا ہو، اس کے بعد ان کو نکالکر بو دینا چاہیئے،
اس تدبیر سے اخروٹ کا چھلکا زیادہ باریک ہو جائے گا، بادام کے ساتھ بھی یہی ترکیب
کیجاتی ہے، بعض نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ اگر اس کو شہد اور پانی مین ڈالدیا جائے
تو بہت زیادہ شیرین اور ذائقہ دار ہو جائے گا، پھر اسکو بڑے برتنون یا حوض مین
ایسی مٹی کے اندر بونا چاہیئے جس مین پرانی کھاد شامل ہو، اور چار انگل کے برابر مٹی کے
اندر گھسا دینا چاہیئے، اس طرح پر کہ اس کا نوکیلا حصّہ اندر کی طرف ہو اور بقیہ دو
حصے اوپر نیچے ہون، اس کے آخری کنارہ کی طرف ایک بڑا پتھر یا چوڑی چھت
بنا دینا چاہیئے تا کہ یہ معلوم ہو کہ یہ اخروٹ کا درخت ہے،

اخروٹ کا دانہ اگر ایسے مقام پر بو یا جائے جہان پر وہ اچھی طرح بڑا ہو سکتا ہے، تو اس کو منتقل نہ کرنا چاہیئے، ہر گڈھے مین دو یا تین دانہ رکھنا چاہیئے تاکہ اگر ایک خراب ہو جائے تو دوسرا کارآمد ہو سکے، تینون کی جگہ سے واقفیت رکھنی چاہیئے تاکہ اُگنے تک ان کو سیراب کر سکین، اس کی سیرابی سے کوئی شئے مانع نہین ہے، اسکی زراعت کے لیے سب سے اچھا وقت ستمبر مین ہے، اگر کسی وجہ سے یہ مہینہ گذر جائے تو پھر اکتوبر مین ہے، اور اسی وقت پھل جمع کئے جاتے ہین، مارچ مین اس کے اُگنے کی ابتدا ہوتی ہے، بعض لوگ فروری اور خریف مین بھی بوتے ہین، جب وہ نقل مکان کا محتاج ہو تو دو سال یا اس سے زیادہ مدت گذرنے کے بعد جنوری کے مہینہ مین اس کو منتقل کر دینا چاہیئے جس گڈھے مین یہ منتقل کیا جائے، اس کی گہرائی چار بالشت سے کم نہ ہونی چاہیئے، اور اس وقت منتقل کرنا چاہیئے جبکہ تمام جڑون اور شاخون کے ساتھ اکھیڑ لیا جائے کوئی جڑ ایسی نہ ہو جو خراب ہو جائے یا ٹوٹ جائے اسی مین اس کی فلاح ہے، ہر دو درختون کے درمیان چوبیس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے اور پودہ کو اس کی مٹی کے ساتھ منتقل کرنا ضروری ہے منتقل کرنے کے بعد برابر اس کی زمین کو درست اور پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، یہانتک کہ وہ زمین کو اچھی طرح پکڑ لے، اگر جڑون پر سے مٹی ہٹا کر اس پر راکھ اور نئی مٹی ڈالدین تو یہ اس کے لیے نفع بخش ہوگا، اسی طرح شاخون پر بھی اگر راکھ ڈالدیجائے تو اچھا ہے، بعض کی یہ رائے ہے کہ اخروٹ کو آہستہ سے توڑ کر اس کا گودا نکالین اور پھر اسکو کپڑے یا انگور کی پتی مین لپیٹ کر بو دین تو اس سے چھلکا بہت باریک ہوگا، نیز طبکہ مارچ کے مہینہ مین کھاد ملی ہوئی مٹی مین بوئین، یہی طریقہ بادام اور صنوبر کا بھی ہے،

اخروٹ کا درخت اگر متواتر تین سال تک تین جگہون پر منتقل کیا جائے تو وہ ہر حیثیت سے اچھا ہوگا،

حمایرہ کا قول ہے، پانی اخروٹ کو خواہ چھوٹا یا بڑا پودہ ہو خراب کر دیتا ہے، اور اگر سال مین صرف چار یا پانچ مرتبہ سیراب کیا جائے تو یہ اس کے لیے موافق ہوگا، اخروٹ کاٹ چھانٹ کو پسند نہین کرتا کیونکہ لوہا اس کے لیے مضر ہے، یہ درخت تمام دوسرے درختون سے نفرت کرتا ہے اس لیے اس کے قرب مین انجیر کے سوا کوئی دوسرا درخت نہین بویا جاتا ہے، اس مین نہ کسی کی ترکیب ہوتی اور نہ یہ کسی کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اخروٹ کا درخت تقریبًا دوسو برس تک قائم رہتا ہے، اسکی جڑین چھیل دیجاتی ہین جب وہ اس کی محتاج ہوتی ہین بعض وقت اس سے غافل رہنا مضر ثابت ہوا ہے حتی کہ پھل سیاہ ہوگیا ہے، بالخصوص اس وقت جب کہ یہ گرم خالص مٹی کی زمین مین ہو اور پتھر یا ریت سے بالکل پاک ہو، لیکن اگر پتھریلی یا ریتیلی زمین ہو تو بغیر چھیلے ہوئے ایک عرصہ تک رکھ سکتے ہین، اس کے چھیلنے کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کے تنے کی پتلی رگین کاٹ ڈالی جائین اور کوئی رگ باقی نہ رہنے پائے کیونکہ جو بچ جاتی ہین فساد پیدا کرتی ہین، اس طرح پر اگر درخت چھیل دیا جائے تو اس کی نشو ونما دوبارہ اچھی ہو جائے گی، سات یا آٹھ سال کے دیکھنے کے بعد پھر جب چھلکا کثرت سے نکل آئے تو چھیل دینا چاہیئے کیونکہ ان چھالون مین مضبوط رگین نکل آتی ہین، چھیلنے کے بعد اس پر تازی مٹی اور پانی ڈالنا چاہیئے، بالخصوص جب کہ موسم گرما ہو، اگر کاٹنے مین درخت کی جڑین بھی کٹ جائین اور اس مین کوئی جڑ باقی نہ رہے تو تمام شاخون کو کاٹ ڈالنا چاہیئے اگر ایسا نہ کرین گے تو ہوا کا ایک

جھونکا اس کو گرا دیگا اس لیے اس سے غفلت نہ کرنی چاہیئے، ان چھالون کو خشک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کو سایہ دار جگھون مین لٹکا دیا جائے، اس طرح کہ ہوا پہنچتی رہے لیکن مغربی ہوا سے محفوظ رکھا جائے کیونکہ وہ ان کو سیاہ بنا دیتی ہے، بلکہ مشرقی ہوا ان کے موافق ہوتی ہے، سب سے اچھی چھال وہ ہوتی ہے جو موسم خریف مین نکالی جاتی ہے اور جو ربیع مین نکالی جاتی ہے وہ سیاہ ہوتی ہے،

فصل

انجیر کے لگانے کا طریقہ،

انجیر مختلف رنگ اور قسم کے ہوتے ہین، لیکن سب کا طریقہ عمل ایک ہی ہے

ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ قسطوس کا قول ہے کہ انجیر خریف اور ربیع دونون مین لگایا جاتا ہے، اس کے لیے وہ زمینین اچھی ہونگی جو قوی ہون لیکن ان مین تراوٹ یا پانی نمایان نہ ہو کیونکہ پانی اور نمی کی کثرت اس کے لیے مضر ہے، اسی طرح کھاد کی کثرت بھی پھلون مین نرمی پیدا کردیتی ہے، البتہ ریت سے پھلون مین شیرینی آتی ہے، بعض یہ کہتے ہین کہ ریت برودت کی وجہ سے انجیر کے لیے مفید ہے، کیونکہ ریت موسم گرما مین بھی بارد رہتی ہے، اگر حرارت کی کثرت بھی ہو تو اس سے نقصان نہین پہنچ سکتا، ریت کی ٹھنڈک نیچے اوپر تمام رگ و ریشہ مین سرایت کرجاتی ہے، چونکہ ریت زمین کے اندر ہوتی ہے اس لیے ٹھنڈک اس مین زیادہ ہوتی ہے انجیر اعلیٰ درجہ کی زمین مین بڑے دانہ کا ہوتا ہے، سفید اور سرخ زمینوں مین اس کی زراعت ہوسکتی ہے، بشرطیکہ یہ پتلی ہون، اگرچہ ان مین پھل بڑے بڑے نہین ہوتے لیکن

شیرین زیادہ ہوتے ہین، اس کا پودہ ملوخ سے تیار کیا جاتا ہے جیساکہ اور دوسرے درختون
کے ملوخ بنائے جاتے ہین کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کے باریک تخم بو دیئے جاتے
ہین اور اسکا پودہ بھی منتقل کیا جاتا ہے،

طامین ہے کہ انجیر کے لیے نرم زمین اور وہ زمین جو زیادہ سخت نہ ہو موافق ہوتی ہے
انجیر کے پھل بھی بوئے جاتے ہین، اس طرح کہ کسی اچھے درخت سے پکے ہوئے انجیر توڑ
لئے جائین جو درخت ہی پر خشک ہو گئے ہون اور ان کو جوان بکری یا جوان عورت کے
دودھ مین بھگادین، اور اتنی دیر تک چھوڑ دین کہ دودھ ترش ہو جائے اور اس کا رنگ
متغیر ہو جائے، اس کے بعد ہر گڑھے مین تین دانے بوئین اور تھوڑی مٹی سے ڈھانک
دین، یہ طریقہ وسط فروری سے لیکر اپریل کے پہلے عشرہ تک مفید ہے، بونے کے بعد
جب تک اُگ نہ آئے اس کو پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے، جب ایک ہاتھ
کے برابر ہو جائے تو اس مین دوسرے مغروسات کی طرح عمل درآمد کرنا چاہیئے،
اس مین کھاد اس طرح ڈالنی چاہیئے کہ جڑون کی مٹی ہٹا کر گائے کے گوبر مین توت
اور گلاب کی لکڑی کی راکھ ملا کر ڈالدین اور پھر جڑون کو مٹی سے چھپا دین، اس تدبیر سے
وہ بہت اچھا اور نفیس ہوگا، بعض لوگ انجیر کو بغیر دودھ مین بھگائے ہوئے بو دیتے
ہین، وہ گوبر مین لوکی کی بتی ڈالکر از حد متعفن پانس تیار کرتے ہین اور پھر ان کو درختون
کی جڑ مین ڈالتے ہین، اس سے بھی انجیر اچھی طرح پھلتا ہے، نقل کے بعد اوس کو
پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اور جڑون مین کھاد ڈالتے رہنا چاہیئے، اس کے پودے
اسی وقت منتقل کئے جاتے ہین جس وقت اسکی زراعت شروع ہوتی ہے،

صغریت کہتا ہے کہ بعض مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ دودھ مین ڈالنے کے باوجود انجیر

کی جڑ پھٹنے لگتی ہے ،اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ لوگ اسی جگہ کی مٹی کو اس پر دوبارہ
ڈالدیتے ہین حالانکہ ایسا نہ کرنا چاہیئے بلکہ اس مٹی کو جو جڑون سے نکالی گئی ہے
چھوڑ کر نئی مٹی جڑون مین ڈالنی چاہیئے ، انجیر کا درخت اول اول پانی کی کثرت کو
قبول کرتا ہے لیکن پھر اس کے لیے اسکی کثرت مضر ثابت ہوتی ہے ، درخت جب
درست کیا جاتا ہے اس وقت اس کو بھی درست کرنا چاہیئے ،

انجیر اور دوسرے فواکہ کے صرف وہ پھل کھائے جاتے ہین جو درخت مین
اچھی طرح پکے ہوتے ہین ، خصوصاً انجیر جو زیادہ پختہ ہوتا ہے وہ تمام آفات سے محفوظ
رکھتا ہے ، انجیر کو چھیلکر کھانا چاہیئے کیونکہ اس کا چھلکا دیر ہضم ہوتا ہے اور ساتھ ہی
ملین بھی ہے ، شراب پینے کے بعد اس کو کبھی نہ کھانا چاہیئے کیونکہ یہ دونون چیزین
جب آدمی کے پیٹ مین جمع ہوجاتی ہین تو امراض پیدا کر دیتی ہین ، انجیر کی خشک
یا تر لکڑی کا ٹکڑہ گوشت مین ڈالدیا جائے تو وہ اسکو گلا ڈالے گا ، اسی طرح اگر تین
پختہ انجیر ڈالدیئے جائین تو بھی مفید ثابت ہونگے ، اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ تین
انجیر کو ایک رات ایک دن کسی تیل مین ڈالدین پھر اگر گوشت گلانیکی کبھی ضرورت
پڑے تو ان کو ڈالدین فوراً گلجائے گا ،

انجیر دودھ کو منجمد کر سکتا ہے ، اس کا طریقہ یہ ہے کہ دودھ آگ پر رکھدیا جائے اور
انجیر کی لکڑی سے اس کو خوب چلایا جائے تو کچھ دیر کے بعد وہ منجمد ہوجائے گا ، اسی طرح
وہ انجیر جو درخت مین خشک ہوگیا ہو اگر دودھ مین ڈالا جاے اور پھر اس کو گرم ہوا
مین چھوڑ دیا جائے تو دودھ فوراً منجمد ہوجائے گا ، انجیر کی راکھ اگر منجن بنا کر استعمال کیجیئے
تو اس سے دانت بہت صاف ہون گے ، دانت کی سیاہی اور زردی یک لخت

دور ہو جائے گی ، اور اگر اس مین زرد موتی ملادین تو دانت کو چمکدار بنا دے گا ،

انجیر کی روٹیان بھی پکائی جاتی ہین ، بوقت ضرورت لوگ کھاتے بھی ہین ، جب پھل زرد ہون تو اسی وقت توڑ لینا چاہیئے اور اسی طرح کرنا چاہیئے جیسے بلوط مین بتایا گیا ہے ، یعنی یہ کہ میٹھے پانی مین ان کو ابال ڈالنا چاہیئے اس کے بعد پانی نچوڑ کر خشک کر کے پیس ڈالنا چاہیئے پھر روٹی پکا لینا چاہیئے ، انجیر مین شیرینی کے ساتھ حرارت اور عفونت بھی ہے ، پانی مین جوش دینے کے بعد یہ بات جاتی رہے گی ،

رازی کا قول ہے کہ گوشت کو انجیر ، کنیر ، اور رند کے کو ملون پر نہین بھوننا چاہیئے اور نہ ان سے تنور کو گرم کرنا چاہیئے ، انجیر پہاڑ مین خود بخود اُگ آتا ہے ، اور نرم زمین مین لگایا جاتا ہے ، مرطوب زمین مین اس کا درخت بہت بڑا ہوتا ہے ، بلکہ جس قدر رطوبت کی کثرت ہو گی اتنے ہی درخت بڑھے گا ، اور اس کے پھل اچھے ہون گے بشرطیکہ خراب ہوا نقصان نہ پہنچائے ،

اس کو بہت زیادہ اچھی زمین مین لگانا مناسب نہین ہے اگرچہ اس مین نشوونما اچھی طرح پاتا ہے ، لیکن نقصان یہ ہے کہ موسم سرما اور گرما مین سردی اور گرمی اندر نفوذ کر جائے گی ، اور اس کو خشک کر دیگی جس سے اسکی عمر کم ہو جائے گی ، البتہ حورانی مین اس کے مواقف ہوتی ہے ، اگر میدان مین لگائین تو ایک دوسرے کے درمیان ، فاصلہ رکھین ،

ص کا قول ہے کہ انجیر کے ملوخ ، اوتاد ، اور عیون تینون کار آمد ہوتے ہین اور وہ شاخین بھی لگائی جاتی ہین جو گرے پڑے درختون مین اُگ آتی ہین ، اسی طرح تکبیس سے بھی شاخین لیجاتی ہین ، یہ اس قسم کا درخت ہے جو ہر قسم کی زمین مین لگایا جاتا ہے

خواہ وہ آسمان کے پانی سے سیراب ہوتی ہو یا نہر کے پانی سے سیراب ہوتی ہو،
ملوخ اور عیون اس وقت لگائے جاتے ہین جبکہ پانی اس مین جاری ہو اور
زمین پانی سے لبریز ہو، ایسا جنوری مین ہوتا ہے، اس کے لیے قبر کی شکل کے
گڈھے تیار کئے جاتے ہین، اگر عوسج کا کانٹا ملکر کسی انجیر کے نیچے رکھدین تو ایک
دن اور رات بھی نہ گذرنے پائین گے کہ وہ پک جائے گا، ابن حزم کا قول ہے
کہ انجیر بھی ایک غذا ہے،

ط مین ہے کہ حمیر انجیر کی ایک قسم ہے اسکی بھی دو قسمین ہین، یہ تمام انجیروں سے
گرم ہوتا ہے لیکن اوسکی زراعت سہل ہے، اس کا درخت بھی دوسرون سے بڑا
ہوتا ہے، لیکن یہ معدہ کے لیے مفسد ہے اور تلخی کی طرف جلد مائل ہوجاتا ہے،
ذکار (انجیر کا وہ درخت جس مین پھل نہین ہوتے) کا بھی طریقۂ عمل یہی ہے جو انجیر کا
ہے، فرق یہ ہے کہ ذکار کے لیے کوئی درخت نہین ہے جس سے شاخ حاصل کیجائے
انجیر ذکار کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور ذکار انجیر کے ساتھ ترکیب پاتا ہے،

فصل

گلاب کے لگانے کا طریقہ ما

خ کا قول ہے کہ گلاب کے رنگ مختلف ہوتے ہین، بعض سرخ ہوتے
ہین اور بعض سفید ہوتے ہین، بعض نیلگون ہوتے ہین اور بعض زرد ہوتے ہین
اور بعض ایسے ہوتے ہین جنکے اندر نیلا رنگ ہوتا ہے اور باہر زرد ہوتا ہے، اسی
طرح گلاب کی کئی قسمین ہین، ایک پہاڑی ہوتا ہے اور دوسرا احمر مضعف کہلاتا

ہے اور تیسرا ابیض مضعف کہلاتا ہے، چوتھا حسینی ہوتا ہے،

پہاڑی مین بھی چند قسمین ہوتی ہین، ایک بہت زیادہ سفید ہوتا ہے،
جس مین سرخی کا نام تک نہین ہوتا ہے اور ایک سرخ ہوتا ہے جو مجوسی کے نام
سے معروف ہے، یہ مشرق، غور اور بلاد شام مین پایا جاتا ہے، اس کے ہر
پھول مین پانچ پتیان ہوتی ہین، ورد مضاعف اعلیٰ قسم کا گلاب ہوتا ہے، جتی کہ
بغیر کھلے ہوئے توڑ لیا جاتا ہے، اس کا رنگ سفید اور سرخی مائل ہوتا ہے، لیکن
پہاڑی سے زیادہ سرخ ہوتا ہے، اس کے ایک پھول مین چالیس یا پچاس
پتیان ہوتی ہین، یہ کوئی نقصان نہین پہنچاتا، بلکہ باغ کے لیے باعث زیب و زینت
ہے، اس کی خوشبو بہت تیز ہوتی ہے، مضاعف کی شاخ دوسرے گلاب کی
شاخون سے موٹی ہوتی ہے، لیکن پہاڑی گلاب اگر کسی موٹی زمین مین لگا دیا جائے
تو اس کی شاخ اس سے بھی زیادہ موٹی ہو جائے گی، مشرقی ممالک مین زرد رنگ
کا گلاب ہوتا ہے، اور نیلگون بھی ہوتا ہے، بعض کے اندر نیلا رنگ ہوتا ہے اور باہر
زرد رنگ ہوتا ہے اور اسی طرح بعض کے اندر کا رنگ زرد اور باہر کا نیلا ہوتا ہے
اس قسم کا گلاب طرابلس مین بھی پایا جاتا ہے، اور خالص زرد رنگ کا اسکندریہ
مین ہوتا ہے، تمام قسم کے گلاب تقریباً ایک ہی طریقہ پر لگائے جاتے ہین،

ص کی کتاب مین ہے کہ گلاب کی چار قسمین ہین، ایک سفید کافوری جو
بہت زیادہ خوشنما ہوتا ہے جس کا دوسرا نام مضعف ہے، اس کا ایک پھول سَو
پھول کی خوشبو کے برابر ہوتا ہے، دوسرا زرد نرگس کے رنگ کا ہوتا ہے، تیسرا
بنفشئی رنگت کا ہوتا ہے اور چوتھا سرخ ہوتا ہے جو گلِ سرخ کے نام سے مشہور ہے،

یہ سب سے زیادہ لطیف اور خوشبودار ہوتا ہے،

گلاب خواہ وہ کسی رنگ کا ہو پانی اور زمین کی درستگی کا محتاج ہے ابن حجاج
کی کتاب مین ہے کہ گلاب کے لئے پست اور مسطح زمین بہت اچھی ہوتی ہے اور رتیلی
بھی مفید ہوتی ہے بلکہ رتیلی زمین مین یہ خوشبودار ہوتا ہے، گلاب جڑ سمیت لگایا
جاتا ہے، اسکی شاخین بھی لگائی جاتی ہین، جب درخت حد سے زیادہ بڑھ جائے
تو اس کو چھانٹ دینا چاہیئے اور اس کے قریب آہستہ سے کھود دینا چاہیئے اس سے
اس کی حالت اچھی ہوجاتی ہے، اسکی کلیان اپریل کے مہینے مین زیادہ کھلتی ہین،

ط وغیرہ کا قول ہے کہ گلاب پست اور بلند دونون مقام مین ہوتا ہے مرطوب
اور عمدہ زمین بھی اس کے لیے موافق ہے اور ہر اس جگہ مین لگایا جاسکتا ہے جو بیرونی
پانی سے سیراب کیا جاتا ہے تر سفید اور بارد زمین مین بھی یہ ہوتا ہے،

ص مین ہے کہ گلاب کے تخم اور اس کے ملوخ اور اسکی شاخین اور اس کے
پودے یہ سب لگائے جاتے ہین، اس کی شاخون کی تکبیس بھی کیجاتی ہے،
اس مین بھی جڑین نکل آتی ہین، اس کے بعد وہ دوسرے مقام پر منتقل کیا جاتا ہے
اس کے لگانے کا وقت بہت وسیع ہے بڑے قسم کا گلاب فصل خریف کی ابتدا
مین لگایا جاتا ہے یعنی بارش کے بعد اکتوبر یا نومبر مین، اسی سال سے اس مین پھول
آنا شروع ہوجائے گا، بلکہ بکثرت پھول آئین گے اگر پودہ لگاتے وقت اس مین
کچھ پتیان ہون تو کوئی ہرج نہین ہے، اسکی آخری مدت اول ربیع تک ہے
بعض یہ کہتے ہین کہ آخری مدت جنوری تک ہے، اسکی پتلی شاخون کو اکتوبر اور
نومبر مین لگانا چاہیئے، جنوری مین کبھی اسکی شاخین کاٹی نہ جائین، کیونکہ یہ اس کیلئے

نقصان دہ ہے اس طرح جو ان مین سے جنوری یا فروری مین لگایا جائے گا، وہ بھی مضر ثابت ہوگا، اس کا تخم اگست مین بویا جاتا ہے، لیکن ان مین ہے جہان نہر سے پانی پہنچایا جا سکے، ص کا قول ہے کہ ان کو ظروف مین جنوری کے مہینہ مین بو دینا چاہیئے جیسا کہ دوسرے کمزور تخم کے پودون کے لیے بتایا گیا ہے،

اس کی زراعت بالکل گیہون اور جو کے مانند ہوتی ہے، ایک انگل کھاد گلاب کے ظروف مین بھر دینا چاہیئے اور روزانہ پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، اس کے بعد ہفتہ مین دو بار سیراب کرنا چاہیئے، یہان تک کہ فصل خریف آجائے کیونکہ اس فصل مین وہ پانی کا محتاج نہین رہتا، جب پودہ قوت پکڑے تو اس کو ظروف سے نکالکر زمین مین منتقل کر دینا چاہیئے، اگر یہ حوض مین بویا جائے تو اسی حال پر چھوڑ دینا چاہیئے، لیکن جو منتقل کرنا چاہے وہ منتقل کر سکتا ہے، تیسرے سال اس مین پھول آجائے گا، گلاب کی اعلیٰ شاخ اکتوبر یا نومبر مین کاٹی جاتی ہے اور گرمی کے موسم مین وہ تیار شدہ زمین مین پھیلا کر لگائی جاتی ہے اور پھر اس کو برابر سیراب کرتے رہتے ہین، یہانتک کہ وہ بہت اچھی طرح پھولون سے سج جائے اور اوسکی قضیبین چار انگل یا اس سے زائد لانبی کاٹی جاتی ہین، ان کو اسی انداز کے ساتھ گڈھون یا خطوط مین لگاتے ہین، اس کے بعد سیراب کرتے ہین، جس وقت گلاب کے ملوخ، قضیب اور پودے لگائے جائین تو ان کو اس طرح زمین مین نصب کرین کہ پودے کے اطراف و جوانب ایک انگل سے ایک بالشت تک زمین سے اوپر رہین اور اسی طرح حوض یا دوسرے قسم کے گڈھون مین ایک بالشت گہرائی فاصل رکھین، تاکہ وہ پھیل سکے، اور خطوط مین بھی اس کا لحاظ کرنا چاہیئے ہر دو خط

سکے درمیان دو ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے بشرطیکہ زمین اچھی ہو، اگر زمین اچھی نہ ہو تو اس سے کم رکھین اور ہر دو گڈھون مین ایک گز کا فاصلہ رکھنا چاہیئے ،
گلاب کی شاخون اور اس کے پودون کو اکٹھا کرکے بھی لگاتے ہین، اس طریقہ پر کہ ان مین سے تین سے چھ تک کو ایک بندش مین باندھ دیتے ہین اور پھر ان سبکو ساتھ ہی لگاتے ہین، بڑون کو زمین مین پھیلا کر لگاتے ہین اور چھوٹون کو کھڑا کرکے لگاتے ہین، اور مٹی کو برابر کر دیتے ہین، ان سب کو لگانے کے بعد اوپر سے مٹی ڈالتے ہین اور پھر اچھی طرح پانی سے سیراب کرتے ہین، یہ کہا جاتا ہے کہ جن حوضون مین پودے لگائے جاتے ہین ان کا طول دس سطر اور عرض تین سطر رکھنا چاہیئے، پودے جب اچھی طرح سیراب ہو جائین گے تو پھر انشاء اللہ نشو و نما پانے لگین گے ، اس کے بعد ہر ہفتہ مین دو یا تین مرتبہ سیراب کرنا چاہیئے تاکہ وہ زمین کو پکڑ لین پھر ہر ہفتہ مین ایکمرتبہ سیراب کرین، لیکن موسم سرما اور خریف مین سیراب کرنا ترک کردو کیونکہ بارش کافی غذا پہنچاتی رہتی ہے، مئی کے مہینہ مین وہ اُگنے لگے گا، پھر عید خمسین (یہودیون کے یہان شریعت کے نزول کے دن عید منائی جاتی ہے جسکو عید خمسین کہتے ہین) مین اوسکو توڑنا چاہیئے ،

یہ تمام طریقے ان زمینون کے لیے بیان کئے گئے ہین جو نہر کے پانی سے سیراب ہوتی ہین، لیکن جو خود سیراب ہوتی ہین، ان کو پہلے کھود کر درست کرنا چاہیئے اور پھر ان مین گڈھے یا لکیرین جو کم سے کم ایک بالشت گہری ہون کھودنا چاہیئے اور اسی طرح پودہ کو لگانا چاہیئے جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے، ان لکیرون مین ایک ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے بقیہ تمام مذکورہ بالا عمل کرنا چاہیئے، اس کے لگانے مین عجلت سے کام

لینا چاہیئے خصوصاً ان پودون کے لگانے مین جن مین جڑین نہ نکلی ہون بڑی جلدی کی ضرورت ہے ان کو ابتدائے فصل خریف مین اس قسم کی زمینون مین لگانا زیادہ بہتر ہے تاکہ بارش کا زیادہ دیر تک انتظار نہ کرنا پڑے،

ذرد مضاعف (نسرین)، اگر اچھا ہو تو اس کی تکبیس کرنی چاہیئے پہلے اس کے متصل کی خالی زمین مین لکیرین بنانی چاہیئین جو ایک بالشت گہری اور اتنی لانبی ہون جتنی کہ اسکی شاخ لانبی ہو، اس شاخ کو اس گڈھے مین سلادینا چاہیئے، اور اطراف وجوانب کو گڈھے سے باہر نکالدینا چاہیئے، بقیہ وہی تدبیر کیجائے، جیسے اور دن کے ساتھ کیجاتی ہے، اگر گلاب کی شاخین یا اس کا پودہ ناخنہ کی طرح زرد ہو جائے تو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کے پھول ازحد خوشبودار ہون گے، پودہ کو جب زمین سے اکھاڑ کر کسی دوسری جگہ منتقل کرین تو پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ زمین کس قسم کی ہے، اگر وہ سیراب شدہ زمین نہین ہے تو اس کو کھود کر درست کرین اور اچھی طرح اسی وقت سیراب کرین، اس کے بعد پودہ کو اس جگہ منتقل کرین، اس کے بعد پودے کی نشوونما مین جو کچھ کمی رہجائے گی وہ یہان ٹھیک ہو جائے گی، اور دوسرے سال پھول بھی نکل آئین گے، لیکن اگر وہ زمین آسمان کے پانی سے سیراب ہونے والی ہو تو فوراً اکھاڑ کر لگادینا چاہیئے اور زمین کو ہموار کر دینا چاہیئے، تاکہ خریف اور سرما کی بارش مین وہ اچھی طرح سیراب ہو سکے، انشاء اللہ اس طریقہ پر نہایت خوشنما پھول کثرت سے نکل آئین گے، گلاب کے آس پاس کی زمین کو بہت ہی ہلکے طریقہ پر کھود دینا چاہیئے، تاکہ پودے کو کوئی ضرر نہ پہنچے، کھود کر کچھ دن تک چھوڑ دینا چاہیئے، اس کے بعد مٹی کو برابر کرتے وقت

دوسری گھانس وغیرہ نکالدینی چاہیئے، اس کا پورا بیان زمین کی تعمیر مین انشاءاللہ
آگے آئے گا، اگر گلاب کا پودہ کمزور نظر آئے اور اسکی کلیان بہت کم ہون تو
دیکھنا چاہیئے کہ کیا وہ کسی درخت کی جگہ پر لگایا گیا ہے یا نہین، اگر اس جگہ پر کوئی
درخت ہو تو اس کو فوراً اکھاڑ لینا چاہیئے، اور اس زمین کو از سر نو درست کر کے
لگانا چاہیئے، لیکن اگر کوئی درخت نہ ہو تو اکتوبر کے مہینہ مین جب وہ خشک ہو جائے
تو اس کو جلا دینا چاہیئے پھر جب بارش ہو تو زمین کو کھود کر تیار کرنا چاہیئے، امید ہے
کہ اس طریقہ پر وہی گلاب پھر نشو ونما پا جائے گا، باغون کی زیب و زینت
کے لیے لوگ گلاب کے گلدستے اکتوبر مین بناتے ہین، اس طرح پر کہ ایک ایک
بندش مین چھ یا آٹھ شاخین یا پودے رکھتے ہین اور انکو اسیطرح بندھا ہوا لگا دیتے ہین جب وہ
زمین کو پکڑ لیتے ہین اور نمو پانے لگتی ہین تو پودونکے اوپر کی سمت سے جسم سے رنگی ہوئی ہانڈیان داخل
کرتے ہین، ہر ہانڈی دو ہاتھ کی لانبی ہوتی ہے، ان کی شاخون کو ہانڈی کے
منھ سے باہر نکالدیتے ہین اور ہانڈی مین مٹی اور ریت بھر دیتے ہین اور بار بار پانی
سے سیراب کرتے رہتے ہین، جب کلیان آتی ہین تو درخت مختلف رنگون کا
مجموعہ نظر آتا ہے، پھلون کا رنگ علیحدہ ہوتا ہے اور خود درخت ہانڈی کے رنگ
سے الگ رنگکا ہوتا ہے،

گلاب پانی کی کثرت کو قبول کرتا ہے، مین نے نہر کے کنارے پر اس کے
جڑدار پودون کو لگایا ہے، تو وہ بہت اچھی طرح سر سبز ہوئے، اسکی شاخون
کو بھی پانی سے سیراب کرکے لگایا ہے وہ بھی خوشنما طریقہ پر اُگین، بعض لوگ یہ
کہتے ہین کہ گلاب کو سیب اور بادام کے ساتھ اگر مرکب کیا جائے تو اُس کے

پھول بڑے بڑے ہون گے ،

ص مین ہے کہ گلاب ، انگور سیب اور بادام وغیرہ کے ساتھ مرکب ہوتا ہی،
اس طرح کہ گلاب ، کی وہ شاخ لیجائے جو بہت ہی نازک ہو لیکن بالکل پتلی نہ ہو،
بلکہ کچھ موٹی ہو اسکو مذکورہ بالا درختون کے قریب کسی سخت جگہ پر لگا ئین اس کو
ترکیب کے وقت خشک ہی رکھنا چاہیئے لیکن اس کی جڑ کی حفاظت مٹی اور
ریت سے کرنی چاہیئے پھراس کے بعد پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے، انشاءاللہ
اس وقت تک یہ درخت رہے گا جب تک کہ وہ درخت باقی ہین ،

فصل

یاسمین (چنبیلی) کے لگانیکا طریقہ ،

خ کا قول ہے کہ اس کی پانچ قسمین ہین ، بعض کے پھول سفید ہوتے ہین ،
اور بعض کے زرد ہوتے ہین ، ان مین عطر کی جیسی خوشبو نہین ہوتی ہے بلکہ
تفاح شعیبی کی طرح کی خوشبو ہوتی ہے ، تیسری قسم وہ ہے جس کے پھول سیاہ
ہوتے ہین ، چوتھی وہ جنکے پھول ارغوانی رنگ کے ہوتے ہین ، یہ بستانی درخت
ہین ، ان مین سے دو جنگلی بھی ہوتے ہین ، ایک وہ جن کا پھول زرد ہوتا ہے اور
دوسرے وہ جنکا پھول سفید ہوتا ہے ، اس کو ظیان بھی کہتے ہین ، یہ دونون
افریقہ اور شام مین بکثرت پائے جاتے ہین خصوصاً حرامی مین زیادہ ہوتے ہین ،
ان تمام قسمون کا طریقہ عمل ایک ہی ہے ،

خ لکھتا ہے کہ مین نے یاسمین کا درخت اس قدر بڑا دیکھا ہے کہ اس کے نیچے

لوگ کھڑے ہوکر سایہ حاصل کرتے ہین، ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ اس کی شاخین لگانے کی غرض سے کاٹ لیجائین لیکن ایسی شاخین کاٹی جائین جو آئندہ سال جوان ہو جائین، ان کو نیسان کے مہینہ مین لگانا چاہیئے اور برابر سیراب کرتے رہنا چاہیئے یہانتک کہ وہ زمین کو پکڑلین گرمی مین متواتر سیراب کرنا ان کے لیے مفید ہے، جب پودہ بڑھ جائے تو اس کو منتقل کردین چنبیلی کو موسم سرما مین برف سے بچانے کے لیے اس کو کسی چیز سے ڈھانک دینا چاہیئے، ورنہ برف جلا دے گی چنبیلی ہمیشہ کھلی رہتی ہے لیکن گرمی مین خصوصیت سے بہت زیادہ خوشنما نظر آتی ہے بعضون نے یہ لکھا ہے کہ یاسمین کے لیے سخت زمین اچھی ہوتی ہے، اس کے تخم بھی بوے جاتے ہین ملوخ اوتاد اور پودے بھی لگائے جاتے ہین ان کے لگانے کا وقت فروری، مارچ اور اوائل اپریل مین ہے، مشرقی بارد مقامات مین بھی یہ ہوتے ہین، اس کے ملوخ کے لیے وہ شاخ منتخب کیجاتی ہے جو گذشتہ سال نکلی ہو اور اس سے نئے ملوخ حاصل کرتے ہین، اپریل مین ان کو زمین کے چھوٹے حقون یا چھوٹے ظروف مین لگاتے ہین، لیکن گرم ممالک مین اس سے قبل ہی سخت زمین مین لگاتے ہین لیکن اس زمین مین کھاد اور پرانی ریت ملاتے ہین اور اس کو پانی سے برابر سیراب کرتے رہتے ہین اور اس وقت تک سیرابی جاری رکھتے ہین جب تک کہ وہ بڑھ نہ جائے،

اسی زمانہ مین اوتاد ان شاخون سے لیے جاتے ہین جو پرانی ہون اور جن کا رنگ سفیدی مائل ہو، ہر وتد مین دو یا تین گرہین ہون کیونکہ اسکی نشوونما گرہ ہی سے شروع ہوتی ہے اگر گرہ نہ ہو تو اُگنے مین دقت ہوگی، اسکی حالت انگور کی جیسی

اوتاد حوض اور مٹی کے ظروف مین بھی لگائے جاتے ہین، کم سے کم تین بالشت وتد کو
زمین سے باہر اور بقیہ کو زمین کے اندر رکھنا چاہیئے ایک گرہ کو زمین کے اوپر رکھنا
چاہیئے، ہر دو وتد کے درمیان تین بالشت کا فاصلہ ہونا چاہیئے، لگانے کے بعد
فوراً پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، اور برابر پانی ڈالتے رہنا چاہیئے یہان تک کہ زمین
سفید ہو جائے اور پودہ نشو و نما پانے لگے، اور یہ صورت تقریباً پندرہ دن کے بعد
پیدا ہو جائے گی تین مہینہ کے بعد پودے کے اردگرد گھاس اُگ آئی ہو تو اوسکو
اکھاڑ کر پھینک دینا چاہیئے اور اس کے بعد ان مین چوپایون کی پانس ڈالنی چاہیئے
اس مین انسان کا غلیظ اور کبوتر کی بیٹ کو بھی مخلوط کر دینا چاہیئے، سب سے پہلے کدالون
سے آس پاس کی زمین کو کھود دینا چاہیئے، پانس ڈالنے کے بعد ہر چھٹے دن اسکو
سیراب کرنا چاہیئے، کھاد اکتوبر کے اوائل یا عید خمسین کی ابتدا مین ڈالنی چاہیئے،
اوتاد اگر مٹی کے بڑے ظروف مین لگائے جائین تو بہتر ہے، ہر برتن مین تین وتد
لگائے جائین، اور ہر ہفتہ مین تین مرتبہ ان کو سیراب کیا جائے، ایکسال کے بعد
مٹی سمیت اس کو حوضون مین منتقل کرنا چاہیئے، کچھ دن تک وہان بڑھنے کیلئے
چھوڑ دینا چاہیئے، پھر وہان سے مٹی کے ساتھ دوسری مناسب جگہ پر منتقل کر دینا چاہیئے

غ کا قول ہے کہ زرد چنبیلی کے بھی اوتاد اسی طرح لیے جاتے ہین جس طرح
اوپر بیان کیا گیا، پانی کے مقامات مین ان کو لگا دیا جاتا ہے، تو وہ بہت جلد بڑھ
جاتے ہین، اور اگر سفید چنبیلی کی طرح اس مین بھی عمل کیا جائے تو اور اچھا ہو، اسکا
پودہ مٹی کے ساتھ اور اس کے بغیر بھی منتقل کر لیا جاتا ہے،

البتہ دوسری قسم کی چنبیلی کے پودے مٹی سمیت منتقل کئے جاتے ہین، اوس کے نقل کا

وقت فروری سے وسط اپریل تک ہے، ہر دو پودون کے درمیان پانچ بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیئے اس کے تخم چھوٹے ظروف مین بھی بوئے جاتے ہین، اور بقیہ عمل ویسے ہی کیا جاتا ہے جیسا کہ گذر چکا ہے،

خ کا قول ہے کہ چنبیلی کا تخم سیاہ ہوتا ہے، جیسے عرعر کا تخم ہوتا ہے اس کے اندر گٹھلی بھی ہوتی ہے، یہ درخت معتدل طریقہ پر پانی کو چاہتا ہے اور اس مین تھوڑی سی پرانی کھاد کی بھی ضرورت پڑتی ہے، پانی کی نہرون اور نالیون کے قریب اس کا لگانا زیادہ اچھا ہے، جب درخت لگا دیا جائے تو اس کے ارد گرد بانس یا لکڑی گاڑ دین تاکہ وہ برف باری کے وقت ہلاکت سے محفوظ رہے بلکہ پورے موسم سرما مین اس کو مستور رکھنا چاہیئے اس درخت مین سال مین کئی مرتبہ پھول آتے ہین،

ظیان ایک قسم کی جنگلی چنبیلی ہوتی ہے، یہ جنگلون سے منتقل کرکے لائی جاتی ہے، اور خیزران کا پورا عمل کیا جاتا ہے جس کا ذکر آگے آئے گا، ظیان بالکل چنبیلی ہی کے مشابہ ہوتا ہے اسکی شاخین گنجان ہوتی ہین اور پتے سداب یعنی تتلی کی طرح سیاہ ہوتے ہین، پھول زرد رنگ کی چنبیلی کی طرح ہوتے ہین، فرق اتنا ہوتا ہے کہ وہ باریک ہوتے ہین، بعض یہ بھی کہتے ہین کہ اس کے پھول بھی سفید ہوتے ہین، ظیان کا ایک نام صواع ہے اور عجمی زبان مین "فریق" "قرتد" کہتے ہین، (اردو مین صرف جنگلی چنبیلی کہتے ہین)

ط مین ہے چنبیلی اور نسرین (گل شکین) یہ دونون بالکل قریب قریب ہین بلکہ دونون بھائی کہلاتے ہین، یہ دونون دو طرح کے ہوتے ہین ایک زرد

اور ایک سفید، ان مین ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے جس کے پھول ان دونون کے پھول سے بڑے ہوتے ہین اور جو جاسرین کہلاتی ہے، غرضکہ ہر جنس کے تحت ایک جنس ہے، جاسرین کا پھول سفید ہوتا ہے اور سب سے بڑا ہوتا ہے، اس کے درخت مین عوسج کی طرح کانٹے بھی ہوتے ہین، ان درختون کے لیے اچھی نرم زمین موافق ہوتی ہے اور میٹھا پانی مفید ہوتا ہے لیکن زیادہ میٹھا ٹھیک نہین ہوتا ہے،

فصل

خیزران یعنی بید کے لگانے کا طریقہ،

خ نے لکھا ہے کہ اسکی دو قسمین ہین، جنگلی اور پہاڑی، ایک کا نام مجلوب بھی ہے، اسکی شاخین بہت پتلی ہوتی ہین، اسکی پتیان باریک ناخن کے برابر ہوتی ہین اور اسی طرح نوکیلی ہوتی ہین اور اس کا دانہ گول اور سرخ ہوتا ہے اور پتیون کے متصل ہوتا ہے، جیسے قرمز کے پھل ہوتے ہین، اسی طرح اس کے پھول پتیون مین نہین ہوتے ہین، ہمارے ملک مین مجلوب سے زیادہ بڑا بید کا درخت نہین ہوتا اور استکنہ کے قرب وجوار مین بہ کثرت ہوتا ہے،

چنبیلی کو لوگ اس کے ساتھ ترکیب دیتے ہین، جنگل سے اس کو منتقل کرتے ہین، اور پھر چنبیلی کے ساتھ لگاتے ہین، اس کے لیے نرم اور پست زمین مناسب ہوتی ہے، جو پہاڑی زمینون کے مشابہ ہو، جیسے ارض حرشا اور جبلیتہ وغیرہ، یہ فروری اور مارچ مین مٹی کے ساتھ منتقل کیا جاتا ہے، پانی کے راستون پر زیادہ

لگایا جاتا ہے کیونکہ بکثرت پانی کا محتاج ہوتا ہے اس کے بقیہ طریق عمل وہی ہین،
جو اوپر بیان کیے گئے، ایک قسم اسکی مجری ہوتی ہے جو دریا کے کنارون پر ہوتی ہے،
چنبیلی کی طرح یہ بھی پھیل جاتی ہے،

فصل

اترج[1] کے بونے کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ اترج، نارنج، جس کو ریوع بھی کہتے ہین اور لیمون یہ
سب ایک ہی قسم کے ہوتے ہین اور سب کا طریقۂ عمل بھی ایک طرح کا ہوتا ہے،
اترج تفاح یا فی کے نام سے مشہور ہے، ایک شیرین اور ایک ترش ہوتا ہے،
ان دونون مین فرق یہ ہوتا ہے کہ ترش اترج کی پتیان، شاخین اور لکڑی سیاہی
مائل ہوتی ہین اور اس مین کانٹے بڑے بڑے ہوتے ہین اور شیرین کی پتیان
وغیرہ زردی مائل ہوتی ہین اور اس کے کانٹے چھوٹے چھوٹے ہوتے ہین، اترج
کی چند قسمین ہین، ایک قرطبی کہلاتا ہے جس کے پھل بڑے اور نکیلے ہوتے ہین،
دوسرا قسطی کہلاتا ہے جس کے پھل گول اور چکنے ہوتے ہین، تیسرا ضینی کہلاتا ہے،
جس کے پھل بیگن کے مانند ہوتے ہین اس مین ترشی ہوتی ہے، اسی کی ایک
قسم نارنج بھی ہے جس کے پھل گول اور سرخ رنگ کے ہوتے ہین ایک اور
قسم ہے جو ذہبی کے نام سے مشہور ہے یہ بھی اترج کی طرح گول اور نوک دار ہوتا ہے،
ایک قسم اسکی لیمون کہلاتی ہے اس کے پھل حنظل کے برابر ہوتے ہین بلکہ اس سے

[1] اترج یعنی ترنج جسکو ہندی مین بجوڑا کہتے ہین،

بھی زیادہ بڑے ہوتے ہین اند اس کا رنگ زرد ہوتا ہے، ایک دوسری قسم ہے جسکے
پھل مرغی کے انڈے کے برابر ہوتے ہین، اور جس کا چھلکا چکنا ہوتا ہے، اور ایک قسم
بستنو کے نام سے مشہور ہے جو لیمو کے برابر ہوتا ہے، نارنج سے اس مین سرخی کم ہوتی
ہے، اترج کے پھول ربیع گرما، اور خریف کے زمانہ مین ہوتے ہین، پھول اور پھل
ایک دوسرے سے ملحق ہوتے ہین، تمام مذکورہ بالا قسمون کے پھول سفید ہوتے
ہین، ربیع کے زمانہ مین ہوتے ہین، غالباً مارچ اور اپریل کا مہینہ ہوتا ہے،

ابن حجاج رح کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کا قول ہے کہ اترج خریف اور
ربیع مین لگایا جاتا ہے، یہ ان درختون مین سے ہے جن کے لیے جنوبی ہوا نفع بخش
ہوتی ہے لیکن باد شمالی اس کے لیے مضر ہوتی ہے، اسی بناپر اس کو ایسی لکڑیون
کے درمیان رکھنا چاہیئے جو اسکو شمالی ہوا سے محفوظ رکھین اور ایک وقت
ایسا بھی آتا ہے جب وقت پورا درخت ڈھانک دینا چاہیئے،

قسطوس کا قول ہے کہ اترج اول خریف یا ربیع مین گرم مقام پر لگایا جاتا ہے
تاکہ جنوبی ہوا اس تک پہنچے اور شمالی ہوا سے وہ محفوظ رہے، اس وقت اوس کو
پانی کی زیادہ ضرورت نہ ہوگی، یہ بھی لکھا ہے کہ اسکو کسی ایسی دیوار کے گوشہ مین لگانا
چاہیئے، جو شمالی ہوا کو روک سکے،

طاریطیوس اور ساوہی کا قول ہے کہ اترج کو ٹھنڈک اور باد شمالی کی زد سے
محفوظ رکھنا چاہیئے، اسکی صورت یہ ہے کہ ان درختون کو آس پاس لگانا چاہیئے تاکہ
ایک دوسرے کو اوٹ دے اور ٹھنڈک سے بچا سکین، ایک اور بات یہ ہے کہ اگر یہ
فاصلہ پر رکھے جائین تو ٹھنڈی ہوا سے اس کے پھول بہت جلد جھڑ جائین گے،

وبقراطیس کا قول ہے کہ اس کے اوتاد ایک ہاتھ کے برابر لگائے جائین اور اسکا
وقت مارچ مین ہے، سفانوس کا قول ہے کہ اترج کے اوتاد تازے لئے جائین، یہ
خشک اوتاد سے بہت اچھے ہوتے ہین، اسکی چھوٹی شاخون کو ہاتھ سے توڑکر ملوخ کے
طریقہ پر لگانا چاہیئے، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ بعض نے اوسکی گٹھلیون کو بھی بویا ہے
اور وہ اچھی طرح اگ آئے ہین اس کیلئے میدان کی وہ زمین جو پہاڑون کی مٹی کے
مشابہ ہوتی ہے مفید ثابت ہوئی ہے، اور جسمین کچھ صلابت اور چرا پن ہو لیکن ہر حال مین اس کو پانی سے
اچھی طرح سیراب کرنا چاہیئے، کیونکہ یہ ان درختون مین ہے جنکو پانی کی بہت زیادہ ضرورت
ہے، بارون رومی کہتا ہے کہ گرمی اور خریف جاڑے اور ربیع کے موسم مین اترج کو
برابر پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیے، کیونکہ یہ پانی سے سیراب کرنیوالا درخت نہین
ہے اس کیلیے بکری کی مینگنی کی کھاد زیادہ اچھی ہوگی، شدید جاڑے کے موسم مین
اس کے گرد ایک مستدیر گڈھا کھودنا چاہیئے اور اسکو گرم کھاد سے بھر دینا چاہیئے اور
اس کے اوپر سے مٹی ڈالدینی چاہیے اور پھر اس کو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے۔

شولون کا قول ہے کہ اترج کے اوتاد ربیع کے زمانہ مین لگائے جاتے ہین،
اگرچہ اکثر لوگوں کی رائے یہ ہے کہ خریف ہی کے موسم مین لگانا چاہیئے تاکہ برف سے
محفوظ رہے،

طامین ہے کہ اترج کا نام حضرت آدم علیہ السلام نے شجرۃ طاہرہ رکھا تھا، اسکے
لئے وہ ملک زیادہ مناسب ہے جو اعتدال کے قریب تر واقع ہو، ستمبر یا فروری
کے مہینہ مین اوسکی زراعت شروع کرنی چاہیئے، جب یہ نشو نما پا جائے تو پھر
یہ ہلاک نہ ہوگا، اترج کی برابر نگہداشت کرنی چاہیئے اور اس کی مٹی کھود دی جائے،

اور اس کو صاف کیا جائے اور جو چیز شاخون پر زیادہ ہو جائے، اسکو چھانٹ دی جائے
اوسکے پھل جب تیار ہو جائین تو ان کو درخت پہ نہ چھوڑ دینا چاہیئے کیونکہ اس سے نقصان
پہنچتا ہے پھل درخت کی رطوبت کو جذب کر لیتے ہین، اکثر پھل اتنے بڑے ہو جاتے
ہین کہ شاخ انکی متحمل نہین ہوتی ہے، اسکی ترکیب یہ ہے کہ لکڑی کے چند ستونون
پر ان کو رکھ دینا چاہیئے، جیسے بعض انگور کے خوشے رکھے جاتے ہین، یہ خیال رہے
کہ اس کو کوئی حائضہ عورت نہ تو چھوئے اور نہ اس کا پتہ توڑے اور نہ اس کا پھل توڑے
حتی کہ اسکی شاخ بھی اسکی حرکت سے نہ ہلنے پائے،

ص وغیرہ مین ہے کہ اترج کے لیے مسطح اچھی اور نرم زمین مفید ہوتی ہے، لیکن شور
زمین اس کے لیے کسی طرح مناسب نہین ہے، گرم اور سیاہ زمین بھی موافق ہوتی
ہے، اسلیے اوتاد کے درخت سب سے اچھے ہوتے ہین اور اس کے بعد منتقل شدہ پودے
کے درخت بھی اچھے ہوتے ہین اور تیسرے نمبر مین تخم کے درخت ہوتے ہین، ایک وتد کا
طول ایک ہاتھ اور عرض ایک مٹھی ہونا چاہیئے، مارچ اور اپریل سے لیکر نصف مئی کے مہینہ
تک یہ لگائے جاتے ہین، ان کے حوض کو نہایت اچھی کھاد سے پر رکھنا چاہیئے اور
ہر دو وتد کے درمیان تین بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اور پانی سے سیراب کرتے
رہنا چاہیئے، دو سال کے بعد اس جگہ کی مٹی کے ساتھ انکو منتقل کر دینا چاہیئے،

ص کہتا ہے کہ ہر وقت اس کو منتقل کر سکتے ہین، کیونکہ اس کی اندرونی حرارت
اس کو محفوظ رکھے گی، اوتاد کو لگاتے وقت ہم شق کر سکتے ہین اور اس کو چھیل سکتے ہین
جس طرح اترج کے اوتاد لگائے جاتے ہین بعینہ اسی طرح نارنج، لیمون، تبنبو کے
بھی اوتاد لگائے جاتے ہین،

ص کہتا ہے کہ اترج کا تخم مٹی اور دوسرے قسم کے ظروف مین فروری کے مہینہ
مین بوئے جاتے ہین اور بقیہ طریق عمل وہی ہے جو ضعیف تخمون کے لیے بتایا گیا ہے،
لیکن اس کا پودہ جب دو سال یا زیادہ کا ہو جائے تو اس وقت اسکو ستمبر سے جنوری
تک منتقل کرسکتے ہین، اور اس کے منتقل کرتے وقت وہان کی مٹی کا تودہ بھی ساتھ لے
لیا جائے، اور یہ ایسی دیوار کے قریب لگایا جائے جو شمالی ہوا سے اسکو محفوظ رکھ سکے اور
سامنے کی ہوا یعنی جنوبی ہوا سے اوسکو فائدہ پہنچ سکے، پودہ کے برابر اس لیے گڈھا
کھودنا چاہیئے، اور ہر دو پودون کے درمیان چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے اور اس سے
بھی کم رکھا جائے تو اچھا ہے تاکہ پھل اس کا زیادہ بڑا نہ ہو، نارنج، لیمون، اور ریبوع سب کے
سب کے اس طریقہ سے لگائے جاتے ہین، کہ اترج کے ملوخ اچھے نہین ہوتے، اس کے
اوتاد یا پودے اگر پانی کے ان راستون پر لگائے جائین، جہان پر آفتاب کی روشنی
پوری پہنچتی ہے تو یہ بہت اچھے ہونگے، اترج کے لیے پرانی کھاد کی ضرورت ہے،
اس کے لیے انسان کی کھاد جو بہت زیادہ متعفن ہوگئی ہو زیادہ موافق ہوگی، اگر اسمین
کھاد نہ ڈالی جائے، تو درخت کمزور ہو جائے گا، لیکن کھاد ڈالنے سے اس کا بوجھ زیادہ
ہو جائے گا، پھل بڑے ہو جائین گے اور مغز نرم ہو جائے گا، اترج کے لیے بھیڑ کی بھی
کھاد موافق ہوتی ہے، اگر یہ بھی میسر نہ آئے تو کسی معمولی چیز کی کھاد جس مین عفونت ہو،
ڈالدینی چاہیئے اور چھٹا حصہ کبوتر کی بیٹ کا بھی ملا دیا جائے تو اچھا ہے، اس مین خریف
اور ربیع دونون موسم میں کھاد ڈالنی چاہیئے، تین بالشت سے چھوٹے پودے
کو لوہے سے نہ چھونا چاہیئے، یہی حال تقریباً لیمون کا بھی ہے، اگر درخت پھلوں سے
زیادہ بوجھل ہو جائے تو اس کا بعض حصہ کاٹ ڈالنا چاہیئے، تو گرنے سے وہ محفوظ

ہو جائے گا، اترج اگر انار کے درخت کے ساتھ لگایا جائے تو اسکا پھل بھی سرخ ہو جائیگا،
پھلوں میں اگر چونا اور پانی ملاکر لگا دیا جائے تو یہ پورے موسم سرما تک باقی رہیں گے
اور برف ان کو کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچائے گی، برف سے محفوظ رکھنے کا ایک
طریقہ یہ بھی ہے کہ پھل تختی یا لکڑیوں سے چھپا دیا جائے یا چٹائی سے گھیر دیا جائے،

اترج کے استسلاف کا طریقہ بھی وہی ہے جو اور درختوں کے لیے بتایا جا چکا ہے،

اترج نارنج، لیموں اور زنبوع میں نوامی ہوتے ہیں، یعنی وہ پتلی شاخیں ہوتی ہیں جن میں
پھل اور پھول ہوتے ہیں، اگر ان میں سے کسی کا درخت بھی جڑ سے کاٹ ڈالا جائے تو ان
نوامی کی تکبیس کر سکتے ہیں اور تکبیس کا وہی طریقہ ہے، جس کو اس سے قبل ہم بتا چکے
ہیں، تکبیس کے بعد سال گذرنے دینا چاہیئے تاکہ اسکی جڑیں نکل آئیں اور منتقل کرنے
کے قابل ہو جائے، اسکی شاخوں کو چند ظروف میں داخل کرکے مٹی سے بھر دینا چاہیئے،
اور ان شاخوں کے ارد گرد بھی مٹی ڈال دینی چاہیئے، یہاں تک کہ اس میں کلے پھوٹ آئیں
اور جڑیں پیدا ہو جائیں پھر اس کو منتقل کر سکتے ہیں،

فصل

نارنج کے لگانے کا طریقہ،

قوثامی نے فلاحت نبطیہ میں لکھا ہے کہ نارنج ایک ہندی پھل ہے، لیکن یہ اکثر
جگہ ہوتا ہے خصوصاً ان ملکوں میں جو گرمی کی طرف زیادہ مائل ہیں، اس کا درخت
بہت لانبا ہوتا ہے، اس کا پتہ چکنا اور نرم ہوتا ہے، گہری سبزی لئے ہوتا ہے، اور
اس کا پھل گول ہوتا ہے اس کے اندر اترج کی طرح کی ترشی ہوتی ہے، یہ تمام قسمیں

اترج ہی سے نکلی ہین، کیونکہ ایک دوسرے سے یہ بہت مشابہ ہین، اس کے لیے تمام
زمینین موافق ہوتی ہین سوائے ان زمینون کے جو فاسد ہوگئی ہیں جنمین راکھ، چونا، اور
اسفیداج (سفیدۂ کاشغری) وغیرہ مخلوط ہون، اس میں اسکی شاخین اچھی طرح پھیلنے نہین
پاتی ہیں، مشرقی ہوا اس کے لیے بہت نفع بخش ہے، اسی طرح جنوب اور مشرق کے درمیان
کی ہوا بھی سودمند ہے، اسکا پھول سفید ہوتا ہے، اور خوشبودار ہوتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے
کہ جن درختون کے پھول نیلگون ہوتے ہیں وہ سفید سے زیادہ خوشبودار ہوتے ہیں، اسلیے
پھل کا بہت اچھا روغن بنایا جاتا ہے، جیسے خیری اور بنفسج کا بنایا جاتا ہے، اور اسی طرح
استعمال کیا جاتا ہے، جیسے زنبق کا تیل درختوں کو تقویت پہنچانے کے لیے اور مفاصل کو
ہوا سے محفوظ رکھنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ پھل درختوں پر
چھوڑ دیئے جاتے ہیں، یہانتک کہ ان میں مختلف رنگ پیدا ہوجاتے ہیں، لیکن یہ نہ اس کے
لیے اچھا اور نہ دوسرے درختوں کے لیے مناسب ہے، پھلوں کو توڑ لینے سے درختوں
کو قوت پہنچتی ہے اور ان کو چھوڑ دینے سے ان مین فساد پیدا ہوجاتا ہے، اتنا زبردست
بوجھ رہتا ہے کہ جس سے سخت نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے،

نارنج کے لیے سیاہ متعفن اور ریتیلی زمین اچھی ہوتی ہے، اسلیے تخم بھی بوئے
جاتے ہین، اس کا طریقہ یہ ہے کہ مٹی کے بڑے اور نئے ظروف مین ان کو جنوری مین
بو دیا جائے، اس کے بعد پانی سے برابر اس طرح سیراب کیا جائے، کہ کبھی اس کی مٹی
خشک نہ ہونے پائے، اسی طرح وہ زمین بھی خشک نہ ہو جس میں اس کا پودہ لگایا جائے
ان ظروف کو ایسے مقام پر رکھنا چاہیئے جہان پر بارش کی بوچھار نہ آتی ہو، مارچ کے
مہینہ میں اسکی نشو و نما شروع ہوگی، اس کے بعد ظروف سے اس کو حوضون مین منتقل

کر دینا چاہیئے تاکہ وہ زیادہ قوت حاصل کرے، دو سال یا اس سے زیادہ کے بعد اس کو دوسری جگہ پر لیجانا چاہیئے اور ایک ایسے گڈھے میں لگانا چاہیئے جو تین بالشت گہرا ہو،

غ کا قول ہے کہ یہ پودہ اس وقت تک منتقل نہیں کیا جائے گا جب تک کہ انسان کے قد کے برابر نہ ہو جائے، اس سے کم کو ہرگز منتقل نہ کرنا چاہیئے ہر دو پودون کے درمیان مین چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اور پھر اس کو حسب اصول سابقہ پانی سے سیراب کرنا چاہیے اور زمین برابر کرتے رہنا چاہیئے،

غ کا قول ہے کہ اسی طریقہ پر اوتادھی لگائے جاتے ہیں، ایک ہموار شاخ لے لیجائے اس سے ڈھائی بالشت کے برابر ٹکڑے کاٹ ڈالین، ان کے دو بالشت کو زمین کے اندر نصب کر دین اور نصف بالشت کو زمین کے اوپر رکھین، لیکن اس کے لیے زمین از حد تیار ہونی چاہیئے، خوب جوتی ہوئی ہو اور کھاد بھی ڈالی گئی ہو نیز پانی کی بھی کثرت ہو، آٹھ دن تک اس کو ایک دن ناغہ کرکے سیراب کرنا چاہیئے پھر ہر چوتھے دن سیراب کرنا چاہیئے یہانتک کہ پندرہ دن پورے ہو جائین جب اس میں پتیاں نکلنے لگین تو زمین کو آہستہ سے کھود ڈالنا چاہیئے لیکن اوتاد کے قریب تک اس کا اثر نہ پہنچے اور نہ زمین مین حرکت ہو، اس کے بعد پھر اس کو اس وقت تک سیراب کرنا چاہیئے جب تک کہ زمین سفید نہ ہو جائے، چار مہینہ کے بعد پوشے کے اطراف و جوانب کو کھود دین اور اس میں انسان کی کھاد ملائیں اور مٹی ملاکر دونون کو خوب مخلوط کر دین، پھر آٹھ دن تک اسی حال پر چھوڑ دین، اس کے بعد پانی سے سیراب کریں، موسم سرما میں پانی کی ضرورت نہیں رہتی ہے، ربیع کی جب فصل آجائے تو زمین کو پھر کھودنا چاہیئے اور اس میں چوپایوں کی کھاد کو باریک کرکے ڈالدینا چاہیئے، خصوصاً گھوڑے، گدھے، اور خچر کی کھاد ضرور ڈالی جائے

اس کے بعد پھر پانی سے برابر سیراب کرین، یہانتک کہ حوض کی زمین سفید ہو جائے،
اس سے پھلون مین قوت پہنچیگی اور انشاء اللہ اچھے پھل آئین گے، اس کے نقل کی
بھی ترکیب وہی ہے، جو اس سے قبل بتائی گئی، نارنج کا پودہ بھی لگایا جاتا ہے،
جیساکہ بیان کیا گیا، نارنج اور اترج کے قریب انجن (افغان سر) صفیرا، مرّا اور
فراسیون (سداب) وغیرہ کو نہین لگانا چاہیئے، ان سے اسکو نقصان پہنچے گا،

فصل

بستنبون یعنی زنبوع کے لگانے کا طریقہ

خ کا قول ہے کہ وہ نارنج کی طرح ہوتا ہے، صرف فرق اتنا ہوتا ہے کہ
اس کا پھل چوڑا، دانہ دار، اور زرد رنگ کا ہوتا ہے، اندر اور باہر دونون حصے
کھائے جاتے ہین، اس مین سخت ترشی ہوتی ہے، اس کے لیے سخت زمین اور
سڑی ہوئی زمین مفید ہوتی ہے، اسکے تخم بھی بوئے جاتے ہین اور اسکی شاخون
کی تکبیس بھی کی جاتی ہے اور اوتاد بھی لگائے جاتے ہین، دو سال کے بعد پودہ
منتقل کیا جاتا ہے، ان مقامون پر یہ لگایا جاتا ہے جو مشرق مین واقع ہون تاکہ
آفتاب کے طلوع کے رخ پر ہون گڈھا اس انداز سے کھودنا چاہیئے جیسا کہ
درخت ہو، ہر پودون کے درمیان چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، بقیہ عمل وہی
ہے جو نارنج کے لیے بتایا گیا ہے،

ؔ اسکو استنوب کہتے ہین،

فصل

لیمون کے لگانے کا طریقہ

خ کا قول ہے کہ یہ اترج صغیر کے مانند ہوتا ہے، یہ نوکیلا ہوتا ہے، اوسکی پتیان اترج سے زیادہ زرد رنگ کی ہوتی ہین، اور اس مین تلخی زیادہ ہوتی ہے طامین ہے کہ شجرۃ حسیا جسکو فارسی مین لیمون کہتے ہین، اس کے پھل گول خوشبودار اور زرد رنگ کے ہوتے ہین، یہ نارنج اور اترج کے مشابہ ہوتا ہے، ابتداءً یہ سبز ہوتا ہے، پھر زرد ہو جاتا ہے، اسکی ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے کہ جسمین سرخی اور زردی دونون ہوتی ہے، اس کا تخم بویا جاتا ہے اور پھر اسی جگہ چھوڑ دیا جاتا ہے بعض اوقات اسکو بھی منتقل کر دیتے ہین، اس کے لیے وہ نرم زمین مفید ہوتی ہے جسمین تھوڑی شوریت ہو اور اسی طرح وہ سرخ زمین مناسب ہوتی ہے جسمین کھوکھلاپن ہو اور ریت ملی ہوئی ہو، لیمون جب بویا جاتا ہے تو بہت کم خراب ہوتا ہے، اوس کو تقویت پہنچانے کے لیے ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ روئی کا بنولا نارنج اور اترج کی لکڑیون سے جلایا جائے اور پھر تمام راکھ جمع کیجائے اور شراب کی تلچھٹ سے اوسکی خمیر تیار کیجائے، پھر اوسکو خشک کر کے پیس ڈالا جائے، اس کے بعد لیمون کی جڑون مین اور شاخون پر یہ راکھ چھڑک دیجائے، کئی بار ایسا ہی کرنا چاہیئے، اس سے آفات دفع ہو جائینگے اور پودے کو تقویت پہنچیگی، پھل اچھے اور زیادہ ہون گے، غرضکہ اس سے بہت زیادہ منافع ہون گے، وہ کوڑا بھی اس کے لیے مفید ہوگا جو مختلف مقامات سے جمع کیا جائے اور اسمین سیاہ مٹی بھی شامل ہو۔ زمین کھود کر جڑ

مین اسکو ڈال دینا چاہیئے، درحقیقت یہ بھی ایک قسم کی کھاد ہے، نارنج، اترج، زنبوع اور لیمون کو جب عورتین کھائین گی تو انکی شہوت مین کمی ہو جائے گی، چھوٹے لیمون کا چھلکا اور اوسکی پتی زہر کا اثر زائل کرنے کے لیے مفید ہے،

فصل

غبیرا یعنی سپستان کے لگانے کا طریقہ

خ نے لکھا ہے کہ اس کا درخت بڑا ہوتا ہے، اسکے پھول چھوٹے اور سفید ہوتے ہین، پھل مشتہی کے جیسے ہوتے ہین، اسکے پھل کو تفاح کہتے ہین، بعض لوگ اوسکو زعرور بری کے نام سے موسوم کرتے ہین بعض یہ بھی کہتے ہین کہ یہ وہی درخت ہے جسکو برجود کہتے ہین، اسکی چھال سے چمڑون کی دباغت ہوتی ہے، ط مین ہے کہ اس کا پھل بیر کے مثل ہوتا ہے، کھانے مین اچھا معلوم ہوتا ہے، اس مین گٹھلی بھی ہوتی ہے، یہ سخت لسدار پھل ہوتا ہے، اسکی شاخ، جڑ، پھل اور پتی وغیرہ سب مین لزوجت ہوتی ہے، اس کا مزاج خود ٹھنڈا ہے اور دوسری چیزون کو ٹھنڈا کرتا ہے، اس کے لیے نرم اور سخت زمین دونون مفید ہوسکتی ہین، اسکے پودے منتقل کئے جاتے ہین، اس کے اوتاد اور شاخین بھی لگائی جاتی ہین، اور تخم بھی بوئے جاتے ہین، اسکے لگانے کا وقت جنوری مین ہے،

غ کا قول ہے کہ اس کے ملوخ حاصل کرنے کی صورت یہ ہے کہ شاخون کو چھال سمیت ہاتھ سے کھینچ لیا جائے اور اس طرح کھینچا جائے کہ بیچ سے ٹوٹنے نہ پائے، لوہے سے کاٹنے کی ضرورت نہین ہے، اور اس کے تخم کو مٹی مین پرانی

کھاد اور راکھ مخلوط کر کے ظروف مین بوئین اور اس کے بونے کا وقت اس وقت
ہے جب کہ اس کا پھل کھایا جاتا ہے، بقیہ عمل اس مین بھی وہی ہے جو اس سے
قبل دوسرون کے لیے بتایا گیا ہے، جب پودہ منتقل کرنے کے قابل ہو جائے
تو اسکو منتقل کر دینا چاہیئے، اس کے لیے تین بالشت گہرا گڈھا کھودنا چاہیئے اور
ہر دو پودون کے درمیان ۱۲ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اس درخت کو حوض یا نہر
کے قریب لگانا چاہیئے کیونکہ اس مین خوشبو بہت زیادہ ہوتی ہے اور پھول
نہایت خوبصورت ہوتے ہین، مارچ مین یہ اُگنے لگتا ہے اور مئی مین پھول نکل
آتے ہین، یہ درخت نہ کسی کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور نہ اس مین کوئی دوسرا
درخت مرکب کیا جاتا ہے، اسکے اُگنے کا اصل مقام جنگل اور غیر مانوس مقامات
ہین، گرم ملکون مین بہت زیادہ ہوتا ہے اور ان مین خوب نشو ونما پاتا ہے، یہ
زمین کی صفائی کو بہت چاہتا ہے، اس کے ملوخ بھی ویسے ہی لیے جاتے ہین
جیسے اور درختون کے لیے جاتے ہین، اختلاجِ قلب کے لیے یہ مفرح ہے،
یہ بیان کیا گیا ہے کہ رات کے وقت اس درخت کے قریب اجنہ جمع ہوتے ہین
اس کے پھول کو اگر عورتین سونگھین تو وہ زیادہ کام کرنے پر مستعد ہو جائین گی
اور مجامعت کے لیے جلد تیار ہو جائینگی جسطرح ربیع مین چڑیا اور سرما مین درندے تیار
ہو جاتے ہین

فصل

داذی[1] کے لگانے کا طریقہ،

[1] داذی کو فارسی مین جو جادر کہتے ہین اسکی ایک قسم داذی رومی بھی ہے، گیلانی کا قول ہے کہ یہ توت کی طرح ہوتا ہے، اسکا دانہ جو کے برابر ہوتا ہے (مفردات)

خ کا قول ہے کہ یہ ایک ایسا درخت ہے کہ جس کے پھول سرخ رنگ کے
ہوتے ہین اور پھل سیاہی مائل ہوتے ہین، اسکے لیے پہاڑی اور سخت زمین مناسب
ہے، اسکے اوتاد، تخم، اور پودے وغیرہ سب لگائے جاتے ہین، اسکے لگانے کا وقت
فروری اور مارچ کے مہینہ مین ہے، اسلیے ہر دو پودون کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا
چاہیے، بعض یہ کہتے ہین کہ اگر اسکے پھول شراب مین ڈالدیئے جائین تو پینے والے
پر بہت نشہ چڑھ جائے گا، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عراق مین اسکی شراب بنتی ہے،
اس کا پھل کھایا نہین جاتا ہے، یہ درخت صرف خوبصورتی کے لیے لگایا جاتا ہے،
بقیہ عمل وہی ہے جو اس سے قبل ذکر کیا گیا ہے،

ابن حرار کا قول ہے کہ جو شخص اسکی دو مثقال شراب یا اس کا عرق پی لے
تو معدہ کی آنتین کٹنے لگین گی، ہذیان اور چکر کا دورہ فوراً شروع ہو جائے گا، اگر
فوراً علاج نہ کیا جائے تو چار دن مین وہ شخص مر جائے گا،

ہمارے یہان (اندلس) کے مشرقی حصہ مین ایک ایسا درخت ہوتا ہے
جسکی پتیان سفرجل کے مانند ہوتی ہین اور اس کا پھل کا سیاہی مائل ہوتا ہے، اسکے
پھول سرخ ہوتے ہین، ہمیشہ دو پھول ساتھ نکلتے ہین اور ایک ہی جگہ پر ہوتے ہین
پتیون سے قبل پھول ہی نکل آتے ہین، خروب کی طرح ہلکے پھل ہوتے ہین یہ واذی
کہلاتا ہے، اس کا پھول اور پھل کھائے جائین تو کوئی ضرر نہین پہنچاتے ہین، البتہ
پھول مین ہلکی سی ترشی ہوتی ہے،

فصل

کاذی کے لگانے کا طریقہ

(کاذی کو ہندی مین کیوڑا کہتے ہین)

یہ کھجور کی طرح ہوتا ہے، اس کے لیے نرم اور حرشا زمین مفید ہوتی ہے، وادی کا تمام عمل اس مین بھی کیا گیا ہے،

فصل

سفرجل یعنی بہی کی زراعت کا طریقہ

اس کو نوز ہندی بھی کہتے ہین، اسکی چند قسمین ہین، ایک وہ جو گول ہوتا ہے اس مین بھی بڑے اور چھوٹے دو قسم کے ہوتے ہین، دوسرے جو لانبا ہوتا ہے جسکا نام متغد ہے، یہ شیرین اور ترش دونون ہوتا ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ سفرجل کے لیے وہ ہموار زمین اچھی ہوتی ہے جسمین رطوبت اور تری ہو، ریتیلی زمین بھی اس کے لیے مفید ہے، بشرطیکہ اس مین کھاد ملا دی جاے اور برابر سیراب کیجائے،

دمیقراطیس کا قول ہے کہ اس کے اوتاد فروری مین لگائے جاتے ہین، اسی طرح اس کا وہ پودہ بھی لگایا جاتا ہے جسمین جڑ نکل آئی ہو، انوآن کہتا ہے کہ اس کے ملوخ بھی گڈھے مین لٹا کر لگائے جاتے ہین، اسکی وہ شاخین بھی لگائی جاتی ہین، جو جڑ کے قریب ہوتی ہین، اس کے لگانے کا وقت فروری مین ہے، بعض اس کے اندر کے تخم کو بھی بوتے

ہین اس کے بونے سے درخت بڑے ہوتے ہین،

سفرجل کے درخت پاس پاس لگائے جاتے ہین، اس خیال سے کہ آفتاب اسکے پھل کو جلا نہ دے،

طاؔمین ہے کہ سفرجل بستانی اور بری دونون ہوتا ہے، برّی بہت کم پایا جاتا ہے، کیونکہ یہ زمین کی خشکی اور یبوست کو ناپسند کرتا ہے جب تک پانی سے زمین اچھی طرح سیراب نہ کیجائے یہ اُگ نہین سکتا اور جنگل مین پانی کی قلت ہوتی ہے، اسکے دانون مین اگر عفونت پیدا ہوگئی ہو یا کیڑے پیدا ہو گئے ہون تو ان کو نہ بونا چاہیئے، کیونکہ ایسی حالت مین ان کا بڑھنا دشوار ہے، بلکہ دانہ ہمیشہ صحیح و سالم لینا چاہیئے جو میٹھا بھی ہو،

بنبوشاؔد کا قول ہے کہ سفرجل کو سب سے پہلے میٹھے پانی مین بھگا دین تاکہ اسکا لعاب نکل جائے پھر اس کو کھائین تو بہت نفع بخش ہوگا، سفرجل کی روٹی بھی پکائی جاتی ہے اور ضرورت کے وقت کھائی بھی جاتی ہے، اس کے پختہ پھلون کو فج یعنی شامی خربوزون کے ساتھ ملا کر امرود کی طرح روٹی پکائین، سفرجل کے لیے ہر مسطح زمین جس پر آفتاب کی روشنی پوری پڑتی ہو کارآمد ہے، نیز شیرین زمین، نرم، مرطوب، سرخ اور پرانی زمینین بھی اس کے لیے مفید ہین سخت اور پتھریلی زمین سے اجتناب کرنا چاہیئے، ان مین یہ اچھی طرح نشوونما نہین پاتا، اس کے اوتاد ملوخ، عیون، اور پودے وغیرہ سب لگائے جاتے ہین، اس کی شاخون کی تکبیس بھی کیجاتی ہے، ان چیزون کے لگانے کا وقت دسمبر سے جنوری کے اخیر تک ہے، اس کے تخم اکتوبر کے مہینہ مین ظروف مین بوئے جاتے ہین، اور اس کے مختلف اجزا جنکا اوپر

ذکر ہو چکا ہے، کھڑے کرکے بھی لگائے جاتے ہین اور لیٹا کے بھی، بہر حال جسطرح
بھی لگائے جائین، اچھے ہون گے، ان کے لیے تین بالشت کا گڈھا کھودنا چاہیئے،
اور ہر دو پودون کے درمیان چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، یا زمین کی عمدگی اور
خرابی کے لحاظ سے اس سے زیادہ اور کم بھی رکھ سکتے ہین، سفرجل کے لیے بکثرت پانی کی
ضرورت ہے، اور ساتھ ہی زمین کی درستی کی بھی ضرورت ہے، اگر ان دونون امر
مین کوتاہی کیگئی تو خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے، لوہے سے اس کو ہر گز نہ چھونا چاہیئے
کھاد کی گرمی کو یہ برداشت نہین کر سکتا بلکہ اس کے لیے سم قاتل ہے، سفرجل اپنے
ہمجنس میوہ جات کے ساتھ مرکب ہو سکتا ہے اور اس مین بھی دوسرے درختون کی
ترکیب کیجا سکتی ہے اسلیے کہ وہ ان کو قبول کر لیتا ہے، یہ اس قسم کی زمین مین بھی
بویا جاتا ہے جسمین ایسی سبزی ہو جو پانی کو بہت چاہتی ہے، جیسے بیگن وغیرہ، جو طریقے
انار کے اوتاد کے لیے بتائے گئے ہین، وہ اس کے لیے بھی مفید ہین،

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت
مین حاضر ہوا اور آپ سفرجل کھا رہے تھے، ارشاد فرمایا کہ اے ابن عباس اسکو
کھاؤ یہ قلب کو صاف کرتا ہے، یہ بھی مروی ہے کہ آپ کے پاس طائف سے ہدیۃً سفرجل
بھیجا گیا، لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ سفرجل ہے، آپنے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ
بھی سفرجل کھاؤ، اس سے قلب کا (طخ) دفع ہو جاتا ہے، لوگون نے پوچھا کہ طخ کیا
چیز ہوتی ہے، آپ نے فرمایا کہ طخ دل کے رنج و غم کو کہتے ہین، حضرت جابر بن عبد اللہؓ
فرماتے ہین کہ مین نے طائف سے رسول اللہؐ کے پاس سفرجل بھیجا، آپنے اسے تناول فرمایا
اور فرمایا کہ یہ قلب کو صاف کر دیتا ہے اور دل کے رنج و غم کو دفع کر دیتا ہے، ایک

دوسری حدیث مین ہے کہ سفرجل قلب کے رنج والم کو دور کرتا ہے اور دل کی جلا کرتا ہے، اسلیے تم لوگ اسکو خوب کھاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت جعفرؓ سے فرمایا کہ سفرجل کھاؤ یہ قلب کو قوی کرتا ہے اور دل کو مضبوط کرتا ہے، ابوعبداللہ کا قول ہے کہ جس شخص نے سفرجل کھایا اللہ چالیس دن تک اسکی زبان کو حکمت آمیز باتون سے بھر دے گا،

فصل

سیب کے لگانے کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ سیب چند قسم کے ہوتے ہین ایک شیرین ہوتا ہے اور دوسرا ترش ہوتا ہے، تیسرا پھیکا ہوتا ہے، ان کے مختلف نام ہین، عَلبی شعیبی، رخامی، اور شبرقان اور احمر وغیرہ، شعیبی مین نہ پھول ہوتا ہے اور نہ اس کے پھل مین تخم ہوتا ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ سیب کے لیے بارد اور تر زمینین نفع بخش ہوتی ہین، قسطوس کی بھی اسی قسم کی رائے ہے، وہ کہتا ہے کہ سیب کے لیے سب سے اچھی عمدہ زمین وہ ہے جو موسم گرما مین ٹھنڈی رہتی ہو، ابن حجاج کہتے ہین کہ علمائے فلاحت کا اس پر اجماع ہے کہ سیب کے لیے مرطوب زمین اور نرم چراگاہین بہت اچھی ہوتی ہین اس مین کسی کا بھی اختلاف نہین ہے، سیب کے درخت مین جو باریک جڑین ہوتی ہین وہ اکھیڑ کر لگائی جاتی ہین، اسکے ملوخ بھی لگائے جاتے ہین، اور بقیہ وہی عمل کیے جاتے ہین جو اور دوسرے مغروسات کے لیے بتائے گئے ہین، اسکے ونداور تخم کو پہلے سے تیار کرتے ہین، قسطوس کا قول ہے کہ اس کے لگانے کا وقت سال مین دو مرتبہ ہے

ایک ربیع مین اور دوسرا خریف مین، طا مین ہے کہ سیب کے لیے وہی زمین اور ہوا موافق ہے جو سفرجل کیلئے ہے تخم لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کے پکے ہوئے پھل توڑین اور اس کے اندر سے اس کا بیج نکالین اور اسکو کسی ٹھنڈی جگہ پر رکھدین، یہانتک کہ وہ خوب خشک ہو جائے، پھر اسکو نصف فروری مین بوئین اور اوپر سے پانی چھڑکین، لیکن اسی قدر پانی ڈالنا چاہیے جتنا کہ اس بیج کو تر کرنے کے لیے کافی ہو اور اُگا سکے جب کچھ اگنے لگے تو پھر سیراب کرنا شروع کرین لیکن آہستہ آہستہ سیراب کرین اجب وہ زیادہ بڑھ جائے اور تقریبًا نصف ہاتھ کا ہو جائے تو انہین تدریجًا پانی بھی زیادہ ڈالتے رہین، یہانتک کہ وہ اچھی طرح بڑھ جائے، اس کے پودے اور اس کے تخم اس وقت لگائے جائین جب کہ چاند عروج پر ہو، کیونکہ اسکی روشنی اس کے نمو مین اضافہ کرتی ہے انہین گائے کے گوبر کی کھاد بھی ڈالی جاتی ہے اور اگر اس مین سیب کی پتیان اور اسکے پھل اسی طرح میٹھے بادام کے پتے اور اس کے پھل مخلوط کر دین، تو بہت اچھا ہوگا، جب یہ ایک دوسرے مین ملکر خوب سڑ جائین اور خشک ہو جائین تو ان کو درختون کی جڑ مین وقتًا فوقتًا ڈالتے رہین، ان زمینون کے علاوہ جنکا اوپر ذکر ہو چکا ہے سیب ارض حلوۃ (شیرین) رخوۃ (نرم) حمراء (سرخ) حریہ وغیرہ مین بھی اچھی طرح ہوتا ہے لیکن سیاہ زمین اس کے لیے مناسب نہین ہے، البتہ سواحل بحر مین یہ بہت زیادہ نشوو نما پاتا ہے اور بارد مقامات مین بھی ہوتا ہے، شور اور پھیکی زمین بھی اسکے لیے ناموافق ہوتی ہے، اس کے ملوخ، اوتاد اور عیون سب ہی لگائے جاتے ہین، پودے اور تکبیس شدہ شاخین بھی لگائی جاتی ہین، تخم بھی بویا جاتا ہے، ان تمام چیزون کے لگانیکا وقت موسم خریف مین ہے، البتہ بارد مقامات مین یہ مارچ مین بھی لگایا جاتا ہے،

اس کا پودہ نومبر سے مارچ کے اخیر تک منتقل کیا جاتا ہے، لیکن ص کا قول ہے کہ اسکا پودہ جنوری اور فروری کے مہینہ مین منتقل کیا جاتا ہے، ہر دو پودون کے درمیان بیس بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیے، ان زمینون مین جو بارش کے پانی سے سیراب ہوتی ہین، یہ پودے نومبر مین لگائے جاتے ہین اور جو زمینین کہ نہر کے پانی سے سیراب کیجاتی ہین، ان مین یہ فروری مین لگائے جاتے ہین، ان تمام چیزون کے لگانے کی سب سے بہترین جگہ وہ ہے جو نہرون کے قریب واقع ہو یا پانی کی نالیون کے متصل ہو، اور اسی جگہ پر اس کے ساتھ امرود کو بھی مرکب کر سکتے ہین، کیونکہ یہ پانی کو زیادہ چاہتا ہے اور جو پانی کہ راستہ سے گذرے گا، اس سے یہ غذا حاصل کرے گا، مین نے ان دونون کو بذات خود مرکب دیکھا ہے،

ص کا قول ہے کہ سیب حوضون مین بھی لگائے جاتے ہین، لیکن پانی سے برابر سیراب کئے جاتے ہین اور اس کے پودے دونون زمینون مین لگائے جاتے ہین، خواہ آسمان کے پانی سے سیراب ہون یا نہر کے پانی سے سیراب کیجائین اور اس کے گڈھے تین بالشت عمیق کھودے جائین، اور ہر دو پودون کے درمیان بارہ بارہ ہاتھ کا فاصلہ رکھا جائے، اس کے تخم کو ظرف مین بونا چاہیئے، کیونکہ یہ کمزور تخمون مین سے ہے، بقیہ عمل وہی ہے جو اس سے قبل بتایا گیا، اسکی زمین کو خوب درست کرنا چاہیئے، اور اس مین مختلف سبزیان لگائی جائین، او تاد کے لگانے کا بھی یہی طریقہ عمل ہے، سیب کھاد کی حرارت کو زیادہ برداشت نہین کر سکتا، جب اس کا پودہ بڑھ جائے تو اس کو اس وقت چھانٹنا نہ چاہیئے بلکہ جب وہ چھوٹا ہی ہو تو اس مین کاٹ چھانٹ کر لینا چاہیئے،

غ کا قول ہے کہ سیب کے لیے زمین کی تعمیر اور سیرابی کی ضرورت اس وقت تک ہے جب تک کہ درخت کی شاخ نرم ہے اور وہ کیڑون سے محفوظ ہے لیکن جب وہ بڑھ جائے تو تعمیر اور سیرابی مین کمی کرنی چاہیئے، اور اگر اب احتیاط نہ کیگئی تو درخت کے خراب ہو جانے کا خطرہ ہے، شعیبی سیب مین تخم نہین ہوتے بلکہ وہ شاخون سے تیار کیا جاتا ہے، جب تم یہ دیکھ لو کہ سیب مین پتیون کے نکلنے سے قبل پھول نکل آتے ہین تو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ درخت اسی سال پھل دے آئیگا، سیب ترکیب کو قبول کرتا ہے اور بعضون کے ساتھ مرکب ہو جاتا ہے، ابن سینا کی کتاب مین ہے کہ سیب کی ایک بڑی خاصیت تفریح قلب ہے اسکو مقوی کرتا ہے اور معطر کرتا ہے، یہ دوا بھی ہے اور غذا بھی،

فصل

میس کی زراعت کا طریقہ،

اسکو فنفت بھی کہتے ہین، یہ نشم کی ایک قسم ہے، بعضون نے یہ کہا ہے کہ یہ نشم کا مؤنث ہے، اور نشم اسود مذکر ہے، اسکے پھل چھوٹے سیاہ رنگ کے گول ہوتے ہین (سیاہ مرچ سے کچھ بڑے ہوتے ہین) اس کے اندر گٹھلی بھی ہوتی ہے، یہ اکتوبر مین کھائے جاتے ہین، اس مین تھوڑی سی شیرینی بھی ہوتی ہے، اسکی لکڑی سے پالان اور بھی دوسری چیزین بنائی جاتی ہین، اس کے لیے مرطوب زمینین مفید ہوتی ہین، بلکہ سیاہ زمین کے سوا ہر قسم کی زمین مین پیدا ہوتا ہے، اس کے ملوخ اور جڑون کو اول خریف مین لگاتے ہین، اسکی گٹھلیان بھی بوتے ہین، اور اسی طریقہ سے عمل کرتے ہین

جیساکہ بتایا گیاہے، زرازیر (ایک قسم کی چڑیا ہے) اسکو خوب کھاتی ہے اور اسی کی بیٹ
مین اس کا دانہ بویا جاتا ہے، اور ربیع کے موسم مین اُگنے لگتا ہے، جب اوس کا
پودہ منتقل کرنے کے قابل ہوجائے تو اس کو منتقل کردینا چاہیئے اور اسکی مناسبت سے
گڈھا کھودنا چاہیئے، لیکن اگر اپنی جگہ پر رہنے دیا جائے تو بھی کوئی حرج نہین ہے،
اور ہر دو پودون کے درمیان چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اسکو شمالی سمت مین
بونا چاہیے تاکہ جنوبی ہوا سے محفوظ رہے، اسکی لکڑی بہت اچھی ہوتی ہے اور اس کا دانہ
کھانسی اور قبض کے لیے مفید ہے بعض لوگ اسی کو حب الشم کہتے ہین، یہ پانی کو بہت
چاہتا ہے، نیز تصفیہ اور تقلیم کا بھی محتاج ہے، اور یہی عمل انگور کے لیے بھی مفید ہے،

فصل

آزادرخت کی زراعت کا طریقہ

طمین ہے کہ آزادرخت کے لیے سرخ، سیاہ اور سفید زمین موافق ہے، بلکہ ہر
سخت زمین اس کے لیے مناسب ہے، اس کا تخم بویا جاتا ہے اور اس وقت تک اسی
جگہ پر رہنے دیا جاتا ہے جب تک کہ یہ منتقل کرنے کے قابل نہ ہوجائے، تبدیلِ مقام
سے پودے کو قوت پہنچتی ہے اور اگر نہ منتقل کیا جائے تو بھی کوئی مضائقہ نہین ہے،
آزادرخت کے خواص مین یہ ہے کہ اسکی پتیان اور پھل مرد اور عورتون کے بالون کیلیئے
ازحد مفید ہین اور اسکی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ یہ بالون کو سیاہ کرتا ہے، ان کو قوی
کرتا ہے اور بالون مین جو شقوق پیدا ہوجاتے ہین، ان کو دفع کر دیتا ہے، اس کے
استعمال کا طریقہ یہ ہے کہ تازہ پتیان اور شاخین کچل ڈالی جائین اور پھر ان سے

عرق نچوڑا جائے، جب عرق کافی مقدار مین جمع ہو جائے تو ایک مٹی یا پتھر کے کوٹے
برتن مین اوسکو اونڈیل دین، اور ہر ایک رطل پانی مین ایک رطل، روغن ملا دین
خواہ زیتون کا ہو یا تل کا ہو یا السی کا ہو اس کے بعد اس کو کوئلے کی آگ پر پکایا جائے
لیکن آنچ تیز نہ ہو، یہانتک کہ اس کا پانی خوب جذب ہو جائے اور صرف تیل بچ جائے،
یہ روغن بالون کو سیاہ کریگا اور ان کو تقویت دے گا، اور تمام آفات سے محفوظ
رکھے گا، اگر اس روغن کو کوئی شخص اپنے چہرہ پر لگائے تو وہ ہمیشہ کے لیے سیاہ
ہو جائے گا اسلیے اس سے احتیاط کرنی چاہیے خصوصًا اس وقت جبکہ بالون پر یہ
روغن ملا جائے، ان زمینون کے علاوہ آزادرخت کے لیے حرشار (سخت) رقیقہ،
(پتلی) ندیہ باردہ (تر اور ٹھنڈی) زمینین بھی مفید ہین، یہ بھی پانی کی کثرت کو قبول
کرتا ہے، اسی وجہ سے پست زمین مین یا حوض کے قریب لگائین تو اچھا ہے، اسکی
گٹھلیان اور چھوٹی جڑین بھی اکھیڑ کر لگائی جاتی ہین، اسکی تکبیس بھی کیجاتی ہے، اوسکی
گٹھلی ابتدا خریف مین بوئی جاتی ہے اسی طرح اس کا پودہ اس وقت لگایا جاتا ہے
جبکہ اس مین پتیان آگئی ہون، اور ایسا فروری کے مہینہ مین ہوتا ہے اس کے ہر دو پودون
کے درمیان چھہ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اس کے اوتاد اور ملوخ نہین لگائے
جاتے ہین، اسکو اور اسکے ہم جنس درختون کو حوض یا کنوئین کے قریب لگانا اچھا ہے،
اسکی اس سے ٹٹیان تیار کرتے ہین تاکہ جانورون کو سایہ ملے اور پانی ٹھنڈا ہو، اس کا
پھل کھایا نہین جاتا کیونکہ یہ صدر کے لیے بہت مضر ہے بعض وقت ہلاک کر دیتا ہے،

فصل

مشمش (زردآلو) کی زراعت کا طریقہ

جسکو برقوق اور تفاح ارمنی بھی کہتے ہین

ح نے لکھا ہے کہ اسکی دو قسمین ہین، ایک مین بڑے دانے ہوتے ہین اور دوسرے
مین اس سے چھوٹے ہوتے ہین، لیکن طریقۂ زراعت دونون کا ایک ہی ہے، یہ گوندداردرختون
مین سے ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ اسکی گٹھلیان اورخلوف (یعنی وہ
پتلی شاخین جو جڑ کے قریب نکل آتی ہین) لگائی جاتی ہین، اس کے لئے مرطوب زمین مفید
ہوتی ہے، مرغوطیس نے لکھا ہے کہ اس کے لئے سب سے عمدہ ریتیلی زمین ہے، کیونکہ یہ
تعمیر کے بعد بہت مفید ثابت ہوتی ہے، اور دوسری زمینون مین بھی یہ پیدا ہوتا ہے لیکن
اس مین خصوصیت کے ساتھ اچھا ہوتا ہے، اسکی گٹھلیان اور پودے دونون لگائے جاتے
ہین، گٹھلیان ان پھلون سے لیجاتی ہین جو درخت کہ پکے ہون، اور ان کی مدت پوری ہوگئی
ہے حتی کہ رنگ بھی صاف ہوگیا ہو، فروری کی ابتدا سے آخر مارچ تک یہ بوئی جاتی ہین
ہر گڈھے مین چار سے سات تک گٹھلیان رکھی جائین، جب یہ اُگنے لگین تو اس کو ٹھنڈک
سے محفوظ کردین یہان تک کہ موسم سرما گذرجائے، جب پودے منتقل ہونے کے
قابل ہون تو ان کو منتقل کردینا چاہیئے اور ایک مہینہ کے بعد زمین کو کھود کر درست
کرنا چاہیئے اور پھر اس مین بھی وہ کھاد جو اس قسم کے درختون کے لیے مفید ہے ہر ہفتہ
ڈالنی چاہیئے، لیکن جو پودے کہ پرانے درختون سے لیے گئے ہون یا ان کی شاخین لگائی
گئی ہون، ان مین اس قسم کی کھاد نہ ڈالی جائے کیونکہ گٹھلی والے پودے اس کھاد کے

متحمل ہو سکین گے لیکن وہ متحمل نہین ہو سکتے،

صغریت نے لکھا ہے کہ اگر یہ اس وقت بویا جائے جبکہ چاند کی روشنی بڑھ رہی ہو، تو اس کے لیے بہت اچھا ہے،

ط مین ہے کہ مشمش مضر ہے خصوصاً جب اس مین تعفن پیدا ہو جاتا ہے، تو بخار لاتا ہے، لیکن اگر یہ زیادہ مقدار مین نہ کھایا جائے، تو مضر نہین ہے،

مشمش ان زمینون مین بھی ہوتا ہے جو پتھریلی یا ریتیلی ہون یا جنمین سختی اور نرمی دونون ہو، لیکن ان مین یہ زیادہ نہین بڑھتا ہے، ریتیلی زمین مین اگر بادام، شفتالو، اور عیون البقر ہون تو ان کے ساتھ مشمش کی ترکیب ہو سکتی ہے ص کا قول ہے کہ یہ نرم زمین مین عمدہ ہوتا ہے لیکن اس مین اس کو گرمی کا اثر جلد پہنچتا ہے، اسکی اور ان درختون کی زراعت جن مین گوند نکلتا ہے گٹھلیون ہی کے ذریعہ سے اچھی ہوتی ہے، اس کے ملوخ اور اوتاد کا لگانا اچھا نہین ہے گٹھلیان ظروف مین بوئی جاتی ہین جنمین زمین کی مٹی اور پرانی کھاد ڈالی جاتی ہے، ان کے بونے کا وقت نومبر مین ہے۔ یا جب اس مین پھل آتا ہے، ایک سال کے بعد اس کو حوضون مین منتقل کر دیتے ہین اور وہین تقویت پہنچاتے ہین، پھر دو سال کے بعد دوسری جگہ جو اس سے زیادہ اچھی ہو بدل دیتے ہین منتقل کرتے وقت اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے کہ جڑین کٹنے نہ پائین، یہی حال تمام گوند والے درختون کا ہے،

ص کا قول ہے کہ پودے کو منتقل کرتے وقت اس جگہ کی مٹی بھی ساتھ ہی منتقل کرین تو بہت اچھا ہے، اس کے گڈھے کی گہرائی چار بالشت ہونی چاہیئے اور ہر دو پودون کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیئے، اور نرم زمین مین اس سے زیادہ فاصلہ ہونا چاہیئے،

غ کا قول ہے کہ جب پودے کا طول انسان کے قد کے برابر ہو تو اس کو منتقل کردین اگر اس سے زیادہ ہو جائے تو پھر نہ منتقل کرین بقیہ عمل وہی ہے جو اس سے قبل بتایا گیا، کھاد کی کثرت کا یہ متحمل نہین ہوتا، پانی اس کے لیے مفید ہے، بعض کا یہ بھی قول ہے کہ اس کے اوتاد بھی لگائے جاتے ہین بشرطیکہ انکو پانی سے خوب سیراب کیا جاے، بادام اور شفتالو کے ساتھ مرکب ہو سکتا ہے،

فصل

شفتالو کی زراعت کا طریقہ

(جسکو تفاح فارسی بھی کہتے ہین)

غ کا قول ہے کہ یہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک نرم سرخ رنگ کا ہوتا ہے جس کو اقرع اور مصری دونون کہتے ہین، شتوی بھی اسی کو کہتے ہین اور بعض لوگ تفاح بھی کہتے ہین اسمین ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے جسمین کچھ ترشی ہوتی ہے، دوسرا سیاہ اور سفید دونو ہوتا ہے، اسکو شعری کہتے ہین اس کا تخم بھی نکالکر بویا جاتا ہے اور یہ جڑ سمیت اکھاڑ کر لگایا بھی جاتا ہے لیکن دونون کا طریقہ عمل ایک ہی ہے، البتہ تخمی پودے سے اچھا ہوتا ہے، بعض یہ بھی کہتے ہین مشمش بھی اسی کی ایک قسم ہے، جو شفتالو کہ نرم خوشبودار اور لذیذ ہو اور اس مین رطوبت بھی کم ہو، وہ سب سے اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے، اسکو زہری کہتے ہین، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کی رائے ہے کہ اگر شفتالو ایسی

سنہ شفتالو کی چند قسمین ہین ایک مختلف الالوان ہوتا ہے اور اسکا گودا چھلکے سے جدا ہوتا ہے اسکو ہلو کہتے ہین اور دوسرا ایسا نہین ہوتا ہے، اوسکو شفتالو کاردی کہتے ہین، اول کی بھی دو قسمین ہین ایک شیرین لطیف اور شاداب ہوتا ہے اور دوسرا تلخ ہوتا ہے محیط

زمین مین بویا جائے جس مین پانی بہت زیادہ ہو، اور بار بار سیراب کرنے کی اسکو ضرورت نہ پڑے تو اس کے پھل بڑے بڑے ہون گے، یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ شفتالو بہت جلد بڑھتا ہے، اور اگر ہم اس کو آلو بخارا یا بادام کے ساتھ ترکیب دین تو اور زیادہ اچھا ہوگا بعض لوگون کا خیال ہے کہ اس درخت کی جڑ کی مٹی کو بار بار بدلتے رہنا چاہیئے یہ اگر آلو بخارا کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اس کے پھل بڑے ہون گے،

قسطوس کا قول ہے کہ شفتالو کے لیے سب سے بہتر زمین ہے یا وہ جسمین پانی بکثرت موجود ہو، جب سیرابی کی ضرورت پڑے تو اس سے سیراب کردیجائے، اگر ان دونون زمینون مین یہ لگایا گیا تو دانے بڑے ہون گے،

مرغوطیس کا قول ہے کہ ریت اس کے لیے بہت موافق ہے، بشرطیکہ وہ اچھی طرح سیراب کردیگئی ہو، اس سے اچھی زمین شفتالو کے لیے کوئی دوسری نہین ہو سکتی، سوریوس کا قول ہے کہ اسکی گٹھلی بوئی جاتی ہے اور دو سال کے بعد یہ منتقل کیا جاتا ہے، ابتدائے جنوری سے اس کے منتقل کرنے کا وقت ہے اور اسکی گٹھلی کے بونے کا وقت اگست سے فروری تک ہے، دیمقراطیس کا قول ہے کہ شفتالو کی گٹھلی اگست مین اسی وقت بوتے ہین جب اس کا پھل کھایا جاتا ہے، اور پھر اسکو سیراب کرتے ہین، کیونکہ یہ جسقدر سیراب کیا جائیگا اسی قدر اس کا دانہ بڑھے گا، اس کا وہ پودہ جو گٹھلی سے اگتا ہے اس کو جنوری مین لگاتے ہین، سادھمس کا قول ہے کہ اس کے ملوخ بھی لگائے جاتے ہین، اس سے بھی اچھے درخت تیار ہوتے ہین،

ط مین ہے کہ شفتالو مشمش یعنی زردآلو کا بھائی ہے، بہت سی چیزون مین دونون مشترک ہین، صرف فرق اتنا ہے کہ مشمش کی عمر زیادہ ہوتی ہے اور شفتالو پانچ سال کے

بعد خراب ہو جاتا ہے، اور اس مین پھل کم آنے لگتے ہین جس زمانہ مین کہ شمش کی زراعت ہوتی ہے اسی زمانہ مین اگر شفتالو بھی لگا یا جائے تو بہت اچھا ہے، اس کے علاوہ شفتالو کے لئے سخت اور کنکر دار زمین بھی موافق ہوتی ہے،، اس مین بھی پھل اچھے ہوتے ہین، اور موٹے ہوتے ہین، رنگ ان کا بالکل سفید ہوتا ہے، اسی طرح نرم اور متعفن زمینون مین بھی لگا یا جاتا ہے، لیکن اس مین زیادہ دن تک نہین رہتا ہے اور پھل چھوٹے چھوٹے ہوتے ہین، سیاہ اور سرخ زمین مین بھی ہوتا ہے، کمزور اور پتلی زمین جبکہ وہ اچھی طرح درست کر دیجائے تو وہ بھی مفید ہے، اُن زمینون مین بھی یہ اچھی طرح نشو و نما پاتا ہے جو آسمان کے پانی سے سیراب ہوتی ہون،

شفتالو کی گٹھلی ہی کا بونا زیادہ اچھا ہے، ملوخ اور تاد اور نوامی کا لگانا مفید نہین ہے، کیونکہ یہ گوند دار درخت ہے، اسکی گٹھلی کو اگست اور ستمبر مین بونا چاہیئے اور جنوری اور فروری مین حوض اور ظروف مین منتقل کر دینا چاہیئے، اور اس مین مٹی اور کھاد اور ریت ملا کر ڈالدینا چاہیئے، پھر پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، یہ طریقہ اس کے لیے بہت مفید ہے، اس سے بہت جلد نشو و نما پائے گا، ایک سال کے بعد ظروف سے حوض مین منتقل کرنا چاہیئے، اور اسی مین یہ مخلوط کھاد ہر پودے کی جڑ مین ایک انداز سے ڈالنا چاہیئے، اور ہفتہ مین دو مرتبہ پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، جب پودہ تیار ہو جائے تو دو سال کے بعد حوض سے گڈھون مین منتقل کرنا چاہیئے، جنکی گہرائی تین بالشت رکھنی چاہیئے اور ہر دو پودون کے درمیان دس ہاتھ سے زیادہ فاصلہ نہ رکھنا چاہیئے، کیونکہ نہ تو زیادہ وسیع ہوتا ہے اور نہ بڑا ہوتا ہے، اور نہ زیادہ دن تک رہتا ہے، بلکہ بعض کی رائے یہ ہے کہ اس کے پودون کو قریب قریب لگانا چاہیئے تاکہ جب پھل زیادہ آجائین تو ایک دوسرے کے بوجھ کو سنبھال سکین،

خ کا قول ہے کہ وہ درخت جو گٹھلی سے اُگا ہوٗ اس کو اگر دو سال کے بعد منتقل کیا جائے تو وہ محفوظ رہے گا، لیکن اگر اس سے قبل صرف پھول آنے کے بعد منتقل کیا جائے تو غیر محفوظ رہے گا، نقل کے وقت وہان کی مٹی بھی ساتھ لے لی جائے تو اچھا ہے، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ شفتالو کے درخت کے نیچے اگر گلاب لگا دیا جائے تو تمام پھل سرخ ہو جائین گے، شفتالو اپنے ہمجنسون کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، خصوصاً عنقر (مرزنگوش) حب الملوک (ماہو دانہ) اور لوز کے ساتھ،

مین نے دیکھا کہ ایک شفتالو کا درخت ایک اچھی زمین مین لگایا گیا اور اس کے قرب وجوار مین پانی کی نالیان بھی تھین، یہ بہت جلد بڑھا اور اس مین پھل بہت آئے اور بڑے بڑے بھی ہوئے، عمر بھی دوسرے درختون کی بہ نسبت زیادہ ہوئی،

ط مین ہے کہ شفتالو کھانے کے بعد ٹھنڈا پانی ہرگز نہ پینا چاہیئے اس سے نقصان پہنچتا ہے، اسی طرح ترشی یا سرکہ کھانے کے بعد شفتالو کا کھانا مضر ہے، البتہ ان میوہ جات کے کھانے کے بعد جنسے پیاس بڑھتی ہے شفتالو کا کھانا مفید ہے، یہ اسکے لیے بہترین دوا ہے، فوراً پیاس کو روکتا ہے، اگر شفتالو چاقو وغیرہ سے تراش کر تھوڑی دیر چھوڑ دیا جائے تو اس کا مزہ لوہا لگنے کی وجہ سے فوراً متغیر ہو جاتا ہے،

فصل

آلو بخارا کی زراعت کا طریقہ اسی کو عیون البقر بھی کہتے ہین،

خ نے لکھا ہے کہ اسکی مختلف قسمین ہین، ایک سیاہ ہوتا ہے جسکو شتوی کہتے ہین، اس کے دانے بڑے ہوتے ہین، اور ایک چھوٹے دانے کا ہوتا ہے اس کا بھی

رنگ سیاہ ہی ہوتا ہے جسکو طری کہتے ہین اور ایک سبز ہوتا ہے جسکو عزیار کہتے ہین، اس مین سفید، زرد اور سرخ سب ہی رنگ کے ہوتے ہین، اسکو قرمسی اور سیمی وغیرہ بھی کہتے ہین ہین، لیکن سب کا طریقۂ عمل ایک ہی ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کہتا ہے کہ آلو بخارا بارد اور مرطوب مقامات کو پسند کرتا ہے،

شولون کہتا ہے کہ اسکو مرطوب خندقون مین اور تر زمینون مین لگانا چاہیے، سادھس کہتا ہے کہ آلو بخارا کے خلوف جڑ سمیت لگائے جاتے ہین، اس کے ملوخ اور گٹھلیان بھی بوئی جاتی ہین، دیمقراطیس کی رائے ہے کہ یہ فروری مین بویا جائے طمین ہے کہ آلو بخارا بارد ہے اور اسکو کھاد کی شدید ضرورت ہے گائے کا گوبر، انسان کا غلیظ اور خشک مٹی یہ سب مخلوط کرکے ڈالین، اگر اسکی جڑ مین سخت زمین کی مٹی بار بار کھود کر ڈالین تو اچھا ہے کیونکہ اس مین رطوبت بہت ہوتی ہے، اسلیے یہ مٹی اس کے موافق ہوگی، اس کے لیے مرطوب، ریتیلی اور نرم زمین بھی مناسب ہوگی ان مین اس کے پھل بڑے ہون گے خصوصاً نرم زمین مین زیادہ لذیذ ہون گے، سرخ اور سخت زمین مین بھی یہ ہوتا ہے، لیکن پھل ان مین زیادہ اچھے نہین ہوتے، جلی ہوئی سیاہ زمین مین یہ نشو و نما نہین پاتا، کیونکہ اس مین حرارت زیادہ ہوتی ہے، لیکن پست اور مرطوب زمین مین اور سفید زمین مین اچھی طرح ہوتا ہے، پتھریلی اور ریتیلی زمین مین بھی ہوتا ہے، اگر ان کے علاوہ کسی دوسری جگہ پر ہو تو اس مین پتھریلی اور ریتیلی مٹی ملادی جائے، اس سے بہت فائدہ پہنچیگا، اسکی کامل شاخین بھی لگائی جاتی ہین اور چھوٹی شاخین جڑ سے اکھیڑ کر لگائی جاتی ہین، اور ان کی اس وقت تک تکبیس[1] بھی نہین کی جاتی جب تک کہ

[1] تکبیس کو اردو مین دابہ کہتے ہین،

ان مین چھوٹی چھوٹی شاخین اور جڑین نہ نکل آئین، اور گٹھلیان اس وقت بوئی جاتی
ہین جبکہ اس کے پھل کھانے کا زمانہ ہوتا ہے، جنوری، یا فروری مین حوض یا ظروف
مین بوتے ہین، ہر دو گٹھلیون کے درمیان ایک بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہئیے
ان کو بونے کے بعد تین انگل مٹی اور کھاد اُوپر سے ڈالدینی چاہیئے اور پھر اس کو اس
وقت تک سیراب کرنا چاہیئے جب تک یہ اُگ نہ جائے، یہ مارچ سے آخر اپریل
تک اُگ جائے گا، ایک سال کے بعد ظروف سے حوض مین منتقل کر دین، پھر
دوسرے سال مین جب اور بڑھ جائے تو کسی مناسب جگہ پر منتقل کر دین، اسکے
پودے جڑ سمیت منتقل کئے جاتے ہین اور ایسے گڑھے مین لگائے جاتے ہین، جو کم
سے کم تین بالشت گہرے ہون، اور یہ اکتوبر، جنوری، فروری اور مارچ مین لگائے جاتے
ہین، ہر دو پودون کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اگر اس مین گائے
کا گوبر ڈالا جائے تو بہت جلد بڑھے گا، نیز ہفتہ مین دو مرتبہ پانی سے سیراب کیا
جائے اور گرمی کے موسم مین تین بار سیراب کیا جائے، اگر برابر سیراب کیا جائے
تو پھل نہایت اچھے ہون گے، لیکن دوسرے قسم کی زمین مین سیرابی کی ضرورت
نہین ہے، کیونکہ وہ آسمان کے پانی سے سیراب ہو چکتی ہے، اس کے ملوخ اور اوتاد
دسمبر مین لگائے جاتے ہین، یہ زرد آلو اور حب الملوک وغیرہ کے ساتھ مرکب ہوتا ہے

فصل

کھجور کی زراعت کا طریقہ

اسکی بہت سی قسمین ہین، اور مختلف نام ہین، برنی، عجوۃ، شہریہ اور کسنہ وغیرہ

سے موسوم ہین، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کہتا ہے کہ اس کے لیے
دو ہاتھ کا عمیق گڈھا کھودنا چاہیئے اور اس کا عرض بھی دو ہی ہاتھ رکھا جائے پھر اس کو مٹی
اور کھاد سے بھر دین، لیکن نصف ہاتھ کے انداز سے خالی رکھین، کھجور کی گٹھلی کو وسط مین لیٹا کر
رکھین، اوسکو کھڑا کر کے نہ رکھین، اوپر سے کھاد ملی ہوئی مٹی اور نمک ڈالکر اس کو چھپا دین،
پھر گڈھے کو انگور کی شاخون سے ڈھک دین، اس کے بعد ہر روز اسکو پانی سے سیراب
کرتے رہین، جب پودہ بڑھ جائے تو دوسری جگہ منتقل کر دین، بعض لوگ اسی جگہ پر
چھوڑ دیتے ہین، کیونکہ اس کے لیے شور ہی زمین زیادہ مفید ہے، اگر شور زمین نہ مل سکے
تو اس مین لگاتے وقت تھوڑا نمک ڈالدین جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہین، اس درخت کے
اطراف کو ہر سال کھودین اور اس مین نمک ڈالا کرین، اس سے درخت جلد بڑھتا ہے اور
پھل زیادہ آتے ہین،

دیمقراطیس کہتا ہے کہ اس کا گڈھا صرف ایک ہاتھ گہرا کھودنا چاہیئے، اور اوس کو
مٹی اور کھاد سے پر کر دینا چاہیئے، پھر گٹھلی کے وسط مین شق کر کے مشقوق حصہ کو سطح زمین سے
ملا کر رکھین اور اوپر سے مٹی، کھاد اور نمک ملا کر ڈالین اور پانی سے برابر سیراب کرین،
جب بڑھ جائے تو منتقل کر دین یا اپنی جگہ پر رہنے دین، البتہ ارد گرد کی زمین کو ہر سال کھود کر
اس مین نمک ڈالا کرین تا کہ درخت کو تقویت پہنچے،

ابن حجاج فرماتے ہین کہ مین نے کھجور کا ایسا درخت بھی دیکھا ہے جسمین نمک کچھ نہین
دیا گیا تھا اور نہ اوسکی گٹھلی شق کیگئی تھی، لیکن وہ بہت اچھی طرح پھلا اور نشو و نما پاتا رہا،
اس کے ساتھ ہی علمائے فلاحت کا یہ اتفاق ہے کہ نمک اور شور زمین اس کے لیے بہت مفید ہے
صغریت کہتا ہے کہ اسکی شاخ کو مغموم آدمی نہ لگائے کیونکہ اس کا اثر اس پر پڑتا ہے

بلکہ خوش مزاج اور ظریف آدمی لگائے، جب کاشتکار خوشی کی حالت مین پودہ لگاتا ہے تو
جاننداس کو قوت دیتا ہے، یہ بھی لکھا ہے کہ کاشتکار مرطوب مزاج کا ہو اور معتدل قدو
قامت کا ہو، لگاتے وقت شادان اور فرحان ہو، لگانے کا وقت ابتدا مہینہ مین وپنجشنبہ کا دن ہے،

اگر ایک ہی قسم کی گٹھلیان ایک ہی درخت کی بوئی جائین تو ان سے مختلف
قسم کے پھل اور پھول پیدا ہوتے ہین، لیکن اگر گٹھلی سے پیدا ہونے والے درخت کی
گٹھلی بوئی جائے گی تو پھل ایک ہی قسم کا ہوگا،

جس کھجور کی شاخ لگائی جائے گی اسی طرح کے پھل اس مین آئین گے، خوشہ اور
اندر کا گودا بھی ویسا ہی ہوگا، کھجور کی روٹیان بھی پکائی جاتی ہین، اس کا طریقہ یہ ہے
کہ وہ خوشہ توڑا جائے جو سبز ہو اور اس کا چھلکا نکال کر مغز نکالین اگر مغز رطب اور
سفید ہو تو چھلکا سمیت کسی لوہے یا چھری سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالین اور پھر ان کو
دھوپ مین سوکھنے دین جب خوب خشک ہو جائین تو ان کو پیس ڈالین اور
گیہون یا جو کے آٹے کی خمیر ملا کر اسکی خمیر تیار کرین، تھوڑے عرصہ تک اسکی خمیر اسی حال
مین چھوڑ دین، اور اس کے آٹے کو گرم اور نمکین پانی سے گوندھنا چاہیئے، اس کے بعد
پھر اسکی روٹی پکا کر کھائین، اگر یہ پانی اور نمک کے ساتھ دو مرتبہ ابالا جائے تو بہت
اچھا ہو اور اگر تین مرتبہ متواتر ابالا جائے تو اور زیادہ اچھا ہو لیکن ہر ابال مین پانی کو
بدل دینا چاہیئے اس قسم کے اور جس قدر پھل ہوتے ہین جنکی روٹیان پکائی جاتی ہین انکو
بھی میٹھے پانی اور نمک سے اُبالین یا صرف پانی مین ابال لین صرف پانی اس کے
کسیلے پن اور قبض (گلا پکڑنا) کو دفع کرتا ہے اور نمک اور پانی اسکی تلخی اور دوسرے
خراب ذائقون کو زائل کرتے ہین،

کھجور ریتیلی نرم اور پست زمین مین بھی ہوتی ہے، نمکین اور شور زمین بھی اس کے لیے مفید ہے، اسکی گٹھلیان بوئی جاتی ہین اور وہ پودے بھی لگائے جاتے ہین جو جڑ کی شکل مین کھجور کی جڑون مین نکل آتے ہین، یہ کھجور کے بچے کہلاتے ہین[1]، اس کے طور طرح اور ادتا دا چھے نہین ہوتے اسکی گٹھلی تو کئی مرتبہ بوئی جاتی ہے، سب سے پہلے کسی اچھے پھل کی گٹھلی لیجائے اور پھر اس کے لیے ایک ہاتھ کا گہرا گڈھا کھودین اور اسکو مٹی نمک اور آدمی کی کھاد سے بھردین،

ق کہتا ہے کہ چوپایون کی کھاد بھی اس مین مخلوط کردیجائے، ص کہتا ہے کہ چار رطل نمک اور دو ٹوکری کھاد اور مٹی ملاکر ڈالین، ایک ٹوکری قرطبہ کے نصف قفیز کے برابر ہوتی ہے، پھر گٹھلی کو اس گڈھے کے وسط مین مٹی کے اندر لٹا کر رکھین، بلکہ وہ نقطہ جو گٹھلی کی پشت پر ہوتا ہے اسکو اوپر رکھین اور اس کے اندرونی حصہ کو نیچے کی جانب رکھین اور اس مخلوط کھاد سے اسکو ڈھک دین یہانتک کہ دو انگل مٹی اوپر آجائے، اس طریقہ پر عمل درآمد مارچ اور اپریل مین ہوتا ہے، ص نے لکھا ہے کہ جنوری مین بھی اس پر عمل کرنا ممکن ہے، ہر ہفتہ مین دو دن اس کو پانی سے اس وقت تک سیراب کرتے رہین، یہانتک کہ وہ اُگ جائے، اگر گٹھلی کی پشت نیچے رکھدیجائے تو اس کے اُگنے مین دقت ہوتی ہے،

م کہتا ہے کہ گٹھلی کے بیچ مین شق کردو اور اسی کو گڈھے مین اس طرح رکھ دو کہ مشقوق حصہ نیچے کی سمت مین ہو اور اوپر سے مٹی ڈالدو،

---

[1] چونکہ یہ اسی سے پیدا ہوتے ہین، اسلیے بچے کہلاتے ہین ان مین سے بعض خود مستقل جڑ رکھتے ہین ان کو فوراً کاٹ کر لگانا نہ چاہیے بلکہ بڑھنے کے بعد،

بعض نے یہ کہا ہے کہ اوپر کی جانب شق کرنا چاہیئے، اور بعض کی یہ رائے ہو کہ
چھلکا سمیت پھل لیا جائے اور نیچے کی جانب شق کیا جائے اور اسی طرح بو دیا جائے،
ایک صورت یہ بھی ہے کہ پانچ دن تک گٹھلی کو پانی مین بھگا دین اور پھر اسکو بوئین،
اور اس وقت اسکی پشت کو اوپر رکھین اور بطن کو نیچے رکھین، جو اس طرح بویا جائیگا
اس کا ذائقہ اچھا ہوگا اور پھل بھی زیادہ آئین گے، لیکن اگر گٹھلی کی پشت نیچے کی طرف
رکھی گئی تو وہ درخت مذکر ہوگا،

غ کا قول ہے کہ اس کا پودہ دو بالشت گہرے گڈھے مین لگایا جاتا ہے، اس سے
کم گہرائی رکھنی نہین چاہیئے، اس کے بعد مٹی کھاد اور نمک مخلوط کرکے ڈالنا چاہیئے
ایک مہینہ تک ہر چوتھے دن اس کو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اور ہر پندرہوین دن
نمک کو پانی مین گھولکر جڑ دن مین ڈالدینا چاہیئے، اس کے بعد ہر آٹھوین دن اخر ربیع
تک پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اس سے درخت جلد بڑھ جائیگا، اور پھل بھی جلد لائے گا،

غ کا قول ہے کہ مین نے اس کو بہت جلد بڑھتے دیکھا ہے، اسطرح ان نباتات میں
بھی عمل ہوتا ہے جو دوسرے کی جڑ دن سے لیے گئے ہون،

کھجور کے لیے نمک از حد فائدہ مند ہے، بشرطیکہ ہر سال جڑ مین ڈالا جائے اور اگر
نمک کی جگہ پر پرانی شراب کی گاد ڈالدی جائے تو پھر اور زیادہ مفید ہوگا، اس سے
اس کے پھل اچھے ہون گے، کیونکہ کھجور ترشی کو پسند کرتا ہے، سال مین دو مرتبہ اس مین
نمک اس وقت تک ضرور ڈالنا چاہیئے جب تک یہ بار آور نہ ہو جائے، پھل آنے
کے بعد خواہ نمک ڈالا جائے یا نہ ڈالا جائے کوئی ہرج نہین ہے، لیکن اگر شور زمین
مین ہو تو نمک ڈالنا موقوف کردینا چاہیئے، اگر اس مین انسان کا نمک ڈالا جائے

اور بار بار سیراب کیا جائے تو اس کا پھل شیرین ہوگا اور جلد تیار ہوگا، اسکی شاخون کے کاٹنے کا وقت نصف مارچ مین ہے جبکہ ربیع کا موسم معتدل حالت پر ہو، بعض نے یہ کہا ہے کہ مارچ ہی مین یہ عمل ہوتا ہے اس سے قبل اور بعد نہ کرنا چاہیئے،

خ کا قول ہے کہ کسیلے پھلون کو میٹھا بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ جب پھل پک جائے اور تیار ہو جائے تو اس کو میٹھے پانی مین خوب جوش دین جب اس کا کسیلاپن دور ہو جائے تو پانی پھینک دین اور خشک ہونے کے لیے ہوا مین چھوڑ دین جب اسکی رطوبت بالکل خشک ہو جائیگی تو یہ بہت شیرین اور لذیذ ہوگا، کھجور کی شادی مذکر کے ساتھ پھولون کی شگفتگی کے وقت اس طرح کرتے ہین کہ مذکر کا غبار یا سفوف مؤنث کے پھول مین داخل کیا جاتا ہے، اس سے پھل بہت جلد آنے لگتے ہین ہین نے ایک جنگلی خرمے کی شادی اسی طرح کی تھی، اس کا سفوف[1] مادہ مین ڈالا تھا اور اوپر سے پیسا ہوا گلاب کا پھول لگا دیا تھا، بہت جلد مادہ پھلدار ہوگئی، مین نے اس کا ایک ہی مرتبہ تجربہ کیا ہے اگر بار بار آزمایا جائے تو بہت اچھا ہو، جیسے انجیر کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

یہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور سے روزہ افطار فرماتے تھے، ابو عبداللہ فرماتے ہین کہ رطب (تازہ خرما) سے زیادہ کوئی پھل تسکین دہ اور شفابخش نہین ہے کیونکہ اللہ تعالی نے حضرت مریم علیہا السلام کو کھلایا ہے، یہ بھی مروی ہے کہ جو شخص سوتے وقت سات دانے کھجور کے کھائے تو اس کے پیٹ کے کیڑے مرجائینگے سب سے پہلے کھجور کو حضرت شیث ابن آدم علیہ السلام نے لگایا تھا،

---

[1] خرما کی شادی قدرتی طور پر بھی ہوتی ہے، نر کا سفوف شہد کی مکھیان مادہ تک لے جاتی ہین اور وہ حاملہ ہو جاتی ہے،

فصل

فندق[1] کی زراعت کا طریقہ

(اس کو جلوز نارجیل اور فوقل بھی کہتے ہین)

خ کا قول ہے کہ فندق کی چار قسمین ہین، الیسی، ترجین۔ نعرار اور مصدی سب کا طریقۂ عمل ایک ہی ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کہتا ہے کہ فندق کے لگانے کا وقت وہی ہے جو جودم کا ہے، فندق ان مقامات کو زیادہ پسند کرتا ہے جنکی زمین سفید ہوتی ہے اور جنمین پانی بکثرت ہوتا ہے، اس کا پھل مستدیر اور مستطیل دونون ہوتا ہے، اگر مستدیر کے ساتھ مستطیل بھی لگا دیا جائے تو بہت جلد بڑھتا ہے،

ط مین ہے کہ فندق خود بخود پہاڑون مین پیدا ہوتا ہے بلکہ جنگل اور صحرا سے زیادہ ان مین اُگتا ہے، یہ درحقیقت جنگلی درخت ہے، اس کی جڑ کاٹ کر باغون مین لگائی جاتی ہے، جو عمدگی سے بڑھتی اور پھلدار ہوتی ہے، اس کے لیے وہی زمین موافق ہو گی جو صحرا کی زمین کی طرح سخت اور ذائقہ مین خراب ہوتی ہے، اس مین کھاد ڈالنے کی مطلق ضرورت نہین ہے اور نہ زیادہ تعمیر کی ضرورت ہے، یہ خود بخود بڑھتا ہے، اور تقویت پاتا ہے، اس درخت کے قریب زہریلے کیڑے نہین آتے، نہ سانپ بیٹھتا ہے، اور نہ بچھو آتا ہے، جس شخص کے ہاتھ مین ایک فندق ہو تو اسکی خاصیت یہ ہے کہ بچھو اس آدمی سے بھاگتا ہے،

---

[1] اردو مین کشمیری بادام یا تین گوشہ بادام کہتے ہین، اسی کو بادام کوہی بھی کہتے ہین،

صغریت کا قول ہے کہ وہ فندق جس کو جلوزہی کہتے ہین اگر اس کے دو یا تین
پھل پوشیدہ طریقہ پر جیب مین رکھ لین یا کسی کپڑے مین باندھ لین یا اس کی لکڑی
ہاتھ مین رکھین تو بچھو وغیرہ اس سے بھاگ جائین گے اور یہ اسکی عظیم الشان خاصیت ہے،
اس کے علاوہ فندق ہر مرطوب زمین مین ہوتا ہے خصوصًا پانی کے راستون
پر اگر لگایا جائے تو اچھا ہوتا ہے، اور اس نرم زمین مین جس کے اندر پانی موجود رہتا ہے،
یہ بویا جاتا ہے، اسی طرح پست زمینون اور خندقون مین بھی لگایا جاتا ہے، سفید زمین
بھی اس کے موافق ہوتی ہے، اسکی گٹھلیان بھی بوئی جاتی ہین، اور نیچے اور اوپر
کی شاخون کا استسلاف بھی کیا جاتا ہے، گٹھلی اکتوبر کے مہینہ مین ظرف مین بوئی
جاتی ہے اور یہی زمانہ اس کے کھانے کا بھی ہے، گٹھلی کے نوکیلے حصہ کو نیچے رکھنا
چاہیئے، اسکی شاخین جنوری اور فروری مین لگائی جاتی ہین، اس کے لیے قبر کی طرح
گڈھے کھود دے جاتے ہین اور انگور کی طرح اس مین شاخ کو پھیلا دیتے ہین،
گڈھے کی گہرائی چار بالشت ہونی چاہیئے، ہر دو پودون کے درمیان دس بالشت
کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، کیونکہ یہ زیادہ بڑا نہین ہوتا ہے، اسکو پانی سے خوب سیراب
کرنا چاہیئے، بلکہ زمین کبھی خشک ہونے نہ پائے، اگر سیرابی سے غفلت برتی گئی
تو درخت خراب ہوجائے گا، خصوصًا وہ پودہ جو دوسری جگہ سے منتقل کیا گیا ہے،
ص کا قول ہے کہ ہر روز اسکو سیراب کرنا چاہیئے اور تمیر اس کے موافق ہوتی ہے،
البتہ کھاد ناموافق ہوتی ہے، غ کہتا ہے کہ اس درخت کی جڑ سے کوئی شاخ کاٹی
جائے تو اس کا پورا لحاظ رکھنا چاہیئے کہ جڑ پر اس کاٹنے سے کوئی برا اثر نہ پڑے،
اس سے پورا تنا خراب ہوجاتا ہے، جلوزہی کے مہینہ مین پیدا ہوتا اور ستمبر یا ابتدائے

اکتوبر کے مہینہ مین تیار ہوتا ہے،

فصل

انگور کی کاشت کا طریقہ

انگور کی بہت سی قسمین ہین، بعض سیاہ ہوتے ہین بعض گول ہوتے ہین بعض لانبے ہوتے ہین اور بعض درمیانی حالت کے ہوتے ہین، اسی طرح بعض سرخ اور زرد ہوتے ہین، ان مین بھی بعض جلد تیار ہوتے ہین اور بعض دیر مین، بعض متوسط زمانہ مین تیار ہوتے ہین،

ابن حجاج کی کتاب مین انگور کی زراعت کے وقت کے متعلق لکھا ہے کہ قسطوس کہتا ہے کہ مین نے انگور کے اوقات زراعت مین سے ہر ایک کو آزمایا ہے، تو میرے نزدیک تمام اوقات مین موسم خریف کی کاشت سب سے افضل ہے، خصوصاً جبکہ اس زمین مین زراعت کیجائے جس مین پانی کم ہو، کیونکہ انگور کی وہ شاخین جو خریف مین لگائی جاتی ہین، وہ زمین مین مضبوطی کیساتھ جڑ پکڑ لیتی ہین اور اسوقت جو بارش ہوتی ہے اس سے کوئی نقصان نہین پہنچتا بلکہ ٹھنڈک سے محفوظ ہو جاتی ہین، اور ان کو تقویت پہنچتی ہے، اسی بنا پر جو انگور کہ موسم خریف مین لگائے جاتے ہین وہ جلد بڑھتے ہین اور یہ خاص طور سے اس زمین مین لگایا جاتا ہے جس مین اس موسم مین پانی کم ہوتا ہے تاکہ پورا موسم سرما اس پر گذر جائے اور اسکی ٹہنیان مین کے اندر محفوظ رہین یہانتک کہ ربیع کا موسم آجائے، قسطوس کہتا ہے کہ مین ہی نے سب سے پہلے انگور کو موسم خریف مین لگایا جسکو لوگون نے ابتدائً ناپسند کیا، لیکن جب وہ خوب اچھی طرح پھلنے لگا تو سبھون نے

تعریف کی اور اس طریقہ کو پسند کیا، اس کے بعد سے آج تک لوگ اسی کی تقلید کر رہے ہین

یونیوس کا قول ہے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہین جو ابتدائے ربیع مین انگور کی شاخین لیتے ہین اور اگست کے پہلے ہفتہ مین ان کو لگاتے ہین، لیکن بعض اسی وقت اسکے پودے حاصل کر لیتے ہین جبکہ انگور ابتدائی نشو دنما مین ہوتا ہے، مرسیال کا قول ہے کہ شاخین اوتاد اور ملوخ اس وقت لگائے جاتے ہین جبکہ وہ تازہ ہون، ابن حجاج رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یونیوس اور مرسیال کی رائے مجھ کو پسند ہے اگرچہ قسطوس کی رائے بھی اچھی ہے، کیونکہ قضبان، ملوخ، اور اوتاد وغیرہ کو اس حالت مین لگانا چاہیے کہ ان مین مائیت اور رطوبت ہو اسی طریقہ پر جب کہ زمین مین یہ شاخین لگائی جائین تو ان کی تری زمین مین اتر کر جائے اور اس سے یہ شاخین جڑون کی شکل اختیار کر لین، اسی وجہ سے یہ آخری قول زیادہ صحیح ہے، بشرطیکہ شاخون مین جڑین نہ پھوٹی ہون، لیکن جن شاخون مین جڑین نکل آئی ہون ان کو بھی لگا سکتے ہین، متقدمین نے بھی اس صورت کی تعریف کی ہے، اوقاتِ زراعت کے متعلق مین نے اپنی بحث ختم کر دی، موسم خریف مین جو انگور لگائے جاتے ہین، ان مین رطوبت کم ہوتی ہے اس بنا پر اگر ربیع مین لگائے جائین تو میرے نزدیک زیادہ مناسب ہے خریف مین بھی رطوبت کا ہونا ممکن ہے جیسا کہ قسطوس وغیرہ نے تجربہ کیا ہے،

یونیوس کہتا ہے کہ بعض اصحاب نے ان شاخون کے لگانے کی ممانعت کی ہے جنمین انکھین ابھی نکلی ہون لیکن دوسرے لوگون نے اسکی اجازت دی ہے کہ جب ان مین پتیان نکل آئین تو ان کو لگا سکتے ہین، کیونکہ ان کے نزدیک ایسی شاخون کا لگانا غیر مناسب نہین ہے، جب شاخ لگائی جائے تو اسکو ایک طرف جھکا کر لگانا چاہیے

تاکہ جڑ مضبوط ہو،

قسطوس کہتا ہے کہ انگور کو قریب قریب لگاتے ہین تاکہ ایک دوسرے سے قوت پکڑے اور اس کی شاخین جب ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کی جائین گی تو ان کو تقویت زیادہ ہوگی اور سرسبز ہونگی، جن لوگون نے مختلف اقسام کے انگور کو ایک ہی جگہ لگانا مناسب سمجھا ہے، ان کی یہ رائے صائب ہے کیونکہ اگر ایک مین پھل نہ آئین گے تو دوسرون مین توضرور آئین گے، اور جس شخص نے ایک ہی قسم کا انگور لگایا ہو اس کو اس کا پورا تجربہ ہوگا کہ اس مین کسقدر آفتین اور مصیبتین ہین، لیکن بعض لوگون کی رائے اس کے مخالف ہے ان کے نزدیک ایک ہی قسم کا انگور لگانا اچھا ہے، انگور کی شاخ کھڑی کرکے بھی لگائی جاتی ہے لیکن اس سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ گڈھے مین اس کو ٹیڑھا کرکے رکھین، ابن حجاج رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اس طریقہ سے شاخ مٹی سے خوب ملصق ہو جائے گی جب کہ زارع اپنے پیر سے مٹی ڈالکر خوب دبائے،

یونیوس کا قول ہے کہ جب تم انگور لگاؤ تو اچھی مٹی کو کھاد مین مخلوط کر دو جب وہ خشک ہو جائے تو اس کو جڑ وں پر چھڑکو، اور اسی سے اس کو چھپا ڈالو، انگور کا منتقل کیا ہوا پودہ جلد بڑھتا ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ کہتے ہین کہ یونیوس کی یہ رائے کہ مٹی کو کھاد مین مخلوط کرکے ڈالین مشہور ہے کہ بعض لوگ زمین مین بانس یا لکڑی نصب کرتے ہین اور ان کے گڈھون مین انگور کی جڑ لگاتے ہین، بتودون کہتا ہے کہ یہ طریقہ اچھا نہین ہے اس سے عیون اور پودے کی چھوٹی شاخین کمزور ہو جائین گی اور ہوا اس کو خشک کر ڈالے گی، کیونکہ زمین اس سے زیادہ متصل نہین ہوتی ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ اگر ایک ہی گڈھے مین دو جڑین ہون تو وہ ایک دوسرے

سے لپٹ جائین گی اور زمین کی قوت دونون کے لیے کافی نہ ہوگی اسکی صورت بعینہ ایسی ہوگی جیسے ایک عورت کے دو بچے ہون اور دونون دودھ پیتے ہون اور اس کا دودھ دونون کے لیے کافی نہ ہو،

خشک اور سخت زمین مین اگر انگور لگایا جائے تو اس کے گڈھے کی گہرائی دو ہاتھ کے انداز سے رکھین، اگر اس سے بھی کم گہرائی رکھی گئی تو وہ پودہ جلد ضعیف ہوجائیگا، اور اس کی نشو و نما خراب ہوجائے گی، دوسری خرابی یہ ہوگی کہ آفتاب کی حرارت کا اثر جلد پہنچے گا جس سے جڑ کی تری اور رطوبت زائل ہوجائیگی،

یونیوس کہتا ہے کہ بعض انگور تو گڈھون مین لگائے جاتے ہین اور بعض جری (یہ یونانی لفظ ہے اسکی تشریح آگے آئیگی) ہین لگائے جاتے ہین گڈھے ان زمینون مین کھودے جاتے ہین جو اچھی ہوتی ہین اور جنہین عمل کثیر کی ضرورت نہین پڑتی ہے اور جو زمینین کہ اچھی نہ ہون بلکہ صاف بھی نہ ہون تو انھین جری بناکر درخت لگائے جاتے ہین، جری کا طریقہ یہ ہے کہ جہانتک تم کو شاخین لگانی ہون اس کے طول مین خندقین کھودڈالو اور ہر ایک کا عرض اور عمق دو قدم (دو فٹ) کے برابر رکھو، پھر جب تم شاخین لگانا چاہو تو خندق کے اندر ایک ایسا گڈھا کھودو جو آٹھ انگل گہرا ہو، تاکہ اس مین شاخ کو رکھ سکو، اس کے بعد تمام عمل پہلے اور دوسرے سال کے اندر ختم کردو، جب تیسرا سال شروع ہوجائے تو یہ دیکھو کہ اگر وہ مٹی جو ان گڈھون کے کنارے پر ہے خشک ہوگئی ہے تو اس مین اور دوسری مٹی ملاکر گڈھے مین ڈال دو اور پودون کو مٹی سے مستور کردو اور ان گڈھون مین ایک مناسب مقدار

کھاد کی بھی ڈال دو، اس عمل کے بعد زمین کو ہموار کر دینا ضروری ہے،

یونیوس کا قول ہے کہ جری تر زیتون کے لیے بہت مفید ہے، ابن حجاج کا قول ہے کہ یونیوس نے جو صورت بیان کی ہے وہ زیادہ اچھی ہے، لیکن موجودہ زمانہ کے لوگ اس قسم کی محنت اور مشقت کے کامون سے گھبراتے ہین' اسلیے اس طریقہ کا کوئی ذکر بھی نہین کرتا ہے،

جری حقیقت مین گڈھون کے ان بڑے خطوط کو کہتے ہین جو کدالون سے زمین مین کھودے جاتے ہین' یہ قلیب سے زیادہ وسیع ہوتے ہین، ان گڈھون سے جو مٹی نکالی جائے ان کو لکیر کے سامنے ڈھیر کرتے جائین یہانتک کہ کنارون پر مٹی کا انبار لگ جائے، پھر ان خطوط کی گہرائی مین دوسرے گڈھے کھودے جائین اور ان کو کچھ دن تک اسی حالت پر چھوڑ دین، (ان خطوط کا فاصلہ نصف میٹر ہونا چاہیئے،) آفتاب کی گرمی اور ہوا کی لطافت سے اسکی مٹی بالکل درست ہوجائیگی، اور بارش کے بعد تو بالکل زراعت کے قابل ہو جائے گی،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ جری ایک یونانی لفظ ہے اور یہ ان خطوط پر مشتمل ہے جنکو اوپر بیان کیا گیا ہے یہ جمع کے معنی مین استعمال کیا جاتا ہے اور اس کا واحد جونا ہے، ایک ثقہ شخص نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ خمہ سلحا سہ مین بھی یہ رائج ہے، جو زمین کہ ذرا مرتفع ہوتی ہے تو اس تک پانی پہنچانے کے لیے ایسا ہی کرتے ہین، اور درمیان مین گڈھے کھودتے ہین اور ان گڈھون مین انگور کی شاخین لگا دیتے ہین اور پھر اس کو پانی سے سیراب کرتے ہین' جب پودہ قوی ہو جاتا ہے تو مٹی ڈالکر زمین کو مٹی سے بھر کر برابر کر دیتے ہین اور سیراب کرنا

چھوڑ دیتے ہین، پھر یہ تقریباً بعلی زمین ہو جاتی ہے ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ یونیوس
کہتا ہے کہ جس زمین مین انگور لگانا ہو اس کو کانٹون اور خس و خاشاک سے اچھی طرح
صاف کر دینا چاہیئے۔ انگور لگانے کے ایک سال بعد جب وہ مضبوطی سے جڑ پکڑ لے
تو اس کے اردگرد کی زمین کو کھودنا چاہیئے اور جو جڑین زمین کی سطح پر نمایان ہون،
ان کو لوہے سے چھانٹ ڈالنا چاہیئے کیونکہ پودون کی جڑین ہر سمت مین پھیل جاتی
ہین، اگر ایسا نہ کیا جائے تو انگور کی جڑین گہرائی مین نہ جا سکین گی، جب دو سال گذر
جائین تو پھر اس کے کنارے کھودنا چاہیئے اور اس کا گڈھا ایک قدم لانبا اور
تین قدم چوڑا کھودنا چاہیئے، اور یہی طریقۂ عمل اس انگور کے لیے بھی ہے جو درختون پر
چڑھایا جاتا ہے،

یونیوس کہتا ہے کہ جب انگور فاصلہ سے لگائے جائین تو اس زمین مین دوسرے
سال زراعت ہو سکتی ہے۔ اس درخت کی بلندی جس پر انگور کی بیل چڑھائی جائے
ساٹھ قدم کے برابر ہو، اس قدر لنبائی سے کوئی نقصان نہین پہنچے گا، بشرطیکہ زمین
اچھی ہو اور اگر پتلی زمین ہو تو ان درختون پر چڑھائی جائے جو آٹھ قدم سے زیادہ قد کے
نہ ہون، تاکہ زمین کی قوت درختون کے اندر ختم نہ ہو جائے۔ انگور کی شاخون کو جہانتک
ممکن ہو مشرقی اور جنوبی سمت مین رکھین لیکن شمالی اور مغربی سمت سے ان کو محفوظ رکھین
اس قسم کے انگور زیادہ لانبے ہون گے بعض لوگ جڑ سمیت پودون کو لگا دیتے ہین
اور ان کو تر مدانات سے دوسرے گڈھون مین منتقل کرتے ہین، لیکن بعض اس کو
منتقل نہین کرتے اور پودون کی جگہ پر شاخ ہی لگاتے ہین، لیکن پہلا طریقہ زیادہ اچھا
ہے، یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ انگور جنکی بیلین چڑھائی جاتی ہین ان کی شاخون کو

زمین پر دو ہاتھ سے کم رکھنا چاہیئے، اور اس قسم کی دو بیلون کے درمیان پندرہ ہاتھ کا
فاصلہ رکھنا چاہیئے، یہ بھی ممکن ہے کہ اس جگہ ایسے درخت لگائے جائین جو پھلدار ہون،
اور جنکی جڑین چھوٹی اور پتلی ہون جیسے انار، سیب اور سفرجل وغیرہ، اور اگر دونون بیلون
کے درمیان وسعت زیادہ ہو تو زیتون کا درخت لگا سکتے ہین، اگرچہ بعض لوگ اسکو
ناپسند کرتے ہین، بعض لوگ انجیر کے درخت کو انگور کے لیے موافق خیال کرتے ہین لیکن
واقعہ اس کے خلاف ہے جیساکہ ہمنے اس کا بارہا تجربہ کیا ہے، البتہ یہ ممکن ہے کہ انگور
کے ارد گرد باہر کی جانب انجیر کے درخت لگا دین،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین نے انجیر کو انگور کے درمیان اچھی طرح
پھلتے دیکھا ہے، خصوصًا اس وادی مین جو نہر اعظم کے متصل ہے، لیکن وہ انجیر جو انگور
کی شاخون سے ذرا فاصلہ پر ہوتے ہین وہ زیادہ بڑے ہوتے ہین اور ان مین پھل بھی زیادہ
آتے ہین، کیونکہ عام طور پر معمولی زمینین دونون کو تقویت نہین پہنچا سکتی ہین، البتہ وہ
زمین دونون کو غذا پہنچا سکتی ہے، جسکا اوپر ذکر کیا گیا ہے، جبل مشرق مین مینے دیکھا کہ جس
قسم کا بھی انگور اس مین لگایا گیا وہ کمزور ثابت ہوا اگر درخت بڑے بھی ہوئے تو شاخین
بالکل کمزور ہوتی ہین کیونکہ وہان کی زمین رقیق ہوتی ہے، مٹی سخت اور پتھریلی ہوتی
ہے اسی وجہ سے یونیوس کی رائے یہ ہے کہ اس مین انگور کی کاشت نہین کرنی چاہیئے
اور یہ قول بالکل صحیح ہے بلکہ تمام مشرقی دیہات اور قصبون مین یہ بات مشہور ہے،

یونیوس کہتا ہے کہ انگور کے لیے وہ زمین جو خوب سیاہ ہو اور زیادہ سخت اور جمی
ہوئی نہ ہو بہت مفید ہے خصوصًا جب کہ زمین کے اندر شیرین پانی کا ایک معتدبہ حصہ
موجود ہو، اس زمین کی خوبی یہ ہو کہ بارش کے زمانہ مین پانی کو زیادہ اندر جذب ہونے نہین

دیتی تاکہ وہ خراب نہ ہو اور اسی طرح پانی کو زمین کی سطح پر نہین چھوڑ دیتی کہ جس سے پودے خراب ہو جائین،

اس غرض سے زمین کا اندازہ کر لینا چاہیئے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اوپر کی سطح تو سیاہ ہوتی ہے اور نیچے پہنچکر سفید نکلتی ہے اور اس کے برعکس بھی ہوتا ہے، اور درحقیقت سب سے اچھی زمین وہ ہے جسمین نہرین پھوٹتی ہون، اسی بنا پر ارض مصر کی بڑی تعریف کیگئی ہے،

الغرض ہر وہ سیاہ زمین جو زیادہ سخت نہ ہو اور اس مین تری ہو تو وہ انگور کیلئے موافق ہوگی، یہ معلوم رکھنا چاہیئے کہ انگور کی وہ قسمین جو زمین سے غذا زیادہ مقدار مین حاصل کرتی ہین ان کو اس سیاہ زمین مین لگانا جسمین رطوبت اور تری ہے زیادہ اچھا ہے کیونکہ ہر زمین سے غذا آسانی سے نہین حاصل کیجا سکتی ہے،

خشک، پتلی، اور ریتیلی زمینون مین یہ انگور اچھے نہین ہوتے البتہ اس زمین مین جو لطیف اور نرم ہو انگور کے ان اقسام کی زراعت ہو سکتی ہے جنمین مائیت دوسرون سے زیادہ ہوتی ہے، اور جو انگور کہ مرطوب المزاج ہوتے ہین ان کو گرم اور یابس جگھون پر لگانا چاہیئے، اور جو یابس ہوتے ہین ان کو مرطوب زمینون مین لگانا چاہیئے اس طریقہ پر عمل کرنے سے انگور مین جو چیز زیادہ ہوگی وہ زمین کے اختلاط سے کم ہو جائیگی اور ایک معتدل المزاج صورت پیدا کرے گی، روغن دار یا سدار زمین مین وہ انگور ہرگز نہ لگائے جائین جنکو غذا کی جلد ضرورت ہو، البتہ جو اس کے خلاف ہون ان کے لگانے مین کوئی ہرج نہین ہے، اسی طرح سیاہ زمین مین وہ خشک اور ضعیف انگور لگائے جائین جو غذا کی قوت کو باقی نہ رکھ سکتے ہون اور اگر اس قسم کے انگور لسدار زمین مین

لگائے جائین تو اسکے پھل بڑے اور خوشنما ہونگے، اگرچہ ان کی پتیان بڑی بڑی ہونگی، کسی طرح کمزور انگور اگر خشک مقامات پر لگائے جائین تو اس کے پھل اور کمزور ہو جائین گے انگور کی کاشت کے لیے خصوصاً اور تمام دوسری کاشتون کے لیے عموماً یہ ضروری ہے کہ پودون کا مزاج اور زمین کی حالت کا اندازہ کیا جائے،

انگور کی کاشت کے لیے بلند مکان زیادہ موافق ہوتے ہین، اسی طرح پہاڑ کے دامن کی زمین جو کچھ مرتفع بھی ہو اور وہ زمین جو دوسری زمینون سے کچھ بلند ہو انگور کے لیے مفید ہین کیونکہ ایسے مقامات مین انگور موسم گرما کی شدید گرمی کو ہوا کی تندی اور تیزی کی وجہ سے برداشت کر لیتا ہے، ٹیلے پر کی وسیع زمین اور وہ زمین جو پہاڑ کے متصل یا جز مین واقع ہو انگور کے لیے نفع بخش ہے، کیونکہ بارش کے پانی کے ساتھ وہ اجزا آتے ہین جنکی وجہ سے ان مین قوت اور غذائیت بہت زیادہ پیدا ہو جاتی ہے، پہاڑ کی چوٹیون پر انگور کو نہ لگانا چاہیئے، کیونکہ جب بارش مٹی کو بہا لیجائے گی تو اسکی جڑین کھل جائینگی اور پھر ان مین فساد پیدا ہو جائے گا، مٹی والے انگور کو مسطح اور ہموار زمین مین لگانا چاہیئے جسمین رطوبت اور تری موجود ہو اور گرم مقامات مین بھی لگائے جا سکتے ہین، بشرطیکہ وہان تیز ہوا نہ چلتی ہو کیونکہ جو انگور کہ درختون یا ٹٹیون پر چڑھائے جاتے ہین وہ معتدل ہوا سے سانس لیتے ہین اور غذا حاصل کرتے ہین، یہ تمام اقوال یونیوس کے ہین وہ یہ بھی کہتا ہے کہ دریا کے متصل کی زمینین انگور کے لیے بہت کارآمد ہوتی ہین، کیونکہ ان مین حرارت اور رطوبت دونون موجود رہتی ہے، اسمین رطوبت دریا کے بخارات سے پیدا ہوتی ہے اور دریا کی ہوا انگور کے لیے بہت نفع بخش ہے، بہت سے لوگون کی یہ رائے ہے کہ انگور کو اس نہر کے قریب نہ لگائین

جس مین مینڈک کثرت سے ہون کیونکہ اس سے بخارات گدلے، بارد اور خراب اُٹھتے ہین اور انگور مین یہی بخارات کیڑے پیدا کردیتے ہین جو اسکو اور تمام زراعت کو خراب کر ڈالتے ہین، اس بنا پر جن مقامات مین مینڈک ہون ان سے بھاگنا ہی اچھا ہے۔ شاخین کس شکل وصورت کی اور کس انداز کی لیجائین اس کے متعلق یونیوس کی رائے یہ ہے کہ قبل کاٹنے کے اندازہ کرلینا چاہیئے، دیمقراطیس کی رائے ہے کہ شاخین نہ زیادہ پرانے درخت سے اور نہ زیادہ نئے درخت سے لی جائین، بلکہ ایک متوسط عمر کے درخت سے لی جائین کیونکہ قدیم اور جدید دونون مین نمو کم ہوتا ہے، اور ان کا کوئی اعتبار نہین ہے، قسطوس کی بھی یہی رائے ہے کہ شاخین قدیم اور جدید کے درمیانی درخت سے لیجائین، شاخین نہ زیادہ چوڑی ہون اور نہ زیادہ سخت ہون اور نہ زیادہ ہلکی ہون اور نہ ان کی گرہین دور دور ہون بلکہ نرم، لنبی، اور گرہین قریب قریب ہون تاکہ ہر شاخ مین سال گذشتہ کی لگائی ہوئی شاخون مین سے کسی ایک کو ملاسکین، انگور کی شاخون کو کاٹنے کے بعد فوراً ہی لگانا چاہیئے، لیکن اگر کاٹنے کے بعد کوئی لگا نہین سکتا تو اس کو معتدل المزاج زمین مین دفن کردینا چاہیئے یعنی نہ تو اس مین زیادہ رطوبت ہو اور نہ گرمی ہو یا مٹی کے برتن مین رکھین اس طرح کہ اس کے اوپر اور نیچے عمدہ مٹی بھر دین تاکہ وہ ہوا سے محفوظ رہجائے، اس کے بعد اگر ایسی شاخین ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیجائین بلکہ دو مہینہ تک نہ لگائی جائین اس پر بھی کوئی نقصان نہین پہنچ سکتا، شاخون کو کاٹنے کے بعد اگر ایک دن اور رات پانی مین بھگا دین تو وہ بہت جلد نشو ونما پائے گی اگرچہ زمین برف زدہ بھی ہو جو شاخین کہ مرطوب نہ ہون ان کے لیے سہل طریقہ یہی ہے کہ ایک دن اور رات انکو

پانی مین تر کرین پھر ان کو لگا دین، شاخون کو کاٹ کر مرطوب زمین مین یا پانی مین اتنی دیر تک نہ چھوڑنا چاہیئے کہ وہ سڑ جائین، کیونکہ وہ سڑنے کے بعد خشک ہو جائین گی اور پھر قابل زراعت نہین ہو سکتی ہین،

دیمقراطیس کہتا ہے کہ انگور کی شاخ کاٹنے کے بعد اگر تم فوراً نہ لگا سکو تو اس کو لکڑی سے باندھ کر ایسی زمین مین دفن کر دو جو نہ زیادہ مرطوب ہو اور نہ گرم اور خشک ہو اگر تم اسکو کسی بعید مسافت سے لاؤ اور یہ شبہ ہو کہ راستہ مین ہوا لگ گئی ہو تو اس کو ایکدن اور رات شیرین پانی مین ڈالدو، اس کے بعد لگاؤ، یونیوس کا قول ہے کہ انگور کی وہ شاخین نہین لگائی جاتی ہین جو جڑ سے کاٹی جاتی اور جو تنے سے لی جاتی ہین، اسی طرح نیچے کی شاخون سے کوئی شاخ نہین لینا چاہیئے اور نہ ان کے اطراف و جوانب سے کوئی حصہ اس غرض سے کاٹنا چاہیئے بلکہ درمیانی نرم حصون سے اور نرم شاخون سے شاخ لینا چاہیئے، سخت شاخین لگانے کے قابل نہین ہوتی ہین وہ قضیب یعنی شاخ جس کے عیون قریب قریب ہون اور خود اچھی طرح گول ہو ان کو لگانا اچھا ہے. لیکن وہ قضیب جو سخت اور چوڑی ہو اور اندر سے کھوکھلی ہو اور اس کے عیون دور دور ہون تو اس سے اجتناب کرنا چاہیئے اور جو قضیب لیجائے اس مین قوت نمو کافی ہونی چاہیئے، بلکہ یہ زیادہ مناسب ہی کہ گذشتہ سال کی لگائی ہوئی شاخ کا کوئی حصہ نئی شاخ کے متصل کر دین، جنگلی اور سنئے انگور کی شاخین کارآمد نہین ہوتی ہین، جب تک کہ وہ چھ سال کی عمر کے نہون

قسطوس کی ایک اور رائے بھی ہے، جو دوسرے علمائے فلاحت کی رائے کے خلاف ہے اور صائب بھی نہین ہے وہ یہ ہے کہ انگور کی شاخ کے کئی

ٹکڑے کرکے لگائے جائین کیونکہ اسکی طویل اور گرہ دار شاخون کا لگانا مناسب
نہین ہے لیکن قدیم کاشتکار ایسا ہی کرتے تھے،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ تضیب سے مراد وہ شاخ ہے جس مین سات
گرہین ہون اور جو اولاً ترمدانات مین لگائی جاتی ہین تاکہ عروق پیدا ہون اور پھر
دوسری جگہ منتقل کیجاتی ہے۔ انگور اسی جگہ پر رہنے دینا مضر ہے، کیونکہ یہ ازحد چھوٹی
ہوتی ہین،

شونون کی بھی راے ہے جو مین نے بیان کیا، اس کا صریح قول یہ ہے
کہ نہ تو پرانے انگور کی شاخین لگائی جائین اور نہ اس انگور کی شاخین لگائی جائین،
جو ابھی سات سال کا نہ ہوا ہو کیونکہ اول مین حرارت غریزی بہت کم ہو جاتی ہے،
حرارت غریزی مین دو قوتین ہوتی ہین، ایک جاذبہ اور ایک ہاضمہ، یہ دونون
بھی بذات خود حرارت ہوتی ہین، صرف کیفیت نہین ہوتی ہین، پس اس قسم
کی شاخین ہرگز نہ لگائی جائین، اسی طرح سنئے انگور مین رطوبت زیادہ ہوتی ہے،
اور اندرونی طور پر حرارت ہوتی ہے، لیکن چونکہ حرارت کمزور ہوتی ہے اسلیے
جلد زمین کو نہین پکڑتی، البتہ متوسط عمر کے انگور کی شاخین لگائی جاسکتی ہین،
اس کی نظیر ایسی ہی ہے جیسے چراغ مین تیل کم ہو، اسکی بنا پر لامحالہ روشنی
بھی کم ہوگی، اسی طرح اسکو بھی سمجھ لو، اگر ظاہر مین حرارت زیادہ ہو لیکن اندر
اسی طرح ضعف اور کمزوری ہو تو بھی لگانا اچھا نہین ہے نیز ان شاخون کو بھی لگانا
نہین چاہیے جس مین خشکی زیادہ ہو اور جنکی چھال سخت ہو، اسی طرح ہلکی شاخ کو
بھی لگانا اچھا نہین ہے کیونکہ ان کا ہلکا پن اس پر دال ہوگا کہ ان مین مادہ کمزور ہے

اور ہبس غالب ہے، یہ ضرور چاہیئے کہ شاخون مین سے ان کا انتخاب کرنا چاہیئے،
جنمین گرہین زیادہ ہون نہ یہ کہ ان مین چھوٹی اور پتلی شاخین بکثرت ہون، کیونکہ ہم
یہ چاہتے ہین کہ قضیب مین چھوٹی رگین اور جڑین زیادہ ہون تاکہ زمین سے غذا
زیادہ حاصل کرسکین، اور گرہون مین جڑین جلد نکلتی ہین، اسی طرح ہم پر یہ بھی ضروری
ہے کہ قضیب کے ساتھ اس شاخ کو بھی کاٹ لین جسمین یہ اگی ہے، کیونکہ اس
جگہ پر بکثرت رگین نکل آئین گی، اور اس مین زمین کا غلیظ مادہ موجود رہتا ہے جو
عروق کے لیے ازحد مفید ہے، اگر ایسا نہ ہوسکے کہ اس قدیم شاخ کا کوئی حصہ کاٹا
جاسکے تو انون اور دوسرے علمائی فلاحت کے نزدیک یہ ہے کہ قضیب کے
اعلیٰ اور اسفل حصہ کو کاٹ کر پھینکدین اور وسط کو لگا دین کیونکہ اعلیٰ ضعیف اور پتلا
ہوگا اور اسفل سخت خشک اور کم رطوبت کا ہوگا، اور وہی قضیب جلد نشو و نما پاتی
ہے جسمین معتدل رطوبت موجود ہو، اس لحاظ سے اوسط مین رطوبت معتدل ہوگی،
اگرچہ بعض لوگ اس کا لحاظ نہین کرتے ہین اور بلا قطع کئے ہوئے لگا دیتے ہین، یہ
شاخ بھی بڑھتی ہے اور اسکو کوئی نقصان بھی نہین پہنچتا، لیکن ہمنے جو کچھ لکھا ہے وہ
زیادہ افضل طریقہ ہے اور زراعت کے لیے مفید ہے، شولون کا قول یہی ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین نے اس باب مین جو کچھ ذکر کیا ہے،
وہ کافی ہے، اگرچہ بعض جگہ پر مکرر اقوال آگئے ہین اس سے صرف مقصود یہ ہے
کہ دیکھنے والے کو یہ معلوم ہو کہ جن باتون کا مین نے ذکر کیا اس پر تمام متقدمین
کا اتفاق ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اسی پر لوگون کا عمل درآمد ہے اگر مین صرف
کسی ایک کا قول نقل کرتا تو لوگون کو اس پر اطمینان نہ ہوتا جبتک کہ دوسرے

نظائر سے اس کو مستحکم نہ کرتا اسلیے مختلف اقوال کو نقل کر دیا ہے،

فلاحت نبطیہ مین ہے کہ منڈوے کے انگور کے لیے اور دوسرے قسم کیلئے سب سے اچھی زمین خالص مٹی والی تر زمین ہے جسکا غالب رنگ سیاہ ہو، دوسری وہ زمین ہے جو نہ زیادہ کھلی ہو اور نہ زیادہ پیوستہ ہو بلکہ متوسط درجہ کی ہو، ایسی زمینون کی طبیعت شیرین پانی کو زیادہ چاہتی ہے، حتیٰ کہ کچھ پانی تہ تک پہنچ جاتا ہے، البتہ وہ زمین جو کسی وقت پتھر کی طرح سخت ہوجاتی ہے اسکی خاصیت ہی کہ وہ پانی کو روکدیتی ہے نہ زیادہ چوستی ہے اور نہ زیادہ اندر کی طرف جذب کرتی ہے، بلکہ اوپر ہی چھوڑ دیتی ہے، یہ زمین انگور کے لیے مضر ہے، لیکن سبزیون کے لیے مفید ہے، اسی طرح وہ زمینین جو پانی کو اندر جذب کرلیتی ہین لیکن ان کی ظاہری سطح خشک ہوجاتی ہے، انگور کی کاشت کے لیے مفید نہین ہین، لیکن ان مین بعض ایسی بھی ہوتی ہین جنکا عمل متوسط ہوتا ہے یعنی یہ کہ انداز سے پانی جذب کرتی ہین، اور اسی انداز سے باہر چھوڑ دیتی ہین اس طرح کہ زمین متوسط درجہ کی نرم ہوتی ہے، بعض زمینین ایسی ہوتی ہین جنکا ظاہری حصّہ بہت اچھا ہوتا ہے لیکن جب ایک دو ہاتھ کھودی جائین تو خراب نکلتی ہین، ان کا رنگ بھی خراب ہوتا ہے، ان کے انداز کے لیے متفرق جگھون پر کم سے کم تین ہاتھ کھودنا چاہیے، اگر اس کا ظاہر اور باطن یکسان ہو اور رنگ بھی ایک ہی ہو تو وہ انگور کے لیے ازحد مفید ہے، اور اگر ظاہر اور باطن مین شدید اختلاف ہو نیز رنگ مین بھی فرق ہو تو وہ اسکی کاشت کے لیے کارآمد نہین ہے،

طاشہری کا قول ہے کہ انگور کی جڑ مین ہمیشہ تراوٹ کی ضرورت ہے لیکن

اسی قدر جتنی کہ ہر انگور کو اسکی زمین کے لحاظ سے ضرورت ہو کیونکہ انگور کی مختلف قسمین ہین اور ہر انگور کے لیے وہی زمین مناسب ہے جو اس کو محفوظ رکھ سکے پس ارض متخلخلہ اور وسمہ جس کا رنگ سیاہی مائل ہو اس انگور کے لیے مناسب ہوگی، جس کا دانہ سفید ہوتا ہے خواہ وہ لانبا ہو یا گول ہو لیکن وہ انگور جو سفیدی اور سبزی کے درمیان مین ہو اور گول ہو تو اس کے لیے نرم زمین مناسب ہے، جس مین رطوبت بالطبع غالب ہو اور اس مین بکثرت وسومت ہو، ان دونون انگورون کے لیے نہ تیلی زمین موافق آتی ہے اور نہ وہ جو جاڑے یا گرمی کی شدت سے پھٹ جاتی ہو، اس قسم کی زمینین انگور کے لیے اچھی نہین ہین خصوصًا ان کیلیے جنکا پھل سفید ہوتا ہے، اور ریتلی زمین اکثر انواع انگور کے لیے مفید ہے، کیونکہ یہ خراب خراب چیزونسے پاک ہوتی ہے، مثلاً زعتر وغیرہ سے جو زمین کو کڑواپن کی شدت سے خشک کردیتا ہے، اس کا خیال ضرور رکھنا چاہیئے کہ زمین کی طبیعت انگور کی طبیعت سے مخالف ہونا چاہیئے مثلاً یہ کہ اگر انگور مین نرمی ہو تو اس کو سخت زمین مین لگانا چاہیئے اور اگر سختی ہو تو اس کو نرم زمین مین لگانا چاہیئے، اور اسی طرح جس انگور مین خشکی ہو اور تراوٹ نہ ہو اس کو مرطوب زمین مین لگانا چاہیئے، اور جسمین رطوبت بہت زیادہ ہو اس کو اس زمین مین لگانا چاہیئے جس مین خشکی اور یبوست غالب ہو، اور متوسط درجہ کے انگور کو متوسط زمین مین لگانا چاہیئے،

صغریت کا قول ہے کہ سیاہ انگور کے لیے جس کا دانہ لانبا یا گول ہوتا ہے زیادہ خشک زمین کی ضرورت ہے جسکی سطح پر یبوست نمایان ہو اس کا رنگ اکثر سرخ ہوتا ہے، اور اس مین بہت خفیف صلابت ہوتی ہے، اور جو انگور

کہ سرخ رنگ کا ہوتا ہے وہ رقیق اور پتلی زمین مین لگایا جاتا ہے، نیز ریت ملی ہوئی
زمین مین بھی لگاتے ہین جن زمینون مین سیاہ اور سرخ انگور لگائے جاتے ہین،
ان مین سفید انگور اچھے نہین ہوتے ہین، یہ تمام سفید انگور کے لیے پتلی اور خالص
ریتیلی زمین درکار ہے، اور جس انگور کے دانہ کا رنگ زرد ہوگا وہ سب سے زیادہ مرطوب
انگور ہوگا اسلیے اس کو گرم اور خشک زمین مین لگانا چاہیئے جس مین تراوٹ اور
ٹھنڈک کا نام تک نہ ہو ایسے انگور کے لیے بلند مقامات بھی منتخب کیے جاتے ہین،
کیونکہ وہ پانی سے بہت دور ہوتے ہین، اور بڑے دانوں کے انگور جو ترکیب سے بڑے
کئے گئے ہون، روغن دار زمین مین لگائے جاتے ہین اور ارض متخلخہ مین بھی لگاتے
ہین، اور جن انگورون مین کثرت سے مائیت ہوتی ہے اور چھوٹے ہوتے ہین وہ
بہت پرانی زمینون مین لگائے جاتے ہین، اور جو انگور ضعیف لیکن لطیف ہوتا ہے
اسکی شاخین باریک ہوتی ہین اور پتے بھی باریک ہوتے ہین، اسکو سیاہ زمین مین
لگانا چاہیئے کیونکہ وہ انگور کو ایک مناسب غذا دیتی ہے، اور یہ ضعیف انگور کے لیے
بہت زیادہ مفید ہوتی ہے، وہ انگور جو سیاہ اور سرخ ہو لیکن سرخی سیاہی پر غالب ہو
یا وہ جو متوسط درجہ کا سرخ ہو اور دانہ بھی متوسط ہو اور اس کا دانہ خوشون مین ایک جگہ
پر ہو یا متفرق جگہ پر ہو، ان دونون کے لیے وہ سخت زمین نفع بخش ہے جس مین سختی
کے ساتھ تھوڑی نرمی ہو، ان دونون کا رنگ سرخی کی طرف مائل ہوتا ہے اور
ان کے پھل مدور ہوتے ہین اور کھجور کے برابر وزنی ہوتے ہین، یہ کھانے مین بہت
لذیذ ہوتے ہین کیونکہ وہ بہت زیادہ رقیق اور لطیف ہوتے ہین، ان کا ذائقہ نہایت
عمدہ ہوتا ہے، ان دونون قسمون کی اصلاح کی صورت یہ ہے کہ جو پتیان کہ خراب ہو جائین

یا ان مین کوئی نقص پیدا ہو جائے ان سبکو چنکر پھینک دینا چاہیئے، اگر ایسا بار بار خریف اور ربیع کے زمانہ مین کیا جائے تو بہت اچھا ہے، اس سے ان کی نشو و نما بہت اچھی ہو گی، قوثامی نے بھی یہی لکھا ہے کہ ضعیف انگور جنکے دانے چھوٹے اور لطیف ہوتے ہین اور جنمین پانی بہت کم ہوتا ہے ان کو مرطوب زمینون مین لگانا اچھا ہے، جسمین بکثرت تراوٹ موجود ہو، ایسی زمینون کی بکثرت رطوبت وسومت سے بدل جاتی ہے، اگر اس زمین مین تھوڑی سی ریت مخلوط کر دیجائے تو بہت بہتر ہو گا کیونکہ اگر ضعیف انگور خشک اور کم پانی والی زمین مین لگایا جائے تو اس مین کمزوری زیادہ ہو جائیگی اور پھل ایک تو کم آئین گے دوسرے تراب ہونگے اور قوی انگوا وس کیسے موافق زمین مین لگایا جائے تو بہتر ہو گا،

طاہین ہے کہ نرم زمین سے انگور سخت زمین مین منتقل کیا جائے اور اسی طرح سخت سے نرم زمین مین اور دسمہ سے رقیقہ زمین مین اور رقیق سے وسمہ مین اور اسی طرح سیاہ سے سرخ مین اور سرخ سے سیاہ مین اور شاداب سے چٹیل مین اور چٹیل سے شاداب مین اور جبلی سے پست مین اور پست سے جبلی مین منتقل کر سکتے ہین، کیونکہ زمین کی طبیعت یہ ہے کہ وہ مزروعات کو اپنے مخالف طبیعت کی زمین مین زیادہ تقویت پہنچاتی ہے اور ان کو کافی غذا دیتی ہے، یہ بھی مذکور ہے کہ قضیب درخت کے درمیانی حصہ سے لیجائے جو زمین سے کم سے کم ایک بالشت بلند ہو اور ایسے انگور سے شاخ لی جائے جسکی عمر چھ سال سے بیس سال تک ہو، ایسی شاخین لی جائین جنکی آنکھین قریب قریب ہون اور کوبلین چکنی اور نرم ہون، اس شاخ سے اجتناب کرنا چاہیئے جو چوڑی اور سخت ہو اور جنکی آنکھین دور دور ہون، لیکن اس شاخ کا انتخاب

کرنا چاہیئے، جس مین آنکھین مدور شکل مین نکلی ہون، یہ آنکھین اصل تنے سے نہین
پیدا ہوتی ہین بلکہ بعد کو دوسری شاخون سے پیدا ہوتی ہین، قضیب یا اس کے ٹکڑے
فوراً لگائے جائین، لیکن اگر تاخیر کی ضرورت پڑے تو ان شاخون کو رسی سے باندھ
ڈالین اور پھر ان کو تہ خانون مین چھپا دین تاکہ ہوا اور ٹھنڈک سے محفوظ رہین لیکن
تہ خانون مین رکھنے سے قبل پانی سے خوب سیراب کر دین،

انوخا کا قول ہے کہ جو شاخین لیجائین، ان کے لیے ایک کنوان کھودا جائے
اور ان مین شاخین الگ الگ کر کے رکھی جائین، کنوان نہ بالکل مرطوب ہو اور نہ
بالکل خشک ہو بلکہ درمیانی حالت مین ہو،

قوثامی کا قول ہے کہ مین نے اس بات کا تجربہ کیا ہے اور اسکو صحیح پایا ہے کہ
شاخون کو ایک کوٹھری مین رکھدین جہان پہ ہوا کا گذر نہ ہو اور اس سے قبل زمین
پر میٹھا پانی چھڑک دین جب وہ سوکھ جائے تو پھر ان شاخون کو رکھین، اگر شاخین
کم تعداد مین ہون جو ایک مٹی کے ظرف مین سما سکتی ہون تو ان کو پانی مین دو گھنٹے
چھوڑ دین پھر پانی پھینک دین اس کے بعد اسی ظرف کے نیچے اچھی مٹی ڈالدین
اور پھر ان شاخون کو کھڑی کر کے رکھین جب ظرف بھر جائے تو اوپر سے بہت
سی مٹی چھوڑ دین یہانتک کہ ہر طرف سے مٹی گھیر لے،

آدم کا قول ہے کہ اگر کبھی ایسا اتفاق ہو کہ انگور کی شاخ لگانے مین تاخیر
ہو جائے اور تم کو خوف ہو کہ ہو اسے وہ خشک ہو جائے گی تو تمام شاخون کو
شیرین پانی مین دن بھر تقریباً بارہ گھنٹے بھیگنے دو، اس کے بعد نکالکر ان کو لگادو،
لیکن تھوڑی سی تاخیر کوئی مضر نہین ہے، ایک گڈھے مین کم سے کم ایک یا دو شاخ رکھنی

طامین ہے کہ انگور کی بیل سے شاخ کا لینا اور اس کا کاٹنا سب قمری
مہینہ کے حساب سے ہوتا ہے، چاندرات سے پانچوین تاریخ تک کے اندر
یہ پودے لگا دیئے جائین، ان ایام مین لگانے سے کوئی چیز خراب نہین ہوتی،
بلکہ پھل اچھے ہوتے ہین، اسکے لیے فصول مین سے فصلِ خریف سب سے اچھی
ہے، کیونکہ جو اس مین لگایا جاتا ہے اسکی جڑین بہت بڑھتی ہین، اور جب فصل
ربیع شروع ہوجاتی ہے اور گرمی پڑنے لگتی ہے تو اس کے نمو مین چند در چند اضافہ
ہوجاتا ہے اور پھر یہ بہت عمدہ ہوتا ہے، بعض نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ خریف مین
خاصکر ریتیلی زمین مین انگور لگانا بہت اچھا ہے، شاخون کے لینے اور کاٹنے
کا وقت ابتدائے صبح سے تین گھنٹہ دن اٹھنے تک ہے، کاٹنے کے بعد فوراً
لگا دینا چاہیئے، دو گھنٹہ یا تین گھنٹہ یا زیادہ سے زیادہ ایکدن اور ایک رات
یا آئندہ دن کے کچھ وقت تک تاخیر کر سکتے ہین، اگر عیون قریب ہون
تو آٹھ سے بارہ عیون تک کا طول رکھنا چاہیئے، اگر دور دور ہون تو چھ سے
آٹھ تک کا طول رکھنا چاہیئے، شاخون کو سیدھا کر کے نہ لگانا چاہیئے بلکہ جھکا کر
لگائین، انوخا کا قول ہے کہ مشرق کی جانب ان کو جھکا دینا چاہیئے، اس کے
لیے دو قدم زمین گہری کھودنی چاہیئے، اگر تم چند شاخون کو ایک ہی گڈھے
مین رکھنا چاہتے ہو تو درمیان مین گڈھے کھودو، تاکہ ایک دوسرے کو چھو
نہ سکے، انگور کی شاخین گڈھون کے علاوہ مستطیل خندقون مین لگائی جاتی
ہین تقضیب کے عیون مین سے تین یا چار کو مٹی کے اندر رکھنا چاہیئے اور چار
عیون کو کھلا ہوا رکھنا چاہیئے، سفید اور سیاہ انگور کو ایک جگہ نہین لگانا چاہیئے،

بلکہ ہر ایک کو اپنے ہمجنس کے ساتھ لگایا جائے، متوسط طریقے یہ شاخون کو
مٹی سے ڈھک دینا چاہیئے معمولی طریقہ سے ہاتھ پیر سے روندنا چاہیئے بلکہ
صرف ہاتھ سے دباکر برابر کر دینا کافی ہوگا۔

ماسی نے لکھا ہے کہ گڑھے اور خندق کے پودون مین فرق ہے جس
زمین مین گڑھے بناکر پودے لگائے جاتے ہین اس مین خندق نہین بنا سکتے
کیونکہ گڑھون کے لیے وہ بہتر زمین ہے جس کو زیادہ تعمیر کی ضرورت نہین
ہوتی بلکہ تھوڑا جوتنا کفایت کرتا ہے کیونکہ وہ بہت اچھی ہوتی ہے، کشادہ
گڑھے مستدیر شکل کے کھودے جائین، اور دو قدم یا اس سے کچھ زیادہ عمیق
رکھے جائین، اور کشادگی کم سے کم تین قدم کے برابر ہونی چاہیئے، جب یہ تیار
ہوجائین تو پودے لگائے جائین اور ان کو مٹی سے پر کیا جائے اور تھوڑا سا
گوبر بھی ڈالدیا جائے، اسکی مٹی کو دباکر ڈالنا درست نہین ہے، بلکہ اوپر سے
پھینک دینے کی ضرورت ہے تاکہ ہوا سوراخون سے جاسکے، لیکن خندق
بکثرت گرد وغبار والی زمین مین کھودے جائین اور اسی مین انگور لگائے جائین،
خندق اس زمین مین بھی کھودے جاتے ہین جس کے اجزا بہت زیادہ ملتصق[1] ہون
اور روغن دار خندق لانبے کھودے جائین، لیکن تنگ ہون، لنبائی تو اسی قدر
رکھنی چاہیئے جتنی لنبائی انگور کی شاخ کی ہو، لیکن چوڑائی اور گہرائی صرف دو
دو قدم رکھنی چاہیئے، اگر بہت سی خندقین کھودنی مقصود ہون تو اسی طرح سے
کھودنا چاہیئے، اور ایک دوسرے کے درمیان اتنا فاصلہ رکھنا چاہیئے جتنا کہ

[1] ایک سے ایک پیوستہ اور چپٹے ہوئے،

دو صفون کے درمیان مین ہوتا ہے، ہر خندق کے حصۂ اسفل مین شاخون کیلئے ڈیڑھ بالشت کا گڑھا کھودنا ضروری ہے تاکہ اس مین شاخ کو رکھ سکین، ہر قضیب کے درمیان کا فاصلہ ہم آگے بیان کرین گے، پودون پر جب پہلا سال گذر جائے اور دوسرا سال شروع ہو تو زمین کی مٹی سے خندق کو پر کر دینا چاہیئے اور اوپر سے خشک مٹی کے ساتھ کھاد مخلوط کرکے ڈالنا چاہیئے، کھاد اور مٹی جڑ مین بھی ڈالنی چاہیئے، بقیہ دوسرے گڑھون کو بھی اسی طرح بھر دینا چاہیئے، یہانتک کہ سب کی سطح برابر ہو جائے کیونکہ انگور کی زمین کے درست کرنے کا وقت یہی ہے،

فصل

اسکے بیان مین کہ انگور کے پودون کے درمیان کس قدر فاصلہ رکھنا چاہیئے

وہ انگور کی بیل جو زمین پر پھیل جاتی ہے اور کسی چیز پر چڑھائی نہین جاتی اسکے ہر دو صف کے درمیان چھ قدم کا فاصلہ رکھنا چاہیئے اور ان کی جڑ کے درمیان چار قدم کا فاصلہ چھوڑنا چاہیئے، لیکن جو انگور کہ درختون پر چڑھائے جاتے ہین ان کی قطارون کے درمیان بیس قدم کا اور جڑون کے درمیان سات قدم کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اور جو انگور منڈوے پر چڑھائے جائین انھین مذکورہ بالا فاصلہ کا نصف رکھا جائے یعنی دس قدم اور ساڑھے تین قدم، صغریت کا قول ہے کہ انگور کی بیل چڑھانے کے لیے سب سے افضل درخت وہ ہے جسکا صرف ایک ہی تنا ہو، قوثامی کہتا ہے، کہ اس لحاظ سے توصنوبر مذکر اور درّدار انگور کے لیے زیادہ اچھے ہون گے لیکن جن درختون مین شاخین بکثرت ہون ان پر انگور کی بیل نہین چڑھائی جاسکتی ہے؛

اور نہ ان پر چڑھائی جاسکتی ہے جنکا طول بیس ہاتھ سے زیادہ ہو، یا بقول بعض پچاس سے زیادہ ہو،

جن درختون پر انگور چڑھائے جائین ان مین کھاد ضرور ڈالنی چاہیئے، ان کی زمین کھود کر درست کیجائے، اور جڑین صاف کیجائین لیکن انگور سے ان مین کھاد کم ڈالی جائے اسی طرح گڈھون کے گرد پیش مین بھی کھاد کم ڈالی جائے، وہ پودہ جو درخت پر چڑھایا جاتا ہو، اس کے غرس کی ترکیب یہ ہی کہ پہلے انگور کو جڑ سمیت درخت سے تین ہاتھ کے فاصلہ پر ایک گڈھے مین لگادین اور برابر اس کو کھود کر درست کرتے رہین، جب یہ بڑھنے لگے اور قضیب موٹی ہو جائے تو اس کو زمین پر پھیلا دین اور آہستہ آہستہ درخت کے قریب کرتے جائین یہان تک کہ وہ اس سے ملجائے اس طرح پر کہ کسی کو اس کا علم بھی نہ ہو یعنی رفتہ رفتہ بڑھاتے جائین اور اپنے ناخن سے عیون کو نوچتے جائین اور صرف ایک آنکھ کو چھوڑ دین، اور اسی طرف زمین کو تھوڑی دور تک کھود دین تاکہ پودے کے لیے ایک راستہ تیار ہو جائے کچھ زمانہ گذرنے کے بعد جب پودہ اچھی طرح لانبا ہو جائے یہان تک کہ شاخین کاٹنے کے قابل ہو جائین تو اس مین سے چند مضبوط شاخون کو چھوڑ دین اور بقیہ کو کاٹ لین،

یہ بیان کیا گیا ہے کہ سفید انگور زیادہ جو مائل بسفیدی ہو یا اس مین کوئی دوسرا رنگ جو سفیدی کے مشابہ ہو ان کے لیے تعریش زیادہ مناسب ہے، بلکہ اولیٰ ہے، اس سے پھل بکثرت آئین گے، لیکن بعض نے یہ کہا ہے کہ جو بیل کہ درخت پر چڑھائی جائے وہ اس سے جو شاخ یا کسی لکڑی پر چڑھائی جائے زیادہ قوی اور عمدہ ہوگی،

بعض یہ کہتے ہین کہ وہ انگور کی بیل جو زمین پر پھیلائی جائے، اس سے کہین زیادہ افضل ہے جو درخت یا منڈوے پر چڑھائی جائے کیونکہ انگور کو زمین سے خاص الفت ہے

تعریش کے لیے زیادہ ٹھنڈے مقامات مناسب نہین ہین، لیکن وہ شاخین جو نہ چڑھائی جائین، ان کی ترکیب یہ ہے کہ اول ان کے عیون کو ٹونگ کر پھینک دین اور ہر شاخ مین صرف ایک یا دو عین یعنی آنکھ باقی رکھین، یہ تدابیر پہلے سال مین زیر عمل رہین، ان شاخون کے لیے کوئی لکڑی یا بانس قریب مین نصب کر دین اور انکو کھجور کی پتی سے باندھ دین تاکہ شاخ ٹیک لے سکے اور زمین پر نہ گر سکے بلکہ کھڑی رہے، کیونکہ اس کے گر جانے سے بہت سے مضر اثرات پیدا ہو جاتے ہین، یہ طریقہ جڑ کو مضبوط کرتا ہے اور زمین مین اس کو متمکن کرتا ہے، ایک سال کے بعد شاخون کے اطراف و جوانب کو کدالون سے کھود ڈالنا چاہیے، تاکہ شاخین بڑھین اور زمین سے پورے طریقہ پر غذا حاصل کرین، اس سے نمو اور حسن دونون مین زیادتی ہوتی ہے
ماسی انگور کے پودون کو منتقل کرنے کے متعلق کہتا ہے کہ انگور کو تقویت پہنچانے اور کچھ دن تک باقی رکھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس کا پودا دوسری جگہ منتقل کیا جائے پھر وہان سے بھی اس سے اچھی زمین مین جو اس کے لیے مرغوب ہو تعظیم کے لیے منتقل کر دیا جائے، اس سے وہ بڑھے گا اور عمدہ ہوگا، اس کے پودے تیسرے سال مین منتقل کیے جائین لیکن بعض دوسرے ہی سال مین منتقل کرنے کو کہتے ہین، اور یہی اچھا ہے، پودے اچھی زمین سے خراب اور خستہ زمین مین کبھی منتقل نہ کیے جائین اس سے پودہ بالکل کمزور ہو جائے گا، جب انگور کی عمر دس سال یا بارہ سال ہو گی تو اس مین پھل آنا شروع ہو گا، بعض کہتے ہین کہ پندرہوین برس اس مین پھل آتے ہین لیکن اس کے جلد بڑھنے کے لیے پودون مین ایک عمل کیا جاتا ہے جس سے آفات سماوی و ارضی بھی بفضل اللہ دفع ہو جاتے ہین، اس کا طریقہ یہ ہے کہ پتھر کی

چٹانون کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے لیے جائین اور پودون کے درمیان مین رکھدیئے جائین، اس سے انشاء اللہ سب باتین درست ہوجائین گی،

سوساد کہتا ہے کہ انگور اور اس کے پودون کو تقویت پہنچانے کی ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ انگور کی وہ پتیان جنہین زبان بھی جمع ہوگیا ہو جائین اور کدو، لوکی خطمی کی پتیون کے ساتھ مخلوط کیجائین پھر سب کو دھوپ مین رکھین تاکہ اچھی طرح خشک ہوجائین پھر انکو لکڑی سے کوٹ ڈالین اور ان مین نر کبوتر کی بیٹ اور آدمی کا غلیظ اور گائے کا گوبر یہ سب ایک ایک جز ملائین، اور اس پر پانی بھی چھڑک دین، یہان تک کہ اسکا رنگ اور بو دونون متغیر ہوجائین، پھر اس کو خشک کرین اور اس مین گھور کی اور راستون کی مٹی ملائین اور السی کی بھونسی ان کے اندر ڈالین، پھر ان سب کو خوب مخلوط کردین اور اچھی طرح کوٹین یہانتک کہ سب مخلوط ہوجائین اور خشک مٹی کی طرح ہوجائین اس کے بعد انگور کی جڑون کو کھودا جائے اور ان مین یہ مٹی ڈالی جائے اور اوپر سے دوسری مٹی بھی ڈالکر اس کو ڈھک دیا جائے اور اس کے بعد جڑون کو پانی سے سیراب کیا جائے، جو پانی کہ جڑون مین آکر رک جائے تو اوپر سے بھی وہی مٹی چھڑک دیجائے، اس سے زمین مین ایک بہترین قوت پیدا ہوجائے گی، جو انگور کے لیے ازحد مفید ہوگی یہ طریقۂ عمل نئے اور پرانے دونون انگور کے لیے کارآمد ہے،

فصل

تخم انگور اور زبیب کے لگانے کا وقت

طامین ہے کہ طامتری کا قول ہے کہ زبیب کے بڑے دانون مین سے

تین یا چار دانے لئے جائین اور یہ سب اوائل جنوری مین گڈھون کے اندر چھپا دیے جائین، اگر اس کا خطرہ ہو کہ سردی ان کو نقصان پہنچائے گی تو ان گڈھون کو چٹائی یا بانس سے گھیر دین،

آدم اور انوخا کا قول ہے کہ تخم نصف فروری سے آخر تک بوئے جاتے ہین اور یا ابتدائے ربیع کا وقت ہوتا ہے اور تخم بونے کا یہی وقت مشرق سے مغرب تک متعین ہے زبیب سے اس کا دانہ نکالکر بوتے ہین، آدم کہتے ہین کہ اسکا تخم روغن زیتون مین سات دن تک بھیگنے کے لیے ڈال دینا چاہیئے، اور ہر گڈھے مین سات دانے سے ۱۲ دانون تک بو دین اور انکو مٹی سے ڈھک دین جسطرح دوسرے مزروعات کے ساتھ عمل کرتے ہین، اس کے بعد پھر ان کو پانی سے کافی طریقہ پر سیراب کرین، اور چار دن کے وقفہ سے دوبارہ سیراب کرین اسی طرح برابر سیراب کرتے رہین، گڈھون مین ان تخمون کے ساتھ اگر جو کا باریک آٹا ڈالدین تو اچھا ہے، بہت زیادہ خشک زبیب کو گرم پانی مین ڈالکر مٹی کے ساتھ پکا ڈالین اس سے وہ ٹھیک ہو جائے گی،

ماسی کا قول ہے کہ فروری کے آخر تک انگور لگایا جاتا ہے، یہی تیس دن اس کے لگانے اور بونے کے ہین، اور اسکی خاص زراعت اس سے ذرا قبل ہونی چاہیئے

سوساد کا قول ہے کہ پرانا منقی لیا جائے جس پر ایک سال یا اس سے زیادہ گذر گیا ہو اور اسکو شق کر دین تا کہ تخم نظر آنے لگے اور اسکو ایک وسیع ظرف مین صاف جگہ پر رکھین اور اوپر سے پانی کا چھینٹا دین، اگر گرم پانی ہو تو یہ سب سے اچھا ہے بیس گھنٹہ کے اندر کئی مرتبہ پانی سے سیراب کرین، پھر ان کو شق کرین اور بو دین،

یا دوسری صورت یہ ہے کہ سب کو گرم پانی مین ایک مرتبہ ڈالکر اُبال دین اور پھر پانچ پانچ دانے ایک گڈھے مین بوئین یا اس سے زیادہ دو یا تین سال کے بعد ویسی ہی کھاد ڈالین جیسا کہ ہمنے بیان کیا ہے، جب پودا منتقل کرنے کے قابل ہو جائے تو اس کو منتقل کر دین،

ط مین ان درختون اور مزروعات کا ذکر ہے جو انگور کے پودون کے درمیان لگائے جاتے ہین، صغریت کا قول ہے کہ ان کے درمیان ککڑی، کدو اور خرفہ بو یا جائے تو بہت اچھا ہو، بعض نے یہ کہا ہے کہ سب سے اچھا یہ ہے کہ انکے درمیان باقلا، ماش، کرسنہ (مٹر) اور لوبیا وغیرہ بوئے جائین، چقندر، کزبرہ (دھنیا) اور دوسری چھوٹی ترکاریان اگر لگائی جائین تو یہ انگور کے لیے بہت مفید ہوگی

قوثامی نے لکھا ہے کہ دوسرے سال انگور کے درمیان کوئی ایسا درخت نہ لگائین جسکی شاخین بڑی ہون یا بکثرت درخت نہ لگائین تاکہ انگور کی زمین مین تنگی واقع نہ ہو، اور نہ ایسے درخت ہون جو زیادہ سایہ دار ہون جس سے اس پر دھوپ اور ہوا کا اثر نہ پہنچ سکے، اور سال اوّل مین کوئی پودہ نہ لگائین، انگور کے ساتھ چقندر کا لگانا بہت نقصان دہ ہے، اسی طرح اس کے ساتھ چنا، شلجم، اور موٹی وغیرہ کا لگانا مضر ہے، چنے مین تو نمک ہوتا ہے اور یہ دونون زمین کی رطوبت کو جذب کر لیتے ہین، انگور کے ساتھ انجیر کو بھی نہین لگاتے لیکن سرد ممالک مین دونون کو ساتھ لگاتے ہین، اسی طرح زیتون اور انار کو بھی اس کے ساتھ نہین لگاتے ہین کیونکہ انار اس کی نشوونما مین مانع ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ اگر انگور اور دوسرے درختون کے درمیان بارہ سے پندرہ قدم تک کا فاصلہ ہو تو اس سے کوئی نقصان نہین پہنچیگا

البتہ جو انگور کہ درختوں پر چڑھائے جاتے ہین ان مین اس سے زیادہ فاصلہ رکھنا چاہیے
تاکہ ہر دو سال کے اندر یہ تمام مذکورۂ بالا پودے لگائے جاسکین، ہان چقندر، شلجم، چنا،
اور مولی وغیرہ کو نہین لگا سکتے، لیکن سال اوّل مین تو کوئی چیز نہین بو سکتے، آیندہ
ہم انشاء اللہ اسکو ذرا تفصیل سے لکھین گے،

ہر قسم کے انگور تمام زمینون مین بوئے جاسکتے ہین، انگور پست زمین مین بھی
اچھا ہوتا ہے، اس کے لیے سب سے اچھی زمین وہ ہے جو سفید ہو اور سیاہی یا سرخی
کی طرف کچھ مائل ہو اور اس مین رطوبت بھی ہو، خالی سفید اور مرطوب زمین مین بھی
انگور عمدہ ہوتا ہے، اور اسی طرح سیاہ زمین بھی اس کے موافق ہوتی ہے،

قسطوس اور دوسرون کا قول ہے کہ سیاہ اور سرخ رنگ کے انگور کے لیے
وہ یابس زمین جسمین بکثرت کھاد ڈالی گئی ہو مفید ہوتی ہے، اور زرد اور سبز رنگ کے
انگور کے لیے پتلی زمین مناسب ہے، سب سے نرم اور باریک انگور کے لیے پست زمین ٹھیک
ہے، لیکن جس مین سختی ہو وہ مرطوب زمین مین لگایا جائے، وہ مرطوب زمین جسمین
باریک ریت مخلوط ہو اور نہر یا چراگاہون کے قریب ہو اور وہ دبیز زمین جس مین
جانور اکثر شب گذارتے ہین انگور کی مصلح ہوتی ہے،

ارض مین انگور اچھی طرح نہین ہوتا ہے، اور نہ اس زمین مین لگایا جاتا ہے
جس کا مزہ تلخ ہو اور نہ اس زمین مین جو نمکین ہو یا بدبودار ہو،

فصل

انگور کی زراعت کا طریقہ اور قمری مہینون اور فصلون کے حساب سے اسکے اوقات کا بیان

انگور کی شاخین بذریعہ تطعیم بھی لگائی جاتی ہین اور ان کی تکبیس بھی کیجاتی ہے،

تا کہ جڑ نکل آئے، اس کے بعد استسلاف کے طریقہ پر وہ وہان سے منتقل کیجاتی ہین،
اسی طرح اس کے اوتاد بھی لگائے جاتے ہین اور دوسری چھوٹی بڑی شاخین بھی
لگائی جاتی ہین اور اس کا تخم بھی بویا جاتا ہے، اس کے لگانے کا وقت مختلف ہے،
قمری مہینون کے حساب سے ابتدائے ماہ سے وسط ماہ تک ہے، اور حد سے حد چوبیس
تاریخ تک ہی، ق کا قول ہے کہ انگور قمری مہینہ کے نصف اخیر مین لگایا جاتا ہے،
اس کا دوسرا وقت وہ ہے جبکہ انگور کی فصل بالکل تیار ہو یعنی اکتوبر کے مہینہ مین
خصوصاً اس زمین مین جو ریتیلی ہو یا نمکین ہو،

قوط کا مذہب یہ ہے کہ شاخین فروری اور مارچ مین لگائی جاتی ہین، بعض کا یہ
بھی خیال ہے کہ پست اور نرم زمین مین یہ مارچ اور اپریل کے مہینہ مین لگایا جاتا ہے،

فصل

اشبیلیہ اور اس کے مضافات مین انگور کے لگانیکا طریقہ

قضیب، وتد، تخم یہ سب ایک ایسے درخت سے لیے جاتے ہین، جس مین پھل
بہت زیادہ آتے ہون، اور جسکا رنگ نہایت عمدہ ہو اور سات سال سے دس
سال تک کی عمر کا ہو، شاخ نہ بہت زیادہ اوپر سے اور نہ بہت زیادہ نیچے سے لیجائے
بلکہ وسط حصہ سے لیجائے، یہ شاخین خوشون کے جھنڈ مین واقع ہون، اس کے ساتھ ہی
متوسط درجہ کی موٹی اور نرم ہون، گرہین قریب قریب ہون لیکن سخت ہون، اگر
زیادہ طویل ہون تو درمیان سے کاٹ لیجائین،

ق کا قول ہے کہ ایک قضیب کے دو ٹکڑے نہین لگائے جاتے بلکہ یا تو پوری

قضیب لگا دین یا اس کے درمیان کا حصّہ لگائین اس کے لیے انگور کے اس درخت کا انتخاب کرنا چاہیئے جو پھلون سے لدا ہوا اور نہایت خوشنما نظر آتا ہو، اور اس مین سے اچھی شاخون کو چھانٹ کر لگانا چاہیئے، پہلے کلہاڑی سے نشان لگا دین پھران کو بوقت ضرورت کاٹ لین، اور فوراً لگا دین، اگر غرس مین دیر ہو تو مقام قطع کو یا پوری شاخ کو ایسی زمین مین دفن کر دین جسمین معتدل قسم کی نمی ہو، غرس سے قبل شاخون کو بہت زیادہ مرطوب مٹی مین دفن کرنا نہین چاہیئے، اور نہ پانی مین چھوڑنا چاہیئے، اس سے زمین کو پکڑنے مین دقت ہوگی،

اُن شاخون کے لگانے کا طریقہ جو بعد مین دوسری جگہ منتقل کی جاتی ہین،

اس قسم کی شاخون کو تھالون مین قریب قریب لگانا چاہیئے، اور نہرون کے متصل اور ظروف مین بھی لگا سکتے ہین، خواہ وہ زمین آسمان کے پانی سے سیراب ہوتی ہو یا نہر سے سیراب کیجاتی ہو دوسال یا اس سے کچھ زیادہ دن کے بعد پودون کو منتقل کر دینا چاہیئے، اور اگر شاخین اس خیال سے لگائی گئی ہون کہ دوسری جگہ منتقل نہ کیجائین تاکہ پودے زیادہ بڑھین، تو ان کو دو طریقون سے لگانا چاہیئے، ایک تو یہ کہ وتد کے ذریعہ سے گڈھا بنائین اور اس کو وتد برنی کہتے ہین، اس کا طریقہ یہ ہے کہ پست اور نرم زمین مین جسکی مٹی جزائر کی مٹی کی طرح رتیلی ہو وتد گاڑ کر گڈھے بنائین، وتد برنی اس کو کہتے ہین جس کے سہارے پر انگور کی شاخین لگائی جاتی ہین، اسی طرح بانس کا ایک وتد لیا جائے جو پانچ بالشت لانبا ہو اور کلائی سے کم موٹا ہو، اس کے اوپر کی سمت مین ایک چھوٹی سی سخت لکڑی لگا دین،

جو برنی کے مشابہ ہو جائے،

تیار شدہ زمین کے ان مقامات پر جہان قضیب لگانا چاہتے ہو سوراخ بناؤ، اور زمین کو پانی سے خوب سیراب کرو، اس کے بعد اس وتد کو زمین مین نصب کرو، یہانتک کہ پورا وتد زمین کے اندر چلا جائے، اس کے بعد اس کو نکالو اور ان سوراخون مین شاخین لگا دو، شاخون کے اطراف وجوانب کو کسی تیز لوہے سے کاٹ ڈالو، لیکن کوئی گرہ یا پوریا آنکھ نہ کٹنے پائے، پھر اس وتد کو ان شاخون کے ارد گرد بار بار نصب کرو تاکہ مٹی اچھی طرح جڑ مین جمع ہو سکے اور شاخ سوراخ مین مستحکم ہو جائے، اس کے ان منفذون کو خشک ریت یا باریک مٹی سے بھر دو اور اس پر پانی ڈالدو، اگر اسی حالت پر چھوڑ دیئے جائین تو دوسری خراب مٹی آجائے گی اور اس سے یہ منفذ بند ہو جائین گے،

دس دن کے بعد اسی جگہ پر ایک عمیق گڈھا کھودا جائے، اور اوسکو شاخ کی جڑ تک پہنچایا جائے، اور پھر تمام مٹی شاخون کی جڑ مین ڈالدیجائے، پھر موسم سرما کے ہر مہینہ مین اسی طرح کے گڈھے کھودے جائین لیکن وہ پہلے گڈھے سے کم گہرے ہون، اسی طرح باربار مٹی ڈالنے سے انگور کی قطار سیدھی ہو جائیگی شاخون کے درمیان کے بعد اور فرجہ کا بیان آگے آئے گا،

انگور کو گڈھون مین لگانے کا طریقہ،

بعض کی راے ہے کہ یہ طریقہ وتد والی صورت سے اچھا ہے، کیونکہ ہر قسم کی زمین مین اس کا عمل درآمد ہو سکتا ہے، خصوصاً قوی اور پہاڑی زمینون مین بھی اس کا عمل ہو سکتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ قبر کی شکل کے گڈھے ایک قطار

مین کھودے جائین، اور ہر گڈھے کا طول ایک نیزے کے برابر ہو، گڈھون کی یہ قطار بالکل مستقیم ہونی چاہیئے، اوران کی سمت مشرق سے مغرب کی جانب ہو، شاخون کا درمیانی فاصلہ خواہ گڈھون مین ہون یا پہلی صورت کے شقون مین سات بالشت رکھنا چاہیئے، یہ فاصلہ متوسط درجہ کی زمین کے لیے کافی ہوگا، اوراس سے زیادہ دس بالشت تک حد ہے، گڈھون کا عمق ساڑھے تین بالشت ہونا چاہیئے، اورانکا طول ایک نیزے کے برابر ہوتا کہ ایک گڈھے مین دو شاخین اس طرح لگائی جائین کہ ایک کا کنارہ گڈھے کے عرض مین ایک لکیر کی طرف پڑے، اور دوسرے کا کنارہ اسی عرض مین دوسری لکیر پر پڑے، ان دونون کی جڑون کو گڈھے کے سفلی حصہ مین جمع ہونے نہ دیا جائے، ورنہ ایک دوسرے کے لیے مزاحم ہوگی، قضیب یا شاخ کو گڈھے کے اندر بشرطیکہ وہ کافی لانبا ہو لٹا دینا چاہیئے اور اگر کم لانبا ہو تو اس کا بعض حصہ لیٹانا چاہیئے، شاخ کے اوپر کا حصہ گڈھے کے عرض مین کھڑا کر کے رکھنا چاہیئے، اوراسکو گڈھے سے باہر ایک یا دو گرہ کے برابر نکالدینا چاہیئے، اس کے بعد مٹی سے برابر کردینا چاہیئے، جیسا کہ گذر چکا ہے،

لوگون کا خیال ہے کہ شاخ اگر سخت زمین مین ہو تو اس کو کھاد سے ڈھانک دینا چاہیئے، اور وسط قضیب پر مٹی ڈالکر دونون طرف سے اچھی طرح برابر کردین، نیز دونون کنارون پر مٹی ڈالکر اس قدر دبایا جائے کہ وہ گڈھے کے نیچے تک پہنچ جائین، یہ بھی کہا گیا ہے کہ لانبی شاخ کو آٹھ سے دس گرہ تک زمین مین دفن کردینا چاہیئے بشرطیکہ گرہین قریب ہون گڈھون کے اندر کی مٹی معتدل ہونی چاہیئے

نہ زیادہ مرطوب ہو اور نہ زیادہ خشک ہو تند اور تیز ہوا مین، انگور کو نہین لگانا چاہیئے
اگر انگور پہاڑ پر لگایا جائے تو اس کے لیے شاخین ذرا موٹی لینی چاہیئین اور کم سے
کم چھ بالشت عمیق گڑھے کھودے جائین اور اسی قطار مین ایک دوسرا گڑھا بھی
کھودنا چاہیئے، اور اسکی مٹی جڑون مین ڈالدیجائے، تاکہ مٹی جھڑنے کے وقت
ان کی جڑین نہ کھل جائین، یہی عمل تمام ان پودون کے لیے کیا جاتا ہے جو گڑھون
مین بوئے جاتے ہین تاکہ گرمی کی شدت یا زمین کی یبوست نقصان نہ پہنچائے
خصوصًا اس زمین مین جو آسمان کے پانی سے سیراب ہوتی ہے،

ان شاخون کے لیے گڑھے کم گہرے کھودے جاتے ہین جو پہلے مٹی مین
لگائی جاتی ہین اور پھر وہان سے منتقل کیجاتی ہین، بعض کی یہ رائے ہے کہ انگور
کی شاخین پہاڑی یا بلند زمین کے انگور سے حاصل کی جائین، تو بہت بہتر ہے، اور
پھر ان کو مرطوب زمین مین لگا دیا جائے،

اور اوتاد انھین منتخب شدہ شاخون سے لیے جاتے ہین، ان کو وسطِ شاخ
سے لینا چاہیئے اور ہر وتد کم سے کم تین یا چار آنکھون کا ہو اور ان کو مٹی کے نئے اور
بڑے ظروف مین لگانا چاہیئے، ان کے لگانے کا وقت ستمبر مین ہے، وتد کا ایک
دو پور زمین کے اندر رہنا چاہیئے، اور ان کو پانی سے اچھی طرح سیراب کرنا چاہیئے
کسی وقت بھی مٹی خشک نہ ہونے پائے، ایک سال کے بعد یہ اوتاد جڑ کی مٹی
کے ساتھ تھالون مین منتقل کر دیئے جائین، اور اگر ظروف کے بجائے تھالون مین
لگائے جائین تو اچھا ہے، نیز ان کو نہر کے قریب لگانا بھی بہت بہتر ہے،

تخم انگور کے بونے کا طریقہ،

خوب پکے ہوئے اچھے انگور کو نچوڑکر اس کا تخم نکالین اور پانی سے دھوکر
اس کو خشک ہونے دین، اور پھر مٹی کے نئے ظروف مین ان کو زراعت کیلئے
محفوظ رکھین، منقی کے تخم کو بھی اسی طرح رکھتے ہین، ان کے بونے کا وقت ستمبر
مین ہے اور یہی زمانہ انگور کے پکنے کا بھی ہے، مارچ مین یہ اُگنے لگتا ہے، اگر اس پر
اولہ پڑے تو کوئی مضرت نہ ہوگا بلکہ اسکی لکڑی اور سخت ہوجائے گی، یہ تخم مٹی کے نئے
اور بڑے ظروف مین اسی طرح بو دیئے جائین جسطرح کہ گیہون اور جو بویا جاتا ہے
یہانتک کہ وہ پودے کی شکل اختیار کرلین، تخم تھالون مین بھی بوئے جاتے ہین
اور ان کے ساتھ وہی عمل کیا جاتا ہے، جس کا ذکر گذرچکا ہے، کچھ دنون کے بعد
اس کے پودے دوسری جگہ پر منتقل کردیئے جاتے ہین،

جو شخص یہ چاہتا ہو کہ انگور جلد تیار ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ وہ دوسرے
سال چند قلمون کو مرکب کرکے منڈوے پر چڑھادے اور اسی طرح اوتاد بھی مرکب
کردیئے جائین، انشاء اللہ انگور بہت جلد تیار ہوجائین گے، لیکن اس کی شاخون
کی تکبیس اور استسلاف اسی طرح کیا جاتا ہے، جیسا کہ اس سے قبل بتایا جاچکا ہے،
تخم کے پودے اور اس کے اوتاد اور اسکی وہ شاخین جو تکبیس اور استسلاف کے
طریقہ پر لی گئی ہون، ستمبر سے مارچ تک کے اندر دوسری جگہ پر منتقل کردیجائین
اور ان کے لیے مناسب گڈھے کھودے جائین، جو پودا یا شاخ منتقل کیجاتی ہے
وہ غیر منقولہ سے عمدہ اور زیادہ پھلدار ہوتی ہے، اکثر درختون کا یہی حال ہے، شاخون
کا انقلاب اور انکی تکبیس اس وقت کیجاتی ہے جب کہ شاخین کمزور ہون تاکہ انکی

جگہ پر دوسری قوی شاخین نکل آئین یا جبکہ زراعت کے لیے جگہ فاضل ہو، بارش کے بعد انگور کے لگانے مین بہت عجلت کی ضرورت ہے، نومبر کے مہینہ مین بعلی (بارش کے پانی سے سیراب ہونے والی) زمین زراعت کے قابل ہو جاتی ہے،

ص کا قول ہے کہ شاخین جنوری کے مہینہ مین ان زمینون مین لگائی جائین جو نہر کے پانی سے سیراب کیجاتی ہین، اسکا مفصل بیان ہم لکھ چکے ہین، انگور کی بڑی شاخ جس مین بہت سی شاخین ہون ایسے عمیق گڈھے مین لگائی جاتی ہو جسمین شاخ پوری سما سکے، اور دوسری شاخین باہر کی جانب نکالدی جاتی ہین اور ایسی شاخ اس وقت لگائی جاتی ہے جبکہ زمین کشادہ ہو، ابتدائے خریف مین اس کا عجلت سے لگانا ضروری ہے، اگر یہ پانی سے برابر سیراب کیجائے تو بہت اچھا ہے، مٹی کیساتھ اگر یہ شاخ منتقل کیجائے تو بہت مفید ہے، سب سے عمدہ انگور نہر سے سیراب ہونیوالی زمین مین ہوتا ہے،

عریش یعنی منڈوے کے انگور بہت اچھے ہوتے ہین، یہ زمین کے انگور سے زیادہ پھلدار ہوتے ہین، اس کا پودا منتقل کیا جاتا ہے جو پہلے پہل لگایا گیا ہو، یہ بعلی زمین مین ابتدائے نومبر مین لگایا جاتا ہے، اس کے لیے قبر کی شکل کے چار بالشت گہرے گڈھے کھودے جاتے ہین اور رگون کے نمودار ہونے سے قبل ایک مضبوط منڈوا بنا دیا جاتا ہے اور اسکی حفاظت کیجاتی ہے، پھر تمام عروق کو کاٹ دیتے ہین اور صرف ایک سیدھی شاخ کو چھوڑ دیتے ہین، جس مین ایک ہی قضیب ہو، شاخ اگر جوان ہو تو اس کے بعض حصہ کو گڈھے مین اچھی طرح پھیلا دینا چاہیئے اور بعض کو جو قضیب اعلیٰ کی طرف ہو گڈھے کی سیدھ مین لٹا دینا چاہیئے، اس طرح پر کہ کچھ

حصہ گڈھے کے علوی حصہ تک پہنچ سکے، اور اگر شاخ زیادہ عمر کی ہو تو گڈھے مین پوری
بچھا دیجائے، صرف قضیب کو باہر نکالدیا جائے، اگر یہ ٹوٹ جائے تو اس کو تھوڑا
سا دو انگل کے برابر زمین کے اوپر نکالدین تاکہ نشو ونما پا سکے، دو سال کے بعد گڈھے
کے ارگرد کی زمین کو کھود ڈالین اور اتنا گہرا کھود دین کہ جڑون تک پہنچ جائین اور
وہان جو کچھ بھی گھاس وغیرہ ملے اسکو نوچ کر پھینک دین اور خوب صاف کردین
پھر اس کو مٹی سے ڈھک دین اور زمین کو برابر کردین بعض مرتبہ اس طرح پر
عمل کرنے سے خدا کی قدرت سے دوسرے ہی سال انگور تیار ہو گیا ہے، منڈوے
کا انگور بھی نہر کے پانی سے سیراب ہونے والی زمین مین زیادہ اچھا ہوتا ہے،
ص کا قول ہے کہ اسکو ایسی زمینون مین جب جی چاہے لگا سکتے ہو، ارض طیبہ
مین منڈوے کی ٹٹی تیس قدم کے برابر بلند ہونی چاہیئے، اتنے ہی ان مکانات
مین بھی بلند ہونی چاہیئے جنکے صحن چھوٹے ہون اور ان مین گرم ہوا چلتی ہو، پتلی
زمین مین اس قدر بلند ٹٹی نہین رکھنی چاہیئے، اسی طرح بارد زمین مین بھی جس مین
ہوا زیادہ ہو اتنی بلند ٹٹی کی ضرورت نہین ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ ان کیلیے
قد آدم کے برابر ٹٹی کافی ہے دو انگورون کے درمیان پندرہ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا
چاہیئے، بشرطیکہ زمین بہت اچھی ہو، اگر اس سے کم درجہ کی زمین ہو تو دس ہاتھ
فاصلہ رکھنا چاہیئے، عریش کے انگور کی بھی تکبیس کیجاتی ہے، اس طرح پر کہ شاخون
کے اطراف وجوانب کو کھینچ کر ایسی جگہ پر لگا دیتے ہین جو اس کے لیے مناسب ہو،

فصل

نیشکر کی زراعت کا طریقہ،

ابن حجاج رحمۃ اللہ کی کتاب مین ہے کہ اسکی جڑین آذار یعنی مارچ کی بیس تاریخ تک لگائی جاتی ہین، اندلس کے دیگر فلاحون کی بھی یہی رائے ہے، اس کے لئے وہ پست زمین موافق ہوتی ہے جو دھوپ والی ہو، پانی سے قریب ہو، اسکی جڑین اور اس کے قصب دونون لگائے جاتے ہین، لگانے سے قبل زمین کو خوب اچھی طرح درست کرلینا چاہیئے، اور پھر تین گڈھے علیحدہ علیحدہ کھودے جائین بعض نے یہ لکھا ہی کہ دس چھوٹے چھوٹے کنوئین کی شکل کے گڈھے کھودے جائین اور ان مین زیادہ مقدار مین باریک اور متعفن کھاد ڈالین بعض نے صرف گوبر ڈالنے کی رائے دی ہی، ان کیلئے حوض تھالہ بھی بنایا جاتا ہے جسکا طول دس ہاتھ اور عرض پانچ ہاتھ رکھا جاتا ہے،

غ کا قول ہے کہ اگر اسکی جڑ لگائی جائے تو اس کو اکھیڑ لینا چاہیئے اور تھالون مین اس کے قد کے انداز سے گڈھے کھودلیے جائین اور ان مین رکھکر اوپر سے تین انگل کے برابر مٹی اور کھاد ڈالین اور دو جڑون کے درمیان ڈیڑھ ہاتھ کا فاصلہ رکھا جائے اور ہر چوتھے دن پانی سے سیراب کیا جائے، جب وہ ایک بالشت کے قریب بڑھ جائے تو زمین کو پھر کھودین اور بکری کی کھاد زیادہ مقدار مین ڈالین، اور آٹھوین دن پانی سے برابر سیراب کرتے رہین، اکتوبر کے مہینہ تک سیراب کرین اس کے بعد سیراب کرنا چھوڑ دین، زیادہ پانی ڈالنے سے شیرینی کم ہوجاتی ہے،

اس کے قصب کے (جسکو ٹون کہتے ہین) لگانے کی تدبیر یہ ہے کہ اس کا وہ حصہ اختیار کیا جائے جس مین گرہین قریب قریب ہون اور موٹائی زیادہ ہو کیونکہ جتنی زیادہ گرہین ہونگی اسیقدر جلد نشو ونما پائے گا اور جسقدر موٹا جسم ہوگا اسی قدر مادہ زیادہ ہوگا، یہ قصب کاٹنے کے بعد مٹی مین دفن کر دیئے جائین، اور کوئی حصہ کھلا نہ رہے، ابتداے مارچ تک اسکو اسی حال مین چھوڑ دین، اس کے بعد وہ نکالے جائین اور ان کے ٹکڑے کئے جائین ہر ٹکڑا دو بالشت لانبا ہو، بعض نے یہ کہا ہے کہ ہر ٹکڑے مین کم سے کم تین گرہین ہون یا بقول بعض چھ گرہین ہون، یہ ہاتھ سے چھیلا جائے لوہا لگنے نہ پائے، ان ٹکڑون کو حوض مین لگا دیا جائے کم سے کم چار پور زمین کے اندر رکھے جائین اور بقیہ اوپر رکھا جائے اس کے بعد ان پر گائے کا گوبر چھڑکا جائے اور ہر دو ٹکڑون کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، یہ عمل موسم خریف مین ستمبر اور اکتوبر کے مہینہ مین کرنا چاہیئے، اور بقول بعض دسمبر مین کرنا چاہیئے، ان ٹکڑون کو پانی سے اس وقت تک سیراب کرتے رہنا چاہیئے جبتک یہ بڑھ نہ جائین،

غ کا قول ہے کہ ان حوضون مین مربع گڈھے کھودے جائین جنکی شکل ستارے کی طرح ہو، ہر گڈھے مین چار ٹکڑے بچھا دیئے جائین اس کے بعد اوپر سے چار انگل مٹی اور کھاد ڈالدین، اسی طرح تمام ٹکڑے لگائے جائین، یہ مشرقی ممالک اور ان مقامات پر جہان آفتاب کی حدت زیادہ ہوتی ہے لگایا جاتا ہے، اس کے لیے مارچ اور فروری کا مہینہ بہت مناسب ہے، ہر آٹھوین دن خصوصیت کے ساتھ میٹھے پانی سے سیراب کرتے رہین اور اپریل تک اس کو دوبارہ تہ

کھودین، البتہ مئی کے مہینہ مین پھر کوڑین اور اگر سیرابی کے قبل ہر آٹھوین دن کوڑا کرین تو بہت اچھا ہے اور اس وقت سیراب کرنا بہت اچھا ہے جب کہ اسکی سبزی خاکی رنگ سے بدلجائے، اگست کے مہینہ مین اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے، جو پودے کہ کمزور ہون ان کو اکھاڑ ڈالنا چاہیئے، تاکہ دوسرے قوی تر ہوسکین،

قصب کے لگانے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان ٹکڑون کو کھڑا کرکے لگایا جائے، اس سے یہ جلد بڑھین گے، گنے کو ہر سال جنوری مین کاٹنا چاہیئے اَبنِ کا قول ہے کہ یہ تین سال کی عمر کا ہوتا ہے، نَخ کا قول ہے کہ اسکی جڑون کو زمین کو اچھی طرح درست کرنے کے بعد لگاتے ہین، زمین مین بھیڑ و بکری کی مینگنیان ڈالتے ہین بلکہ بہتر یہ ہے کہ بھیڑین اور بکریان اسی جگہ شب مین باندھی جائین اور جہان پر مینگنیان ہون اسی جگہ پہ گڈھا کھودجائے غرضکہ زمین کی تعمیر مین پوری کوشش کرنی چاہیئے، اور جنوری مین اسکو سیراب کرنا چاہیئے، اور پانی کو جذب ہونے دینا چاہیئے، ہر سال یہ تدبیر اختیار کرنے کی ضرورت نہین ہے بلکہ ایک ہی مرتبہ یہ عمل کرنے سے انشاء اللہ بہت بڑا فائدہ ہوگا،

شکر بنانے کی ترکیب، اَخ کا قول ہے کہ جب اوکھ تیار ہوجائے اور جنوری کا مہینہ بھی آجائے تو اس کے کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کردینا چاہیئے، اور معصر (کولھو) یا اس کے مشابہ کسی چیز سے اسکو دباکر نچوڑنا چاہیئے جب خوب عرق نکل آئے تو اسکو ایک بڑی صاف کڑاہی مین رکھ کر آگ پر چڑھا دینا چاہیئے، جب خوب جوش مارنے لگے تو اتار کر میل چھانٹ دینا چاہیئے اور دوبارہ آگ پر رکھدینا چاہیئے

یہانتک کہ کل کا چوتھا حصہ خشک ہوکر باقی رہجائے اسکے بعد اسکو مٹی کے پیالون مین بھر دینا چاہیئے، اور سایہ مین رکھنا چاہیئے، یہانتک کہ وہ جم جائے پھر پیالون سے نکالکر سایہ مین رکھدینا چاہیئے، اور الٹ پلٹ دینا چاہیئے، اسکا فضلہ گھوڑون کو کھلایا جاتا ہے جس سے وہ فربہ اور موٹے ہوتے ہین،

فصل

موز (کیلا) کے لگانے کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ موز کے پتے بہت بڑے ہوتے ہین اور اس کے کنارے ذرا گول اور باریک ہوتے ہین، پتون کا طول بارہ بالشت ہوتا ہے، اور انکا عرض تین بالشت ہوتا ہے، ط کہتے ہین ہے کہ اس کے لیے سیاہ رنگ کی نرم زمین بہت موافق آتی ہے جس مین کسی قسم کا ذائقہ نہین ہوتا ہے، اس قسم کی زمین ہمیشہ نگرانی اور حفاظت کی محتاج ہوتی ہے، اس کے لیے مغربی اور شمالی ہوا خصوصیت کیساتھ نقصان دہ ہے، لیکن مشرقی اور جنوبی ہوا مفید ہے، موز کی جڑ مین پیاز کی شکل کی ایک چیز ہوتی ہے، جسکو نوتنا کہتے ہین، وہی کاٹ کر بوئی جاتی ہے، اسکی دوسرے طریقہ پر بھی زراعت ہوتی ہے، اس طرح پر کہ کوئی اچھا پھل لیا جائے اور اس کے ساتھ اروی کی جڑ لیکر بیچ مین ڈالی جائے اور دونون کو ایک کرہ کی شکل بنائی جائے، اس کو زمین مین بو دیا جائے، اور برابر سیراب کیا جائے، انشاء اللہ اس سے موز پیدا ہوگا، اس کی زراعت کے اور بھی طریقے ہین، خ کے علاوہ دوسرے فلاحین اندلس کی یہ رائے ہے کہ موز بارد مقامات مین نہین ہوتا، البتہ گرم مقامات اسکے لیے

موافق ہوتے ہین، نیز بعض سواحل بحر کی وہ زمین موافق ہوتی ہے جو پست اور تر ہو،
غؔ کا قول ہے کہ موز کی جڑ مین پیازی شکل کی ایک چیز ہوتی ہے وہ بوئی جاتی ہے،
نیز وہ نبات بھی بوئی جاتی ہے جو موز کی جڑ مین نکلتی ہے جیسے اروی کے درخت مین
نکلتی ہے،

خؔ اور غؔ اور دوسرون کا قول ہے کہ سب سے پہلے زمین کو خوب درست کر لیا جائے
اور اس مین حوض (تھالے) بنائے جائین اور پتلی کھاد ڈالی جائے، یہ حوض قبلہ رخ
دیوار کے متصل بنائے جائین جو دھوپ کی سمت پر ہون اور اس کے بعد پانی سے
سیراب کئے جائین، اگر وہی نبات لگائی جائے تو اس کو مارچ کے مہینہ مین جڑ سے
اکھیڑ لینا چاہیئے، اور ان کو حوض مین دو یا تین بالشت کے گڈھے کھود کر لگا دینا چاہیئے
اور ہر دو پودون کے درمیان چھ ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، پھر مٹی اور کھاد سے
گڈھون کو بھر دینا چاہیئے، لیکن زیادہ سختی سے مٹی نہ روندی جائے کیونکہ یہ جڑین
بہت نرم ہوتی ہین، پانی سے اس دن خوب سیراب کرنا چاہیئے، اس کے
بعد ہر چوتھے دن مارچ کے مہینہ تک پانی ڈالنا چاہیئے، پھر ہر آٹھوین دن پانی
ڈالا جائے اور کھاد بھی ڈالی جائے، موسم سرما مین شب کے وقت اولہ، برف،
اور پتھر سے محفوظ رکھنے کے لیے اسکو کسی چیز سے مستور کر دین لیکن دن کو کھول دین
تاکہ دھوپ کی حدت سے نشو ونما پائے،

اور اگر پیازی شکل کی جڑ لگائی جائے تو اس کا بھی یہی طریقہ ہے، بعض نے
یہ کہا ہے کہ وہ تر زمین مین لگائی جائے اور اس وقت تک سیراب کیا جائے
جب تک پودہ دس بالشت کا نہ ہو جائے، غؔ کا قول ہے کہ موز کا درخت دس

بالشت تک بڑھتا ہے اور دو سال کے بعد تیار ہو جاتا ہے، اس مین اوپر کی جانب ایک بڑا خوشہ (گھوڈ) نکلتا ہے جسکا وزن پچاس رطل یا اس سے کم ہوتا ہے، یہ گھرون مین لٹکا دیا جاتا ہے اور آہستہ آہستہ پکنے لگتا ہے، موز کا خوشہ جب کاٹ لیا جاتا ہے تو وہ شاخ جس مین یہ معلق ہوتا ہے گر پڑتی ہے، لیکن پھر دوسری شاخ فوراً پھوٹنے لگتی ہے،

یہ تکبیس کو قبول نہین کرتا ہے، یہ پانی کی کثرت کو پسند کرتا ہے بلکہ خشکی اسکے لئے مضر ہے، یہ اروی کے کھیت مین ہوتا ہے جسکی جڑ شلجم کے مانند گول ہوتی ہے، یعنی جو گھیان کہلاتی ہے، کیونکہ دونون کی زراعت کا طریقہ ایک ہے، اور ان دونون مین ترکیب کا بھی عمل ہو سکتا ہے،

فصل

قصب بیان کی زراعت کا طریقہ،

قصب بیان کو قصب فارسی بھی کہتے ہین (اردو مین بانس کہتے ہین)، اسکے لیے مرطوب اور ریتیلی زمین مفید اور کار آمد ہے جو نہر کے قریب واقع ہو بلکہ اکثر نہر کے کنارون پر، پانی کے راستون پر اور پست مرطوب زمینون مین اُگتا ہے، لیکن نرکل کے لیے جسکا قلم بنایا جاتا ہے خشک زمین مفید ہوتی ہے، اس جگہ پر وہ سخت ہوتا ہے، اس کے خلاف جگہ پر اس مین نرمی آجائے گی، عمارتون اور انگور کے منڈوون کے لیے بانس کی بڑی ضرورت پڑتی ہے، ان کے علاوہ بھی اس کے بہت سے فوائد ہین، یہ بارد مقامات مین اچھا نہین ہوتا ہے، اسی طرح

لگایا جاتا ہے جیسے نیشکر لگایا جاتا ہے یعنی اسکی جڑ اور اس کے ٹکڑے دونون
لگائے جاتے ہین، اسکی جڑ جنوری یا فروری کے مہینہ مین اکھیڑ کر لی جاتی ہے،
اس سے زیادہ اکھیڑنے مین تاخیر نہ کیجائے، لگانے سے قبل زمین کو اچھی طرح
درست کر لینا چاہیئے، ان کو لکیرون مین لگایا جائے ہر دو لکیرون کے درمیان
ایک ہاتھ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، ان لکیرون کے درمیان گڈھے کھود لئے
جائین اور انھین گڈھون مین جڑین لگا دیجائین اور اوپر سے تین انگل مٹی
ڈالدیجائے، اور ہر دو گڈھے کے درمیان تین بالشت کا فاصلہ رکھنا چاہیئے'
اس کے بعد ان کو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اور ایسا عمل موسم خریف مین ابر
کے دن کرنا چاہیئے، اس کے بعد چوپایون کی کھاد اور خصوصاً گائے کا گوبر ڈالا
جائے، اور بار بار پانی سے سیراب کیا جائے، یہانتک کہ پودا نمودار ہو جائے
خ کا قول ہے کہ ہر چوتھے دن اسکو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے یہانتک
کہ بڑھنے لگے پھر ہفتہ مین ایک دن سیراب کرین اور یہ سلسلہ موسم گرما تک
جاری رکھین، زمین کو وقتاً فوقتاً کوڑتے رہنا چاہیئے اوّل خریف مین بانس کاٹا
جاتا ہے، اور اکتوبر کے بعد اسکا نہ کاٹنا مضر ہے، سال آئندہ اس کے خراب ہونے
کا خطرہ ہے اسی طرح اس کا کوئی حصہ زمین پر باقی نہ رکھنا چاہیئے کیونکہ یہ بھی
اس کے لیے مضر ہے،

بانس کے خود ٹکڑے بھی لگائے جاتے ہین بشرطیکہ وہ سبز ہون یعنی
تازے ہون، اس طریقہ پر کہ اسکے کئی ٹکڑے کر دیئے جائین ہر ایک مین کم سے
کم دو گرہین ہون اور پھر ان کو لکیر کے گڈھون مین لگا دین؛ اور بقیہ عمل وہی

کرین جو اس سے قبل بتایا گیا ہے اس سے بھی اچھے بانس تیار ہوین گے،

خ کا قول ہے کہ اگر تم بانس کی زمین کو بیکار رکھنا نہین چاہتے تو بانس کے کاٹنے کے بعد جو حصے زمین پر باقی رہجائین اور کٹ نہ سکین ان کو اکتوبر کے مہینہ مین زمین کی گھاس وغیرہ ڈالکر جلا ڈالین بشرطیکہ اس مین گھاس وغیرہ نہو، زمین پر جو گھاس ہو اس کو جلا ڈالین، اگر یہ زمین بالکل صاف ہوجائے اور اس مین گھاس وغیرہ نہ رہے تو جو اور باقلا کی زراعت بغیر زمین کی تعمیر کے، ہوسکتی ہے، ان کے کاٹنے کے بعد اسکو کھودنے کی ضرورت پڑیگی، بانس کو اس مقام پر نہین لگانا چاہیئے جہان پر دھوان پہنچتا ہو، اس سے اس مین کیڑے پیدا ہوتے ہین اور اسکو خراب کر دیتے ہین،

فصل

درڈار کی زراعت کا طریقہ،

خ کا قول ہے کہ اسکی تین قسمین ہین، ایک وہ ہے جسمین پھل نہین ہوتا ہے اور دوسرے وہ جس مین پھل ہوتے ہین، وہ دو طرح کے ہوتے ہین، ایک کا پھل موٹا ہوتا ہے اور دوسرے کا پتلا ہوتا ہے، اس کا بعض اطبا نے السنۃ العصافیر (زبان کنجشک) نام رکھا ہے، لیکن بعض یہ کہتے ہین کہ لسان العصافیر کے درخت مین اور اس مین صرف مشابہت ہوتی ہے، درڈا کی پتیان بادام کے پتے کے مشابہ ہوتی ہین،

---

[1] اسکو فارسی مین کنجک اور ہندی مین بیلا کہتے ہین بعض لوگون نے اسکو گولر کہا ہے لیکن یہ صحیح نہین ہے المحیط ۱۲.

ص، خ اور غ نیز دیگر فلاحین نے اپنی اپنی کتابون مین لکھا ہے کہ اس
درخت کے لیے مرطوب اور تر زمین مفید ہے، یہ زمین خواہ پہاڑ پر ہو یا نہ ہو،
دونون حالت مین نشیب مین ہونا چاہیئے، یہ بھی نہر کے کنارے اور پانی
کے راستون پر یا اس کے قریب لگایا جاتا ہے،
درخت وار کے اوتاد اور اسکی مکبس شاخین لگائی جاتی ہین، نیز اس کے عروق
نوچ کر لگائے جاتے ہین، اس کا پودہ جنگل سے باغون مین منتقل کیا جاتا ہے
اس کے ساتھ اسکی مٹی بھی لائی جاتی ہے، اس کے تخم بھی بوئے جاتے ہین، جنوری
اور فروری مین تخم ظروف مین بوئے جاتے ہین، اس کے پودے اور مکبس
شاخین مذکورہ بالا زمین مین منتقل کیجاتی ہین، اس مین گڈھے کھود کر لگائے جاتے
ہین، دو درختون مین کافی فاصلہ ہونا چاہیئے کیونکہ یہ درخت بہت بڑا ہوتا ہے
اس کے اوتاد تھالون مین لگائے جاتے ہین اور پانی کے مقامات پر بھی لگائے
جاتے ہین، جب بڑھ جاتے ہین تو پھر منتقل کئے جاتے ہین، یہ تمام عمل فصل خریف
مین ہونا چاہیئے، تاکہ بارش کے پانی سے غذا حاصل کر سکے،
اپنے ہم جنس کے ساتھ ترکیب کو بھی قبول کرتا ہے، خصوصاً پستہ، مشتہی اور
ارز کے ساتھ اکثر مرکب ہوتا ہے، اس درخت کے لیے پانی کی بڑی
ضرورت ہے کیونکہ یہ ربیعی ہے،

فصل

صفیرا کی زراعت کا طریقہ اسکو دلب بھی کہتے ہین

خ کا قول ہے کہ صفیرا کی چند قسمین ہین بعض تو پانی مین ہوتے ہین اسکی

پتیان بستانی توت کی پتیون کی طرح ہوتی ہین، صرف فرق اتنا ہوتا ہے کہ یہ
اس سے قد مین چھوٹا ہوتا ہے، بعض پھلدار ہوتے ہین اور بعض مین مطلقًا پھل نہین
ہوتے، اس کے پھل کھائے نہین جاتے کیونکہ ان مین زہر بھرا ہوتا ہے، البتہ
صفیرار کی پتیون سے چیزین رنگی جاتی ہین، اور یہ نفع بخش ہوتا ہے، ظاہر ہے
کہ دلب[1] (چنار) جنگلی درختون مین سے ہے، اسکی لکڑیان بہت مضبوط اور سخت
ہوتی ہین، حتیٰ کہ انکا چیرنا بہت دشوار ہوتا ہے، موسم سرما مین یہ درخت بہت
بڑھتا ہے لیکن اس مین کوئی پھل نہین ہوتا ہے جس سے کسی قسم کا نفع اُٹھایا جائے
چونکہ یہ پانی ہی مین ہوتا ہے اسلیے سیراب کرنے کی ضرورت باقی نہین رہتی ہے
اسکی لکڑیان نادرالوجود ہوتی ہین، اگر دلب کی پتیان اور اسکی تازہ شاخین
اس جگہ پر جلائی جائین جہان پر شیر ہو تو اسکی بو سے وہ فورًا بھاگ جائے گا، اسی طرح
چمگادڑ بھی بھاگتا ہے، اسکی ہوا سے کیڑے سب مرجاتے ہین، یہ سبزی کے
کھیت اور باغون کے لیے بہت مفید ہے، چیونٹیان بھی اس کے نزدیک نہین
آتی ہین، اندلس کے فلاحون کی رائے یہ ہے کہ صفیرار کے لیے پست زمین نہر
کے کنارے، اور پانی کے راستے یہ سب موافق ہین، غرضکہ ہر وہ جگہ مناسب ہے
جہان پر پانی پہنچ سکتا ہو، اس کا تخم بھی بویا جاتا ہے اور پودے بھی لگائے جاتے
ہین، اور اسکی شاخین نہر کے گدلے پانی مین بھی لگائی جاتی ہین، یہ فردی مین
ظروف اور حوضون مین بھی لگایا جاتا ہے اور مارچ مین اس کا پودا اگڈھون

---

[1] ابن بیطار نے لکھا ہے کہ دلب اور صفیرار ایک نہین ہے اور یہی رائے صاحب محیط کی ہے، صفیرار کا اب وجود نہین ہے دلب جسکو
ہندی مین چنار کہتے ہین پایا جاتا ہے دونون کے خواص مین بہت فرق ہے، مترجم

مین منتقل کیا جاتا ہے، ایک دوسرے کے درمیان دس ہاتھ کا فاصلہ رکھنا
چاہیئے، کیونکہ یہ درخت زیادہ بڑھتا ہے اور جڑین پھیلتی ہین، بقیہ عمل وہی ہی،
پانی کی کثرت اس کے لیے مفید ہے، اسکا نہ وتد لگایا جاتا اور نہ تکبیس کیجاتی
ہے، نہ یہ مرکب ہوتا اور نہ کوئی دوسرا درخت اس کے ساتھ مرکب کیا جاتا ہی،
اس کے پودے اکتوبر کے مہینہ مین نہر کے کنارون سے لائے جاتے ہین جبکہ
پتیان جھڑ جاتی ہین، خ نے بیان کیا ہے کہ دردار، دفلی، حنہ احمر وغیرہ کا بھی یہی
حال ہے،

فصل

دفلی کی زراعت کا طریقہ (اسکو فارسی مین خرزہرہ اور ہندی مین کنیر کہتے ہین،

خ کا قول ہے کہ یہ انسان اور حیوان کے لیے سم قاتل ہے، کھانے کے
ساتھ ہی ہلاک کردیتا ہے، اسکی پتیان پانی مین ابالی جائین اور پھر اس سے غسل
کیا جائے تو تمام کیڑے مثلاً چلرا ور جوئین وغیرہ مرجائینگے، ط مین ہے کہ دفلی کا
دوسرا نام شجرۃ مبارکہ بھی ہے، یہ ایسا درخت ہے کہ جس مین اونٹ، خچر اور گدھے
کے لیے زہر ہلاہل ہے، اس کے پھل نہین ہوتے، بلکہ سرخ رنگ کے پھول
ہوتے ہین، جس مین سمیت بہت زیادہ ہوتی ہے، یہ اصلاح اور درستگی کا
محتاج نہین ہے، اگر اس کو تم تقویت پہنچانا چاہتے ہو تو اسکی جڑ مین پیشاب
اور پانی ملا کر ڈالو، بعض نے یہ لکھا ہے کہ یہ بڑا منحوس درخت ہے، بعض کے
پھول سفید اور بعض کے خاکی رنگ کی ہوتی ہی بعض کا یہ قول ہو کہ یہ عقار کی طرح ہوتا ہی،

فصل

بشم اسود اور ابیض نیز صفصاف کی زراعت کا طریقہ

خ کا قول ہے کہ صفصاف کو خلاف (بید) بھی کہتے ہین اور رومی زبان مین اسکو شانح کہتے ہین، ابن جزار کا قول ہے کہ خلاف کی ایک قسم عرب ہے جس کو عجمی زبان مین سالج کہتے ہین، اس کے علاوہ خلاف کی اور بھی قسمین ہین، انہین سے بعض کے پتے بادام کے پتون سے بھی بڑے ہوتے ہین، ان کے اندر سفیدی ہوتی ہے اور ظاہر جسم مین سبزی اور سفیدی دونون ہوتی ہے اور دوسری قسم وہ ہے جس کے پتے سرخ اور زرد ہوتے ہین، صفصاف کی لکڑی نرم اور کھوکھلی ہوتی ہے اور اس مین اتنی بھی چوڑائی نہین ہوتی ہے کہ اس کو انگور کے منڈوے مین باندھ سکین، ط مین ہے کہ خلاف کے پھول سخت ہوتے ہین، اس کے پتے زیتون کے پتون کے شکل ہوتی ہین، بلکہ ان سے زیادہ چوڑے اور بڑے ہوتے ہین، اس مین پھل نہین ہوتے ہین، لوگ اسکی لکڑیون سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہین، صفصاف اور بشم کے تمام اقسام کے لیے پست اور مرطوب زمین، نرم زمین اور ریتیلی زمین تینون مفید ہوسکتی ہین، نیز اگر یہ پانی کے راستون مین یا کنوئین کے نزدیک لگائے جائین تو بھی بڑھین گے، اس کے پودے بھی لگائے جاتے ہین، اور اسکی شاخین بھی لگائی جاتی ہین، اور ان مین سے جدید اور نرم شاخ کا انتخاب کیا جاتا ہے، بڑی لانبی اور گرہدار شاخون کے لگانے

سے اجتناب کرنا چاہیئے، جو اسی طرح لگایا جاتا ہے جیسے سفصات لگایا جاتا ہے،
طامین ہے کہ درخت سخت اور شیرین زمین کو بھی پسند کرتا ہے۔ ان ممالک مین
جہان سردی کم پڑتی ہے اس کے لگانے کا وقت ابتدائے فروری سے آخر مارچ تک ہے،
اسکے پودے پانی کے راستون پر لگائے جاتے ہین اور ہر تیسرے دن سیراب کئے
جاتے ہین، اسکی شاخ تمام چھوٹی شاخون کی طرح لگائی جاتی ہین جیسے انگور
کی شاخین وتد کے ذریعہ سے لگائی جاتی ہین، پہلے وتد کو گاڑ دیا جاتا ہے پھر
اس کو اکھاڑ کر اس مین شاخ لگائی جاتی ہے، بُتم اسود کے پتے چوڑے ہوتے
ہین، یہ پھلدار نہین ہوتا ہے اور یہ مذکر کہلاتا ہے، اسکی مؤنث کو عبعب کہتے
ہین، اس کے لیے وہی مواقع مفید ہین جنکا ذکر ہو چکا ہے، ابیض اور اسود دونون
کے اوتاد، ملوخ اور لواحق لگائے جاتے ہین، انکی تکبیس بھی ہوتی ہے، جب
پتیان جھڑ جائین تو خریف مین یہ لگائے جاتے ہین، بعض نے کہا ہے کہ جنوری
مین ایسا کرنا چاہیئے، ہر دو درخت قریب رکھے جاتے ہین، فاصلہ چھ ہاتھ
سے زیادہ کا نہ رکھنا چاہیئے،

فصل

علیق (اچھو) اور ورد جبلی کی زراعت کا طریقہ،

(یہ دونون باغ کے اطراف مین لگائے جاتے ہین)

علیق تو معروف ہے لیکن ورد جبلی اور علیق الکلب کو اہل طب نسرین کہتے
ہین، (اردو مین سیوتی کہتے ہین) ابو حنیفہ کا قول ہے کہ ورد جبلی گلاب کے

مشابہ ہوتا ہے، ایک سال کے بعد وہ تعلیق ہوجاتا ہے اور اس کا پھل تھہنی کے
مشابہ ہوتا ہے، اور چہرے کی طرح سرخ ہوتا ہے، اس کا کنارہ نوکیلا ہوتا ہے،
پھل کے اندر روئی کی طرح کا گودا ہوتا ہے، اور پھول سفید گلاب کے مانند ہوتا ہے،
لیکن تھوڑی سی سرخی بھی ہوتی ہے، ص اور خ مین ہے کہ ان دونون کیلئے
وہ زمین موافق ہوگی، جو اس زمین کے مشابہ ہو جس مین یہ خود بخود اُگتے ہون،
ان دونون کے پودے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرکے لگائے جاتے
ہین، ان کی شاخین بھی کاٹ کر لگائی جاتی ہین، اور ان کے تخم بھی بوئے جاتے
ہین، تخم بونے کا طریقہ یہ ہے کہ جب پھل تیار ہوجائین تو ان کو نچوڑ کر دھو دیا جائے
اور ان کے اندر سے بیج نکالکر خشک کرلیے جائین، پھر یہ اکتوبر کے مہینہ مین بارش
کے قبل بعلی زمین مین لکیرون کے اندر بو دیئے جائین، جیسے لکیردار کمل وغیرہ
ہوتے ہین، بونے کے بعد ان کو مٹی اور ریت سے ڈھک دیا جائے اور
بارش تک پانی سے خوب سیراب کیا جائے، یہ جنوری مین بھی بویا جاتا ہے
ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ان کے پختہ پھلون کو مضبوط شاخ کے ساتھ زمین
مین دفن کردیا جائے، اور اوپر سے مٹی ڈالی جائے، اس کے بعد سیراب کیا
جائے یہانتک کہ اُگنے لگے اگر نمو کم ہو تو اس شاخ کو دوسری خالی جگہ پر لیجائین
جیسے تکبیس کا طریقہ ہے، اگر یہ سب عمل خریف مین کئے جائین تو بہت اچھا ہو
تاکہ پانی سے غذا اس وقت بھی حاصل کرین اور بعد مین بھی حاصل کرین،

فصل

زعرور[1] کی زراعت کا طریقہ،

یہ پہاڑون اور پتھر کی چٹانون مین اگتا ہے، اس کے پھل گہرے سرخ
اور گہرے زرد رنگ کے ہوتے ہین، ان کے اندر نرم گٹھلی ہوتی ہی اکثر دو دو
گٹھلیان ہوتی ہین، یہ درخت ہر سال درستگی کا محتاج ہے، اس لیے ہر سال
زمین کو اور درخت کو درست کرتے رہنا چاہیئے، اسکی پتیون اور شاخون کو کسی
تیز لوہے سے کاٹنا چاہیئے، کیونکہ لوہا لگنا مضر ہے اگر کوئی خراب لوہا اثر کر گیا
تو پھر تمام شاخین خراب ہوجائین گی، اس کے لیے کوئی کھاد موافق نہین ہوتی
ہے، اس مین چند بیماریان بھی پیدا ہوتی ہین، ایک تو یہ ہوتا ہے کہ تمام پتیان
زرد ہو جاتی ہین اور سب کی سب بالکل مرجھا جاتی ہین اور پھل ٹپکنے لگتے ہین، اسکا
علاج یہ ہے کہ جب یہ کسی باغ مین ہو تو اس کے اطراف کو کھود ڈالنا چاہیئے
اور ان گڈھون کو پہاڑ کی مٹی یا سخت زمین کی مٹی سے جسمین ریت اور کنکر بھرے
ہون پر کر دینا چاہیئے، یہ اس وقت درست ہوگا جبکہ یہ کسی پہاڑ سے منتقل کر کے
لایا گیا ہو اگر کسی دوسری جگہ سے منتقل کیا گیا ہو تو اسی جگہ کی مٹی گڈھون مین
ڈالنی بہتر ہے، اس نئی مٹی کے ڈالنے کے بعد اس مین پھر تر و تازگی آجائے گی، اگر
یہ ایک باغ سے دوسرے باغ مین جو اس کے مانند ہو منتقل کیا جائے تو یہ پودہ
کمزور ہوگا، اور اس کا علاج صرف یہ ہے کہ گرم پانی اور خون کا چھڑکاؤ کیا جائے

[1] فارسی مین کیل اور کالنج کہتے ہین بعض کہتے ہین کہ یہ بیر کی ایک قسم ہے،

اور اگر پہلی زمین کی مٹی لاکر ڈالی جائے تو صرف ایک مرتبہ ڈالنا کافی نہوگا بلکہ بار بار ڈالنا چاہیئے، پہلے مٹی ڈالکر دس دن تک چھوڑ دینا چاہیئے، اس کے بعد پھر کھودنا چاہیئے، اور پہلی مٹی کو جو نکالکر رکھی گئی ہے دو بار ڈالنا چاہیئے اس طرح بار بار ڈالتے رہنا چاہیئے یہانتک کہ مٹی کافی مقدار مین جمع ہو جائے، اس کے بعد ان مین قوت پیدا ہو جائیگی،

فصل

عوسج کی زراعت کا طریقہ،

عوسج اکثر باغ اور انگور وغیرہ کی حفاظت کے لیے اطراف وجوانب مین لگایا جاتا ہے اسکی چند قسمین ہین، کسی کا پھول سفید ہوتا ہے کسی کا سرخ ہوتا ہے کوئی پھلدار بھی ہوتا ہے، اس کے پھل جمع کر کے کھائے جاتے ہین، جب یہ بہت پرانا ہو جاتا ہے تو اس مین گہرے سرخ رنگ کے پھل نمودار ہوتے ہین، جو چنے کے برابر ہوتے ہین، ذائقہ مین بہت لذیذ ہوتے ہین عرب اس کو مصعع کہتے ہین، اس سے قبل گذر چکا کہ عوسج کا طریقۂ زراعت وہی ہے جو علیق کا ہے، الگیلانی کی رائے ہے کہ عوسج اور علیق دونون ایک ہی چیز ہے لیکن بعض لوگ کہتے ہین کہ ان مین فرق ہوتا ہے، فارسی مین عوسج کو سفید خار کہتے ہین کیونکہ یہ خار دار ہوتا ہے،

باب ہشتم

ان درختون کی ترکیب کے بیان مین جنکے اوصاف مشترک ہوتے ہین اور ترکیب کے اصول اور اسکے اختلافات کے بیان مین،

ابن حجاج رحمہ اللہ نے مقنع مین لکھا ہے کہ دیمقراطیس نے ترکیب کا نام انتشاب رکھا ہے اور قسطوس نے اضافۃ، اور یونیوس نے تطعیم رکھا ہے لیکن صرف مرسیال نے ترکیب کو ترکیب کہا ہے، اسکی تین قسمین ہین، لیکن ان مین وہ صنف داخل نہین ہے جسکا نام یونیوس نے ترکیب النقب رکھا ہے، یہ انگور کے لیے استعمال کیجاتی ہے، جسکا ذکر آئے گا، ان تین قسمون مین سے ایک یہ ہے کہ چھال اور لکڑی مین علاقہ پیدا کیا جائے، چھال بہت موٹی ہو اور اس مین رطوبت برابر جاری رہے، جسکا اثر لکڑی پر بھی ہو، یہ طریقہ زیتون کے لیے ہمارے ملک مین بہت مفید مانا گیا ہے، اور دوسری یہ کہ کسی شاخ کو لیکر اس کا چھلکا نکالدیا جائے اور اس کا عین جو گرہ کی شکل مین رہ جائے باقی رہنے دیا جائے، اس کے بعد اس شاخ کو دوسری چھلی ہوئی شاخ مین مرکب کردیا جائے، اس طریقہ کا استعمال ہمارے ملک مین انجیر کے لیے ہے، تیسری صورت ترکیب کی وہ ہے، جسکا تقریبًا تمام درختون مین عمل ہوتا ہے،

اس کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کی ان شاخون کو لین جو مشرقی یا جنوبی سمت مین
آفتاب کے رخ پر ہون اور اس وقت لین جب کہ درخت پھلدار ہون، شاخین
ایک بالشت یا اس سے ذرا زیادہ لانبی کاٹی جایئن، اس کے بعد نیچے کی طرف
سے نصف بالشت یا چار انگل چھری سے چھیل دیجایئن اور ایک طرف چھلکا
باقی رہنے دیا جائے، یہ شاخین اب چھری کی شکل کی ہو جائینگی کیونکہ جو حصہ
چھیلا گیا ہے وہ دوسرے حصہ سے باریک اور تیز ہوگا اور یہی حال چھری کا ہے
نیچے کے حصہ مین موٹائی ہے اور دوسرے حصہ مین باریکی اور تیزی ہے، ان
شاخون کو اقلام کہتے ہین، ان اقلام کو درست کرکے فوراً پانی مین ڈالدینا چاہیئے
تاکہ ہوا ان کو خراب نہ کرسکے، اس کے بعد اس درخت کی طرف توجہ کرنی چاہیئے
جس مین یہ شاخین مرکب کیجائینگی، اگر اس کا تنا نیا اور نرم ہو تو اس کو ابتداءً
آرہ سے ذرا سا چیر دین، پھر ایک بڑی چھری اس شق کے اندر ڈالی جائے اور
پتھر سے ٹھوک کر نیچے کی طرف لائی جائے، یہانتک کہ وسط تنے تک پہنچ جائے
اس کے بعد ٹھیک درمیان مین ایک کلھاڑی رکھدیجائے تاکہ شق نمایان
اور باقی رہے، پھر ایک شاخ لی جائے اور چھلکے کی طرف سے اس شق مین
اچھی طرح داخل کیجائے اس طرح کہ تنے کی چھال اس سے ملصق ہو جائے اور
دونون کی لکڑیان آپس مین ملجائین اس کے بعد ایک دوسری شاخ دوسری
جانب سے اسی طرح داخل کیجائے پھر اس کلھاڑی کو آہستہ سے نکال لین اور
اسی سے ان قلمون کو لکڑی مین مضبوطی سے باندھ دین، اور چکنی مٹی مین خس و
خاشاک ملا کر خوب گوندھین اور اسی سے تمام مقطوعہ جگھون کو بند کردین، درخت

کا جو حصہ کٹ گیا ہے وہ بند کیا جائے اور شقوق بند کئے جائین اور شاخون کے مداخل کو بند کیا جائے، یہ مٹی شاخون کے اس حصہ پر بھی ڈالین جو چھلکا سمیت اندر چلا گیا ہو غرض کہ شق کا کوئی کھلا نہ رہے، سوائے اس حصہ کے جس مین کوئی شاخ نہ ہو اس قدر سختی سے بند کرنے کی غرض یہ ہے کہ پانی شق مین داخل نہ ہو سکے ورنہ اگر پانی داخل ہوگا تو شاخین سڑ جائین گی، مٹی کے لگانے کے بعد اوپر سے کتان یا موم جامہ کا ٹکڑا باندھ دین تاکہ مٹی گرنے سے محفوظ رہے، یہ عمل اس وقت ہونا چاہیئے جبکہ پانی لکڑیون سے جاری ہو، کیونکہ تنے کی لکڑی مین ایک قسم کی صلابت ہوتی ہے دوسری شاخ کو ایسے وقت ملصق کرنے مین دقت ہوگی، لگانے کے بعد اگر لکڑی سے پانی خوب جاری ہوگا تو قلمون کی غذا اسی پانی سے حاصل ہوگی۔ یونیوس کا قول ہے کہ تطعیم کا موافق وقت اول ربیع مین ہے، کیونکہ اس وقت اگر شاخ کاٹی جائے تو اس مین رطوبت نہ زیادہ ہوگی اور نہ بالکل رقیق ہوگی بلکہ ایسی ہوگی جس سے شاخ ملصق ہو سکے،

چھال اور لکڑی کی ترکیب یہ ہے کہ درخت کو آرہ سے ذرا چیرین اور اسمین ایک خشک لکڑی کو قلم کی شکل کا بنالین اور صاف کرکے اس قدر آہستہ سے داخل کرین کہ چھال شق نہ ہونے پائے، لیکن یہ اس وقت کرین جبکہ پانی لکڑیون سے جاری ہونے لگے، تاکہ چھلکا لکڑی سے جدا ہو سکے، کیونکہ اگر مادہ نہبت غلیظ ہوگا تو انفصال مشکل ہوگا اور چھلکا پھٹ جائے گا، اس کے بعد اس لکڑی کو جو شق مین داخل کر دیگئی ہے نکالدین اور اسکی جگہ پر شاخون کو داخل کر دین اور انکو اسی سے باندھ دین اور مٹی لگا کر شقوق بند کر دین، اور یہ شاخین جو چھال اور لکڑی

سے ملی ہوئی ہین لکڑی سے ملصق ہوجائینگی، یہ قلم جو تراشے جائین تو بالکل اسیطرح
تراشے جائین جیسے لکھنے کے لیے قلم بنائے جاتے ہین،

صرف چھلکے کے ساتھ جو ترکیب ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ انجیر یا کسی اور درخت
کی شاخ مین سے وہ آنکھ لیجائے جو ابھی زیادہ کھلی نہ ہو، اسکو چھری سے دونون طرف
چھیل ڈالین اور چھلکا نکال ڈالین لیکن آنکھ محفوظ رکھنی چاہیئے، اسکی شکل انگوٹھے کے
پور کی جیسی ہوگی، پھر اس درخت کو تلاش کیا جائے جو اسی سال موسم سرما مین کاٹا
چھانٹا گیا ہو اور اسکی شاخین بالکل تر و تازہ ہون، ان مین سے ایک شاخ کو منتخب
کرنا چاہیئے، اور اس کے اور چھلکے کے درمیان ایک شق پیدا کرنا چاہیئے اور اسی مین
یہ آنکھ ڈالدینی چاہیئے، یہ خیال رکھنا چاہیئے، کہ شاخ کی لکڑی کمزور نہ ہو ورنہ زیادہ
التصاق نہ ہوگا، جس وقت اس آنکھ کو شاخ مین داخل کرین، اس وقت اس مین
انجیر کا دودھ خوب اچھی طرح لگادین تاکہ یہ لکڑی سے اچھی طرح جمٹ جائے
اور ہوا اندر جانے سے رک جائے، اگر یہ ترکیب انجیر کے علاوہ کسی دوسرے درخت
کے لیے ہو تو دودھ کی جگہ پر اس مین چکنی مٹی استعمال کیجائے، تاکہ ہوا اندر نہ جاسکے،
اس کے بعد اس جگہ کو درخت کی پتیون سے ڈھک دین تاکہ دھوپ کا اثر نہ پہنچے،
یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ نرم چھال والی شاخون مین ترکیب جلد اثر پذیر ہوتی ہے،
برخلاف اس کے پرانی شاخین جب لدا اثر قبول نہین کرتی ہین، اسی طرح بعض لوگون
کا یہ خیال ہے کہ ترکیب شاخ مین ہوتی ہے، تنے مین نہین ہوتی ہے، نیز یہ کہ
ترکیب اگر متعدد شاخون مین ہو تو اچھا ہے کیونکہ اگر کوئی ترکیب خراب ہوگئی
تو دوسری کارآمد ہوسکتی ہے، اور بہترین ترکیب انگور کی شاخون کی یہ ہے کہ

ایک مضبوط شاخ لیجائے، جس مین آنکھین ہون، اس کے لیے مستطیل گڈھا کھودا جائے اور ایک دوسرے قسم کی انگور کی نئی شاخ لی جائے، اس کو ہر طرف سے چھیل ڈالین، اور پہلی شاخ مین ایک شگاف بنا دین اور اس شگاف مین یہ چھیلی ہوئی شاخ داخل کر دین، اس کے بعد دونون طرف سے چھال رکھدی جائے اور باندھ دیا جائے، اب دو شاخون کے بجائے ایک رہگئی اسکو اس مستطیل گڈھے مین دفن کر دیا جائے، یہ شاخ جس مین مرکب کیگئی ہے، اس سے غذا حاصل کریگی اور زمین مین پھیل جائیگی دو سال کے بعد مطعم علیہ کو کاٹ دیا جائے، اس کے بعد مطعم شاخ صرف مٹی سے غذا حاصل کرے گی، ایسا ہر قضیب کے ساتھ اگر کیا جائے تو اچھا ہے، مرکب کرنے سے بہت فائدہ ہے، ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین عنقریب ترکیب کے متعلق ان ماہرین فلاحت کی رایون کو ذکر کرونگا، جنسے مین نے خود ملاقات کی ہے، تاکہ لوگون کے لیے زیادہ نفع بخش ہو،

یونیوس کا قول ہے کہ جس درخت کی چھال موٹی ہو اسکی ترکیب چھال اور لکڑی کے درمیان ہوگی، چھال کا موٹا ہونا اس پر دال ہے، کہ وہ زمین سے رطوبت بہت جذب کرتا ہے اس ترکیب کی صورت یہ ہے کہ ایک سخت لکڑی کا ڈنڈا بنایا جائے، اس سے لکڑی اور چھال کے درمیان شق پیدا کیا جائے لیکن اس قدر آہستہ سے داخل کیا جائے کہ خود چھال نہ پھٹ جائے، اس کے بعد اسکو نکالکر وہ شاخ داخل کیجائے جسکی تطعیم کرنا مقصود ہو، چھال کے پھٹنے سے احتراز کرنا چاہیئے، یہ تطعیم انجیر، آلوبالو، اور اخروٹ کے لیے مفید ہے، لیکن وہ درخت جنکی چھال پتلی اور خشک ہوتی ہے ان کی رطوبت وسط درخت مین ہوتی ہے، اسکی ترکیب

یون ہوتی ہے کہ درخت کی لکڑی کو شق کر کے شاخ کو اندر داخل کر دیتے ہین، یہ
دونون ترکیبین جلد ہونی چاہئین، جو شاخین کہ تطعیم کے لیے لی جائین وہ ان درختون
سے لی جائین جو اپنے ہمجنسون مین ممتاز ہون اور بکثرت پھل لاتے ہون، یہ
شاخین کھرپا یا کسی اور تیز چیز سے سے کاٹنی چاہئین، شاخ نرم تازی اور مستوی القامت
ہونی چاہیئے، ان کی آنکھین قریب قریب ہوتی چاہئین، ان مین دو یا تین سرے
ہون یعنی شاخ اعلیٰ دو ہون، اس قسم کی شاخون کے پھل اچھے ہوتے ہین، نیز یہ
شاخین ایک مرتبہ پھلدار ہونے کے بعد کاٹی جائین، یہ بہتر ہے کہ شاخین مشرقی اور
جنوبی گوشہ سے کاٹی جائین، ان کا مغربی اور شمالی سمت سے کاٹنا اچھا نہین ہے
شاخ چھنگلیا سے زیادہ موٹی نہین ہونی چاہیئے، تاکہ درخت کی لکڑی یا چھال
اس سے پھٹ نہ جائے، تنے کے اس حصہ کو تطعیم کے لیے منتخب کرنا چاہیئے جو
چکنا ہو جس مین گرہین نہ ہون کیونکہ تطعیم کے لیے بہترین جگہ کی ضرورت ہے،
اکثر تطعیم زمین کی سطح سے بلند حصہ مین کرتے ہین، جو کچھ آرہ سے چیر اگیا ہے یا
درانتی سے شق کیا گیا ہے اس کو مطعم شاخون کے داخل کرنے کے بعد برابر کردین
شاخون کو فوراً داخل کرنا چاہیئے، ان شاخون کے اطراف کو جو شقوق مین داخل
کی گئی ہین بالکل صاف کر دینا چاہیئے، صرف مغز کو باقی رکھنا چاہیئے، اور
ان کی شکل چھری کی طرح رکھنی چاہیئے یعنی ایک طرف تو موٹی ہون اور
دوسری طرف پتلی ہون، جیسے شق کی شکل ہو، شاخ کا چھیلا ہوا حصہ اس شق
مین داخل کیا جائے اس طرح کہ نوکدار حصہ لکڑی کی طرف ہو اور موٹا حصہ
چھال کی طرف ہو گویا چھال چھال سے اور لکڑی لکڑی سے ملصق ہو جائے،

اس کے لیے بلوط کی لکڑی یا سینگھ کا ایک کھونٹا بنایا جائے اور تنے کو پھاڑتے وقت یہ کھونٹا اس کے اندر داخل کر دیا جائے، پھر شاخ کے داخل کرنے کے وقت آہستہ سے نکال دیا جائے، یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ شق ضرورت سے زیادہ وسیع نہ ہونے پائے، ورنہ جو شاخ کہ اس مین داخل کیجائے گی وہ خشک ہو جائے گی یہ بہتر ہوگا کہ ایک شق مین دو شاخین مطعم کی جائین، لیکن اگر شاخ بڑی ہے تو تنے مین دو شق کرنا چاہیئے تاکہ شاخ اندر سما سکے، جو لوہا یا کھونٹی شق کے درمیان رکھی جائے وہ کم سے کم دو انگل موٹی ہو، اس سے زیادہ ہو تو کوئی ہرج نہین ہے، جب یہ شاخین داخل کردی جائین تو پھر ان کو بٹے ہوئے ڈورے سے باندھ دیا جائے اور اوپر سے مٹی چسپان کر دیجائے، سرخ مٹی اس کام کے لیے مفید نہ ہو گی کیونکہ وہ اس کو جلا ڈالتی ہے، سفید مٹی اس کام کے لیے بہتر ہے نیز نہر ون کے کنارے کی مٹی بھی اس کام مین آتی ہے، کیونکہ یہ مٹی ان تمام بندشون کیلئے کافی ہو گی اور جس کو تم جوڑنا چاہو گے اس سے جوڑ سکتے ہو، بعض لوگون کی یہ رائے ہے کہ تطعیم اس وقت نہ کرنی چاہیئے جب کہ شمالی ہوا چل رہی ہو اگر تنا زیادہ موٹا ہو تو کوئی شاخ منتخب کر کے لگا دینا چاہیئے، یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ جب تنے کے، کنارے کی شاخین اور عیون مطعم کئے جائین تو اس سے تنا زیادہ موٹا ہوتا ہے، لیکن جلد کمزور اور خراب بھی ہو جاتا ہے اور جب یہ درمیانی تنے مین رکھے جاتے ہین تو وہ زیادہ دن تک قائم رہتا ہے، ان چیزون کی نگرانی کی شدید ضرورت پڑتی ہے، شاخون اور عیون کے ارد گرد جبکہ ان مین کونپلین نکلنے لگین تو رسی باندھ دین کیونکہ یہ چڑیون کی

عادت ہے کہ وہ اس پر چھپٹتی ہین اور نرمی کی وجہ سے توڑ ڈالتی ہین، تمام درختون
سے تطعیم کے لیے شاخین اس وقت لیجاتی ہین جبکہ وہ پھلدار نہ ہون،
ابن حجاج رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یونیوس نے انگور کی تطعیم کی ایک نئی
ترکیب بتائی ہے وہ "تطعیم بالثقب" کہلاتی ہے، اور اس کو بہترین ترکیب بتاتا ہے
اسکی صورت یہ ہے کہ مطعم اور پھلدار انگور کے تنے مین زمین کے اندر ایک سوراخ
بنادین، اس کے بعد جو انگور کہ زیادہ قریب ہو، اسکی شاخ کو بغیر جدا کئے ہوئے
اس سوراخ مین داخل کردین، اب یہ شاخ اپنی جڑ سے نشو ونما پائے گی،
اور اس سے اور اس تنے سے غذا حاصل کرے گی جسمین یہ مرکب کیگئی، اور دو
سال کے اندر بالکل تیار ہو جائے گی، اس وقت اس کو کاٹ کر الگ کر دینا
چاہیئے، جو شاخ کہ سوراخ سے بہت زیادہ دور ہو اس کو آرہ سے کاٹ کر
داخل کرنا چاہیئے، اسی طریقہ پر ایک انگور مین مختلف شاخین مرکب کیجا سکتی ہین،
گویا ایک ہی انگور مین مختلف قسم کے خوشے تیار ہون گے تطعیم زیتون کے
متعلق لکھا ہے کہ زیتون کے تمام درختون کا مزاج یکسان نہین ہوتا ہے،
کیونکہ بعض کا پوست نرم اور بعض کا سخت ہوتا ہے، بعض جلد اُگتے ہین اور
بعض دیر مین نشو ونما پاتے ہین، پس جسکا پوست موٹا اور تر ہو، اسکی تطعیم تو پوست
ہی مین ہونی چاہیئے، اور جسکا پوست پتلا اور خشک ہو، اسکی تطعیم جسم درخت مین
ہونی چاہیئے، زیتون کی تطعیم کے اوقات بھی مختلف ہین، گرم مقامات مین تطعیم
کا عمل جلد کرنا چاہیئے، اور سرد مقامات مین تاخیر جائز ہے، عام طور سے اسکی تطعیم
اعتدال فصل ربیع سے نسر طائر (ستارہ) کے طلوع تک ہے، اس کا وقت پانچ

جولائی تک ہے، یہ ہم بار بار اس بیان مین بتا چکے ہین کہ تطعیم اپنے ہمجنس درختون
سے ہوتی ہے،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ جن درختون کی چھال رطوبت دار اور موٹی ہو جیسے
زیتون، انجیر وغیرہ کی انکی چھال مین تطعیم کا عمل ہوتا ہے اور جنکی چھال پتلی ہو جیسے
اترج اور انگور وغیرہ، انکی تطعیم یہ ہے کہ وسط جڑ مین شق بنایا جائے اور اسی مین مطعم علیہ
کی شاخ داخل کیجائے، اور پھر سفید مٹی سے شگاف کو اچھی طرح بند کر دیا جائے
کیونکہ سرخ مٹی شاخون کو جلا ڈالتی ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ اضافہ (ترکیب) کی شاخین دوسرون سے زیادہ
پھلدار ہوتی ہین، ان کے پھل زیادہ لذیذ اور اچھے ہوتے ہین، جو شاخین کہ
بڑھی ہوئی ہون، ان کو آرہ سے کاٹ ڈالنا چاہیئے، ان شاخون مین دو یا تین
فرع ہون، جو چھنگلیا کے برابر موٹی ہون، شاخ مضاف کو دو انگل تک چھیل
ڈالنا چاہیئے، لیکن گودے کو محفوظ رکھا جائے، اس کے بعد سفید مٹی اوپر سے لپیٹ
دین، سرخ مٹی سے احتراز کرین کیونکہ وہ جلا ڈالتی ہے،

سیداغوس کا قول ہے کہ جو شخص کسی پھل کو جلد تیار کرنا چاہتا ہے اسکو
چاہیئے کہ اس کا تخم حاصل کرے اور اسکو نہایت اچھی طرح زمین مین جسمین کھاد مخلوط
کی گئی ہو بو دے، اور برابر اسکو سیراب کرتا رہے یہانتک کہ وہ نشو و نما پائے
اور بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچے کہ اسکا تنا ایک انگل کے برابر موٹا ہو جائے،
پھر اسی کا ایک دوسرا درخت تلاش کرے اور اسکی شاخ کاٹ کر اس کے
تنے مین مرکب کرے، اس سے وہ جلد پھلدار ہوگا، بشرطیکہ یہ حالت قائم رہے، یہ ترکیب بالکل نئی ہے،

فصل

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ اس فصل مین فلاحون کے ان اقوال کا ذکر ہوگا جو بعض درختون کی تطعیم کے متعلق ان کی کتابون مین مذکور ہین، ہر ایک قول تفصیلاً اس کے قائل کی طرف منسوب ہوگا، اکثر ہم بہت سی چیزون کا اس غرض سے مکرر ذکر کرتے ہین تاکہ علمائے فلاحت کا اتفاق اور اختلاف ہر ایک پیش نظر رہے، بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز کا یونیوس نے ذکر کیا توقسطوس نے بھی اسکی تائید کی، تو مین ان کے اختلاف اور اتفاق کے اسباب کو دوبارہ بیان کرتا ہون تاکہ ہر شخص کو اجماع اور اتفاق سے اس مسئلۂ مذکورہ مین تقویت پہنچے، مین نے پوری کتاب مین یہی طرز عمل رکھا ہے، تاکہ ہر بات پایہ ثبوت تک پہنچ جائے،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ اس پر علمائے فلاحت کا اجماع ہے، کہ اگر انار، انار ہی کے ساتھ مرکب کیا جائے تو بہت اچھا ہو، ایسا مین نے خود بعض مقامات مین دیکھا ہے، لیکن ہمارے ملک کے لوگ اب تک اس ترکیب کے منکر ہین،

یونیوس کا قول ہے کہ اترج (لیموں کی ایک قسم ہے) کی تطعیم انگور کی طرح ہوتی ہے اور توت اترج کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور اترج سیب کے ساتھ اور سیب اترج کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اس طرح اگر سیب و لب (چنار) کے ساتھ مرکب ہو تو

سیب کے پھل سرخ ہون گے، اور آلو بالو بھی انگور کے ساتھ مطعم ہوتا ہے، شفتالو کا
درخت بہت جلد بوڑھا اور کمزور ہو جاتا ہے اگر اسکو آلو بخارا اور بادام کے ساتھ مرکب
کیا جائے تو اس کی عمر زیادہ ہوگی، آلو بخارا کے ساتھ مرکب کرنے مین اس کے پھل
بڑے بڑے ہون گے،

دمیقراطیس کہتا ہے کہ اترج شہتوت کیساتھ اگر مرکب کیا جائے تو اس کے پھل
سرخ ہون گے، اور یہ انار کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، سیاہ آلو بخارا امرود کیساتھ
مرکب ہوتا ہے، البتہ بہی ہر قسم کے درخت کی ترکیب کو قبول کرتا ہے، دمیقراطیس
نے اپنی کتاب کے آخر مین لکھا ہے کہ سیب بھی امرود اور بہی کے ساتھ مرکب ہوتا ہے
اور سیب انار کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، انگور کی تطعیم سیاہ آلو بخارا کے ساتھ
ہوسکتی ہے، زرد آلو بخارا اترج اور سیب کیساتھ مرکب ہوتا ہے،

قسطوس کا قول ہے کہ انجیر کا درخت شہتوت کے ساتھ مضاف ہوتا ہے
اسی طرح شاہ بلوط، فندق، سیب اور امرود وغیرہ ایک دوسرے کیساتھ مرکب ہوتے
ہین، ان کی تطعیم چھال کے ذریعہ سے ہوتی ہے اور امرود کی شاخ اور اس مین جو درخت
مرکب کیا جاتا ہے اسکی شاخ، انار، سفرجل، اور شہتوت، بادام وغیرہ کیساتھ مرکب ہوتی
ہے، جو امرود کہ شہتوت کیساتھ مرکب کیا جائے گا اس کے پھل سرخ ہون گے،
اسی طرح سیب امرود اور بہی کیساتھ تطعیم کو پسند کرتا ہے، نیز سیب آلو بخارا کیساتھ
بھی مرکب ہوتا ہے اس سے اس کے پھل سرخ ہوتے ہین، اور شفتالو، آلو بخارا
بادام، امرود، سیب اور بہی وغیرہ کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، شاہ بلوط، اخروٹ،
بلوط اور بندق کیساتھ ترکیب چاہتا ہے اور بہی امرود کیساتھ مرکب ہوتا ہے؛

البتہ زرد آلو بادام اور آلو بخارا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اترج کی چھال چونکہ زیادہ پتلی ہوتی ہے اس لیے اسکی تطعیم مین محنت زیادہ ہوتی ہے، اور اترج سیب اور شہتوت کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، جو اترج کہ شہتوت کے ساتھ مرکب ہوگا، اس کا پھل سرخ ہوگا، سفرجل کے ساتھ ہر درخت مرکب کیا جا سکتا ہے، سادھمس کا قول ہے کہ انار، اترج سے مانوس ہے اور اس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، قورا انطوس کہتا ہے کہ انگور کی شاخین اگر قراسیا (آلو بالو) کے ساتھ مرکب کی جائین تو فصل ربیع ہی مین وہ تیار ہو جائین گی، زیتون کا درخت بھی انگور کو پسند کرتا ہے، مجھ کو سادھمس کا یہ قول بھی یاد ہے کہ سیب اگر اترج اور آلو بخارا کیساتھ مرکب کیا جائے تو وہ سال مین دو مرتبہ پھل لائیگا، لیکن یہ انھین دونون کے ساتھ مخصوص ہے، امرود بھی سیب اور بہی کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، انجیر شہتوت اور انار کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، بہترین شہتوت وہ ہوتا ہے جو بلوط کے ساتھ ترکیب پائے، اخروٹ اخروٹ ہی کے درخت کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، سادھمس کا قول ہے کہ پستہ اخرو اور بادام کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، کسینوس نے اپنی کتاب مین جو فلاحت مین ہے، لکھا ہے کہ قورانطوس نے انگور کو زیتون کے ساتھ مرکب دیکھا اور اس مین سے چند پھل کھائے تو اس مین زیتون اور انگور دونون کا ذائقہ تھا،

مرسیال کہتا ہے کہ انگور انگور ہی کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اسی طرح سیب صرف سیب اور امرود کیساتھ مرکب ہوتا ہے اور زیتون ریبوع (لیمون کی ایک قسم ہے) کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور شفتالو بادام اور آلو بخارا کے ساتھ ترکیب پاتا ہے نیز شفتالو کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، اور اترج انجیر مؤنث اور مذکر اور امرود کے

ساتھ مرکب ہوتا ہے،

سمایوس کا قول ہے کہ اخروٹ انجیر امرود، اور آلو بخارا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے
اسی طرح اترج، انجیر اور امرود کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور آلو بالو آلو بخارا کے ساتھ
مرکب ہوتا ہے، اترج اگر انار کیساتھ مرکب کیا جائے تو اس کا پھل سرخ ہوگا اور
انار صفصاف (بید سفید) کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، اور شفتالو امرود کے ساتھ
مرکب ہوتا ہے، اور آلو بخارا سیب بہی، زرد آلو، اور امرود یہ سب اس مین مرکب
ہوتے ہین، اترج سیب کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور سیب اترج کے ساتھ مرکب
ہوتا ہے، اسی طرح اترج اگر توت کیساتھ مرکب ہوتا ہے تو اس کا پھل سرخ ہوتا
ہے، انار، آس، اور صفصاف کیساتھ مرکب ہوتا ہے، پستہ بُطم کے ساتھ مرکب ہوتا ہے
اور بادام، پستہ کے ساتھ مرکب ہوتا ہے،

انون کا قول ہے کہ بستانی امرود جنگلی امرود کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور
زعرور کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، اور اخروٹ آلو بخارا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے،
اور سیب امرود کے ساتھ اور بہی انار کے ساتھ اور اترج امرود کے ساتھ اور شفتالو
بادام آلو بخارا اور برقوق اور صفصاف کے ساتھ مرکب ہوتا ہے،

ابن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہین کہ مین نے ان درختون کی ترکیب وتطعیم کی نسبت فہرست
بتادی جو ایک دوسرے کے ساتھ مرکب ہوتے ہین، لیکن اور دوسرون کا
پتہ چلانا دقت اور دشواری سے خالی نہین، اگر کوئی معترض یہ کہے کہ ان مین سے
بعض صورتین ایسی ہین جو قیاس سے بعید ہین، اور بعض کا بعض کے ساتھ متعلق ہونا
اور نشو ونما پانا مقتضائے عقل کے خلاف ہے، تو مین یہ جواب دونگا کہ تمہارا

یہ انکار اہل ملک کی ناتجربہ کاری پر دلیل ہے، انھون نے ان مین سے اکثر چیزون کا تجربہ نہ کیا ہوگا، اس بنا پر تمھاری عقل بھی اس کو تسلیم کرنے مین عاری ہے اور کوئی دوسری وجہ نہین ہے، لیکن اس سے زیادہ حیرت انگیز یہ ہے کہ گلاب بادام کے ساتھ مرکب ہوا اور نشو ونما پاکر فصل ربیع مین پھول لائے، ایسا اشبیلیہ مین اکثر دیکھا گیا ہے، اندلس کے علاوہ دوسری جگھون مین بھی پایا جاتا ہے، حالانکہ بادام اور گلاب مین کوئی مناسبت نہین ہے، اسی طرح انگور رتم کیساتھ مرکب ہوتا ہے، اس سے انگور کے پھل بڑے ہوتے ہین لیکن تلخی آجاتی ہے، اور انجیر کنیر کے ساتھ جب مرکب ہوتا ہے، تو اس کے پھل بھی تلخ ہوتے ہین، ابن عرفان کا قول ہے کہ مین نے زیتون کو سیب کے ساتھ مرکب کیا تو وہ بہت عمدہ پھل لایا، فقیہ علی ابن شہاب کہتے ہین کہ مین نے امرود کو انار کے ساتھ مرکب دیکھا، اس سے وہ خوب نشو ونما پاتا ہے، یہ تمام باتین نرالی اور عجیب ہین، پھر مصنف ان باتون کا کیونکر انکار کرسکتا ہے جو قدیم حکماء نے اپنی کتابون مین لکھا ہے، یہی اس شخص کے لیے بڑی حجت ہے جو ان باتون کا انکار کرتا ہے اور یہ وہی لوگ ہون گے جو ناتجربہ کار ہین،

فلاحت نبطیہ مین ہے کہ ایک چیز کی ترکیب دوسرے کیساتھ اس صورت مین ہو جب کہ دوسرا اس کے اکثر صفات مین مشابہ ہو، اگر تم ایک درخت کو دوسرے درخت کے ساتھ مرکب کرو اور وہ دونون ایک ہی نوع، ایک ہی صورت، ایک ہی ذائقہ اور ایک ہی شخصیت کے ہون تو یہ ترکیب نہایت اچھی ہوگی اور ایک دوسرے کو قبول کرے گا، قدمار نے ترکیب کے معنی یہ رکھے ہین،

کہ بعض درخت کو بعض درخت کی طبیعت کے برابر کردین، اور مذموم اور بد ذائقہ کو محمود اور خوش ذائقہ کی طرف منقلب کردین، گویا بعض کی اصلاح مقصود ہوتی ہے اور بعض کی تخریب مقصود ہوتی ہے،

طائین ہے کہ اگر سیبستان کی کوئی موٹی شاخ کاٹی جائے اور اس کو زیتون کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اس ترکیب سے زیتون کے پھل بڑے اور گول ہون گے، اور سفید اور خوش منظر ہون گے نیز اس کا تیل نہایت شیرین ہو گا، اسی طرح اگر سیب انار کے ساتھ مرکب کیا جائے تو سیب کے پھل انار کی طرح سرخ اور شیرین ہونگے اور دانے دانے بڑے بڑے ہونگے اور اگر امرود اترج کیساتھ مرکب کیا جائے تو ترج کی خوشبو اور اسکا رنگ امرود مین پیدا ہو جائیگا اور اگر شیرین سیب کے ساتھ مرکب کیا جائے تو بھی سیب کے اتنے بڑے ہون گے اور اسی قدر شیرین ہون گے یہ طریقہ تمام گٹھلی دار درختون کے لیے عام نہین ہے بلکہ مخصوص درختون کے لیے ہے، اگر امرود توت کیساتھ مرکب کیا جائے تو امرود کے پھل اسی قدر لطیف اور شیرین ہون گے جتنا کہ توت ہو گا اور تمام دوسرے امرود کے درختون سے قبل اس مین پھل آئین گے اس کے لیے اور بھی شرطین ہین جسکا ہم ہیران شاء اللہ ذکر کرین گے،

طائین ہے کہ اگر ترکیب کے وقت مئی کے مہینہ مین شدید گرمی پڑنے لگے تو انگور اور دوسرے درخت کے رطوبات بہت غلیظ ہو جائین گے، ایسی حالت مین بعض شاخین دوسری شاخون کی ترکیب کو قبول نہین کرینگی، عدم قبول کی صورت مین ترکیب کا عمل خراب ہو جائے گا، اندلس کے دوسرے فلاحون نے اس کے متعلق ذرا تفصیل سے بحث کی ہے، وہ کہتے ہین کہ ترکیب پودہ لگانے سے کہین زیادہ نفع بخش اور سود مند ہے، بلکہ یہ عمل بہت جلد کارگر ہوتا ہے

جیساکہ پہلے گذر چکا ہے، اور درحقیقت یہ بھی ایک شاخ کا دوسرے درخت کے تنے مین ہونا ہے تاکہ یہ نرم ہو اور اسی طرح پھلدار ہو جیسے اس کا درخت پھلتا ہے ترکیب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ پھل جلد آتے ہین اور منفعت فوراً حاصل ہوتی ہے اور اس سے یہ بھی مقصود ہوتا ہے کہ کوئی اچھا رنگ پیدا ہو جائے یا پھل زیادہ ہو جائے یا ترش پھل شیرین ہو جائے، یا چھوٹے دانے بڑے ہو جائین، مرکب سیب مین جسقدر پھل ہوتے ہین اس قدر غیر مرکب مین نہین ہوتے یہی حال امرود کا ہے، جو پہاڑی درخت باغون مین منتقل کئے جاتے ہین، وہ بھی ترکیب کے محتاج ہوتے ہین، اسی طرح وہ شاخین جو نوامی کہلاتی ہین، ان مین بھی بغیر ترکیب کے پھل کثرت سے نہین آتے ہین۔ اور جس درخت کی گٹھلی یا تخم لگایا گیا ہو اس کی ترکیب اس وقت کیجاتی ہے جبکہ اس کا پودہ ایک انگوٹھے کے برابر نکل آئے، اسی سے اس مین پھل جلد آئین گے اور کثرت سے آئین گے، بعض درخت کی ترکیب بعض کے ساتھ محض خوشنمائی کی غرض سے کیجاتی ہے، مثلاً بادام کا گلاب کیساتھ مرکب ہونا، جب بادام کے پھلنے کا وقت ہوتا ہے تو اس مین گلاب کے پھول ہوتے ہین، اس سے اسکی خوشنمائی بڑھ جاتی ہے، ترکیب سے یہی منافع ہین، یہ بھی ہوتا ہے کہ بعض کا ذائقہ خراب ہوتا ہے، دوسرے کے ساتھ مرکب کرنے کے بعد اس کا ذائقہ اچھا ہوتا ہے بہترین ترکیب ایک نوع کی دوسرے نوع کے ساتھ ہوتی ہے، مثلاً سیب سیب کے ساتھ اور انگور انگور کے ساتھ اور زیتون زیتون کے ساتھ، اور جنگلی امرود بستانی کیساتھ مرکب کیا جائے، اور اسی قسم کے ہم جنس درختون

کے ساتھ ترکیب کیجائے، اور بعض وقت ترکیب ان دو درختون مین ہوتی ہے
جو ایک دوسرے کے اوصاف مین مشترک ہون اور صورت، ذائقہ اور نوعیت
مین بالکل برابر ہون اور بعض وقت بالکلیہ مماثلت تو نہین ہوتی ہے لیکن مذکورہ
بالا اوصاف مین مشابہت ہوتی ہے، مثلاً پتون کے عرض و طول مین مشابہت
ہو یا ایسا ہو کہ پتیان ایک ہی وقت دونون مین نکلتی ہون اور پھل ایک ہی زمانہ
مین پکتے ہون اور پتے ایک ہی موسم مین جھڑتے ہون اور ان مین مائیت ایک ہی
طرح کی ہو، ان کے مادہ مین ہم مقدار دودھ ہو یا دونون تخمی ہون یا گٹھلی دار ہون
یا لکڑی مین ایک ہی طرح کی سختی یا نرمی ہو، ان اوصاف کے اشتراک مین ترکیب
کے بگڑنے کا خطرہ نہین ہے، مین نے تقریباً ان سب کا تجربہ کیا ہے اور بنظر خود دیکھا ہے،
اسی طرح ان مین بھی ترکیب ہوتی ہے جنکے بعض اوصاف دوسرے مین نہین
پائے جاتے یا مختلف اوصاف پائے جاتے ہین، لیکن وہ درخت جن مین کوئی
ظاہری مشابہت یا ان اوصاف کا اشتراک نہ ہو بلکہ ایک دوسرے مین منافرت
ہو تو ان کی ترکیب صحیح نہین ہے کیونکہ ان دونون مین کوئی تعلق نہین ہے، اگر
کسی تجربہ کی بنا پر ان کا تعلق صحیح بھی ہو تو اصل وجہ کو دریافت کرنے کی کوشش
کرنی چاہیئے، شاید یہ کہ ان دونون مین باطنی کوئی الفت ہو جو ظاہراً نظر نہ آتی ہو،
مثلاً بہی، سیب، امرود، بری اور بستانی یہ سب کے سب اپنی نوع کے ساتھ مرکب
ہوتے ہین اور اچھے پھل لاتے ہین، اور ان کے پھل، تخم اور ذائقہ کے لحاظ سے
مشابہ ہین، اور مائیت مین بھی مشترک ہین، لیکن بعض اوصاف مین ایک دوسرے
کے مخالف ہین تو ان سب کی ترکیب بھی تجربۃً مفید اور کامیاب ثابت ہوئی ہے،

جیسے مذکورۂ بالا درختون کے مشابہ وہ زعرور بھی ہے جس کے دانے گول ہوتے ہین
یہ آمرود کیساتھ مرکب ہوتا ہے اور اچھی طرح ثمر آور ہوتا ہے۔ اور شفتالو، آلو بخارا
اور زرد آلو وغیرہ بھی اپنی نوع کیساتھ مرکب ہوتے ہین، اور یہ تینون اوصاف
کے لحاظ سے ایک دوسرے کے مشابہ بھی ہین، اس طرح پر کہ تینون گٹھلی دار ہین
اور تینون کا گودا شیرین اور نرم ہوتا ہے،

اور جو ذوات الصموغ (گوندار) یا ذوات اللبون (دودھار ا) یا ذوات الدہن
(روغن دار) ہوتے ہین، انکی بھی آپسین ترکیب ہوتی ہے اور یہ کارآمد ثابت ہوتی
ہے، اور جو ان کے اوصاف کے مشابہ ہوتے ہین مثلاً بادام، اسکی بھی ترکیب انکے
ساتھ ہو سکتی ہے، مادہ انجیر، نر انجیر اور توت یہ سب اپنی نوع کے ساتھ مرکب ہوتے
ہین اور اچھی طرح بڑھتے ہین، اور چونکہ یہ سب ذوات الالبان ہونے مین مشترک
ہین، اس لیے اس مین بھی مرکب ہوتے ہین اور خوب پھلدار ہوتے ہین، انجیر
کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ کنیر کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، لیکن پھل
مین تلخی ہوتی ہے، حالانکہ ان دونون مین کوئی مشابہت نہین ہے سوائے
اس کے کہ دونون کی لکڑی یکسان طور پر نرم ہوتی ہے اور کنیر کی مائیت مین
تھوڑی سی لبنیت بھی ہوتی ہے، بعض فلاحون نے ترکیب کے لحاظ سے موافق
اور مخالف درختون کی ایک تعریف کی ہے جو بالکل جامع اور مانع ہے، انھون
نے ایک ہی وصف کے اعتبار سے درختون کے اتحاد اور اختلاف کو دکھلایا ہے
اور اسکی چار قسمین کی ہین، ایک کو ذوات الادھان کہتے ہین جس کے پھل
کے ظاہری جسم اور گودے مین روغن ہو جیسے زیتون رند (آس بری)، ضرو، کتم،

اور حبۃ الخضراء (ہندی مین تلاس کہتے ہین) دوسری قسم کو ذوات الاصماغ کہتے ہین، جنکے پھل مین گوند زیادہ ہو جیسے شفتالو، زردآلو، آلو بخارا، بادام، پستہ وغیرہ ہین، تیسری کو ذوات المیاہ کہتے ہین اور اسکی دو قسمین ہین ایک وہ جنمین پانی ہلکا ہوتا ہے، یہ اس قسم کے درختون مین ہوتا ہے جنکے پتے موسم سرما مین جھڑجاتے ہین، جیسے سیب، بہی، امرود، انگور اور انار وغیرہ اور دوسرے وہ جنمین پانی بھاری ہوتا ہے، جیسے زیتون، رند، ریحان، بلوط، سرو وغیرہ، ان چارقسمون کو فلاحون نے اپنی جگہ پر اصل قرار دیا ہے، اور ان چارون کا نام امہات الاجناس رکھا ہے، ہر اصل کو دوسرے سے نفرت ہے، دو اصلون مین ترکیب ناممکن ہے سوائے ترکیب بالنقب کے جیسے انگور مین سوراخ بناکر عمل کیا جاتا ہے، یا ترکیب اعمی کیساتھ جسکا ذکر آئندہ آئے گا، البتہ ہر اصل اپنے ہم جنس کے ساتھ مرکب ہوسکتا ہے، ذوات الادہان آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ مرکب ہوسکتا ہے، اسی طرح ذوات الالبان کا ہر فرد دوسرے کے ساتھ مرکب ہوسکتا ہے اور ذوات الصموغ مین بھی آپس مین ترکیب ہوسکتی ہے، نیز ذوات المیاہ کی دونون قسمون مین ترکیب ہوسکتی ہے، لیکن ہلکے پانی کا درخت اپنے ہمجنس ہی کے ساتھ مرکب ہوگا اور یہی حال بھاری پانی والے درخت کا ہے،

ص کا قول ہے کہ ان اصول مین بعض بعض کیطرف مائل ہوتے ہین اور ترکیب کو قبول کرتے ہین، مثلاً بعض ذوات الادہان بعض ذوات الاصماغ کے ساتھ مرکب ہوتے ہین اور اچھی طرح بڑھتے ہین بلکہ دوسری ترکیبون سے بہتر ہوتے ہین،

ص کہتا ہے کہ ذوات الاصماغ کی ترکیب ذوات المیاہ سے زیادہ پائدار ہوتی ہے،

وہ درخت جو اپنی نوع مین منفرد ہوتے ہین یا جو مشابہ ہوتے ہین، انکی بھی آپس مین ترکیب ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ وقت اور ہوا موافق ہو،

منفرد اور وہ متشابہ جو کل یا اکثر اوصاف مین متشابہ ہو اس کے لیے ترکیب کی بہترین زمین وہ ہے جسکی مٹی عمدہ ہو اور جسمین کنکریان ہون اور وہ متشابہ جو بعض اوصاف مین مشابہت رکھتا ہو یا صرف لکڑی کی نرمی اور ملائمت مین اشتراک ہو تو اسکی ترکیب کے لیے وہ ظروف زیادہ مناسب ہون گے جنمین عمدہ مٹی بھری ہو یا زمین کے اندر ترکیب کا عمل کیا جائے، ان سب کا ذکر انشاء اللہ آیندہ آئے گا، اگر تمام درختون کی ترکیب ظروف مین کیجائے تو سب سے بہتر ہے، ان درختون مین جو بعض دوسرے درختون کے ساتھ مرکب ہوتے ہین، زیتون بھی ہے، یہ اپنے تمام انواع کے ساتھ مرکب ہوتا ہے حتی کہ زیتوج کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے[1] (زیتوج جنگلی زیتون کو کہتے ہین) اور زیتوج کے ساتھ مرکب ہونے مین یہ بکثرت ثمردار ہوتا ہے، اور زیتون کے اوصاف کے مشابہ رند (آس بری) بھی ہے کیونکہ دونون ذوات الادہان اور ذوات المیاہ الثقال (بھاری پانی والے) مین سے ہین اور دونون کے پھول ایک ہی وقت مین نکلتے ہین، اور دونون کے پھل ایک ہی زمانہ مین تیار ہوتے ہین، صرف فرق اتنا ہے کہ رند کا پتا اس سے لانبا ہوتا ہے، اور تنا ذرا جھکا ہوتا ہے، یہ دونون ایک دوسرے کے ساتھ مرکب ہوتے ہین، اسی طرح حبۃ خضرا بھی زیتون کے مشابہ ہوتا ہے صرف فرق اتنا ہے کہ اس کے پتے جھڑ جاتے ہین اور ان مین تھوڑا سا گوند بھی ہوتا ہے،

[1] اس سے قبل یہ لفظ زیتوس لکھا گیا ہے جو غلط ہے تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ زیتوج کی تصحیف ہے اس کتاب مین ہر جگہ زیتوج ہی لکھا ہے۔ محیط

زند کی ترکیب زیتون کے ساتھ زیادہ بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ زیتون
زند کے ساتھ مرکب کیا جائے،
ک کا قول ہے کہ زیتون انگور کے مناسب ہے اگر ان دونون کو مرکب کیا
جائے تو ثمر آور ہون گے، اور اگر زیتون انگور کے ساتھ مرکب کیا جائے تو انگور کے
ساتھ ساتھ زیتون بھی پھلے گا، ق مین ہے کہ اگر زیتون کی کوئی شاخ انگور کی جڑ
مین سوراخ کر کے لگا دی جائے، تو یہ زیتون انگور ہی کیطرح شیرین ہوگا اور اگر
انگور زیتون مین لگایا جائے تو انگور مشترک شکل کے ہون گے، اور اگر زیتون کا
درخت انگور کے ساتھ مرکب کیا جائے تو انگور کا ذائقہ زیتون کی طرح ہوگا، اسوقت
انگور کے درخت کو ایک لکڑی پر ٹیک دینا چاہیئے، تاکہ زیتون کے بوجھ سے یہ کمزور
نہ ہو جائے، یہ فلاحون کا مسلمہ قول ہے کہ زیتون اور انگور مین کوئی مناسبت نہین
ہے اور ان مین اوصاف کا اشتراک ہی کیونکہ زیتون ذوات المیاہ الثقال (بھاری
پانی والون) اور ذوات الادہان مین سے ہے اور انگور ذوات المیاہ الخفاف
(ہلکے پانی والون) مین ہے، البتہ یہ کہا جاسکتا ہی کہ ان دونون مین شاید کوئی پوشیدہ
الفت یا محبت ہو، زیتون سیب کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، اور اچھی طرح نشوونما
پاتا ہے، انار اپنے ہم جنس کیساتھ مرکب ہوتا ہے، خصوصًا اس وقت مرکب کرنا
بہت مناسب ہے، جبکہ اس مین پتے نکل رہے ہون، یہ گلنار کے ساتھ بھی مرکب
ہوتا ہے کیونکہ گلنار اس کے ہم جنس ہے، اسکو ندکر انار بھی کہتے ہین، ان دونون
مین فرق اتنا ہے کہ گلنار مین پھل نہین ہوتے ہین، بقیہ اوصاف ایک ہین، اسی
طرح ریحان اور غرب (فارسی مین بدہ کہتے ہین) ایک دوسرے کے مشابہ ہین

جیسے انار اور گلنار مشابہ ہین، صرف فرق اتنا ہے کہ ان دونون کے پتے نہین جھڑتے ہین، اسی طرح انار، رتم، باربریس، نفقس، اور عوسج کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور بعض بعض کے ساتھ مرکب ہوتے ہین،

ص کا قول ہے کہ انار صفصاف (بید سفید) کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے اور امرود اپنی نوع کے ساتھ مرکب ہوتا ہے مثلاً جنگلی امرود کے ساتھ مرکب ہوتا ہے جسکو برجون بھی کہتے ہین، اور امرود بہی اور سیب کیساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، یہ بھی کسی کا قول ہے کہ امرود، صفصاف (سفید بید) صفیرا (وہ درخت جسکی لکڑی سے رنگتے ہین) اور دا (درخت خوش سایہ) اور تیس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور اگر مذکورۂ بالا درختون مین سے کوئی امرود کے ساتھ مرکب کیا جائے تو وہ انکی ترکیب کو قبول کرلیتا ہے، یہ انار کیساتھ بھی ترکیب پاتا ہے، اور سیب اپنے ہمجنس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، یا ان درختون کے ساتھ جنمین اس کے مشابہ اوصاف موجود ہون، یہ کنیرا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور کنیر اسکے ساتھ مرکب ہوتا ہے اسیطرح بہی اسکے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور یہ بہی کیساتھ مرکب ہوتا ہے اگر میٹھا سیب کسی ترش سیب کیساتھ مرکب کیا گیا تو اسکی شیرینی ترشی سے بدلجائیگی، سیب اور اترج کی ترکیب بہت مقبول ہوتی ہے، جب دونون کی شاخین متصل ہون تو ترکیب بالثقب کے ذریعہ سے مرکب کردین، اس سے اترج اور سیب دونون پیدا ہون گے، سیب اگر پھلدار اترج اور آلو بخارا کیساتھ مضاف کیا جائے تو بہت اچھا ہو، ان دونون مین سے کسی کیساتھ بھی اگر سیب مضاف کردیا جائے تو سال مین دو بار پھل لائے گا، اس مقام کے باشندے گرمی اور سرما دونون مین سیب کھائین گے، ص کا قول ہے کہ بہی امرود کے ساتھ مرکب ہوتا ہے لیکن ایک خرابی یہ پیدا ہوجاتی ہے کہ مقام ترکیب پر ایک سخت گرہ نکل آتی ہے،

جو نہایت مضر ہوتی ہے، اور بہی سیب کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، اور اچھی طرح
نشو ونما پاتا ہے، اور سیب سے زیادہ قائم رہتا ہے، بہی کیساتھ تمام وہ درخت جو ملکے
پانی والے ہین مرکب ہوتے ہین، انگور اپنے تمام اقسام کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور
یہ رتم (تو بیا کی طرح کا ایک درخت ہے) کے ساتھ بھی زمین کے اندر مرکب ہوتا ہے،
لیکن اس ترکیب سے انگور تلخ ہون گے، انگور زیتون کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے،
بعض کہتے ہین کہ وہ توت کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، ان مین سے بعض کا بیان
گذر چکا ہے، انگور مین سماق (ہندی مین تماتیر کہتے ہین) سیب، امرود اور بہی وغیرہ
مرکب ہوتے ہین، یہ آپس مین ایک دوسرے کے ساتھ بھی مرکب ہوتے ہین، اور
پستہ بادام کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور شفتالو اپنے ہمجنس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے،
اور زرد آلو کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے بشرطیکہ وہ شاداب زمین مین ہو، زرد آلو کیساتھ
یہ بہت اچھا ہوتا ہے، اور شفتالو بادام اور قراسیا (آلو بالو) کیساتھ بھی مرکب ہوتا ہے،
قسطوس کی کتاب مین ہے، کہ اگر برقوق (آلوچہ) بادام کے ساتھ مرکب کیا جائے تو
اس کا پھل بادام کے ذائقہ کا ہوگا، اسی طرح شفتالو بھی جنوری کے مہینہ مین بادام کیساتھ
مرکب کیا جاتا ہے، اور قراسیا آلو بخارا کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور آلو بخارا بھی اس کے
ساتھ اور زرد آلو کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور بادام آلو بخارا اور پستہ کے ساتھ ترکیب
پاتا ہے، اور پستہ بادام کیساتھ مرکب ہوتا ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ بادام صفصاف (بید)
کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، لیکن بعض کے نزدیک بادام کا پستہ کے ساتھ مرکب ہونا
صحیح نہین ہے، انجیر اپنے تمام انواع کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، نیز انجیر کنیر اور توت
کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ انجیر کنیر کے ساتھ مرکب ہوتا ہے،

لیکن اس کے پھل تلخ ہوتے ہین،

آلو بخارا اپنے تمام اصناف کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور بادام کیساتھ بھی ترکیب پاتا ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ زرد رنگ کا آلو بخارا سیب کیساتھ مرکب ہوتا ہے، اور اترج کی ترکیب کا طریقہ یہ ہے کہ شیرین کو ترش کیساتھ اور ترش کو شیرین کے ساتھ اسی طرح مرکب کرتے ہین جیسے انگور آپس مین مرکب ہوتے ہین، انجیر بھی اترج کیساتھ مرکب ہوتا ہے، بعض کی یہ بھی رائے ہے کہ اترج اگر انار کیساتھ مضاف کیا جائے تو وہ ثمر آور ہوگا، غ کا قول ہے کہ میرے تجربہ کے لحاظ سے یہ صحیح نہین ہے،

شہتوت کے متعلق خ کا قول ہے کہ وہ انجیر کے ساتھ مرکب ہوتا ہے لیکن نقصان یہ ہوتا ہے کہ اس کا پتہ ریشم کے کیڑون کے قابل نہین رہتا، یہ نر انجیر کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، توت کے بعض درخت اپنے دوسرے ہمجنسون کے ساتھ بھی مرکب ہوتے ہین، اس کے علاوہ وہ بشم، اخروٹ، زعرور، زرد آلو، قراسیا اور آلو بخارا کیساتھ بھی مرکب ہوتا ہے،

ریحان انار، رند (آس) اور ضرو (اڑیسہ) کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور یہ سب ریحان کے ساتھ بھی مرکب ہوتے ہین، اور ضرو، رند، اور بطم (بن) کیساتھ مرکب ہوتا ہے البتہ بطم اس کے ساتھ مرکب نہین ہوتا، بعض یہ کہتے ہین کہ نفض کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے اور رند زیتون ضرو اور حبتہ حضراء کیساتھ مرکب ہوتا ہے، اور رند کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے لیکن سیب اس کے ساتھ مرکب نہین ہوتا ہے،

گلاب اس جنگلی گلاب کیساتھ مرکب ہوتا ہے جسکو نسرین کہتے ہین اور علیق

(اچھو) کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے، بعض کہتے ہین کہ گلاب بادام کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے لیکن اس کا جلد جدا کر دینا بہتر ہے جیسا کہ تجربہ شاہد ہے، نیز یہ گلنار اور انگور کے ساتھ بھی ترکیب پاتا ہے، اس کے قلم ان شاخون سے لیے جاتے ہین جو ذرا سخت اور اندرونی جڑ کے قریب ہوتی ہین کیونکہ گلاب کی شاخ اوپر کی جانب بہت کمزور ہوتی ہے لیکن اس کا وہ حصہ جو جڑ کے متصل ہوتا ہے، ذرا مضبوط ہوتا ہے، زمین کھود کر تھوڑی مٹی ہٹا دینی چاہیئے، اس کے بعد شاخ کو اندر سے کاٹنا چاہیئے، یاسمین (چنبیلی) ارطی (یاسمین اصفر) کے ساتھ مرکب ہوتی ہے اور ظیان یعنی یاسمین بری کے ساتھ بھی مرکب ہوتی ہے جسکو خیزران کہتے ہین، اور دفلی (کنیر) انجیر اور توت کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، بعض کہتے ہین کہ یہ تیس اور دردار کے ساتھ بھی مرکب ہوتا ہے اور یہ سب اس کے ساتھ مرکب ہوتے ہین، اور تخم زند (آس) کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور دردار (ہندی مین تبولا کہتے ہین) ازاددرخت کے ساتھ مرکب ہوتا ہے اور بیگن کپاس کیساتھ ترکیب بالشق کے ذریعہ سے مرکب ہوتی ہے اور کپاس بھی اس مین مرکب ہوتی ہے، اور تخم کدو دشتی پیاز کیساتھ مرکب ہوتا ہے، بلکہ یہ بہت زیادہ مجرب ہے اور کھیرا ککڑی اور خربوزہ یہ سب کے سب کھیلا (گاؤزبان) اور کدو کی جڑ مین مرکب ہوتے ہین، اور تخم خربوزہ عوسج، سوسن، توت، خطمی، اور انجیر کے ساتھ مرکب ہوتا ہے، اور موز قلقاس کیساتھ مرکب ہوتا ہے، اور اسکی پوری ترکیب انشاء اللہ بعد مین آئے گی اور اس سے قبل ابن حجاج کی کتاب سے اور فلاحت نبطیہ سے جو کچھ ماخوذ ہے اس پر غور کرو تو انشاء اللہ صراط مستقیم پاؤ گے،

فصل

اوقات ترکیب کے بیان مین،

ق کا قول ہے کہ اکثر اشجار کی ترکیب کا وقت وسط فروری سے مارچ کے پہلے عشرہ تک ہے، بعض نے نصف مارچ تک متعین کیا ہی بعض نے یہ کہا ہی کہ ترکیب کا وقت اسوقت ہے جبکہ درخت کی لکڑیون سے پانی جاری ہو پس جنوری مین ترکیب کی تیاری شروع کیجائے اور وسط فروری مین دونون کو مرکب کیا جائے اور پھر اپنی حالت پر چھوڑ دیئے جائین، مارچ اپریل یا مئی تک یہ ترکیب مکمل ہو جائے گی، کیونکہ اکتوبر، نومبر اور دسمبر کے مہینون مین درخت کی جڑون مین پانی جذب ہونے لگتا ہے اور یہ اختلاف پانی کی خفت اور اس کے ثقل کی بنا پر ہوتا ہے،

بہرحال تمام درختون کی ترکیب کا وقت اس وقت ہی جبکہ ان درختون مین جنسے ترکیب کے لیے قلم حاصل کئے جاتے ہین، پھول آجائین اور وہ سرسبز و شاداب ہون، درخت کی اس حالت کو اشتہار کہتے ہین، قلم اسی قسم کے درختون سے لیے جائین اور اسی قسم کے درختون مین مرکب کیے جائین اور اگر اس حالت کے پیدا ہونے سے قبل مرکب کر دیئے جائین تو بھی کوئی مضائقہ نہین ہے بلکہ یہ صورت ان درختون کے لیے جنکی پتیان جھڑ جاتی ہین مفید ہے، لیکن جن درختون کی پتیان نہین جھڑتی ہین، جیسے زیتون، رند، اور خروب وغیرہ تو ان کی قوت ترکیب نصف مارچ سے آخر ماہ مئی تک باقی رہتی ہے بلکہ جون تک ان مین یہ قوت

موجود رہتی ہے، مین نے اس کا تجربہ زیتون مین کیا تو بالکل ٹھیک پایا، اُس مدت کے اختلاف کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان درختون مین جنکا پانی بھاری ہوتا ہے اور پتیان نہین جھڑتی ہین، کبھی ان مین پانی جلد جاری ہوتا ہے اور کبھی ذرا دیر مین جاری ہوتا ہے، اور اس کے پہچاننے کی ترکیب یہ ہے کہ ایک شاخ مین تھوڑی سے جگہ کو تیز لوہے سے چارون طرف چھیل دین، اور چھلکا آہستہ سے نکال دین پس اگر اس چھلکے اور لکڑی کے درمیان رطوبت خارج ہو تو یہ معلوم ہو جائیگا کہ پانی جاری ہوگیا اور ترکیب کا وقت آگیا، اور اگر ایسی صورت نہ ہو تو اس حالت کا انتظار کرنا چاہیئے، بعض درختون کی ترکیب کے لیے وقت متعین کیا گیا ہے مثلاً انجیر کی ترکیب کا وقت انبوب (نے) اور رقعہ (پیوند) کے ساتھ عید خمسین کے دن سے نصف اگست تک ہے اور اس مین ترکیب بالشق اس جز مین کیجائے جو زمین کے اندر ہو اس کے بعد مقام ترکیب پر سے مٹی ڈال دیجائے، یا ان شاخون مین یہ ترکیب کیجائے جو اُوپر ہون پھر ان کو بڑے ظروف مین داخل کر کے مٹی بھر دیجائے یہ ترکیب دسمبر، جنوری، اور فروری مین بھی ہو سکتی ہے، اسی طرح توت کی ترکیب انجیر کے ساتھ نصف فروری سے نصف اپریل تک کیجاتی ہے اور شفتالو زردآلو کے ساتھ نصف جنوری سے نصف مارچ تک مرکب ہوتا ہے اور سیب کی ترکیب سیب کے ساتھ نصف اپریل سے نصف جون تک ہوتی ہے، اور بادام اور مشتہی جنوری مین مرکب ہوتے ہین کیونکہ یہ دونون تمام درختون سے پہلے بار آور ہوتے ہین اور انار گلنار فروری کے آخری عشرہ مین مرکب ہوتے ہین، ان کا قلم ایسی شاخ سے لینا چاہیئے جو بہت پرانی ہو، اور امرود کی ترکیب امرود بری اور اصلی

کیساتھ فروری کی دسوین کو ہوتی ہے اور بعضون نے ماہ محرم مین اس دن کو ترکیب کیلیے
مخصوص کیا ہے جس دن ہوا اچھی ہو، نہ اس مین ٹھنڈک ہو اور نہ تیزی ہو،

فصل

ترکیب کے لئے درختون کو کیونکر اور کس وقت کاٹنا اور شق کرنا چاہیئے

زیتون کی ترکیب کے لیے اول اوپر کی جانب کاٹ دین، یہ قطع قد آدم
کے برابر کی اونچائی پر واقع ہو ایسا ٹھیک ترکیب کے وقت کرنا چاہیئے اس کے
بعد ترکیب مین تاخیر کی مطلق گنجائش نہین ہے، یہی صحیح اور مجرب طریقہ ہے۔ بعض
کی یہ رائے ہے کہ جنوری یا فروری مین کاٹ کر چھوڑ دیا جائے، اور مقام مقطوع
مین سفید چکنی مٹی لگا کر کپڑے سے مضبوط کر کے باندھ دین تا کہ بارش اسکو بہانہ دے
پھر جب ترکیب کا وقت ہو تو قطع اول کے نیچے سے ایک بالشت یا اس سے
کچھ زیادہ چھوڑ کر دوبارہ قطع کردین،

ص اور دوسرن کا قول ہے کہ شاخ کی چھوٹی اور بڑی شاخون کو اس حد تک
چھوڑ دینا چاہیئے کہ جہانتک یہ شاخ ان کا بوجھ برداشت کر سکے، یا ہر شاخ کی
قوت اور ضعف کے لحاظ سے رکھنا چاہیئے تا کہ اس پر بار نہ ہو، بقیہ کو کاٹ ڈالنا
چاہیئے، اور جو شاخین چھوڑ دیجائین ان کو نصف یا ربع کر دینا چاہیئے کیونکہ اگر
ایک یا دو شاخین پوری چھوڑی جائینگی تو مادہ نمو کم ہو جائے گا، اور ترکیب کیلئے
یہ مضر ہوگا، اسی طرح اگر کل یا اکثر شاخون کو مرکب کر دیا جائے تو درخت کا جوہر منقسم
ہو جائے گا اور ترکیب مین ضعف پیدا ہو جائے گا، اسلیے یہ ضروری ہے کہ اسی حد تک

شاخین چھوڑ دیجائین، جس حد تک بڑی شاخ مین قوت برداشت ہو، بقیہ کو صاف کر دینا چاہیئے، اس کا خیال رہے کہ قوی اور سیدھی شاخ کو چھوڑ دینا چاہیئے اور کمزور اور ٹیڑھی شاخ کو کاٹ ڈالنا چاہیئے، شاخین بالکل برابر کاٹی جائین، بعض حصہ بعض سے بلند نہ ہونے پائے، یہ واضح رہے کہ ان کو نہایت تیز لوہے سے آہستہ کاٹنا چاہیئے، تاکہ شاخ کا کوئی حصہ پھٹنے نہ پائے، ورنہ نقصان دہ ہوگا،

انگور، بادام اور مشتہی وغیرہ کی ترکیب مین زمین کے اندر نصف بالشت یا زیادہ سے زیادہ ایک بالشت نیچے جڑ کے قریب شق کیا جائے اور مرکب کر کے اس پر مٹی ڈالدی جائے، لیکن اگر احتیاط سے انگور کے تنے تک کوئی پہنچ جائے تو انگور کو ایک قد آدم اونچائی پر قطع کرے اور اسی وقت مطعم علیہ کو کسی ظرف مین رکھکر ترکیب دیدے، بادام اور مشتہی مین زمین سے ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ اونچا قطع کیا جائے اور پھر مرکب کیے جائین، اور مقام ترکیب مین مٹی اچھی طرح لپیٹ دیجائے اور اسکی احتیاط کیجائے کہ قلم مین جنبش نہ ہو، یا دوسری صورت یہ ہے، کہ مقام ترکیب کو کسی ظرف مین داخل کردین اور اس ظرف کو نہایت عمدہ اور خالص مٹی سے بھر دین، یہ طریقہ عمل انجیر مین بھی مستعمل ہے بالخصوص جبکہ وہ تطعیم بالشق سے مرکب کیا جائے، اور سیب امرود، آلو بخارا، قراسیا اور پستہ وغیرہ مین زمین کے بالکل متصل شق کیا جائے صرف ایک ہاتھ یا اس سے کچھ زیادہ اونچا چاہیئے، البتہ اگر احتیاط سے تنے تک پہنچا جائے، تو ایک قد آدم چھوڑ کر تنے ہی مین قطع کیا جائے اور فوراً ترکیب دیدیجائے بقیہ شاخون کو زیتون کی طرح کاٹ ڈالا جائے، تنے اور شاخون مین ترکیب اور دوسرے مواضع سے بہت اچھی ہوتی ہے کیونکہ اس مین احتیاط کی بڑی ضرورت

ہوتی ہے اور اس بنا پر چند ہی دنون مین ترکیب بار آور ہوجاتی ہے، البتہ انجیر نر اور مادہ مین ترکیب (انبوب دینے) اور رقعہ (پیوند) کے لیے علوی حصہ مین شق کرین اور اس کا وقت درخت کی قوت اور ضعف کے لحاظ سے ہے، اگر درخت کمزور ہے، تو جنوری ہی مین اس کا عمل کر دین اور اگر قوی ہے تو فروری مین ایسا کرین ، ترکیب کے بعد بقیہ شاخون کو جیسا کہ زیتون مین بتایا گیا ہے کاٹ ڈالا جائے، البتہ ان کو چھوڑ دینا چاہیئے جسمین آئندہ ہم کوئی ترکیب کرنے کا قصد رکھتے ہون، اس کا مفصل ذکر پھر آئے گا،

ترکیب بالشق اور دوسری ترکیبون کے لیے بھی شاخ کا وہ حصہ منتخب کرنا چاہیئے جو نہایت عمدہ اور نرم ہو، ایسے مقام کو آرہ سے اس طرح پر کاٹنا چاہیئے کہ کاٹ پوست پر واقع ہو اور کاٹتے وقت دھار پر میٹھا پانی کپڑے سے لیکر ٹپکاتے جائین، یہ اس وقت جبکہ کسی مقام پر آلۂ قاطعہ رک جائے، لیکن ایسے موقعہ پر روغن کا استعمال ممنوع ہے، اگر ترکیب بالشق مقصود ہو تو شاخ یا تنے کے درمیان تیز دھار والی پتلی چھری کو رکھین جسکی دھار کم سے کم ایک انگل کے برابر ہو اور جو بالکل درانتی کی طرح مستوی ہو تاکہ جسکو شق کیا جائے وہ بھی بالکل برابر قطع ہو، اسی چھری کو رکھنے کے بعد اس کے اوپر بائین ہاتھ سے لکڑی یا پتھر سے مارین تاکہ وہ شاخ کے اندر نصف انگل یا اس سے زیادہ داخل ہو جائے، اس کے بعد چھری کو اسی مقام سے آہستہ سے نکال لینا چاہیئے اور مقام مقطوعہ کو کپڑے سے ڈھک دینا چاہیئے، تاکہ ہوا نقصان نہ پہنچائے، یہان تک کہ قلم مرکب کئے جائین، لیکن شق کے بعد ترکیب مین مطلقاً تاخیر نہ کرنی چاہیئے، بلکہ جہان تک جلد ممکن ہو اس عمل کو ختم کرنا چاہیئے،

انشاء اللہ آئندہ قلمون کے تراشنے کا بیان مفصل آئے گا، اور اس سے قبل کتاب ابن حجاج اور دوسرے مصنفات سے جو معلومات اخذ کئے گئے ان پر دوبارہ نظر کرنی چاہیئے

فصل

مقام ترکیب کی حفاظت کا طریقہ اور اس مین قلمون کے لگانیکی تدبیر

ص، غ، اور خ مین ہے کہ مقام ترکیب کو قلمون کے لگانے کے بعد چکنی مٹی اور شیرین خاک لگا کر محفوظ کر دین کیونکہ اس قسم کی مٹی مین برودت، رطوبت اور لزوجت سب ہی یکجا ہوتی ہین یا باریک مٹی کو بھوسہ کے ساتھ خوب گوندکر بقدر ضرورت لگا دین اسمین فضلہ نہین ہوتا ہے، اور منتہی شق کے نیچے تقریباً ثلث یا اس سے کچھ زیادہ جگہہ کو محفوظ کر دین یا صرف ایک یا نصف انگل کے برابر چھوڑ دین یا انگور کی دو گرہون کے برابر جگہہ چھوڑ دین، بہر حال شق کے اکثر حصہ کو مٹی لگا کر محفوظ کر دین مٹی کے اوپر ایک کپڑے کی دھجی اچھی طرح سے باندھ دین تاکہ آفتاب کی گرمی اور ہوا کی خشکی سے محفوظ رہے، اور پانی اور چیونٹی کے داخل ہونے کا کوئی راستہ نہ رہے، انگور اور اس کے ہمجنس کی ترکیب مٹی کے ظروف اور کونڈون مین کیجاتی ہے، ان ظروف کو مٹی سے اچھی طرح بھر دیتے ہین، بعض کا قول ہے کہ مقام ترکیب کو بٹی ہوئی ڈوری سے مضبوط باندھنے کے بعد ایک کپڑا لپیٹ دین اور اس کے اوپر بھی تھوڑی سی مٹی لگا دین اور اس مٹی کو کپڑے سے پھر باندھ دین، جن درختون مین اس قسم کا عمل کیا جاتا ہے ان کی لکڑی مین صلابت ہوتی ہے، جیسے سیب، امرود، بہی، آلو بخارا، زیتون اور انار وغیرہ ہین لیکن جن درختون کی لکڑیان نرم ہوتی ہین جیسے انگور اور انجیر

وغیرہ ان کی ترکیب اگر شق کے ساتھ ہوئی تو بعض کی ترکیب زمین کے نیچے ہوتی ہے،
اور موضع ترکیب پر نصف بالشت یا اس سے زیادہ شق کے نیچے تک مٹی ڈالدین،
اور اکثر قلم ظروف مین رکھے جاتے ہین، اس طرح کہ ان کو مٹی کے نئے ظروف مین رکھین
اور اُن کے نیچے ایک سوراخ کر دین تاکہ شاخ اس سوراخ کے اندر داخل ہو سکے،
اس سے قبل ان ظروف کو عمدہ مٹی سے بھر دینا چاہیئے، اور اس مین زمین کی خاک بھی ملا دین
ترکیب سے قبل ان ظروف کو اچھی طرح درست کر لینا چاہیئے، ان ظروف کی بڑائی چھوٹائی
اس تنے یا شاخ کی رقت اور غلظت کے لحاظ سے رکھنی چاہیئے جو اس مین رکھی جائیگی،
مقام ترکیب کو وسط ظرف مین رکھنا چاہیئے مٹی کے ظروف بڑی ہانڈیون اور گملون کے
برابر ہون اور اگر یہ نہ مل سکین تو ایسے حلقے اور دائرے بنا لیے جائین، ظروف کے
نیچے جیسا کہ اس سے قبل لکھا گیا ہے ایک سوراخ بنانا چاہیئے، اور اس مین شاخ
داخل کرنی چاہیئے، اس ظرف کو مقام ترکیب سے نیچے لانا چاہیئے، اور عمل سے فراغت
کے بعد پھر اوپر کر دینا چاہیئے تاکہ مقام ترکیب وسط ظرف مین رہے، اور ظرف کے
نیچے شاخ کے ارد گرد ایک بڑی ڈوری لپیٹ کر مضبوطی سے باندھ دینا چاہیئے
اور اسکی شکل ایک غلغال کے مانند ہو جائے گی، اس سے ظرف اپنی جگہ پر قائم رہیگا،
اور نیچے آنے سے یہ گرہ روکے گی، جہان تک ممکن ہو اس عمل کو اچھی طرح کرنا چاہیئے،
ان ظروف کو خوب عمدہ مٹی سے بھر دینا چاہیئے اور بھرنے کے بعد اس کو آہستہ سے
دبا کر برابر کر دینا چاہیئے، اور اس کا اچھی طرح خیال کرنا چاہیئے کہ قلم مین جنبش نہ پیدا ہو،
ص نے لکھا ہے کہ ظرف کی مٹی کو تھوڑے پانی سے برابر سیراب کرتے رہین،
تاکہ جلد خشک نہ ہونے پائے۔ بعض کا قول ہے کہ ایک دن چھوڑ کر پانی ڈالا جائے،

بعض کی یہ رائے ہے کہ اس پر ایک اسپنج یا صاف روئی کو پانی مین بھگا کر اول شب
مین رکھدین اور دوسرے دن تک چھوڑ دین، یہ ترکیب شدید گرمی مین ضرور کرنی چاہیئے
ق کا قول ہے کہ مقام ترکیب کے اُپر شیرین پانی سے بھرا ہوا ایک کوزہ لٹکا دین اور
اس کے نیچے ایک باریک کپڑا رکھدین۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ زیتون کی ترکیب اس
کوزہ والی صورت کی بے حد محتاج ہے، کوزہ مین میٹھا پانی بھر دیا جائے اور اس کے
نیچے ایک باریک کپڑا رکھا جائے تاکہ اس کا پانی قطرہ قطرہ کرکے اس پر ٹپکے اور جب
اس کوزہ کا پانی ختم ہو جائے تو فوراً دوسرا پانی بھر دینا چاہیئے کیونکہ زیتون کی جڑ بہت
زیادہ پیاسی ہوتی ہے، اس کا بیان درختون کے لگانے کے بیان مین کیا جاچکا ہے
اور جو درخت کہ ظروف کے محتاج ہوتے ہین انمین بھی اس کا ذکر ہو چکا ہے،

اگر گلاب کی شاخ انگور اور بادام کے ساتھ مرکب کی جائے یا انجیر نر اور
مادہ ایک دوسرے کے ساتھ مرکب کئے جائین تو ان کو ترکیب بالشق یا ترکیب
رومی سے زمین کے اوپر مرکب کرین گے، ص کا قول ہے کہ ان کو زمین کے اوپر
مرکب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ان کی لکڑیان بہت کمزور ہوتی ہین، زمین کے اندر
مرکب کرنے سے کیڑے لگ جانے کا بہت جلد خطرہ ہوتا ہے، اسی طرح اگر انجیر
توت، یا مشتہی کے ساتھ مرکب کیا جائے، اور زیتون رند کے ساتھ یا رند زیتون اور
ضرو کے ساتھ مرکب کیا جائے، یا سیب خطمی کے ساتھ اور بادام، جنگلی آلو بخارا کے ساتھ
یا خود آلو بخارا اپنی جنگلی نسل کے ساتھ مرکب کیا جائے، یا حب الملوک آلو بخارا مین مرکب
کیا جائے اور بری آلو بخارا شفتالو کے ساتھ مرکب کیا جائے، یا پستہ بادام کے ساتھ
مرکب کیا جائے اور اترج، نارنج، رنبوع اور لیمون کے ساتھ مرکب کیا جائے یا

انگور انگور کیساتھ مرکب کیا جائے تو ان تمام صورتون مین ظروف کا لگانا ضروری ہی اور ان مین مٹی اور پانی کا ڈالنا بھی ضروری ہے، لیکن اشجار کہ ظروف سے مستغنی ہوتے ہین اور صرف مٹی اور بندش ان کے لیے کافی ہوتی ہے، جیساکہ اوپر بیان کیا گیاہے ان کو بھی اگر ظروف مین رکھکر مرکب کرین تو بہتر ہے اس سے ترکیب بہتر ہوگی، مثلاً زیتون اور اس کے اقسام کے درخت امرود اور بہی کے ساتھ مرکب کئے جائین، اسی طرح امرود اور بہی انگور کے ساتھ مرکب ہون اور انار اپنے اقسام مثلاً گلنار وغیرہ کے ساتھ مرکب ہون اور آلو بخارا اپنے اقسام کے ساتھ مرکب ہو، اسی طرح بادام اور انگور زمین کی سطح پر تم کے ساتھ مرکب کیے جائین جن درختونکی ترکیب ظروف مین کیجاتی ہے ان کا صحیح وقت گذار کر اگر مرکب کئے جائین تو بہتر ہے، مین نے شیرین امرود کے متعدد قلم کو بہی کے بڑے درخت کے ساتھ مرکب کیا، اس مین کوئی ایسی نرم اور چکنی جگہ نصف قدم تک نہ تھی جو ترکیب کے لیے مناسب ہوتی، مجبوراً مین نے اس کو اسی قدر بلندی پر مرکب کیا اور اس مین ایک بڑا ظرف لگا دیا جیسے ایک بڑا مرتبان ہو اور اس مین وہی عمل کیا جو اس سے قبل ذکر کیا گیا ہے، چنانچہ یہ ترکیب بہت مفید ثابت ہوئی اور ایک سال کے اندر دس بالشت کا پودہ تیار ہوگیا، اور بہت اچھی طرح نشو ونما پاتا رہا، چند سال کے بعد وہ ظرف ٹوٹ گیا اور بہی کی جڑ سے مٹی بھی جھڑ گئی، بلکہ جڑ بالکل بوسیدہ اور کھوکھلی ہوگئی اور ان قلمون مین ظرف کے اندر نئی جڑین پیدا ہوگئین اور بڑھتے بڑھتے زمین کے اندر غائب ہوگئین اور اُن کی مستقل جڑ بنگئی، پھر بھی اوپر کے بوجھ سے ان مین ضعف موجود تھا، اسلیے مین نے دوسرے ظروف مین اس ترکیب کو

منتقل کر دیا اور مٹی سے ان کو بھر دیا، اس طرح کئی سال تک چھوڑ دیا پھر یہ دوسرے ظروف بھی ٹوٹ گئے تب مین نے قلم کی جڑ دن کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا لیکن ہر طرف سے لکڑیون کا ٹیک لگا دیا تاکہ بوجھ کو برداشت کر سکین، اسی حالت مین جڑین موٹی ہوتی گئین، بالآخر یہ سب اَمرود کے نہایت شاداب درخت تیار ہو گئے اور کئی سال تک پھل لاتے رہے، یہ اس پر دلیل واضح ہے کہ ہر قسم کے درخت کے لیے ظروف کا لگانا کپڑے کی بندش اور مٹی لگانے سے زیادہ اچھا ہے، مین نے اشبیلیہ کے ایک ماہر فلاحت کو دیکھا کہ اس نے سیب کے ملوخ کو پانی کی نالیون کے درمیان لگایا اس کے بعد اس نے اَمرود کو سطحِ زمین کے متصل سیب کے ساتھ مرکب کیا اور مقامِ ترکیب کو مٹی اور کپڑے سے باندھ دیا اور نالی کے ارد گرد کی مٹی مقام ترکیب پر ڈالدی یہان تک کہ اس کا اکثر حصہ مٹی کے اندر چھپ گیا، کچھ دن بعد یہ ترکیب بہت عمدہ ثابت ہوئی مین نے خود اَمرود کو سیب کے ایک بڑے درخت کی جڑ مین مرکب کیا، اور یہ ترکیب بارآور ہوئی اور مرکب شدہ پودا دس بالشت تک بڑھا، اس کے بعد وہ گرمی کی شدت سے خشک ہو گیا، کیونکہ سیب کا یہ پودہ نہر یا پانی کے راستہ کے قریب نہ تھا اور نہ پانی سے زیادہ سیراب کیا جا سکتا تھا، تو میرے تجربہ مین یہ بات آئی کہ اَمرود کی ترکیب سیب کیساتھ اس مقام پر ہو سکتی ہے جہان پر پانی موجود ہو،

فصل

ترکیب کیلئے کیونکر قلم حاصل کئے جائین اور ان کا طول وعرض اور

عمق کیا رکھا جائے، اگر وہ فوراً نہ استعمال کئے جائین تو ان کی
حفاظت کی کیا تدبیر اختیار کیجائے اور ایک مقام سے دوسرے
مقام بعید تک کیونکر منتقل کئے جائین،

ائمۂ فلاحت کہتے ہین کہ قلم ان درختون سے لیے جائین جنمین بکثرت اچھے پھل آتے ہون، قلم نہ بہت اونچے مقام سے لیا جائے اور نہ بہت اسفل حصہ سے لیا جائے بلکہ وسط مقام سے لینا چاہیئے، مشرق یا قبلہ[۱] کی سمت سے یہ لیے جائین یہ شاخین صحیح اور تندرست ہون، بوسیدگی اور گھنگی اور دوسرے عوارض سے محفوظ ہون، بلکہ مضبوط، اور پانی سے بھری اور تروتازہ ہون اور ان مین گرہین قریب قریب ہون،

ق اور دوسرون کا قول ہے کہ قلم مین دو تین چھوٹی شاخین بھی نکل آئی ہون جو آپس مین مساوی ہون، قلم کی چھال اس درخت کی چھال کے مشابہ ہو جسمین وہ مرکب ہوگا، یہ شاخ جو قلم کے لیے لیجائے، کم سے کم دو سال کی ہو کیونکہ ایک سال کی شاخ تو جلد اگنے والی اور پھل لانے والی ہوتی ہے، لیکن اس سے خطرہ ہمیشہ رہتا ہے اور انگور کے ہر قلم مین دو یا تین گرہین ہونی چاہئین، میوہ جات کے قلم ایسے ہونے چاہئین کہ اس مین چھوٹی کلیان بھی ہون جو کھلنے کے قریب ہون لیکن کھلی نہ ہون یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو شاخین چکنی نرم اور کم گرہ رکھنے والی ہونگی وہ ترکیب کے لیے ازحد مفید ہونگی،

خ کا قول ہے کہ بعض لوگون کی یہ رائے ہے کہ ترکیب کے لیے قلم اس وقت

[۱] اندلس کا قبلہ رخ مشرقی شمالی گوشہ مین واقع ہے، اور وہان کا مشرق منوب و جنوب کے درمیان مین ہے

لیا جائے جبکہ درخت شاداب ہون اور پتیان خوب تر و تازہ ہون جیسا کہ زیتون
کا قلم لیا جاتا ہے، زارع کو اس کا ارادہ کرنا چاہیئے کہ وہ اس وقت قلم تراشے
جب کہ درخت پتیون سے سرسبز ہو، کیونکہ وہ مادہ جو مطعم علیہ کے درخت مین ہوتا
ہے قلم کی تازی پتیون کی وجہ سے بہت زیادہ ہو جاتا ہے، اور مطعم کی شاخ کو
کافی غذا ملتی ہے،

ص کا قول ہے کہ قلمون کا طول ڈیڑھ بالشت ہونا چاہیئے، لیکن اس کا خیال
رکھنا چاہیئے کہ اس مین ضعف یا کوئی خرابی نہ ہو، ق کہتا ہے قلم کی ضخامت سبابہ
(انگھوٹھے کے بعد کی انگلی) کے برابر ہو، ایک دوسری جگہ یہ کہتا ہے کہ ان کی موٹائی
انگوٹھی کے برابر ہو اور قلم انگور کی ضخامت انگوٹھے کے برابر ہو، اس قلم کا طول جو
انگور کی جڑ مین مرکب کیا جاتا ہے دو ہاتھ ہونا چاہیئے اور اس کا طول جو اوپر کی
جانب مرکب کیا جاتا ہے، ایک ہاتھ رکھنا چاہیئے، ص نے اس قول کے بعد کہ قلم
کی موٹائی چھنگلیا کے برابر ہو یہ لکھا ہے کہ پتلی اور نرم شاخ جلد نشو و نما پاتی ہے،
اور اس کے برخلاف موٹی شاخ ہے اور پتلی شاخ اگر پرانی اور پھلدار ہو تو وہ
اوسط ضخامت کے درختون کے لیے اور دوسری پتلی شاخون کے لیے کارآمد ہو سکتی
ہے اور موٹی شاخ موٹے درختون اور موٹی شاخون کی ترکیب کے لیے مفید ہے،
یہ شاخین ایسے تیز لوہے سے کاٹی جائین جس کے کاٹنے مین آواز نہ پیدا ہو، اگر
ہاتھ سے توڑ لیجائین تو بہت اچھا ہے، یہ لحاظ رہے کہ شاخین اچھے دنون مین کاٹی
یا توڑی جائین جبکہ ہوا معتدل ہو، دوپہر کے وقت بہت تند و تیز نہ چلے،

ق کہتا ہے کہ یہ شاخین چاند کے گھٹاؤ کے زمانہ مین کاٹی جائین کاٹنے کے

بعد عمدہ، مرطوب اور میٹھے پانی سے سیراب شدہ مٹی مین رکھدین یا پانی کے اندر
مٹی مین دس یا بارہ دن تک رکھین، اس کے بعد پھر تطعیم کرین، کیونکہ
اگر اس وقت کاٹ کر یہ مرکب کردیجائین تو اچھی طرح مطعم سے لگاؤ نہ پیدا ہوگا،
یہ بھی اسی کا قول ہے کہ انگور کی شاخین تراشنے کے بعد ہی مرکب نہ کردی جائین؛
بلکہ کٹی ہی جگہ پر مٹی اور گیلا گوبر رکھدین اور پھر اس کو کسی گڈھے مین رکھکر تر مٹی سے
ڈھک دین، اسی حال مین نو یا دس دن گڈھے کے اندر رکھین اور اوپر سے اسقدر
گھیر دین کہ ہوا سے محفوظ رہے، اس کے بعد اس کو نکال کر پھر مرکب کرین،

اس کی یہ بھی رائے ہے کہ اگر تمھارے اس پودے یا ترکیب پر بارش
کا پانی پڑجائے تو نفع بخش ہوگا، برخلاف اس کے جو درخت کہ چھال کے ذریعہ
سے مرکب کئے جاتے ہین ان کے لیے بارش سخت مضر ہے، علامہ فلاحین
کا قول ہے کہ اگر ہوا تند ہوجائے، اور ٹھنڈ گرنے لگے تو ترکیب کا عمل روکدینا
چاہیئے اور اچھے دن اور معتدل ہوا کا انتظار کرنا چاہیئے کیونکہ موجودہ ہوا
اس کے لیے سخت مضر ہے، یہ مٹی اور زمین مین شق پیدا کردیتی ہے، ایسے وقت
مین قلمون کی شدید حفاظت کی ضرورت ہے، قلمون کو سایہ دار مقام پر ایک ہاتھ
گڈھا کھود کر اس مین رکھدینا چاہیئے اور گڈھے کے اندر عمدہ قسم کی مٹی ڈالنی چاہیئے
پھر گڈھے کو دوسری مٹی سے خوب بھردینا چاہیئے، حتی کہ کوئی جگہ نظر نہ آئے،
ہوا کی اصلاح تک ان کو اسی جگہ رہنے دینا چاہیئے، خواہ اس انتظار مین ایک
ہفتہ سے زاید کیون نہ ہوجائے، البتہ خ کا قول ہے کہ اس سے زیادہ مدت
تک انتظار نہ کرنا چاہیئے،

ص کا قول ہے کہ جب قلم اس گڈھے سے نکال لیے جائین تو ترکیب سے
قبل ان پر پانی چھڑک دیا جائے، لیکن ان کو پانی مین بھگایا نہ جائے ورنہ
ہوا ان کو خراب کر دے گی، البتہ غرس کے وقت اگر بضرورت پانی مین ڈالدئے
جائین تو کوئی ہرج نہین ہے، مگر صرف ایک یا دو دن پانی مین ڈال سکتے
ہین، اس سے زیادہ اگر رکھین گے تو خرابی لاحق ہو جائے گی، انگور کی شاخ
اس قاعدہ سے مستثنی ہے، وہ پانی مین رکھی جا سکتی ہے اور اس کا تجربہ کیا گیا ہے،
کہ وہ خراب نہین ہوتی ہے، قلمون کے استحفاظ کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ
ان کو مٹی کے ظروف مین جنکا منھ تنگ ہو رکھین، یہ ظروف کورے ہون لیکن
اگر میٹھے پانی کو جذب کئے ہوئے ہون تو اچھا ہے، ان مین قلمون کو رکھ کر اوپر
سے ایک کپڑا باندھ دین تاکہ ہوا کا داخلہ نہ ہو سکے، ان مین پانی ڈالنے کی ضرورت
نہین ہے، اس کے بعد یہ مٹکے زمین کے اندر دفن کر دیئے جائین، اسی طریقہ پر
قلم ایک ملک سے دوسرے ملک مین منتقل کئے جاتے ہین، اور اسی طرح وہ
قلم بھی محفوظ کر لیے جاتے ہین جنکے درخت مین پتے جلد آتے ہون اور جنمین
وہ مرکب کئے جائین گے، ان مین دیر مین آتے ہون، تو اس وقت تک کیلئے
جب تک وہ شاداب نہ ہون ان کو محفوظ کر لیا جائے، کیونکہ یہ مفتی بہ مسئلہ ہے
کہ اس درخت مین ترکیب کرنا زیادہ انسب ہے، جسمین پتیان تازی آئی ہون،
خصوصاً انار کے درخت مین یہ ضروری ہے، ق کا قول ہے کہ اگر قلم دوسرے
ملک مین لیجانا مقصود ہو تو ان کو ایک مٹکے مین اس طرح پر رکھین کہ اول مٹکے
کے اندر عمدہ مٹی ڈالین اور قلمون کو رکھنے کے بعد بھی تھوڑی مرطوب مٹی ڈالین،

اور خود مٹکے کے ظاہری حصہ کو مٹی سے لیپ دین،

ص وغیرہ کا قول ہے کہ قلم ان درختون سے لیے جائین جنکی موجودہ پتیان نئی پتیون کے نکلنے سے قبل جھڑی نہ ہون، یہ وہ زمانہ ہوتا ہے جبکہ درخت مین نئی پتیون کے نکلنے کا ہیجان ہوتا ہے، اور درخت سے پانی جاری ہوجاتا ہے، کیونکہ قلم مین جب نئی پتیان آجاتی ہین تو ان کا اصلی مادہ ختم ہوجاتا ہے، اسلیے قبل ہی قلم لے لیے جائین تو اچھا ہے، یہی صورت ملوخ اور پودون کے لیے ہے، اس سے صرف انار مستثنیٰ ہے، اگر تلقاح سے قبل شاخین نہ مل سکین اور ترکیب کی شدید ضرورت ہو تو پتیون کے نکلنے کے بعد بھی قلم لے سکتے ہین، مگر اس کے لیے ان شاخون کو منتخب کرنا چاہیئے جو جڑ مین یا تنے مین نکلی ہون، ان کی آنکھون کو سب سے پہلے پھوڑ دینا چاہیئے اور پتیون کو توڑ کر پھینک دینا چاہیئے اور دس دن تک اسی حال مین چھوڑ دینا چاہیئے، یہان تک کہ ان مین اصلی مادہ پھر لوٹ آئے اور خوب جم جائے اور اس قدر زور پیدا ہوجائے کہ دوبارہ پتیون کے نکلنے کے آثار نمودار ہوجائین جب یہ کیفیت پیدا ہوجائے تو ان مین سے سخت مقام کو کاٹ کر قلم بنالین، اور شاداب درخت کے ساتھ مرکب کردین، اُمید ہے کہ انشاءاللہ یہ ترکیب مفید ہوگی، اس قسم کا عمل ان شاخون مین کرنا چاہیئے جو ترکیب کے لیے ٹھیک ہون اور آنکھین جنکا ذکر کیا گیا ہے غالبًا مادہ سے خالی ہون لیکن شاخین ایسی نہ ہون،

انجیر کے لیے قلم کا انتخاب جڑ کی شاخون سے یا تنے کی شاخون سے کرنا چاہیئے یا ان دونون کے متصل مقام سے لینا چاہیئے، اس وقت قلم کاٹنا چاہیئے جبکہ

درخت مین پانی جاری ہو جائے اور وہ شاخین لیجائین جنکا پوست سرخ ہو اور
پرانی اور پتلی ہون زیادہ موٹی نہ ہون اور ان مین گودہ کم ہو، یہ شاخین یا جڑ کی
ہون یا تنے پر کی ہون یا ان شاخون مین سے ہون جو درخت مین مختلف جہات
مین نکل آئی ہون، بشرطیکہ کسی غیر محمود سمت مین نہ ہون، ان مین سے نرم شاخ
کو قلم کے لیے لینا چاہیئے، بلکہ جو سبز ہون انھین کو منتخب کرنا چاہیئے، انجیر اور انگور
کے قلمون کو چند دنون کے لیے زمین کے اندر دفن کر سکتے ہین یہ ان کے لیے
مضر نہ ہوگا، بلکہ ان درختون کے قلم جنکی پتیان گر جاتی ہین زمین کے اندر دفن کیے
جا سکتے ہین اور وہ اس کے متحمل بھی ہو سکتے ہین، لیکن زیتون وغیرہ جنکے پتے
نہین گرتے اور بالکل ننگے نہین ہوتے تو اس قسم کے درختون کی شاخین کا ٹکر
فوراً لگا دیجاتی ہین، کیونکہ تاخیر کو یہ برداشت نہین کر سکتی ہین، مگر جب ان کو محفوظ
رکھنے کی شدید ضرورت واقع ہو جائے جیسا کہ بیان کیا گیا،

غ کا قول ہے کہ گلاب اگر بادام سیب اور انگور کے ساتھ مرکب کیا جائے
تو اس کے قلم ان جڑون سے لیے جائین، جو زمین کے اندر ہون، زمین کھود کر
ان مین سے سخت حصہ کو کاٹنا چاہیئے اص کا قول ہے کہ گلاب کے قلم کے لیے
اس کا ہر حصہ کار آمد ہے لیکن اس حصہ کو لینا چاہیئے جو نازک ہو اور حجم کم ہو،
مگر ساتھ ہی سخت مقام سے انتخاب کرنا چاہیئے، یہ قلم ہر اس درخت کے ساتھ مرکب
ہو سکتا ہے جس مین مادہ قوی موجود ہو، جیسے سیب انگور اور بادام وغیرہ مین گلاب
ترکیب بالشق سے مرکب ہوتا ہے، مرکب کرنے کے بعد مقام ترکیب کو ان ظروف
مین محفوظ کر دین، جس مین عمدہ قسم کی مٹی اور ریت بھری ہو، اور بار بار اس کو سیراب

کرتے رہین، اس طرح پر عمل کرنے سے گلاب بہت خوشنما پھول لائے گا، اور ان درختون کے ہم عمر ہوگا جن مین یہ مرکب کیا گیا ہے، انگور کے قلم ان شاخون کیلئے لیے جاتے ہین جنکے اوصاف ایسے ہون جیسے پھلدار شاخون کے ہوتے ہین، خ کا قول ہے کہ ان شاخون کو قلم کے لیے منتخب کرنا چاہیئے، جو کسی موٹی اور بڑی شاخ سے فروع ہون اور ان مین گرہین قریب قریب ہون، با دام کی وہ شاخ ترکیب کے لیے لیجاتی ہے جو جڑ مین نمودار ہوتی ہے، اس کیلئے ابن حجاج کی کتاب اور فلاحۃ نبطیہ کا مطالعہ کرو،

فصل

قلمون کے تراشنے کا طریقہ، ص، غ، اور خ کی کتابون سے

علماء کا قول ہے کہ وہ اقلام جن سے پوست اور مغز کی ترکیب عمل مین آتی ہے اور جو رومی ترکیب کے نام سے مشہور ہے، کتابت کے قلم کی شکل کے تراشے جائین، اس طریقہ سے کہ ایک جانب نصف شاخ سے ذرا کم چھیلین کیونکہ اس سے زیادہ چھیلنا مناسب نہین ہے، تراش بالکل برابر ہو، اصل گودہ یا مغز کو تراشنا نہین چاہیئے، البتہ قلم کی نوک پر جو مغز ہو اس کو چھانٹ ڈالین، بقیہ نصف حصہ کو بالکل صحیح و سالم رکھین، لیکن اگر اس کے پوست کو بھی آہستہ سے کھرچ دین تو بہت اچھا ہو بالخصوص اس وقت جبکہ قلم کے پوست مین سختی ہو، میری رائے ہے کہ قلم کے آخری حصہ کو اگر اس قلم کے مانند بنائین جو ترکیب بالشق کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور مغز کو کاٹنے سے محفوظ رکھین تو بہتر ہے کیونکہ یہ مجرب ہے،

کہ مغز کا اگر زیادہ حصہ کاٹ چھانٹ مین چلا گیا تو وہ اچھی طرح نشو ہی نہ پائے گا،
مین نے قلم کے بقیہ نصف حصہ کو چھیلکر بھی لگایا ہے، میرے نزدیک کوئی نقصان
نہین ہے، مقطوعہ حصہ کا طول انگوٹھے کے برابر ہونا چاہیئے، بعض نے کہا ہے کہ
نصف انگلی کے برابر ہو، بعض نے کہا کہ اسی قدر کاٹنا چاہیئے جتنا کہ لکھنے کا قلم
کاٹا جاتا ہے، میرا خیال ہے کہ یہ اس شاخ کی ضخامت اور لطافت کے لحاظ سے
ہوگا، جس مین ان قلمون کو مرکب کرنا مقصود ہو، ق کہتا ہے کہ قلم کو دو انگل کے
برابر کاٹنا چاہیئے اور ایسا نہ کاٹنا چاہیئے کہ اس کے گودے سے بھی کچھ حصہ کٹ جائے،
وہ قلم جو ترکیب بالشق کے لیے تیار کیا جاتا ہے جسکو ترکیب نطی بھی کہتے
ہین، دروازے کی کنڈی کی شکل کا بنایا جاتا ہے، جس طرف سے شاخ کاٹی گئی
ہو اسی طرف سے اس کو چھانٹنا چاہیئے، تراش بالکل برابر ہو خواہ شاخ کتنی ہی موٹی ہو،
صرف نچلے حصہ کو اوپر کے حصہ سے ذرا زیادہ باریک اور پتلا کر دین، جس شاخ مین
یہ قلم مرکب کیا جائے اس کے وسط شق کو کسی آلہ سے کھول دین، اس مقطوعہ قلم
کی شکل بہرحال اس بڑی چھری کی طرح ہوگی جسکی دھار بالکل پتلی ہوتی ہے اور پچھلا
حصہ موٹا ہوتا ہے، قلم کا جو دبیز حصہ ہو اس کو مرکب کرتے وقت باہر کی طرف رکھین،
اور جو باریک ہو اس کو مطعم کے شق مین داخل کر دین، اس قسم کا قلم نصف انگل کے
برابر ہونا چاہیئے، اور اسکی سطح بالکل برابر ہونی چاہیئے، بیچ مین کوئی ایسی ضخامت
نہ ہو جسکی وجہ سے دونون شاخین اچھی طرح جٹ نہ سکین،
ق کا قول ہے کہ انگور کا قلم ڈھائی انگل کے برابر ہو، اسکو اس طرح کاٹا جائے
کہ اس کا گودہ صحیح وسالم رہے، البتہ باریک کرنے مین اگر کچھ مغز کٹ جائے تو ہرج

نہین ہے انگور سے کے پودے مین بھی اسی طرح شق کیا جاتا ہے جیسا کہ بیان کیا گیا زیادہ یا کم کرنے کی ضرورت نہین ہے، اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ قلم مین آنکھین ہون تاکہ ان کی وجہ سے اس شق کی حفاظت ہو سکے، گودے کے چھانٹنے سے تمام قلمون مین احتیاط کی ضرورت ہے، تراشیدہ اقلام کو میٹھے پانی مین ایک ظرف کے اندر رکھین، جب کوئی قلم درست کر لیا جائے تو اسکو دوسرے قلمون کی درستگی تک پانی مین ڈالدینا چاہیئے، ابن حجاج کی کتاب سے جو کچھ اس بارے مین اخذ کیا گیا ہے وہ لکھ دیا گیا ہے،

فصل

ترکیب بانشق یعنی ترکیب نبطی کا طریقۂ عمل صؔ، غؔ اور رخ کی کتابون سے،

ان کا قول یہ ہے کہ ترکیب نبطی کا استعمال ان درختون کے لیے ہوتا ہے جنکا چھلکا پتلا ہوتا ہے مثلاً سیب، جوان امرود، سفرجل، شفتالو، آلو بخارا، زرد آلو، انگور اور وہ زیتون جو جوان ہو جسکی چھال بالکل پتلی ہو نیز انجیر وغیرہ مین ترکیب بانشق کا استعمال ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کا کوئی حصہ کاٹا جائے جیسا کہ قبل مین بتایا گیا اور اس سے پہلے قلمون کو اسی شکل مین تراشا جائے، اس کے بعد مطعم کے تنے یا شاخ مین ایک شق پیدا کیا جائے اور اس کے وسط مین برما یا سینگھ کی کنڈی یا لکڑی کی کوئی سیخ ٹھونکدیجائے اور اس کو بائین ہاتھ سے مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہین اور اوپر سے پتھر یا لکڑی سے ٹھونکین، تاکہ قلم کے برابر اس مین شق پیدا ہو جائے،

کرشق مین دوسرے راستے پیدا ہونے لگین تو لوہے کو آہستہ سے کھینچ لین، اس کے بعد قلم کو اس کے اندر داخل کرین اور اس کا دبیز حصہ باہر کی جانب رکھین، قلم اور اس شاخ یا تنے کے چھلکے کو جس مین یہ قلم مرکب کیا جائے بالکل برابر کر دینا چاہیئے بلکہ دونون پوست کی سطح برابر کر دینی چاہیئے اور اس قدر اندر سے ملصق کر دینا چاہیے کہ دونون دو نہ معلوم ہون بلکہ ایک ہی دکھلائی دین اور اس کا امتیاز کرنا بھی مشکل ہو غرضکہ اچھی طرح جما دین، کتاب ابن حجاج مین ہے کہ اس طرح مرکب کرین کہ مغز سے مغز ملصق ہو جائے،

تمام علمار کا قول ہے کہ قلم کو اس شق مین آہستہ سے داخل کرین، نہ بہت سختی اور تنگی کے ساتھ اور نہ بالکل نرمی کے ساتھ بلکہ اوسط طریقہ سے تہ تک پہنچا دین، اگر اتنی گنجایش نہ ہو کہ اندر جائے تو برما کو رکھکر اوپر سے ذرا آہستہ سے ٹھونکین اور اس طرح شق کی درازی بڑھائین پھر قلم کو داخل کرین یا دوسری ترکیب یہ ہے کہ قلم ہی کو چھوٹا کر دین، یہان تک کہ وہ شق کے برابر ہو جائے، اسی طرح دوسرے قلم کے لیے دوسری جانب اسی طرح کا شق بنانا چاہیئے، اگر شاخ یا تنا جس مین ترکیب ہو گی، زیادہ موٹا ہو تو اس مین شق ذرا عمیق کرنا چاہیئے، جیسے پیگن مین شق بنایا جاتا ہے اور اس مین چار قلمون کو مرکب کرنا چاہیئے، اگر اس سے بھی زیادہ موٹا ہو تو ہر نصف حصہ مین دو شق بنانا چاہیئے اور اس مین چھ قلمون کو مرکب کرنا چاہیئے، ہر دو قلم طول اور غلظت مین مساوی ہون، قلمون کے داخل کرنے کے بعد برما کو نکال لینا چاہیئے اور قلمون کو اچھی طرح جما دینا چاہیئے، اگر شاخ یا تنا غیر معمولی طریقہ پر موٹا ہو اور یہ خوف ہو کہ شقوق برما کے نکالنے کے بعد تنگ ہو جائین گے،

جس سے قلمون کی بالیدگی کو نقصان پہنچیگا اور ان کی چھال لکڑی سے جدا ہوجائیگی
یا لکڑی پر ضرب آجائیگی تو برما کی جگہ پر لکڑی کی ایک چھوٹی سی کھونٹی داخل کردین
اور آہستہ سے اس کو ٹھونک کر اندر کر دین تاکہ شقوق قلمون کے لیے تنگ
نہ ہون، اگر کھونٹی زیادہ لانبی ہو تو جو حصہ شق سے باہر ہو اس کو کاٹ ڈالین،
اور بقیہ کو اندر ہی رہنے دین، دو قلمون کے درمیان جو شق ہو اس کو اسی درخت
کی چھال سے بند کر دینا چاہیئے تاکہ اندر کوئی شے نہ جا سکے، بعض کی یہ راے ہے
کہ اس شق کو راکھ سے بھرنا چاہیئے، ق کہتا ہے کہ اس کو نرم مٹی اور تر کیچڑ سے پُر
کرنا چاہیئے، اور شق کے طول مین دونون طرف درخت کی چھال رکھ کر ایک
دھاگے سے باندھ دینا چاہیئے، اگر عمدگی سے یہ شاخ یا تنا اس قلم پر جم جائے،
یعنی نہ زیادہ تنگ ہو اور نہ ڈھیلا ہو اور اگر اس مین کوئی فتور رہجائے تو موضع
شق کو اون کے ڈورے سے یا کتان کے ٹکڑے سے یا کتان کے بٹے ہوئے دھاگے
سے چارون طرف باندھ دین اور اتنا مضبوط باندھین کہ شق قلم کے ساتھ جما رہے،
کسی دوسری رسی یا کھجور کی رسی سے باندھنا نہ چاہیئے کیونکہ اس مین صلابت
ہوتی ہے اور اس سے پوست کٹ جانے کا خطرہ ہے، قلم جب کاٹے جائین
تو سب سے پہلے ان مین مٹی لپیٹ دینی چاہیئے، اور پھر ان کو ظروف مین رکھدیا جائے،
جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے،

غ، خ اور دوسرے فلاحین کا قول ہے کہ اگر وہ شاخ جسمین قلمون کو مرکب
کیا جائے گا کلائی کے برابر موٹی ہو تو اس مین دو قلمون کو مرکب کرنا چاہیئے اور
اگر اس سے زیادہ موٹی ہو تو چار اور اس سے زیادہ قلمون کو مرکب کر سکتے ہین،

خ کا قول ہے کہ سرخ انگور بہت زیادہ نرم ہوتے ہین حتی کہ وہ گوندھے ہوئے
آٹے کے مانند ہوجاتے ہین، اس کو اگر نمناک مٹی کی جگہ پر مقام ترکیب مین استعمال
کرین تو بہت بہتر ہو، بعض یہ بھی کہتے ہین کہ گائے کا تازہ گوبر بھی اس جگہ پر استعمال
کیا جا سکتا ہے، اگر موضع ترکیب زمین کے اندر ہو تو اس پر مٹی ڈال کر برابر کردین
اور دبا دین تاکہ قلم متحرک نہ ہون، اس مین تر مٹی لگانے کی ضرورت نہین ہے،
البتہ نشانی کے طور پر کوئی لکڑی یا دوسری چیز نصب کر دین تاکہ قلمون کو مضبوط
رکھے اور ہوا کے جھونکون سے محفوظ رکھے، اور مقام ترکیب زمین کی سطح سے کچھ
اوپر ہو تو اس جگہ پر مٹی جمع کر دین اور اطراف و جوانب سے اس کو برابر کر دین یا
دوسری صورت یہ ہے کہ اس مین کوئی مٹی کا ظرف داخل کر دین اور اس کو مٹی
سے پر کر دین، انگور کی شاخین ترکیب بالشق کے ذریعہ سے زمین کے اندر جڑ کے
متصل مرکب کی جاتی ہین، کیونکہ وہان پر تھوڑی سی سختی ہوتی ہے، ہندوستان کے
انگور مین ایک قد آدم کی اونچائی پر ترکیب ہوتی ہے مقام ترکیب کو ظروف مین رکھتے
ہین اور اس کو لکڑی پر قائم رکھتے ہین تاکہ ہوا اس کو گرا نہ دے،

ترکیب بالشق کی دوسری صورت

جبکہ جڑ سے ذرا فاصلہ پر عمل کیا جائے

غ وغیرہ کا قول ہے کہ درخت کے ارد گرد جڑ سے فاصلہ پر گڈھا کھودا جائے،
یہان تک کہ وہ جڑ دن تک پہنچ جائے، اس کے بعد ان مین سے جو موٹی جڑ ہو
اس کو ترکیب کے لیے منتخب کرنا چاہیئے اور پھر اسکو قطع کرنا چاہیئے اور شاخ کے
دونون جانب کو زمین سے ذرا بلند کر کے ہر ایک مین قلمون کو مرکب کر دیا جائے

مرکب کرنے کے بعد مٹی لگا دینی چاہیئے اور اس پر موم جامہ یا کوئی اور مضبوط کپڑا باندھ دینا چاہیئے، یا کہ مقام ترکیب کو کسی ظرف مین رکھدین اور اس کو گڈھے کی مٹی سے پُر کر دین اور مقام ترکیب پر ایک علامت بنا دین، اس طریقہ پر یہ پودا مرکب ہو جائے گا اور پھر تم اس کو دوسری مناسب جگہ پر بھی منتقل کر سکتے ہو،

فصل

اس ترکیب کے بیان مین جو لکڑی اور چھال کے درمیان ہوتی ہی جس کو ترکیب رومی کہتے ہین ص، خ، اور غ کی کتابون سی اُسکا ماخذ،

ان فلاحون کا قول ہے کہ یہ ترکیب ان درختون کے لیے کار آمد ہے جس کی چھال موٹی اور رطوبت دار ہو جیسے زیتون خصوصًا وہ زیتون جو بہت زیادہ پرانا اور قدیم ہو، اور اسی طرح، آس بری قسطل، اور انجیر مذکر اور مؤنث ہے، ان مین یہ ترکیب زمین کے نیچے جڑون کے اندر کیجاتی ہے، آمرود بہی اور سیب بھی اس ترکیب کو قبول کرتے ہین بشرطیکہ ان کی چھال موٹی ہو، اور ان کے علاوہ جتنے موٹی چھال کے اشجار ہون گے ان مین اسی طرح ترکیب ہو سکتی ہے، اسکا طریقہ یہ ہے کہ درخت کے علوی یا سفلی حصہ مین زمین کی سطح کے قریب یا زمین کے اندر جڑ مین ایک شگاف بنائین، زمین کے اندر ان درختون مین ترکیب ہوتی ہے جنکی لکڑی نرم ہو علاوہ اس کے محتاج ہون کہ ترکیب کے بعد ان کو مٹی سے ڈھک دیا جائے یا ظروف مین محفوظ کر لیا جائے جیسے انجیر مذکر اور مؤنث وغیرہ ہین، قطع کی شکل وہی ہونی چاہیئے، جو اوپر بیان کیگئی ہے، اس ترکیب کیلئے

اسی طرح کا قلم لینا چاہیئے جیسا کہ ذکر کیا گیا قلم کے ایک جانب کو چھیل کر ایسا بنا لین جیسا کہ لکھنے کا قلم ہوتا ہے اور اسکی شکل یہ ہو گی،

اس کے بعد قلم کے طول اور غلظ کے برابر درخت کے پوست اور لکڑی مین ایک تیز لوہے سے مقطوعہ جگہ کو کھولین اور شگاف کو بڑھائین لوہا برما کی شکل کا ہو اور اسی طرح تیز ہو اور شگاف کو اس قلم کے برابر بڑھائین جو اس مین مرکب کیا جائے گا، اور اس لوہے کی شکل ایسی ہونی چاہیئے،

یا اسی طرح لکڑی کی کوئی شے بنالی جائے جو اس لوہے کے قائم مقام ہو سکے، یہ لوہا پوست اور تنے کے درمیان بہت آہستہ سے اس مقام مین داخل کیا جائے جہان پر تم قلم کو مرکب کرنا چاہتے ہو، اس قدر آہستہ سے داخل کیا جائے کہ پوست اجڑنے نہ پائے، پھر آہستہ سے اس کو نکالکر قلم داخل کر دیا جائے، قلم کو بھی بہت ہلکے سے داخل کرنا چاہیئے، بقیہ عمل وہی ہے جو اس سے قبل بتایا گیا، قلم کے داخل کرتے وقت پوست کو بٹے ہوئے دھاگے سے خوب مضبوط کر کے باندھ دین یا ایک مضبوط کپڑے کے حاشیہ کو چارون طرف لپیٹ دین اور پھر اس کو باندھ دین تاکہ قلم کے دخول کے وقت پوست پھٹنے نہ پائے، اور عظم سے وہ جدا نہ ہو سکے، اس کے بعد قلمون کو نہایت عمدگی سے اندر داخل کرین، یہانتک کہ پورا قلم داخل

ہوجائے اگر رکاب ہو تو رکاب کے ذریعہ سے نیچے اتارین لیکن بغیر رکاب کے
اگر ایسا عمل کرین تو اچھا ہے، قلم کا مغز شاخ یا تنے کے مغز کی جانب ہو اور اسکا
پوست بھی شاخ کے پوست کی سمت مین ہو، اگر اس کے خلاف بھی ہو تو کوئی
ہرج نہین ہے، مین نے زیتون مین ان دونون طریقون کا تجربہ کیا ہے، میرے
خیال مین دوسری صورت مین کوئی مضائقہ نہین ہے، اور اسی طرح مین نے کئی
مرتبہ پوست کو قلم کے داخل کرنے کے بعد بہت زیادہ ملصق کردیا، اس سے بھی
کوئی نقصان نہین ہوا،

قلم بنانے اور ان پر ترکیب کے وقت مٹی لگانے یا ظروف کے لٹکانے کا بیان
گذر چکا ہے، جب ترکیب سے تم فارغ ہوجاؤ تو مرکب درخت کو میٹھے پانی سے
خوب سیراب کرد،

اشجار مذکورہ کی ترکیب کی دوسری ترکیب

خ کا قول ہے کہ درخت کی جڑ سے مٹی ہٹا کر ایک متوسط فاصلہ پر کسی جڑ کا
انتخاب کرنا چاہیئے، جس قدر تم موٹی جڑ دیکھو اسی کو منتخب کرو اور اس کے بیچ
مین ایک شق کرو، اس شق کے دو جانب ہون گے، ایک جڑ کی طرف ہوگا اور
دوسری شاخ کی طرف، دونون جانب کو ایک لکڑی لگا کر ذرا مرتفع کردو،
اور پھر دونون جانب قلمون کو مرکب کردو، خواہ ترکیب بالشق کے اشجار ہون
یا دوسرے قسم کے، ہر ایک کی ترکیب ہوسکتی ہے،

فصل

اس ترکیب کا بیان جو انبوب اور رقعہ کے ذریعہ سے ہوتی ہے

عوام انبوب کو فلیبہ اور رقعہ کو عجنہ کہتے ہین، رقعہ طویل مربع اور مستدیر شکلون کا ہوتا ہے
ص، خ اور غ کی کتابون سے ماخوذ ہے، فلاحون کا قول ہے کہ اس ترکیب کا استعمال
انجیر مذکر اور مونث اور توت مین ہوتا ہے یہ ترکیب علوی شاخون کے علاوہ جڑون
مین بھی ہوتی ہے، خروب اور زیتون نیز دیگر میوہ جات مین بھی اس ترکیب کا
عمل ہوتا ہے، انشاء اللہ پھر کسی موقعہ پر مفصل بیان آئے گا، اس کا طریقہ عمل یہ ہے
کہ انجیر یا اس کے ہم مثل درخت کے علوی حصہ کو جنوری یا فروری مین کاٹ ڈالین،
تاکہ ان مین نئی شاخین نکل آئین اور ترکیب ہو سکے، اگر جڑ کے قریب کوئی نئی شاخ
نکل رہی ہو تو اس کو کاٹ ڈالنا چاہیئے تاکہ مادہ نمو علوی حصہ مین پہنچ سکے،
جب شاخین نکل آئین تو ان مین جون کے مہینہ مین عمل ترکیب شروع کرنا چاہیئے،
پہلے کمزور شاخون کو کاٹ ڈالنا چاہیئے اور بقیہ کو چھوڑ دینا چاہیئے، تاکہ ترکیب
ان کے دودھ سے قوی ہو سکے، اس کے بعد ایک مضبوط شاخ کا انتخاب کرنا چاہیئے،
اور جس قدر ضرورت ہو اس قدر باقی رکھکر بقیہ کو چھانٹ دینا چاہیئے اور اس کے
طول کا اعتبار درخت کی بڑائی اور چھوٹائی اور اس کے قوت اور ضعف پر ہے، بعض
وقت چھوٹے درخت کی شاخ بڑے درخت کی مناسبت سے زیادہ لانبی رکھی جاتی ہے اسی طرح کمزور
قوی سے زیادہ لانبی رکھی جاتی ہے جون کے مہینہ مین بھی شاخین اگر کمزور نظر آئین اور انکی چھال اب تک سرخ
نہ ہوئی ہو تو انکو ان کو چھوڑ دین اور شاخون کے اوپر کے حصہ کو دوبارہ کاٹ ڈالین،

اور صرف تین یا چار گرہ کے انداز سے چھوڑ دینا چاہیئے اگر موٹی ہون تو اس سے زیادہ چھوڑ دینا چاہیئے، آٹھ یا دس دن کے بعد جبکہ عنصرہ کے دن قریب ہون تو ان شاخون پر پھر نظر نہ ڈالی جائے اگر شاخ کی چھال سرخ ہوگئی ہو تو ترکیب کیلئے کارآمد ہو سکے گی، لیکن اگر اب بھی سبزی غالب رہے تو ۱۵ اگست تک اُن کو پھر اُسی حال پر چھوڑ دینا چاہیئے، یہ اس ترکیب کی آخری مدّت ہے اس درمیان مین برابر نگاہ رکھنی چاہیئے، جب بھی سرخی آجائے ترکیب کر دینا چاہیئے، اس کے بعد اس منتخب درخت پر نظر کرنی چاہیئے، جسکو مرکب کرنا ہو اور ان شاخون کا انتخاب کرنا چاہیئے جو زمین سے قریب ہون اور جو مشرق اور قبلہ کے رخ پر ہون اور جنمین آنکھین نکل آئی ہون، ان آنکھون مین سے اس آنکھ کا انتخاب کرنا چاہیئے جو اپنی غلظت مین مطعم کے برابر ہو،

اگر مطعم کی شاخون مین آنکھین نہ ہون اور یہ ترکیب ضروری ہو تو اسکی ان شاخون کو جو مشرق اور قبلہ کے رخ پر ہون، ضرورت سے دو چار دن قبل ہی چھانٹ ڈالنا چاہیئے اور کنارون کو کاٹ ڈالنا چاہیئے تاکہ مادہ صعود کر سکے، اور آنکھین نمودار ہو سکین، جب آنکھین نکل آئین تو ان کو پوست کے ساتھ نکال لینا چاہیئے، اور یہی آنکھ چھلکا سمیت انبوب یعنی نئے کہلاتی ہے، آنکھ نکالنے کے طریقے مختلف ہین لیکن تھوڑا ہی فرق ہے، پہلا طریقہ یہ ہے کہ آنکھ والی شاخون مین سے ایک کو چھری کی پتلی اور تیز دھار سے اس طرح کاٹین کہ آنکھ کو لیتے ہوئے پوست کو آگے تک کاٹ ڈالین دونون طرف چھلکا ہو اور پورے وسط مین آنکھ ہو چھری کی تراش مین مغز بھی آجائے، اس انبوب کا طول کم سے کم نصف انگل ہونا چاہیئے، ق کا قول ہے

کہ طول ایک انگوٹھے کے برابر ہونا چاہیئے، اس کے لیے چھری وہی استعمال کرنی چاہیے جو ترکیب رومی کے لیے بتائی گئی ہے، جسکی دھار تیز ہو اور شکل ہلالی ہو، ص کا قول ہے کہ چھری اس سے باریک ہونی چاہیئے جسکا پھل ذرا چوڑا ہو اور نشتر کے آلہ سے مشابہ ہو، دوسرون کا قول ہے کہ اگر لوہے کی کوئی چیز دستیاب نہ ہو سکے تو بانس کے ٹکڑے کی چھری بنا لین اس کے بعد مطعم کی شاخ سے آنکھ کو چھلکا سمیت اسطرح نکال لین کہ چھلکے اور مغز مین دونون طرف سے چھری مارین یا جس طرح ممکن ہو تراش لین اور اسکو کپڑا یا رسی سے لپیٹ دین اور یہ عمل انگوٹھے اور اس کے قریب کی انگلی سے کرنا چاہیئے اور شاخ کو کاٹتے وقت مضبوطی سے پکڑنا چاہیئے، جب انبوب صحیح وسالم نکل جائے تو اس کو ایک صاف برتن مین میٹھے پانی کے اندر رکھین، بعض کا یہ قول ہے، کہ انبوب کو طول مین اس جہت سے شق کر دین، جسمین آنکھ بیچ مین نہ پڑے، اس سے قبل اسفل اور اعلیٰ دونون جانب کو چھری سے الگ کر دین تاکہ آسانی سے شاخ سے جدا ہو سکے اس کے بعد اس کو ہلکے دھاگے سے باندھ دین اور پانی مین رکھ دین، بہرحال جس صورت سے بھی ممکن ہو اس کو شاخ سے جدا کر لین لیکن آنکھ کو کوئی نقصان نہ پہنچے، ہر درخت کے لیے مختلف طول وعرض کے انبوب حاصل کیے جاتے ہین، ص مین انجیر وغیرہ سے انبوب نکالنے کا طریقہ درج ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس شاخ مین انبوب ہون اس کو انبوب کے قریب سے چھانٹ دینا چاہیئے اور ان مین سے اس کا انتخاب کرنا چاہیئے، جو زیادہ نمودار نہ ہوا ہو اس کے قریب پوست اور لکڑی کے درمیان چاقو کو داخل کر دینا چاہیئے اور آہستہ سے اسکو چارون طرف اندرون مغز مین گھماتے

ہوئے اس سمت سے لیجانا چاہیئے جہان سے تراشنا شروع کیا ہے، یہان تک کہ
پوست آنکھ سمیت جدا ہو جائے، اس طرح پر کہ وہ انبوب آسانی سے نکل آئے،
پھر ان منتخب شاخون پر نظر ڈالیجائے جو مطعم کے علوی حصہ مین کانٹ چھانٹ کر
درست کیگئی ہین کہ آیا ان کا پوست سرخ ہوگیا یا نہین، اگر شاخین زیادہ لانبی ہون
تو ان کو چھوٹی کر دینا چاہیئے، یہانتک کہ ہر شاخ مین تین یا چار گرہین رہ جائین،
یہ شاخین اپنی غلظت اور انبوب کے طول کے لحاظ سے بڑی چھوٹی رکھی جائین، اسکا
خوب خیال رکھنا چاہیئے کہ انبوب شاخ کے اس مقام سے کاٹا جائے جو بالکل سرخ
ہوا اور سبز نہ ہو، اس کے بعد مطعم کی چھال کو اوپر کی جانب سے گرہ تک اتار لین، اس
مقام مین جو حصہ زیادہ سرخ ہوگا وہ ترکیب کے لیے بہتر ہوگا، پھر اس مشقوق
جگہ مین انبوب کو رکھدین جو غلظت اور رقت، طول اور عرض مین اس کے برابر ہو
اور انبوب کو اوپر کی سمت سے داخل کرنا چاہیئے، اگر انبوب شاخ مین اچھی طرح
بیٹھ جائے تب تو خیر ورنہ اس سے چھوٹا یا اس سے بڑا انبوب کاٹکر رکھا جائے
تاکہ نشست ٹھیک ہو سکے، انبوب کو ذرا دباکر جما دین تاکہ پوست کی جگہ پر پوست
اور آنکھ کی جگہ پر آنکھ بیٹھ جائے، پس اگر آنکھ اس شاخ کے درمیان مناسب طریقہ
پر جم گئی تو بہت اچھا ہے ورنہ انبوب کو اُلٹکر داخل کرنا ہوگا، اعلیٰ کو اسفل اور
اسفل کو اعلیٰ کرکے رکھنا پڑے گا، انبوب کو جمانے کے بعد اس کو اور دونون
پوست کو دھاگے یا ریشم کے ڈورے سے مضبوط کرکے باندھ دین، زیادہ سخت نہ
باندھین بلکہ ایک متوسط انداز سے باندھین، اس کے بعد انبوب کو اعلیٰ اور اسفل
ہر طرف سے انجیر کے دودھ سے سیراب کرین، ان ہی شاخ اور پتون سے دودھ نکالکر

ڈالنا چاہیئے جنمین ترکیب کیگئی ہو یا جو قریب ہون اس طریقہ پر کہ سبز جگہ پر ایک تیز لوہے سے ایک کج شگاف بنائین اور اس کو انبوب کے پوست کے قریب کرین تاکہ اس سے انبوب پر دودھ ٹپکے، بار بار ایسا کرتے رہین تاکہ انبوب پوست اور مغز سے پیوست ہو جائے اور اگر دودھ کے ساتھ انبوب کے اندرونی حصہ مین روغن بھی لگا دین تو وہ آسانی کیساتھ داخل ہو جائے گا، اور جم جائے گا اور اگر تم کو خوف ہو کہ انبوب کو جبرًا داخل کرنے سے شگاف پڑ جائے تو انبوب کو ریشم یا کپڑے کے دھاگے سے لپیٹ دین تاکہ محفوظ ہو جائے، دوسرے دن اگر انجیر کے دودھ سے پھر سیراب کر دین تو اچھا ہے،

انبوب کو درخت کے پتون سے سایہ پہنچانا چاہیئے اس طرح پر کہ چند پتون کو اوپر نیچے رکھکر شاخ کے مشقوق جانب رکھکر اور انبوب کے قریب کر دین تاکہ وہ دھوپ اور ہوا سے محفوظ ہو جائے، اور اگر اسکی بجائے کوئی بانس کا انبوب رکھدین تو اور اچھا ہے، یہ تمام عمل گرمیون کے موسم مین کرنا چاہیئے جبکہ ہوا مین تندی نہ ہو، ترکیب کے بعد مرکب شاخون کو ان کے نباتات سے تنقیہ کرتے رہنا چاہیئے نیز درخت کی اور پیداوار خواہ اسفل مین ہو یا اعلی مین کاٹتے چھانٹتے رہنا چاہیئے، اگر یہ نباتات چھوڑ دیئے گئے اور ان سے غفلت برتی گئی تو ترکیب کو ضعیف کر دین گے، ترکیب سے فراغت کے بعد مطعم کو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے

خ کا قول ہے کہ دودھ سے سیراب کرنے کے بعد خوب پیسی ہوئی سفید مٹی مقام ترکیب پر لگا دین تاکہ وہ محفوظ ہو جائے، اگر دو انبوب ایک ہی شاخ مین مرکب کیئے جائین اور ان مین وہی عمل کیا جائے جو اس سے قبل بتایا گیا ہے

تو دونون بار آور ہون گے، اگرچہ دونون دو مختلف رنگ کے کیون نہ ہون،
ہر انبوب اپنے ہم جنس کے رنگ کا پھل لائے گا اور انبوب کی شکل یہ ہوگی،
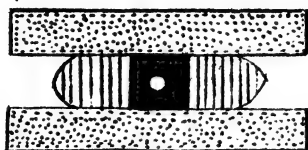
سفید نقطہ جو اندر نظر آرہا ہے وہی آنکھ کے قائم مقام ہے ابن حجاج کی کتاب سے
جو ملخص لکھا گیا ہے اس پر دوبارہ غور کر کے نتائج کو استنباط کرنا چاہیئے،

انجیر اور دوسرے درختون کے لیے ترکیب بالانبوب کا دوسرا طریقہ

غ اور دوسرے فلاحون کا قول ہے کہ انجیر کی ان جڑون سے مٹی ہٹائین
جو جڑون سے ذرا فاصلہ پر ہون اور ان مین سے اس جڑ کو منتخب کرین جو زیادہ پتلی
ہو اور اس کو بڑی جڑ سے جدا کر دین تاکہ وہ مستقل طور پر زمین سے غذا حاصل کرے
پھر اس کو نصف انگل کے برابر زمین سے باہر نکالین اور اس کا پوست اتار کر انجیر
کے انبوب اس کے ہم مقدار داخل کرین اور ترکیب کے بعد اس کو انجیر کے دودھ
سے سیراب کرین، اور پتون سے مقام ترکیب کو ڈھک دین یہ مقطوعہ جڑ اپنے
اس حصہ سے جو زمین کے اندر ہے غذا پائے گی، اس طرح پر کہ ایک مرکب
پودہ تیار ہو جائے گا، اس کے بعد اگر اس کو دوسری جگہ منتقل کرنا چاہین تو منتقل
کر سکتے ہین، بشرطیکہ وہ جگہ اس سے اچھی ہو، میرا خیال ہے کہ اگر اس جڑ کی دوسری
جانب مین جو بڑی جڑ کی طرف ہے ترکیب کیجائے تو وہ بھی کارآمد ہوگا،

سیب، امرود، بہی، اخروٹ، توت اور دوسرے میوہ جات کی شاخون مین ترکیب بالانبوب کا طریقہ،

غؔ اور دوسرے زارعین کا قول ہے کہ اس درخت کا انتخاب کرنا چاہیئے
جسکی چھال موٹی ہو، پھراس مین سے ایک نرم تازی شاخ کو پسند کرین جو کم سے کم
نیزہ کے برابر موٹی ہو، یا اس سے ذرا زاید موٹی ہو اور اس مین گرہین زیادہ ہون
تا کہ کلے پھوٹ سکین، اس شاخ کو کئی ٹکڑے کر کے کاٹین ہر ٹکڑہ دو انگل کے برابر
ہو یا انجیر کے انبوب کے مساوی ہو، ہر ٹکڑے مین ایک گرہ ضرور رہنی چاہیئے تا کہ
اس مین سے شاخین پھوٹ سکین، ان ٹکڑون مین سے کسی ایک مین مغز کی جانب
باریک لوہے سے سوراخ بنائین، اس کے بعد کسی دوسرے لوہے سے جو ذرا موٹا
ہو سوراخ بڑھائین پھر چھری یا چاقو کی نوک سے اسکو اور وسیع کرین یہان تک کہ پورا مغز نکل جائے
اور صرف پوست باقی رہجائے جو ایک حلقہ کی شکل مین ہوگا، یہ بالکل انجیر کے انبوب
کے مثل ہوگا، اس عمل کے درمیان ٹھنڈا اور میٹھا پانی زارع کے ہاتھ پر ڈالتے
رہنا چاہیئے، تا کہ اس کے ہاتھ کی گرمی انبوب کو خشک نہ کردے، خؔ کا قول ہے
کہ اس کے بعد ترکیب کے لیے اس پودے کا انتخاب کرنا چاہیے جو بالکل علیحدہ ہو
یا اس شاخ کو منتخب کرین جو زمین سے الگ نکلی ہو اور موٹائی وغیرہ مین اس
حلقہ کے بالکل برابر ہو، جب یہ معلوم ہو جائے کہ اس مین ترکیب موافق ہوگی تو
اس کے علوی حصہ کو کاٹ دین اور پھر پوست کو اوپر سے نیچے سے حلقہ بنا کر اتارین
اس کا یہ عمل انجیر کی ترکیب کے مخالف ہے کیونکہ اس کا پوست اوپر سے تراشا

جاتا ہے، جب پوست تراش لیا جائے تو اس مین اس انبوب کو داخل کر دین،
اور اس طرح جما دین کہ کوئی فرق نہ معلوم ہو اور اس کا اسفل حصہ پوست کی جگہ پر
اچھی طرح بیٹھ جائے، نہ زیادہ نظر آئے نہ کم دکھلائی دے، اگر انبوب زیادہ بڑا
ہو اور یہ جگہ اس کے لیے کافی نہ ہو تو شاخ کے سفلی حصہ مین ذرا موٹی جگہ پر تقشیر کا
عمل کرین تاکہ دونون برابر ہو جائین اور شاخ اور انبوب دونون بالکل ملصق
ہو جائین، اس کے بعد انبوب کی گرہ سے ذرا نیچے ہٹ کر سفید انگور کا تخم رکھدین
تاکہ یہ مقام ہوا کی شدت سے محفوظ رہے اور مقام ترکیب کو دھاگے سے باندھ
دین اور اس کے اوپر سفید مٹی لگا دین، اور پھر اس کو دھجیون سے باندھ دین اور
ہر طرف سے اس پر سایہ کر دین، انشاء اللہ اسی طرح بڑھ جائے گا، اس کو انجیر
کے دودھ یا کسی دوسری چیز سے سیراب کرنے کی ضرورت نہین ہے، لیکن
البتہ یہ کیا جا سکتا ہے کہ مقشور شاخ مین انبوب داخل کرنے سے قبل سفید انگور کا
تخم پیسکر لگا دین تاکہ انبوب اچھی طرح اسکی لزوجت کی وجہ سے چسپان ہو جائے
یا اردن کوٹ کر لگا دین، اس کو شارہ بھی کہتے ہین،

خ اور ط مین بھی یہی طریقہ مذکور ہے، ترکیب کرنے کے بعد مقام ترکیب
سے اوپر ایک مٹی کا ظرف لٹکا دیا جائے جسمین میٹھا پانی بھرا ہو، اس ظرف کے
پیندے مین ایک چھوٹا سوراخ کر دین تاکہ قطرہ قطرہ پانی مقام ترکیب پر ٹپکے،
جب پانی کم ہو جائے تو دوسرا پانی ڈال دیا جائے، اس طرح اس وقت تک
کرتے رہین جب تک یہ نشو و نما نہ پائے یا جب تک موسم سرما کی بارش نہ
شروع ہو جائے،

فصل

ترکیب بالرقعہ کا طریقۂ عمل جسکو ترکیب یونانی کہتے ہین اور عوام عجنہ کہتے ہین،

اس سے پہلے یہ لکھا جاچکا ہے کہ رقعہ (پیوند) تین شکلون کا ہوتا ہے، ایک تو اس کے پتون کی طرح ہوتا ہے، دوسرا مستدیر شکل کا ہوتا ہے اور تیسرا مربع شکل کا ہوتا ہے، یہ ترکیب انجیر نر و مادہ، زیتون اور خرنوب مین مستعمل ہے لیکن یہ خرنوب کے لئے مخصوص ہے اس مین اس کے علاوہ کوئی ترکیب جائز نہین ہے،

اس پیوند کا طریقۂ عمل جو اس کے پتے کے مشابہ ہو

اس کے لیے ایک درخت کا انتخاب کرنا چاہیئے، جسکو جنوری مین اسی طرح چھانٹنا چاہیئے جیسا کہ پہلے لکھا جاچکا ہے، تاکہ وہ شاخ دوبارہ نشو ونما پائے، جب پھر یہ تروتازہ ہوکر نکلے اور اتنی مدت اس پر گذر جائے کہ وہ مضبوط ہوجائے اور اس کا پوست سرخ ہوجائے، تو جون کے مہینہ مین ان شاخون کی آنکھین کاٹ دیجائین جو ترکیب کے قابل ہوگئی ہین اور دوسری کمزور شاخون کو کاٹکر پھینکدینا چاہیئے اور اس کے بعد دس دن تک اس کو سیراب کرتے رہنا چاہیئے، تاکہ مادہ ان نئی شاخون تک متصاعد ہو جنکی آنکھین کاٹ دیگئی ہین اور دوسری آنکھین نمودار ہون اس کے بعد جب درخت کی ترکیب مقصود ہو اس کی آنکھین پیوند کی شکل مین نکالی جائین اور ہر پیوند ورق ریحان کے برابر ہو اور جس کا طول انگوٹھے کے برابر اور عرض اس سے

ذرا کم ہو اور ہر پیوند کے وسط مین گرہ ہو جس مین یہ آنکھ ہو اس طرح پر ہو کہ پوست
تیز چھری سے طول مین کاٹا جائے، اور آنکھ کے یمین و شمال جانب بھی چھری لگائی
جائے، اس کے بعد ترکیب رومی کا آلہ سے یا اس کے مشابہ کوئی چیز پوست
کے نیچے داخل کیجائے اور آہستہ سے پیوند جدا کرلین تا کہ آنکھ محفوظ رہے،
اور رقعہ شق نہ ہونے پائے، اس رقعہ کو ایک نئے ظرف مین میٹھے پانی کے
اندر رکھین، یہانتک کہ وہ کام کے قابل ہو جائے، اس کے بعد ان شاخون
کو دیکھنا چاہیئے جن مین مادہ کا ہیجان ہو گیا ہو، اور آنکھین نمودار ہو چکی ہون،
ان شاخون مین سے ایک کی گرہ کے وسط مین جہان پر سرخی بہت زیادہ ہو،
چاقو سے پوست شق کیا جائے، جسکا اثر لکڑی پر بھی پہنچے اور اس شگاف کا طول
رقعہ کے برابر ہو، اور اس گرہ کے یمین اور شمال جانب بھی پوست کاٹ دیا جائے،
لیکن شاخ سے جدا نہ کیا جائے بلکہ اس پوست کے نیچے اس رقعہ کی جگہ بنائی جائے
اس کے بعد آہستہ سے رقعہ کے باریک کنارے کو شق کے علوی جانب سے یا سفلی
جانب سے جس طرح ممکن ہو داخل کردین، داخل کرنے مین اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے
کہ نہ زیادہ تنگی ہو، اور نہ زیادہ کشادگی ہو بلکہ ایک متوسط فرج
ہو جس مین یہ داخل کیا جا سکے رقعہ کے ہر دو جانب اس پوست کے بالکل نیچے
واقع ہون گے، اور رقعہ کا تحتانی حصہ جس مین آنکھ ہوتی ہے شاخ کے اوپر کی
لکڑی پر واقع ہو، اس کے داخل کرنے کے بعد اس کی حفاظت کرنی چاہیئے،
کہ پیوند اپنی جگہ سے نہ ہٹے بلکہ وہ پوست کے بالکل نیچے واقع ہو جیسا کہ ترکیب
بالا منسوب مین بیان کیا جا چکا ہے، اسکا بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ پیوند الٹ نہ جائے

یعنی علوی حصہ اسفل ہو جائے اور اسفل اعلیٰ ہو جائے،

پیوند اور پوست کو اچھی طرح برابر کرنے کے بعد دونون کو دھاگے یا ریشم سے باندھ دین، باندھنے سے قبل انجیر کے دودھ سے سیراب کرین، اور اسکے بعد بھی سیراب کرین، یہان تک کہ دودھ جم جائے، اس کے بعد پتون سے مقام ترکیب کو چھپا دین، اس کا لحاظ رکھین کہ بندش پیوند کی آنکھ پر نہ ہو، ترکیب کے بعد مطعم سے دودھ سے برابر سیراب کرتے رہین، ایسے تمام درختون مین یہی عمل ہوتا ہے، اگر درخت کی بکثرت قوت کی وجہ سے قابل ترکیب شاخین زیادہ ہون تو ہر شاخ مین ایک پیوند کو مرکب کر دینا چاہیئے، اور اگر پوست کی جگہ پر انگور اور ارون پیسکر لگا دین تو بہت اچھا ہے، مختلف قسم کے پیوند اگر ایک ہی شاخ مین لگا دیئے جائین تو ایک ہی شاخ سے مختلف قسم کے انجیر بھی پیدا ہون گے، اس رقعہ (پیوند) کی شکل یہ ہے،

سفید نقطہ جو درمیان مین ہے آنکھ کے قائم مقام ہے،

رقعہ مستدیرہ کی ترکیب،

خ اور غ وغیرہ کا قول ہے کہ ایک لوہا لیا جائے جسکی دھار تیز اور دائرہ نما ہو، اندر اتنا جوف ہو کہ چھوٹی انگلی سما سکے، اور اسکی شکل محراب کی جیسی ہو، اس کے بعد انجیر نر یا مادہ کے درخت کے قریب جائین، اور مشرقی اور قبلہ کی جانب کی شاخون کو ترکیب کے لیے منتخب کرین جنمین آنکھین نمودار ہو گئی،

ہون اور آنکھ ہی کے قریب یہ لوہا لگایا جائے اور ہاتھ سے زور دیکر پوست کو
آنکھ سمیت کاٹ لین، اس طرح کہ آنکھ وسط مین ہو اور اس کے ارد گرد پوست
ہو اور اس پیوند کی شکل بالکل مستدیرہ درہم کے مانند ہو، جب یہ نکل جائے تو اسکو
پانی مین ڈال دین جیسا کہ قبل لکھا گیا ہے اسی طرح دوسری آنکھون کو بھی نکال
لین، پھر اس درخت کی طرف توجہ کرو جس مین تم ترکیب کرنا چاہتے ہو، ان کی
شاخون مین بھی وہی عمل کرنا چاہیئے جو ترکیب بالانبوب اور بالرقعہ مین بتایا
گیا ہے۔ اس کے بعد ہر شاخ کی ہر گرہ مین اس لوہے سے وہی شکل بنانی چاہیئے
جو پیوند کی ہے یعنی اوپر کا پوست درہم کی شکل مین کاٹ کر پھینکدینا چاہیئے اور
اس کی جگہ پر ایک پیوند رکھدینا چاہیئے باین طور کہ پیوند کا باطنی حصہ شاخ کے
مقطوعہ حصہ مین اچھی طرح بیٹھ جائے اور ان دونون کی موافقت مین غایت
درجہ کی کوشش کرنی چاہیئے، اس کا خیال رہے کہ پیوند الٹا نہ رکھا جائے،
ترکیب کے بعد اس کو مطعم کے دودھ سے سیراب کرنا چاہیئے، اور دھاگے سے
مقامِ ترکیب کو باندھ دینا چاہیئے اس کے بعد ہر طرف دودھ ڈالنا چاہیئے تاکہ
وہ اچھی طرح جم جائے، اور اگر سفید انگور کے تخم کو پیس کر لگا دین تو اچھا ہے لیکن
آنکھ چھپنے نہ پائے اس کے بعد پتون سے مقام مذکور چھپا دین، اگر ایک ہی شاخ
مین کئی پیوند لگا دیئے جائین جو مختلف الوان کے ہون تو بھی کوئی ہرج نہین
رقعہ مستدیرہ کی شکل یہ ہوگی
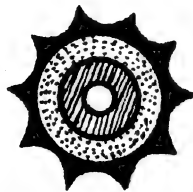
سفید نقطہ آنکھ کے قائم مقام ہے، یہ ترکیب بہت سے درختون مین مستعمل ہے
جیسے زیتون وغیرہ مین،

رقعہ مربعہ کی ترکیب

ایک تیز چھری سے مربع شکل کا پیوند تراشین جس مین آنکھ صحیح وسالم نکل آئے اس کے بعد اس کو پانی مین ڈالتے جائین یہانتک کہ ایک کافی تعداد تراش لین، اس کے بعد ان شاخون کو جو پہلے سے ترکیب کے لیے درست کیگئی ہین دیکھنا چاہیئے جب وہ ترکیب کے قابل ہوجائین تو ان کی گرہ کی جگہ کو پیوند کے برابر کاٹ کر نکالدین اور اس کے عوض مین یہ پیوند رکھدین اور دونون کو برابر کردین، اس طرح کہ رقعہ کا باطنی حصہ شاخ کی لکڑی پر جم جائے پھر دونون کو باندھ دین، اور دودھ سے سیراب کرین خواہ ترکیب انجیر مین ہو ہو یا توت مین، غرضکہ ان درختون مین جنمین دودھ ہوتا ہے، یہی عمل ہوگا، ترکیب کے بعد اس مین تخم انگور یا اردن پیسکر لگا دین، بقیہ وہی عمل ہے، جو بتایا گیا، بعض نے یہ کہا ہے کہ زیتون مین بھی مستعمل، رقعہ مربعہ کی شکل یہ ہوگی،
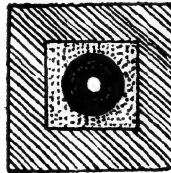
سفید نقطہ آنکھ کے قائم مقام ہے،

اترج کی رند اور زیتون کے ساتھ ترکیب

بالانبوب کا طریقہ

اترج کی ایک نرم سیدھی شاخ لی جائے اور اس کے پوست سے ایک انبوب جس کا طول ایک بالشت ہو مذکورہ بالا طریقہ پر لیا جائے جیسا کہ سیب، سفرجل وغیرہ کی ترکیب مین بتایا گیا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ شاخ مین سوراخ کر کے مغز کو ہر طرف سے نکالدین یہانتک کہ صرف پوست باقی رہجائے جسکی شکل حلقہ کے مانند ہو گی، یا انبوب (یعنی بانس کا ایک پور) کی طرح ہو گی، یہ دوسرے درخت کی اس شاخ مین مرکب کیا جائے جو غلظت اور رقت مین اس کے مساوی ہو، پہلے سے اس شاخ کو اور اس کے مضافات کو کاٹ دیا جائے تاکہ مواد کا صعود اسی طرف ہو، یا رند اور زیتون کے ایک ایسے پودہ مین مرکب کیا جائے جو تازہ ہو اور اکیلا ہو، ترکیب عمل وہی ہوگی جو اس سے قبل فواکہ کی ترکیب مین بتائی گئی ہے،

دونون کو ملانے مین پوری کوشش کرنی چاہیئے، ذرا بھی فرق نہ ہو، مقام ترکیب پر سفید یا بقول خ سرخ انگور کے تخم کا آٹا لگا دینا چاہیئے، اور اس کے اوپر ریشم کا کپڑا یا دھاگا لپیٹ دینا چاہیئے، اس کے بعد ایک مٹی کا برتن لیا جائے اور اس کے پیندے مین ایک باریک سوراخ سوئی کے ناکہ کے برابر کر دین اور ظرف مین میٹھا پانی بھر دین اور مقام ترکیب کے اوپر لٹکا دین تاکہ اس جگہ پر قطرہ بنکر پانی ٹپکتا رہے، یہ ترکیب اپریل کے مہینہ مین کرنا چاہیئے، انشاءاللہ

اترج کے پھل زیتون یا نند کے پھل کے برابر ہون گے، لیکن وقت کی کوئی تعین نہین کیجا سکتی ہے، کبھی دیر یا سویر ہوتا ہے۔

فصل

ترکیب بالثقب کا طریقۂ عمل جسکو انشاب اور ترکیب قرطی بھی کہتے ہین اور یہ قرط کی طرف منسوب ہے

انشاب ایک درخت کا دوسرے غیر جنس درخت کے ساتھ تعلق پیدا کر دینے کو کہتے ہین خواہ دونون مین موافقت ہو یا نہ ہو، یہ ترکیب ہر قسم کے درختون مین مستعمل ہے خصوصًا ان مین جو ایک دوسرے کے ساتھ منافرت رکھتے ہون، جیسے امہات الاشجار وغیرہ، لیکن انشاب عام حالات مین کوئی زیادہ مفید نہین ہے۔ اس کا عمل محض درختون کو ممتاز کرنے کے لیے ہوتا ہے انگور کی ترکیب آپس مین اسی طرح ہوتی ہے، نیز انگور کو نجار اصفصاف، ریحان اور سیب کے ساتھ بھی اسی طرح ترکیب ہوتی ہے، اور اخروٹ اخروٹ کے ساتھ اور پستہ، بطم اور انجیر کیساتھ اسی طریقہ سے مرکب ہوتا ہے، کیونکہ اخروٹ ان مذکورہ اشجار کی طبع، قوت اور حرارت مین یکسان ہوتا ہے اور اترج سیب کیساتھ اسی طرح مرکب ہوتا ہے اس سے اترج اور سیب دونون پیدا ہوتے ہین، ان چیزون کی ترکیب کا زمانہ نومبر سے فروری تک ہے، اور شفتالو حب صفصاف کیساتھ مرکب ہوتا ہے تو بغیر گٹھلی کے ہوتا ہے اور کرزز (خرجینا) اور تفاح مین بھی یہ ترکیب ہوتی ہے، ق کا قول ہے کہ دونون

کی جڑ ایک ہی ہو گی البتہ پھل دونون مختلف ہون گے اور اس کا عمل وہی ہے
جو شفتالو اور صفصاف انجیر اور قراسیا، حب الملوک اور شہتوت کی ترکیب
کا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ شہتوت کی ایک شاخ گرما یا خریف مین انجیر
کے درخت کے ساتھ مضاف کر دیجائے، جاڑے مین ایسا کرنا ممنوع ہے،
ان دونون کی جڑ ایک ہی ہو گی اور پھل مختلف ہونگے بقیہ عمل وہی ہے جو صفصاف
اور شفتالو کا ہے، جس کا ذکر انشاءاللہ آگے آئے گا، جھاؤ اور انار کی لکڑی
سے سوراخ کرنا چاہیئے، ق کا قول ہے کہ انار غیر جنس کے ساتھ مرکب ہوتا ہے
حتی کہ بالکل ملصق ہو جاتا ہے، جڑ تو ایک ہی ہوتی ہے البتہ پھل مختلف ہوتے
ہین، یہی حال بہی کا بھی ہے اور گلاب سیب کے پوست مین مرکب کیا جاتا
ہے تو پھلنے کے وقت تک گلاب کے پھول بھی نکل آتے ہین، اسی طرح
بادام کے ساتھ مرکب ہوتا ہے تو اس مین کلیون کے نکلنے کے ساتھ ہی گلاب
بھی نکل آتے ہین،

انگور کا سیاہ آلو بخارا، صفصاف، اور ریحان کیساتھ ترکیب انشاب کا طریقہ

یہ اس وقت کیا جاتا ہے جب دونون قریب قریب واقع ہون یا دونون
کسی طرح قریب کر دیئے جائین، اس کا طریقہ یہ ہے کہ انگور کی جڑ اور مذکورۂ بالا
درختون کی جڑ کے درمیان دو بالشت یا اس سے کچھ بڑی نالی کھودی جائے،
اور انگور کی شاخ کو جو اپنی جڑ سے جدا نہ ہو اس نالی مین پھیلا دین اور اتنا بڑھائین
کہ دوسرے درخت کی جڑ تک یہ شاخ پہنچ جائے اس کے بعد دوسرے درخت

کی جڑ مین ایک سوراخ شاخ کی حجم کے لحاظ سے کرین اور اس مین شاخ کا ایک کنارہ
داخل کرکے دوسری طرف اس کو نکال لین اور جہان پر شاخ موٹی ہو اور سوراخ
سے باہر نہ نکل سکے تو وہین پر چھوڑ دین اور سوراخ کو لسدار مٹی سے بند کردین
اور اس گڈھے یا نالی کو بھی جس مین یہ شاخ پھیلی ہے بھر دین اور مطعم کے درخت
کی جڑ مین بھی مٹی ڈالدین اور اس کو برابر پانی سے سیراب کرتے رہین۔ تعمیر کے
وقت اس کا خیال رکھین کہ اس شاخ کو کوئی نقصان نہ پہنچے، اسی حال پر کچھ دن چھوڑ
دیا جائے یہانتک کہ یہ سوراخ بھر جائیگا، اور یہ نظر آئے گا کہ گویا اسی سے یہ شاخ
نکلی ہے، اور اسی سے غذا اور قوت حاصل کر رہی ہے، ایسا اس وقت ہوگا جب کہ
یہ شاخ طول اور غلظت مین برابر بڑھ رہی ہو، جب یہ شاخ بالکل تیار ہو جائے تو
اسکو اس سوراخ کے اوپر سے جدا کر دین اور اسی طرح اس کو اپنی جڑ سے بھی الگ کر دین
پھر وہ خود مستقل طور پر انگور کے پھل لائے گی، یہ ترکیب تو اس صورت مین ہے جب کہ
جڑ مین تطعیم کیجائے لیکن جب تنے مین تطعیم کرنا مقصود ہو تو اس مین بھی شاخ کی غلظت
کے لحاظ سے سوراخ کرین اور شاخ کے علوی حصہ کو اس مین داخل کرکے دوسری
جانب کھینچ لین، یہانتک کہ شاخ سوراخ مین پھنس جائے، اس کے بعد سوراخ کے
دونون جانب سفید، شیرین، اور چکنی مٹی لپیٹ دین اور چارون طرف سے ایک
کپڑا لپیٹ دین اور دھاگے سے باندھ دین پھر اگر ممکن ہو سکے تو اس پر ایک ظرف
داخل کر دین جسمین مٹی بھر دین اور کئی سال تک اس کو اسی حال مین چھوڑ دین،
ص کا قول ہے، کہ دو یا تین سال تک یہ شاخ اپنی جڑ سے غذا حاصل کرتی رہے گی
اور موٹی ہوتی جائے گی یہانتک کہ سوراخ شاخ کی موٹائی سے بھر جائے گا اور

اور دونون مین کوئی فرجہ باقی نہ رہے گا، شاخ کا وہ حصہ جو سوراخ سے باہر ہے
وہ بھی موٹا ہوتا جائے گا اور جڑ کی طرف کا حصہ پتلا ہوتا جائے گا، یہان تک کہ یہ معلوم
ہو کہ یہ شاخ اپنی جڑ سے بالکل مستغنی ہو گئی ہے، اور دوسرے درخت کے تنے سے
بالکل متصل ہو گئی ہے، جب یہ حالت پیدا ہو جائے، تو وہ اپنی جڑ سے الگ کر دیجائے
اور مقام ترکیب سے اوپر قطع کیجائے، ص کا قول ہے کہ شاخ کا کوئی حصہ ایسا نہ
ہو جو اس مطعم درخت سے غذا حاصل نہ کرتا ہو، گویا وہ اسی مین لگائی گئی ہے اور اب
اسی طرح نشو و نما پا رہی ہے جیسا کہ پہلے نشو و نما پاتی تھی اور اسکی غذا مین کوئی کمی
نہ ہو کیونکہ اب یہ جڑ پہلی جڑ کے قائم مقام ہو گئی، اس کے بعد اس درخت کا علوی حصہ
چھانٹ دین تاکہ اسکی قوت اس شاخ کی طرف منتقل ہو جائے،

ص کا قول ہے کہ اگر انگور سیاہ آلو بخارا مین مرکب کیا جائے تو اس کی شیرینی
باقی رہے گی اور کوئی تغیر نہ ہوگا، بلکہ یہ فائدہ ہوگا کہ دوسرے انگور سے قبل ہی یہ
تیار ہو جائے گا،

لیکن اگر صفصاف کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اس کی شیرینی کم ہو جائیگی
اور مزہ بھی بدل جائے گا، آلو بخارا کے ساتھ اس کی ترکیب بہت عمدہ ہے، اور ریحان
کے ساتھ مرکب کرنے مین بھی ریحان ہی کا مزہ آجاتا ہے،

اخروٹ کا اخروٹ کے ساتھ انتساب بھی اسی طرح ہوتا ہے، جب اخروٹ
کے دو درخت اس طرح متصل ہون کہ ایک کی شاخ دوسرے کی شاخ سے ملصق
ہو سکے تو اس کو ترکیب بالثقب سے مرکب کر دینا چاہیئے، ق کا قول ہے کہ بعض علمائے
سلف کا یہ خیال ہے کہ اخروٹ اور دوسرے خوشبودار مغز والے درخت کسی کیخشا

ترکیب کو پسند نہین کرتے لیکن میرے تجربہ کے یہ خلاف ہے، مین نے دونون کو مرکب کیا لیکن کوئی نقصان نہین پہنچا، اخروٹ پستہ اور بطم کے ساتھ بھی اسی طرح مضاف ہوتا ہے، بشرطیکہ دونون متصل ہون اگر ایسا نہ ہو تو کسی ایک درخت کو دوسرے درخت کے متصل لگائین اور ایک سال تک بڑھنے دین، جب بڑھ جائے تو اخروٹ کو درخت پستہ کی طرف جھکائین اور پستہ کی جڑ یا تنے یا کسی مضبوط شاخ مین اس کو مرکب کر دین، بقیہ عمل وہی کیا جائے جو انگور کے لیے بتایا گیا ہے، ترکیب کے بعد اس کو پانی سے برابر سیراب کرتے رہین، اس سے اور اخروٹ کی طبعی حرارت سے جلد بڑھے گا، اور شفتالو اور صفصاف کی ترکیب سے بغیر گٹھلی کے شفتالو پیدا ہوتے ہین، اس کا طریقہ یہ ہے کہ صفصاف کی ایک شاخ یا کوئی وتد لیا جائے جب وہ بڑھنے لگے تو اس کو قوس کی شکل کا اس طرح بنا دین کہ شاخ کے علوی حصہ کو زمین مین دفن کر دین یا یہ کرین کہ جب شاخ لگائین تو اس کے دونون کنارون کو پہلے ہی زمین مین دفن کر دین یہ بھی قوس ہی کی شکل ہو گی، پھر جب بڑھتے دیکھین تو قوس کے نیچے شفتالو کی ایک یا دو گٹھلی بو دین یا اس کا کوئی پودہ لگا دین اور ایک سال کے اندر یہ عمل ختم کر دینا چاہیئے جب شفتالو کا پودا بڑھے گا تو اس قوس پر غیر معمولی بوجھ ہو گا، اسلئے قوس مین ایک بڑا شگاف بنائین تاکہ یہ پودا اس کے اندر داخل ہو سکے، جب شق کر دین تو آہستہ سے شگاف کھول کر اس مین پودہ کو داخل کر دین اور اوپر کی جانب کھینچ لین یہان تک کہ وہ خود قائم ہو جائے، اس کے بعد اس شق کو کسی دھاگے سے باندھ دین اور اس کے اوپر اچھی مٹی لگا کر کپڑے اور دھاگے سے دوبارہ باندھ دین

جب دوسرا سال شروع ہو جائے اور یہ معلوم ہو کہ شفتالو کا پودا اپنی جڑ سے مستغنی ہو گیا ہے تو اس کو کاٹ کر الگ کر دین، خ کہتا ہے کہ پھلنے سے قبل ہی یہ قوت سے غذا حاصل کرنے لگے گا، اور اس کے پھل بغیر گٹھلی کے ہون گے، بعض کا یہ قول ہے کہ جب ایک درخت دوسرے درخت مین مضاف کیا جائے تو اس کو میٹھے پانی سے سیراب کرنا ضروری ہے،

ابن حجاج کی کتاب مین یونیوس کا قول یون منقول ہے کہ انگور کا انگور کیساتھ ترکیب بالثقب اس طرح ہوتی ہے کہ ایک کی شاخ کو دوسرے کی جڑ مین جو زمین کے اندر ہو سوراخ کر کے داخل کر دین، اور یہی عمل انگور اور سیاہ آلو بخارا کے انتساب مین ہے، اگر کسی اچھے انگور کی شاخ لینا مقصود ہو تو اس کا طریقہ یہی ہے جب تطعیم سے شاخ بڑھ جائے تو اس کو اصل سے جدا کر دینا چاہیئے،

شفتالو کی ترکیب انتساب صفصاف کے علوی حصہ مین دوسرے طریقہ پر،

جب شفتالو اور صفصاف دونون اس طرح قریب ہون کہ ایک کی شاخ دوسرے کی شاخ سے متصل ہو جائے، تو ایام ربیع مین صفصاف کی ان موٹی شاخون کو جو شفتالو کی طرف جھکی ہوئی ہون شق کیا جائے اور ہر شاخ مین شفتالو کی ایک شاخ داخل کیجائے پھر اس شق کو قنب کے دھاگے سے مضبوطی سے باندھ دین اور اس پر گرم مٹی لپیٹ دین اور پھر اس کو کپڑے کے کسی ٹکڑے سے باندھ دین، اس کے بعد اس مقام ترکیب سے اوپر میٹھے پانی سے لبریز ایک کوزہ لٹکا دین اور اس کے نیچے باریک سا سوراخ بنا دین تاکہ پانی رس رس کے اس مقام پر ٹپکے

پورے موسم گرما مین ایسا ہی عمل کرنا چاہیئے، جب دوسرا سال شروع ہوجائے تو شفتالو کی وہ شاخین جو صفصاف کی شاخون مین مرکب کیگئی ہین، شق کے نیچے سے کاٹ دیجائین جیساکہ انگور اور آلو بخارا کے انتساب کے بیان مین آچکا ہے، اور یہ شاخین اسی حالت مین چھوڑ دیجائین تاکہ وہ صفصاف کی شاخون سے غذا حاصل کرین، بڑھتے بڑھتے اس مین پھل آجائین گے لیکن گٹھلیان نہ ہون گی انتساب کا ایک طریقہ ایسا بھی ہے کہ جس مین مطعم اور مطعم علیہ دونون مین پھل آئین مثلاً شفتالو کی شاخین اگر بادام یا سیب کے ساتھ مضاف کردیجائین تو دونون کی اصل ایک ہی ہوگی، لیکن پھل دونون کے مختلف ہون گے، اسی طرح امرود کو اگر سیب اور بہی کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اصل ایک ہوگی لیکن اثمار مختلف ہون گے، اور اسی طرح انجیر اور شہتوت کی ترکیب مین دو قسم کے پھل ہون گے اور جڑ ایک ہوگی ان تمام مین طریقہ عمل وہی ہے جو صفصاف اور شفتالو کا ہے،

فصل

اس ترکیب کے بیان مین جسکو اعمی کہتے ہین اور جو غراست اور زراعت کے بالکل مشابہ ہے ص، خ اور غ، کی کتابون سے ماخوذ ہے

اس ترکیب کا عمل گٹھلی، تخم اور پودون کیساتھ ہوتا ہے اس ترکیب سے ایک جنس دوسرے کے ساتھ مضاف کیجاتی ہے، ان مین سے ایک کا طریقہ ہم بیان کرتے ہین تاکہ دوسرون کو اسی پر قیاس کرلیا جائے، انجیر اور توت وغیرہ زیتون

اور اس کے ہمجنس درختون کے ساتھ مرکب ہوتے ہین، اس طرح پر کہ ایک زیتون
کا درخت یا اس کی شاخ منتخب کیجائے اور وہ بالکل برابر کاٹی جائے جس طرح
آرہ سے مستوی السطح کاٹی جاتی ہے، اس کے بعد اس شاخ کو اسی چھری سے
شق کیا جائے جس کا ذکر ترکیب کے بیان مین ہوچکا ہے پھر یہ شق کلہاڑی سے
یا کسی دوسری چیز سے بڑھایا جائے، اگر تم اس شاخ کو اسی طرح شق کرنا چاہتے
ہو جس طرح بیگن وغیرہ مین شق کئے جاتے ہین تو تم اسی درخت کی لکڑی سے
دو کھونٹیان بناؤ اور دونون کو شق کے ایک کنارے مین داخل کر دو، اور اس قدر
مضبوطی سے رکھو کہ اپنی جگہ سے ہلنے نہ پائین، اس کے بعد ان کو کسی چیز سے آہستہ
سے ٹھوکو یہان تک کہ دونون کھونٹیان شق کے اندر غائب ہوجائین لیکن یہ خیال
رہے کہ جو مقام قطع ہے اسکی سطح جس طرح قبل مین برابر تھی اسی طرح اب بھی برابر
رہے، اور یہ شق تقریبًا تین انگل کشادہ ہوجائے، پھر مٹی کا ایک بڑا ظرف لیا جائے
جو کم سے کم اس مشقوق شاخ کے اتنا کشادہ ہو، کیونکہ اس کو مٹی کی ضرورت دوسرے
مرکب درختون سے بہت زیادہ ہے، اس ظرف کے سفلی حصہ مین اتنا بڑا سوراخ
کیا جائے کہ جس مین درخت کا مشقوق حصہ اندر جاسکے، اس سے نہ کم ہو اور نہ زیادہ
پھر منتہی شق کے قریب شاخ کی چارون طرف ایک ڈور باندھ دین جسکی شکل بالکل
پازیب کی سی ہوجائے، اور یہ بندش منتہی شق کے نیچے بالشت کے دو ثلث حصہ
پر واقع ہو۔ اس کے بعد ظرف کو شاخ کے اندر داخل کر دین اور اس بندش پر جو
خلخال کے مانند ہے جما دین، اور نشست بالکل سیدھی رکھین،
اس کا عمل وہی ہے جیسا کہ ترکیب کے بیان مین جا چکا ہے، اور یہ مشقوق

حصہ ظرف کے نصف حصہ مین ہو یا ثلث مین ہو اس کے بعد ظرف کے سوراخ
کو نرم اور لسدار مٹی سے اندر اور باہر دونون طرف سے بند کر دین تاکہ شاخ اور
ظرف کے درمیان کوئی خلا باقی نہ رہے، بلکہ خوب عمدگی کے ساتھ راستہ مسدود
ہو جائے، تاکہ پانی یا مٹی کے نکلنے کا موقعہ نہ رہے، پھر سڑا ہوا گوبر جسکی حرارت
بالکل غائب ہو گئی ہو اور صرف رطوبت رہگئی ہو وہ لیا جائے یا ایک حصہ آدمی
کا غلیظ لیا جائے اور ایک حصہ سیاہ بدبودار مٹی لی جائے، اور تیسرا حصہ اسی قسم
کے گوبر کا ہو ان تینون کا مساوی حصہ لیکر خوب ملا دین اور کسی غلہ کا بھونسہ
بھی ملا دین، اس سے اس شق کو بھی بند کر دین اور ظرف مین بھی ڈالدین، صرف
اتنا حصہ چھوڑ دین کہ جس مین پانی ڈالا جا سکے، ظرف مین یہ چیزین ڈالکر خوب
ہاتھ سے دبا دین، اس کے بعد سیب، بہی، توت، اترج، گلاب، انار، انگور اور
ریحان وغیرہ کے تخم لیے جائین اور اس شق مین بو دیے جائین، اور اس کو کافی
طور پر ظرف کی مٹی سے ڈھانک دین، لیکن اسی قدر مٹی دیجائے جس قدر
کہ وہ تخم یا گٹھلی برداشت کر سکین، بونے کے بعد اس کو برابر پانی سے سیراب
کرتے رہین، کبھی مٹی کو خشک ہونے کا موقع نہ دین، اور اگر اس مقام پر پانی سے
بھرا ہوا ظرف لٹکا دین جس مین چھوٹا سا سوراخ بھی ہو تو یہ زیادہ اولے ہے،
یہ تخم اسی شق مین نمو پائے گا اور اس کی باریک رگین اس مین پھیلین گی، غرضکہ
وہ اسی شق سے بڑھے گا، اُگنے کے بعد سیرابی سے غفلت کرنی سخت مضر ہے،
جب تک خوب قوی نہ ہو جائے اور تم کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اب یہ شاخ
سے غذا حاصل کر رہا ہے، اس وقت تک پانی ڈالتے رہو، جب اس کا تعلق

ہو جائے تو چند سال کے بعد اس پانی والے ظرف کو اتار دو اور اب براہ راست
شاخ سے غذا پائے گا، یہ طریقہ تمام درختون مین رائج ہے، مثلاً ریحان، انجیر،
اور زیتون کے ساتھ اور اترج بادام کے ساتھ اور توت زیتون کے ساتھ اور انجیر
زیتون کے ساتھ اس طرح بھی مرکب ہوتے ہین، اس صورت مین تنقیہ کی بھی شدید
ضرورت ہے،

ترکیب اعمی کا دوسرا طریقہ

جو شخص یہ چاہے کہ یہی طریقہ عمل شفتالو اور آلو بخارا وغیرہ کے پودون
کے ساتھ کرے تو اس کو تخم یا گٹھلی کا وہ پودہ منتخب کرنا چاہیئے جو ایک انگل
لانبا ہو، پودہ کو جڑ سمیت اکھاڑ لین اور اگر ممکن ہو تو جڑ کے ساتھ مٹی بھی لے لین،
بلکہ یہ صورت زیادہ اچھی ہے، یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ پودہ کی چھال ایک سال
کے بعد جب سرخ ہو جائے، تب اس کو اکھاڑین، پھر اس پودے کو اس شق
مین داخل کر دین اور برابر میٹھے اور اچھے پانی سے سیراب کرتے رہین تاکہ اس کی
مٹی خشک نہ ہونے پائے، اس ترکیب سے وہ جلد بڑھے گا اور قوی ہوگا،

ایک اور ترکیب

گٹھلیون کے ساتھ بھی ایسا ہی عمل کیا جاتا ہے، جیسے لوز، برقوق، عیون البقر،
زیتون، رند، خوخ، اور قراسیا وغیرہ کی گٹھلیان بھی اسی طرح بوئی جاتی ہین
گٹھلی اسی طرح شق مین رکھدیجاتی ہے، جیساکہ دوسری گٹھلیان بوئی جاتی
ہین، فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ اس ترکیب مین گٹھلی مین ہلکا سا شق کرکے بوتے
ہین، اور پھر اس کو دو یا تین انگل مٹی سے بھر دیتے ہین اور برابر پانی سے سیراب

کرتے رہتے ہین کسی وقت بھی مٹی خشک نہین ہونے پاتی، انشاء اللہ اسی شق
مین جڑ کے ساتھ پودہ نکلے گا، اور اسی درخت سے وہ قوت پائے گا، اور زیتون
مین باداَم، اور حب الملوک کی بھی تطعیم ہو سکتی ہے، اور رند، زیتون اور برقوق
کے ساتھ مرکب ہو سکتا ہے، اور یہ سب آپس مین بھی مرکب ہو سکتے ہین،
گٹھلیون کے اس طرح بونے مین اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ ہر نوع کی تین
گٹھلیان اسی طرح بوئی جائین تاکہ اگر کوئی خراب ہو جائے تو دوسری کارآمد
ہو سکے جب پوری قوت پودہ مین آجائے تو جو حصے غیر مفید ہون ان کو کاٹ
ڈالنا چاہیئے، اور اسی طرح دوسرے میوہ جات کے تخم کے ساتھ بھی عمل کیا جاتا
ہے، اگر ایسا عمل ایک سے زیادہ شاخون کے ساتھ کیا گیا اور ہر شاخ مین دوسرے
قسم کا تخم بویا گیا تو یہ عجیب وغریب بات ہوگی کہ ایک درخت سے مختلف درخت
پیدا ہون گے اور اسی سے قوت حاصل کرین گے،

فصل

مشابہات ترکیب مین، گٹھلی اور تخم کو نباتات، مثلاً پیاز، گاؤزبان، شہتوت وغیرہ کیساتھ ملحق کرنا،

ککڑی، خربوزہ، کھیرا، وغیرہ، گاؤزبان کے ساتھ ملحق ہوتے ہین، یہ شکل
ترکیب اور زراعت دونون کے مشابہ[1] ہے، طریقہ یہ ہے کہ گاؤزبان کا مضبوط
پودہ لیا جائے، یا ایک سال پورے ہونے سے قبل پودے کو کسی باغ مین

[1] اسی وجہ سے یہ مشابہات ترکیب کہلاتی ہے،

منتقل کردیا جائے اور کافی نگرانی کیجائے تاکہ وہ جلد قوت حاصل کرے، پھر جڑ کی مٹی ہٹا دیجائے اور جڑ کے طول مین ایک لوہے سے آلۂ نشتر کے برابر ایک شق کرین یا اس سے ذرا بڑا رکھین اور ککڑی خربوزہ اور کھیرا مین سے جسکو چاہو اس کا ایک تخم اس شق مین ڈالدو، ان تخمون کو پہلے میٹھے پانی مین رات بھر چھوڑ دو، داخل کرنے کے بعد میدان کی باریک اور خشک مٹی جڑ مین ڈالدو اور موضع تخم کو دو انگل یا اس سے زاید مٹی سے بھر دو، اگر ریت میسر ہو سکے تو اس سے بھی پر کردو، یہ عمل تو گاوزبان کے اسفل حصہ مین ہوا اور اگر تم علوی حصہ مین کرنا چاہو تو اوپر کے حصہ کو برابر قطع کرو اور پوست اور لکڑی کے درمیان ککڑی، خربوزہ اور کھیرا کے تخم رکھو، پھر ان کو خشک مٹی سے ڈھانک دو، انشاء اللہ یہ ترکیب کامیاب ہوگی،

فصل

دوسری ترکیب کدو کو عنصل (پیاز دشتی) کیساتھ ملحق کرنے کی، اسکو بصل الخنزیر اور بصل الفار دونون کہتے ہین

صؔ وغیرہ کی کتاب سے ماخوذ ہے،

جہان پر پیاز کے پودے ملے ہوئے ہون، وہان اس عمل کو یون کرنا چاہیے کہ پیاز کے علوی حصہ سے ثلث حصہ نوچ کر پھینکدینا چاہیے اور دو ثلث حصہ مین ایک شق کرنا چاہیے جس کا عمق ایک انگل ہو، بانس کی چھری بناکر

اگر یہ عمل کیا جائے تو اچھا ہے، پھر شق کے ہر کنارے مین ایک مزروعہ تخم کدو داخل کر دین اور تخم کو کھڑا رکھین اس کا پتلا سرا اوپر ہو، ان تخمون کو بھی شب بھر پانی مین رکھنے کے بعد ملحق کرین اور مقام ترکیب کو دھاگے یا کپڑے سے باندھ دین، یا بَردی (بانس کی ایک قسم ہے اور بَردی کھجور کو کہتے ہین) کے پتون سے لپیٹ دین، پیاز کو ہمیشہ اس کے مناسب گڈھون مین بونا چاہیئے اور اس زمین کی تعمیر کماحقہ کرنی چاہیئے، اس ترکیب کے بعد مقام ترکیب مین ریت یا مٹی ڈالدینی چاہیئے، پھر پانی سے اس طرح سیراب کرنا چاہیئے کہ تخم تک پانی پہنچے لیکن خود پودے پر پانی ڈالنے کی ضرورت نہین ہے اس طرح پر عمل کرنے سے سبز رنگ کے بڑے بڑے کدو نکلین گے جس مین نہ پیاز کی بو ہو گی اور نہ اس قسم کا مزہ ہو گا، اس مین پانی کی زیادہ ضرورت نہین ہے اس ترکیب کا وقت اور پیاز بونے کا وقت انشاء اللہ پھر کسی موقعہ پر بیان کیا جائے گا،

مذکورۂ بالا ترکیب کا مین نے خود تجربہ کیا تو بالکل صحیح پایا اس کدو کو مین نے اور دوسرون نے بھی کھایا، بعض کا یہ قول ہے کہ یہ آسمان کے پانی سے سیراب ہونے والی زمین مین اچھی طرح ہوتا ہے بشرطیکہ اس وقت تک سیراب ہو سکے جب تک یہ قوت نہ پکڑ لے، یہ پیاز کا پودہ اسی حال مین قائم رہے گا اور اس کو زیادہ پانی کی ضرورت نہین ہے، اور نہ کسی قسم کی کاٹ چھانٹ کی ضرورت ہے،

ایک اور ترکیب

ق کا قول ہے کہ اگر تم یہ چاہو کہ کدو اور ککڑی بلا کسی سیرابی کے لگاؤ تو اس کے لیے تم اس زمین کا انتخاب کرو جس مین سن، کی جڑ ہو یا حاج جسکو عاقول بھی کہتے ہین اس کی جڑ ہو، اس جڑ کے قریب ایک بڑا گڈھا کھود و، جو تین ہاتھ گہرا ہو، پھر اس جڑ کے وسط مین ایک پتلی لکڑی سے شق بناؤ، جو بہت زیادہ کشادہ نہ ہو۔ بلکہ اتنا ہو کہ کدو، اور ککڑی کے دو تخم سما سکین، ان دونون تخمون کو شق کے اندر داخل کرنے کے بعد گڈھے کی مٹی اوپر سے ڈالدین اور زمین کی باریک مٹی بھی ڈالین، یہان تک کہ مزروعہ تخم کے اوپر تین انگل کے برابر اونچائی ہو، اور جیسے جیسے یہ تخم ایک ایک بالشت بڑھتے جائین ویسے ہی اور زیادہ مٹی ڈالتے جائین تاکہ یہ گڈھا بالکل بھر جائے اور زمین کی سطح کے برابر ہو جائے، اگر اس طرح کدو، اور ککڑی کی زراعت کیجائے تو اس کی جڑ مستقل ہو جائے گی اور ہر سال بلا پانی کے پیدا ہو گی مین نے اس ترکیب کو آسانی کے خیال سے لکھا تاکہ اس کے مشابہات مین بھی یہ عمل کیا جا سکے، جیسا کہ آگے آئے گا، اگر یہ عمل قثار الحمار (اندرائن) کی جڑ مین کیا جائے تو ککڑی تلخ پیدا ہو گی اور اسہال لانے والی ہو گی، اور اگر یبروح مین یہ عمل ہو تو یہ منوم بہت ہو گا، اور اگر سرخ انگور کی جڑ مین ہو تو جو چیز اس مین لگائی جائے گی اسی کی خاصیت اختیار کرے گا، جس شخص کو اس پر شبہہ ہو اس کو تجربہ کر لینا چاہیئے،

خرما[1] کی گٹھلیون کو قرقاص کی جڑ سے ملحق کرنے کا بیان، اس ترکیب سے موز پیدا ہوتا ہے (ص، غ اور خ سے ماخوذ ہے)

اس کا طریقہ یہ ہے کہ قرقاص کو ایسی جگہ پر لگانا چاہیئے جہان پر برابر دھوپ رہتی ہو، وہ زمین اچھی طرح پانی سے سیراب ہو چکی ہو، لگانے کے بعد ہوا سے محفوظ رکھین اور اس وقت تک پانی سے سیراب کرتے رہین جب تک کہ اُگنے نہ لگے، جب اس کی شاخین نمودار ہو جائین تو جڑ کی مٹی ہٹا دین اور سونے کے ایک ٹکڑے سے جڑ مین ایک شگاف دین اور اس مین اس خرما کی گٹھلی داخل کرین جس کو کسبہ کہتے ہین یا اور اچھے قسم کے خرمون کی گٹھلیان اس طرح داخل کیجائین کہ وہ بالکل غائب ہو جائین پھر اس جگہ کو کھجور یا بانس کی پتی سے یا دھاگے سے باندھ دین اور اس پر لسدار مٹی لگا دین، پھر اس مقام کو چار انگل مٹی ڈال کر مستور کر دین اس کے بعد سیراب کرنا شروع کرین، خواہ روزانہ سیراب کرین یا ایک دن کے بعد سیراب کرین، پانی میٹھا ہونا چاہیئے، اس ترکیب سے موز پیدا ہوگا، اور اس کے لگانے کا وقت جنوری یا فروری مین ہے، اور آخر موسم گرما مین یہ پھلتا ہے، بعض یہ کہتے ہین کہ پہلے گٹھلی کو کسی چیز سے چور کر لین پھر اسکو شق مین داخل کرین، غ کا قول ہے کہ مین نے اس کا تجربہ کیا صحیح نہین پایا، مجھ کو ایک ثقہ شخص نے یہ خبر دی کہ یہ عمل مشرقی ممالک مین جاری ہے،

---

[1] اصل کتاب مین ہر جگہ تمر کا لفظ ہے لیکن ثمر سے مطلب واضح نہین ہوتا، الا یہ کہ ثمر کسی درخت کا نام ہے میرے خیال مین یہ تمر (خرما) ہے کیونکہ ترکیب متعین درخت کے ساتھ ہے،

اور مین نے لوگون کو ایسا کرتے ہوئے خود دیکھا ہے، خرما کی مادہ گٹھلی لیجائے اور
یہ چھوٹی ہوتی ہے اس کا کنارہ نوکیلا نہین ہوتا ہے اس کو قرقاص کی جڑ مین مرکب کرین
جسکی جڑ شلجم اور حرشف (فارسی مین کنگر کہتے ہین) کی جڑ کے مشابہ ہوتی ہے، ترکیب کے
بعد مٹی سے ڈھک دین اور پانی سے خوب سیراب کرین انشاء اللہ اس سے موز پیدا
ہوگا، اس قسم کا قرقاص بلاد اندلس مین بہت کم پایا جاتا ہے،

خربوزہ کو عوسج سوسن خطمی اور انجیر کیساتھ ملحق کرنے کا طریقہ

ط مین ہے کہ بعض لوگ خربوزہ کو دوسرے نباتات کے ساتھ ملا کر بوتے
ہین اور اس کو مرکب خربوزہ کہتے ہین، یہ مختلف رنگ کا ہوتا ہے طریقۂ عمل یہ ہے
کہ عوسج، سوسن، خطمی، توت اور انجیر وغیرہ مین سے کسی ایک کو اس کے لیے
منتخب کیا جائے، پہلے درخت کی تمام شاخون کو کاٹ ڈالنا چاہیئے یہانتک کہ
زمین پر صرف ایک بالشت یا ایک ہاتھ جڑ باقی رہ جائے، پھر زمین مین چوڑی
دھار والی چھری یعنی کھرپے سے شق کرین، خصوصاً عوسج کی جڑ مین کئی شق کرین
اور ان شقوق مین تین سے پانچ تک خربوزے کے بیج داخل کرین، اس سے
زیادہ بیج نہ ڈالے جائین اور توت مین یہ بیج ڈال کر اوپر سے چکنی مٹی جسمین
تھوڑی شیرینی بھی ہو ڈالدین، تاکہ تخم چھپ جائے، یہ مٹی رقت، حرارت اور
یبوست مین معتدل ہوتی ہے اس مٹی کی اتنی مقدار ڈالی جائے جتنی کہ ان
تخمون کے لیے گڈھون مین دیجاتی ہے، توت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ
شق سے قبل اس پر گرم پانی ڈالین پھر شق کرین، یہ تمام جڑین کثرت سے پانی
کی محتاج ہین، ہمیشہ ان کو سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اس سے پھل بکثرت آینگے

توقع ہے، جو خربوزہ کہ توت کے ساتھ مرکب کیا جائے گا وہ بہت زیادہ شیرین ہوگا، بلکہ تمام خربوزون سے زیادہ میٹھا ہوگا، اور جو عوسج مین مرکب کیا جائیگا اس کا بھی ذائقہ اچھا ہوگا، آفات اور تغیرات کا اثر اسس پر بہت کم ہوگا، اور جو خربوزہ کہ سوسن کیساتھ مرکب ہوگا اس کے پھل بڑے ہون گے اور قسم ثانی سے زیادہ شیرین ہون گے، اور جو خطمی کے ساتھ مرکب ہوگا اس مین خوشبو بہت عمدہ ہوگی، اور جو انجیر کے ساتھ مرکب ہوگا، اس مین اتنی حدت اور تیزی ہوگی کہ کوئی شخص منھ کٹنے کے خوف سے نہ کھاسکے گا، اس کی حالت لہسن یا رائی کی طرح ہوگی، اور یہ عمل ان خربوزون مین کیا جاتا ہے جو ابتدائے گرما اور آخر ربیع یا آخر جولائی مین بوئے جاتے ہین،

فصل

ان چیزون کے بیان مین جنکی ترکیب مین ضرورت ہے

ہمیشہ پھلدار درختون کو پھلدار کے ساتھ مرکب کرنا چاہیئے، پھلدار کو غیر پھلدار کے ساتھ مرکب نہ کرنا چاہیئے، اور نہ غیر پھلدار کو پھلدار اور غیر پھلدار کے ساتھ مرکب کرنا چاہیئے، کیونکہ ایسی ترکیب سے پھل کم آئین گے، اسی طرح کمزور یا پرانے درخت مین ترکیب نہ کرنا چاہیئے، بلکہ صرف نئے اور جوان درختون مین جو آفات سماوی سے بالکل محفوظ ہون، اور جنمین مادہ اور رطوبت کافی موجود ہو ترکیب کا عمل کیا جائے تو وہ مفید اور کارآمد ہوگا، جیسا کہ اچھی زمین مین ہر قسم کی زراعت ممکن ہے، البتہ جنمین رطوبت ہو ان کو زیادہ رطوبت والون مین مرکب کر سکتے ہین، لیکن

اس کے برعکس نہین ہوسکتا کیونکہ ترکیب ناقص ہوجائیگی،

قؔ کا قول ہے کہ متقدمین نے اس پر اتفاق کرلیا ہے کہ کثیر مادہ والے درخت خواہ وہ کسی نوع کے ہون اپنے ہمجنس اور مشابہ مادہ والے درختون کے ساتھ مرکب ہوسکتے ہین اس صورت مین پودہ سال مین تقریبًا دس بالشت بڑھے گا اور بہت ممکن ہے کہ اسی سال پھل بھی لائے، مین نے امرود مین اس کا تجربہ کیا ہے،

علمائے فلاحت کا یہ بھی قول ہے کہ جب درخت اپنی نوع کے ساتھ مرکب کیا جائے، یعنی یہ کہ زیتون، زیتون اور رنبوح کیساتھ، سیب سیب کے ساتھ اور بہی بہی کے ساتھ مرکب کی جائے تو ترکیب بہت جلد بارآور ہوگی، اور جو غیر نوع یا مشابہ درختون کے ساتھ مرکب کئے جاتے ہین، ان مین اتنی قوت نامیہ نہ ہوگی، بلکہ مطعم علیہ مین بعض وقت سختی آجاتی ہے اور مطعم اس کی کوئی مدد نہین کرسکتا، اس قسم کی ترکیب کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ زمین کے اندر مرکب کئے جائین یا ترکیب کے بعد مقام ترکیب کو زمین کے اندر چھپا دین، اس سے انشاء اللہ اصلاح ہوگی،

مین نے آلو بخارا کو بہی کے ساتھ مرکب دیکھا، جسمین آلو بخارا کی شاخ تو سخت ہوگئی تھی اور بہی کا تنا اچھی حالت مین تھا، اور ایک دوسرے سے ممتاز تھا، جن درختون مین کھاد وغیرہ ڈالی جاتی ہے ان مین ایک سال پیشتر ہی کھاد وغیرہ ڈال کر درست کردین اور زمین کو اچھی طرح تعمیر کردین، جیسے زیتون وغیرہ ہے، مشقوق حصہ کو یا اس سوراخ کو جس مین قلم داخل کئے جاتے ہین، باندھکر

محفوظ کر دین، یہ خیال رہے کہ کتان کے بٹے ہوئے دھاگے سے اور اسی طرح
سخت ڈورے سے نہ باندھین کیونکہ اس قسم کی سخت چیز پوست مین بیٹھ جاتی ہے
اور اس کو کاٹ ڈالتی ہے، اس سے ترکیب پر بڑا اثر پڑیگا، ترکیب انبوب
اور رقعہ مین بھی اس کا خیال رکھنا چاہیئے، اس سے اولیٰ یہ ہے کہ اُون کے دھاگے
سے اس کو باندھ دین جب شاخین بڑھ جائین اور یہ خطرہ ہو کہ ہوا یا چڑیان اونکو
توڑ ڈالین گی تو ترکیب کو محفوظ رکھنے کے لیے ایک موٹا ڈنڈا جڑ مین نصب کر کے
اس پر ٹیک لگا دین یا ان کو تنے یا دوسری شاخون مین مقام ترکیب سے نیچے
باندھ دین، باندھ کر ترکیب کی شاخون سے ملا دین اور ہلکے سے اس کو بھی باندھ
دین تا کہ قوت پکڑے اور اگر یہ شاخین بے ضرورت ہون تو ان کو الگ کر دینا
چاہیئے، شاخون کے اوپر ایک کانٹا بھی باندھ دینا چاہیئے تا کہ چڑیان اس پر
بیٹھ کر خراب نہ کرین، اگر بعض چھوٹی شاخون کی تخفیف کی ضرورت ہو تو ان کو
ہاتھ سے نوچ لینا چاہیئے، لوہا لگانے کی ضرورت نہین ہے،

جب کبھی ترکیب مین ضعف نظر آئے تو غور کرنا چاہیے کہ ضعف کیون آیا
اگر گرمی کی شدت کی بنا پر ہو تو شیرین پانی سے سیراب کرنا چاہیئے اور بار بار
ایسا کرنا چاہیئے زمین کی تعمیر کی بھی ضرورت پڑسے گی، مقام ترکیب سے اگر مٹی
گئی ہے یا اس مین شقوق پیدا ہو گئے ہین یا اس مین چیونٹیان داخل ہو گئی ہون
تو دوسری مٹی لگا دی جائے، انشاء اللہ درست ہو جائے گی،

ظ مین ہے کہ مرکب، مرکب فیہ سے ذائقہ، خوشبو، رنگ، رو... قد
ور جلدی بارآور ہونے کی صفت حاصل کرتا ہے، اگر آخری صفت مین دونون

مختلف بھی ہون تو متوسط شکل پیدا ہوجائے گی یعنی جو دیر مین ثمرآور ہوتا ہے وہ
مرکب فیہ کی وجہ سے ذرا جلد بارآور ہوگا، اور اس کے برعکس دوسری صورت مین[ل] ہوگا
بعض یہ بھی کہتے ہین کہ جب دو درخت ایک ہی نوع کے اس قدر متصل ہون
کہ دونون اگر ملا دیئے جائین تو دونون آگے چلکر ملجائین گے اور اگر کسی ایک کا
علوی حصہ ملاپ کے مقام سے اوپر کاٹ ڈالا جائے تو دونون کا مادہ یکجا ہوجائے گا
اور بقیہ حصہ دونون سے غذا حاصل کرے گا، اس ترکیب سے پھل پہلے سے زیادہ بڑے
ہون گے، مین نے ریحان کے دو پودون کو اسی طرح ملا دیا، کیونکہ دونون بہت
متصل تھے، چند سال مین جہان پر لپیٹے گئے تھے اسی مقام پر دونون ایک ہوگئے،
ان مین سے ایک کا علوی حصہ کمزور ہوگیا تو مین نے اس کو کاٹ ڈالا، پھر وہ
دونون جڑون سے غذا حاصل کرتا رہا، مین نے دو انگور کی بیلون کو اسی طرح
لپٹا ہوا دیکھا، لیکن یہ ترکیب ان کے لیے مضر ہوئی،
اشجار کی موافقت اور عدم موافقت کا اندازہ مندرجہ ذیل صورتون سے

[ل] اصل نسخہ کے حاشیہ مین یہ عبارت مرقوم ہے۔
"ترکیب کے وقت منجملہ دیگر شرائط کے یہ بھی لکھا ہے کہ اس سے قبل اسی بصورت لونڈی سے مجامعت
کرے جو بالکل اسکی مطیع ہو اس کے مزاج مین غیظ و غضب نہ ہو، اور اگر زارع کی نئی بیوی ہو جس سے اسی سال
شادی ہوئی ہو تو اس کے ساتھ بھی ہم صحبت ہوسکتا ہے، اسکی وجہ یہ ہے کہ جماع کے اکثر اشکال اور صور ترکیب
کے اشکال کے مشابہ ہوتے ہین، چنانچہ اسی بنا پر لوگون کا قول ہے کہ اگر وہ لونڈی حاملہ ہوجائے تو وہ درخت
بھی اسی سال پھل لائے گا، یہ ایک عجیب و غریب خاصہ ہے مین نے حکایتہ یہ نقل کردیا ہے، ان مین سے
کسی بات کو بھی صحیح نہین سمجھتا"

اچھی طرح ہو سکتا ہے، وہ یہ ہے کہ بعض درختون مین مادہ بہت زیادہ ہوتا ہے
بعض مین متوسط درجہ کا ہوتا ہے اور بعض مین بہت کم ہوتا ہے، اسی طرح بعض
درختون کی لکڑیون مین صلابت بہت زیادہ ہوتی ہے، بعض مین متوسط درجہ
کی ہوتی ہے، اور بعض کی لکڑیان نرم ہوتی ہین، اور ان مین سے ہر ایک نوع
کے درخت دوسری نوع کے موافق ہین، جن درختون مین مادہ بہت زیادہ ہے
ان مین انگور، انجیر نر، انجیر مادہ، بہی، سیب، توت، عیون البقر، زیتون، خوخ، شفتالو
امرود، اور گلاب وغیرہ ہین اور جن درختون مین مادہ بہت کم ہوتا ہے ان مین
اترج، نارنج، لیمون، بلوط، مقنع، حنا، احمر، سرو، شاہ بلوط، اخروٹ، بادام،
بیولا، طرفا، فندق، صنوبر، عناب وغیرہ ہین، اور جنکی لکڑیان بہت سخت ہوتی
ہین، ان مین زیتون، عناب، بیولا اور اکثر وہ درخت ہین جنمین تھوڑی سیاہی ہوتی
ہے، اسی طرح وہ جنکی لکڑیان نرم ہوتی ہین، ان مین دفلی، انجیر، انگور، ازاد درخت
اور گلاب وغیرہ ہین، پس اگر کثیر مادہ والا قلیل مادہ والے کے ساتھ مرکب کیا گیا
یا اس کے برعکس ہوا، تو قلت مادہ کی بنا پر اسکی بقا مشکل ہوگی، موافقت کی دیگر
صورتین امہات الاجناس کے ذیل مین گذر چکی ہین، مثلاً جو درخت کہ ذوات الصموغ
کہلاتے ہین ایک تو ان مین وہ ہون گے جنمین بکثرت گوند ہو، جیسے آلو بخارا،
برقوق، شفتالو، وغیرہ دوسرے وہ جنمین متوسط گوند ہو جیسے یوز، صرو، اور صنوبر
وغیرہ، تیسرے وہ جنمین گوند بہت کم ہو جیسے زیتون، انگور، سرو، بہی اور اخروٹ
وغیرہ اور ذوات الادہان مین سے ایک وہ ہین جنمین روغن بہت زیادہ ہوتا ہے
اور ان کے چھلکے سے روغن نکالا جاتا ہے، جیسے زیتون اور سرو، وغیرہ دوسرے

وہ جنکی گٹھلی کے مغز سے روغن نکالا جاتا ہے جیسے اخروٹ اور بادام وغیرہ، بس ان مذکورۂ بالا اصناف شجر کی ترکیب مین وہ ترکیب کم مفید ہوتی ہے، جس مین مطعم اور مطعم علیہ اکثر اوصاف مین متفق نہ ہون،

بھاری پانی والے اشجار کی آپس مین ترکیب بھی عمدہ نہین ہوتی ہے، جیسے زیتون کی بلوط کے ساتھ، ایک ثقہ شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ مین نے زیتون کے چند قلم بلوط کے نئے اور ترو تازہ درخت مین مرکب کئے، ایک سال سے زیادہ گذر جانے کے بعد ان قلمون مین کچھ نمو ہوا مادہ تو پورا آگیا لیکن نہ تو وہ خشک ہون اور نہ بڑھین، مجبوراً مین نے بلوط کو کاٹ ڈالا بعض یہ بھی کہتے ہین کہ ترکیب مین درختون کی عمرون کا بھی لحاظ کیا جاتا ہے، ان مین بھی بعض طویل عمر کے ہوتے ہین، بعض متوسط عمر کے اور بعض بہت ہی کم عمر والے ہوتے ہین، پس اگر بڑی عمر والا کسی چھوٹی عمر والے کے ساتھ مرکب کیا جائے تو اس کی عمر بھی کم ہوجائیگی اس کا مفصل ذکر آئے گا

فصل

علمائے فلاحت نے درختون کی جو عمرین متعین کی ہین، اس کے بیان مین

بعض نبطیون کا قول ہے کہ زیتون کی عمر تین ہزار برس کی ہوتی ہے، اور کھجور کی عمر پانچسو برس کی ہوتی اور بلوط کی چار ہزار برس کی ہوتی ہے اور خرنوب کی تین سو برس کی ہوتی ہے، اسی طرح بعض یہ کہتے ہین کہ عناب، اخروٹ، بادام

توت، خا احمر میں، بیولا، اور نشم وغیرہ کی عمر تقریباً دو سو برس کی ہوتی ہے،
طؔ مین ہے کہ ڈیڑھ سو برس کے بعد انگور خشک ہوجاتا ہے اور کسی کام کا نہین
رہتا ہے اور انگور کو اگر ابتدا سے آفات سے محفوظ رکھا جائے اور اس مین قوت
نمو بھی زائد ہو تو وہ دور اول کے ختم کرنے کے بعد جسکی مدت سات برس ہوتی ہے
اسی طرح کے دوسرے سات دورون تک یہ بڑھ سکتا ہے، یعنی انچاس برس
کی عمر تک، اس کے بعد اس مین انحطاط شروع ہوجائے گا، اور آخر مین ضعیف
اور بوڑھا ہوجائے گا، اور اس عمر تک جو اوپر بتائی گئی ہے خشک ہوجائے گا،
طؔ مین ہے کہ بہر کی عمر زیادہ سے زیادہ ایکسو برس ہے، اور شفتالو کی کل ساٹھ برس
ہے، اور امرود، شہتہی، زعرور، انار، بہی، مقنع، آلوبالو، زردآلو، فندق، اترج، نارنج
اور سرو وغیرہ کی بھی تقریباً ایکسو برس عمر ہے، اور آلو بخارا، مخیطا، دلب، دفلی، ازادرخت
اور تفاح وغیرہ کی عمر پچاس سال کی ہوتی ہے، خ کا قول ہے کہ گلاب تیس سال
کی عمر کا ہوتا ہے، اور خبری کی عمر دو یا تین سال ہوتی ہے، اس کے بعد اس کی
حالت خراب ہوجاتی ہے، اس مین جو زرد ہوتا ہے اس کی عمر سرخ سے کم ہوتی
ہے، قصب الحلو کی عمر تین سال کی ہوتی ہے اور مرزوش کی چھ سال ہوتی ہے اور
ایشا کی چار سال ہوتی ہے اور فصفصہ کی بیس سال ہوتی ہے،

درختون کی کاٹ چھانٹ کا بیان ابن حجاج کی کتاب سے

شوئون کا قول ہے کہ تسیح[1] (کاٹ چھانٹ) بہت زیادہ نفع بخش ہے،
اس کا عمل یہ ہے کہ شاخین جب ضعیف اور کمزور ہو جائین تو انگور فوراً کاٹ
ڈالین، تاکہ تمام مادہ مضبوط اور قوی شاخون کی طرف لوٹ جائے، وہ شاخین
بھی کاٹ ڈالی جائین جو غیر مناسب جگہ پر نکل آئی ہون یا دوسری اچھی شاخون
کے لیے تنگی پیدا کرتی ہون یا ان کو نقصان پہنچاتی ہون، اور جو شاخین کہ درخت
کے اندرونی حصہ مین نکل آتی ہین اور کمزور ہوتی ہین، ان کا بھی کاٹنا اس حیثیت سے
مفید ہے کہ اندر ہوا جانے کا راستہ ملجائے گا، یہ قطع و برید موسم سرما مین کرنا چاہیئے
جبکہ درختون مین پانی جاری نہ ہو، اس کے خلاف وقت کرنے مین مادہ شاخون
مین منقسم ہو جائے گا، اور درخت مین کمزوری آجائے گی، کاٹنے کے بعد اس جگہ
کو فوراً اشاخ غیر مقطوعہ کی سطح کے برابر کردین تاکہ جلد اس پر پوست نمودار ہو جائے،
متقدمین اُن جڑون کو کاٹ دیتے تھے، جو زمین کے اوپر نکل آتی تھین، اور ان
کا یہ قول تھا کہ یہ جڑین اگر بڑھین گی اور زمین سے قوت حاصل کرین گی تو درختون
کے لیے مضر ثابت ہون گی، یہ تعمیر کی یعنی کھودائی اور درستگی کی مانع ہون گی،

[1] دکنی زبان مین اس عمل کو خصی کہتے ہین ۱۲ گاشت انگور،

جس سے درخت کی اصلاح اور بقا ہوتی ہے، اس بنا پر ایسی جڑون کو کاٹ
ڈالنا چاہیئے،

مہراریس کا قول ہے کہ ان چھوٹی جڑون کو جو زمین کی تعمیر مین ہارج
ہون، ان کو قطع کر دینا چاہیئے، درخت کی فلاح وبہبودی اسی پر منحصر ہے،
ان کو دفعتہً نہین کاٹنا چاہیئے ورنہ ضعف آجائے گا بلکہ آہستہ آہستہ ہر سال کاٹی
جائین، ایک دوسرا فائدہ ان جڑون کے کاٹنے سے یہ بھی ہے کہ جب زمین
درست ہوجائے گی تو درخت کے اندر نئی جڑین نکلین گی اور چونکہ زمین بالکل
صاف اور نرم ہوچکی ہے، اسلیے بہت وسعت کیساتھ پھیل سکین گی، قطع کے
بعد ایسی جگہ پر گوبر وغیرہ ڈالدینا چاہیئے،

میرا خیال ہے کہ یہ طریقۂ عمل زیتون اور ان درختون کے لیے جنکی جڑین
سطح زمین کے قریب تر ہوتی ہین غیر مناسب ہے، مشرقی حصہ مین کسی نے
زیتون کے ساتھ یہ عمل دفعتہً کیا جس سے سخت نقصان پہنچا،

قسطوس کا قول ہے کہ پھلدار درخت کی شاخون کا وہ حصہ جو فاضل ہو
جب پھل چنے جاتے ہون تو اس کو کاٹ ڈالنا چاہیئے، اور اگر علوی شاخ
کے نیچے کی شاخین کاٹی جائین تو اور زیادہ مفید ہے یونیوس کہتا ہے کہ تمام
فواکہات کے درختون مین خواہ وہ رطب ہون یا یابس جو فاضل چیزین ہون
اس کو قینچی یا چھری سے چھانٹ ڈالنا چاہیئے، ان شاخون اور رگون کو بھی
نوچ ڈالنا چاہیئے، جو تنے یا جڑ مین نکل آئی ہون، تاکہ درخت بالکل برابر اور
چکنا ہوجائے، صرف تین یا چار بڑی شاخین باقی رہجائین، جو ایک دوسرے سے

بالکل جدا نظر آئین، چھوٹے پودون مین بھی یہ عمل اس وقت تک ہوتا ہے، جب وہ چار ہاتھ تک بڑھ جاتے ہین، کیونکہ لگانے کے وقت وہ بہت نرم ہوتے ہین،

زیتون کے تنقیہ کے متعلق یہ لکھا ہے کہ اس کا تنقیہ نومبر مین ہونا چاہیئے، کیونکہ اسکی تمام رطوبت پہلے ہی فنا ہوچکی ہوتی ہے، اور اس کے ساتھ ہی موسم سرما کی بارش کو یہ قبول نہین کرتا، ایسی حالت مین بہتر ہے کہ وہ اسی زمانہ مین اس کا تنقیہ ہوتا کہ قوت حاصل ہوسکے، خصوصًا اس وقت اس مین صلابت اور قوت موجود رہتی ہے، جب تم تنقیہ کرچکو فورًا ہی گوبر یا اسی قسم کی کھاد لگادو تاکہ اس کاٹ چھانٹ سے جو نقصان پہنچا ہے وہ دفع ہوجائے اور شاخین پہلے سے زیادہ مضبوط اور اچھی نکلین، ان خشک شاخون کا کاٹنا بہت ضروری ہے، جو وسط مین واقع ہون تاکہ درخت کو سانس لینے کا راستہ ملے، ان کو بھی کاٹنا چاہیئے جو ایک دوسرے سے لپٹی ہوئی ہون تاکہ وسعت پیدا ہو اور جو کج یا زیادہ لانبی شاخین ہون ان کو بھی چھانٹ ڈالنا چاہیئے کیونکہ یہ سب اور دوسری شاخون کے مقابلہ مین بہت کم پھل لانے والی ہین، بہرحال فلاح کو ہر چیز دیکھکر کاٹنا چاہیئے، زیتون مین یہ تنقیہ ہر تین یا چار سال کے بعد کرنا چاہیئے،

کیننوس کا قول ہے کہ زیتون کی شاخین اگر کاٹی گئین تو اس سے یہ نقصان نہین ہوگا، کہ پھل کم آئین گے کیونکہ نئی شاخین اس کمی کو پورا کردین گی، مرسالی کا قول ہے کہ ۲۱ نومبر سے ۴ دسمبر تک درخت کی کاٹ چھانٹ جاری رکھ سکتی ہے،

امرود کو بہت خفیف کاٹ چھانٹ کی ضرورت ہے، بہی کو ہر طریقہ سے کاٹنا مفید ہوگا،
آلو بخارا کو بھی بہت تیزی کیساتھ کاٹنے کی ضرورت نہین ہے، رفیرف، انجیر، زیتون،
یہ سب ان درختون مین ہین جنکو خفیف طریقہ پر کاٹنا چاہیئے،

تبدون کہتا ہے کہ انجیر کے لیے پوری کاٹ چھانٹ مضر نہین ہے، بلکہ مفید
ہے، یہی حال انگور کا بھی ہے، اس سے ان دونون کی قوت نامیہ بڑھتی ہے،
ابن حجاج فرماتے ہین کہ یہ میرے نزدیک بھی بالکل صحیح ہے، اس مین کسی قسم کے
شک وشبہہ کی گنجائش نہین ہے، مین نے مرسیال کے قول کا تجربہ کیا، انجیر
کے متعلق جو اسکی رائے ہے وہ غلط معلوم ہوتی ہے، آلو بالو، اخروٹ، بادام
اور فندق وغیرہ کے لیے بھی یہ اصلاح مفید ہے،

سادھمس اور دوسرے فلاحون کا قول ہے کہ تمام درخت علی الاطلاق صغر سنی
ہی مین اس کے محتاج رہتے ہین کہ ان کی اصلاح کی جائے اور ان شاخون اور
فروع کو چھانٹ ڈالا جائے، جو درخت کے اندرونی حصہ یا جڑ مین نکل آتے ہین،
لیکن اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے کہ چار سال سے کم عمر والے پودون کی کاٹ چھانٹ
لوہے کے اوزار سے ہرگز نہین کرنی چاہیئے، اس عمر مین ان کے لیے لوہا سم قاتل
ہوگا، بلکہ ہاتھ سے چونٹ لینا چاہیئے، جب چار سال کی عمر سے متجاوز ہو جائین تو
ان کو لوہے سے کاٹ سکتے ہین، لیکن پھر بھی زور سے مارنا ممنوع ہے، اس عمل تنقیہ
سے درخت کا منظر اچھا ہو جائیگا اور اس مادہ سے اس کو تقویت پہنچیگی جو دوسری شاخون
سے لوٹ گیا ہے، تیسرا فائدہ یہ ہوگا کہ درخت کی وسعت اور ضخامت زیادہ ہوگی اگر
مقام قطع وسیع ہو تو اس پر چکنی سفید اور شیرین مٹی کو پیٹ دین بلکہ اچھی طرح رگڑ دین

تاکہ مقام قطع سے خوب ملصق ہو جائے،

جب پودہ قد آدم سے بڑھ جائے تو اب یہ غور کرنا چاہیئے کہ آیا وہ تقلیم اور تنقیہ کا متحمل ہو سکتا ہے یا نہین اگر ہو تو برابر حسب دستور تنقیہ کرنے دینا چاہیئے اور اگر متحمل نہ ہو تو اب یہ عمل روک دینا چاہیئے کیونکہ بعض درخت اس کے متحمل ہوتے ہین اور بعض نہین ہوتے ہین، مین نے اندلس کی مشرقی سمت مین دیکھا کہ جب زیتون کی شاخین جل گئین تو لوگون نے پہلے ہی سال ان شاخون کو چھانٹ دیا جو جلی ہوئی شاخون کی جگہ پر نکل آئی تھین، لیکن کئی سال تک تقلیم کا کوئی فائدہ نہین پہنچا، جب چوتھے سال مین تقلیم کا عمل ہوا تو بہت مفید ثابت ہوا، اس سے معلوم ہوا کہ چار سال سے قبل یہ عمل مفید نہین ہے،

فصل

علمائے فلاحت کا اس پر اتفاق ہے کہ بعض اشجار تقلیم کے متحمل ہوتے ہین اور بعض نہین ہوتے، اور ذوات الالبان کے لیے یہ مفید اور موافق ہوتا ہے، مثلاً انجیر اور توت وغیرہ کے لیے خصوصاً توت کی تو زندگی ہی اس پر منحصر ہے کہ ہر سال ان پودون اور شاخون کو جو ایک جگہ گنجان ہو جاتی ہین کاٹ ڈالا جائے، اور اسکی آنکھون کو بھی نکال لینا چاہیئے، موٹی شاخون کے کاٹنے مین اس کا خیال رہے، کہ درخت کا پوست اُجڑنے نہ پائے، اور نہ خود درخت پھٹنے پائے، کیونکہ اس سے چھال اور درخت دونون کو نقصان پہنچے گا، اس کا سب سے اچھا طریقہ یہ ہے کہ شاخ پہلے آرہ یا کسی اور آلہ سے کاٹی جائے، جب کاٹی جا چکے تو اس پر سفید مٹی کا ضماد کر دین تاکہ اس جگہ پر کیڑے

نہ پیدا ہون، عناب کا ہر طرح تنقیہ ممکن ہے، جس شاخ کو تم کاٹنا چاہو کاٹ سکتے ہو،
کیونکہ یہ بہت زیادہ بڑھتا اور پھیلتا ہے، لیکن درخت کو پھٹنے سے بچانا چاہیئے ورنہ
کیڑے فوراً پیدا ہو جائین گے، چلغوزہ اور اخروٹ مین بھی کامل تنقیہ مضر نہین ہے،
غ اور ناہیک کا قول ہے کہ رگون اور ٹہنیون کی تقلیم کے وقت درخت کی
جڑون کو بھی کاٹ ڈالنا چاہیئے تاکہ نئی جڑین نکل آئین، اگر صرف بعض شاخین کاٹی
جائین گی تو مقطوعہ حصہ مین کسی قسم کی بالیدگی نہ ہوگی، جوز رومی اور تیس بھی تنقیہ کو
قبول کرتے ہین، اسی طرح رند کی بھی تقلیم بخوبی ہو سکتی ہے، اس کے اعلیٰ حصہ
مین کاٹ چھانٹ مفید ہو سکتی ہے، زیتون کے لیے بھی یہ عمل مضر نہین ہے، اگر اسکی
شاخین خشک ہو جائین تو گرہ کے نیچے سے تھوڑا سبز حصہ بھی لیکر کاٹ ڈالین یہ
مفید ثابت ہوگا اور مادّہ درخت کے دوسرے حصون مین پھیل سکے گا، اور اگر
شاخین اس طرح کاٹی گئین کہ کچھ خشک حصہ بھی باقی رہ گیا ہے تو اس مقام پر کسی
قسم کی دوبارہ تازگی پیدا نہ ہوگی،
تی کا قول ہے کہ اگر تم زیتون کی بیکار شاخون کو کاٹ ڈالو گے تو پھل بکثرت
آئین گے اور ان شاخون کے کاٹنے کا وقت پھل آنے کے بعد ہے، جب یہ پھل توڑے
جا چکین تب کاٹنا چاہیئے، انگور، خرنوب اور بلوط کے ساتھ بھی یہی عمل کیا جاتا ہے،
ط مین ہے کہ جب زیتون کا درخت ثمر آور ہو اور اس کے ثمر چنے جا چکے ہین تو پھر
اسکی شاخین کلہاڑی سے غروب آفتاب کے وقت کاٹ ڈالی جائین، جو شخص
کلہاڑی کی ضرب لگائے وہ شاخ کو مخاطب کر کے یہ کہتا جائے کہ اگر تو پھل نہ
لائیگی تو مین عنقریب تجھکو کاٹ ڈالون گا اور لکڑی بنا ڈالون گا، اس کو مکرر کہے

انشاء اللہ اس مین پھل ضرور آئین گے،

وہ درخت جو تشمیر اور تقلیم کے متحمل نہین ہوتے ان مین ذوات الصموغ یعنی گوند دار درخت ہین، ان کے لیے کسی طرح یہ موافق نہین پڑتا، بلکہ علوی حصہ مین بھی کسی طرح کی کاٹ چھانٹ مفید نہین ہے، یہ اس وقت کیلئے ہے جب کہ قد آدم کے برابر بڑھ گئے ہون، لیکن جب چھوٹے ہون تو جو مضر چیزین ہون گی ان کا کاٹنا ضروری ہے، لیکن اسکا خیال رکھنا چاہیئے کہ اس حالت مین بھی درخت مین کوئی شق نہ پیدا ہو، شفتالو بھی جب بڑھ جائے تو اس کو لوہے سے نہ چھونا چاہیئے، بعض تو یہ کہتے ہین کہ جن درختون مین پانی کی کمی ہوتی ہے ان کو لوہے کے اوزار سے ہرگز نہین چھونا چاہیئے، مرسیال کہتا ہے کہ ان کی تعلیم ازادی کے ساتھ غیر متوقع ہے، بہی کو بھی لوہا نہ لگانا چاہیئے کیونکہ اس سے فساد پیدا ہوجائیگا حب الملوک کا خواہ قدیم درخت ہو یا جدید، لوہے سے محفوظ رکھنا ضروری ہے، یہی حال سیب کا ہے، اس کا علوی حصہ اگر اصلاح کی غرض سے بڑھنے کے بعد کاٹا جائے تو اصلاح کی بجائے فساد پیدا ہوجائے گا، لیکن اگر صغرسنی مین درستگی کی غرض سے ترمیم کیجائے تو وہ مفید ہوگی،

نغ کا قول ہے کہ آلو بخارا کا درخت جب بڑا یا پرانا ہوجائے تو اس کو لوہے سے چھیڑنا نہ چاہیئے لیکن اگر علوی حصہ مین قطع کی کسی سبب سے ضرورت آپڑے تو دیکھنا چاہیئے کہ درخت مین کیڑے تو نہین پیدا ہوگئے ہین اگر ایسا ہو تو لوہے سے احتراز کرنا چاہیئے، اور جب تک درخت مین نئی اور چکنی شاخین ہون اس وقت تک تنقیہ کرتے رہین، لیکن اگر علوی حصہ کو قطع کردین تو درخت از سر نو اچھا ہوسکتا ہے

مرسیال کا قول ہے کہ بلا کسی خوف وخطر کے کاٹ چھانٹ کرنا چاہیئے، نسیم اسود کے متعلق ؔغ کی رائے ہے کہ اس کا بھی تنقیہ مفید نہین ہے، اگر علوی حصہ سے کوئی شاخ کاٹ ڈالی گئی تو اسکی جگہ پر کوئی عمدہ اور موٹی شاخ نہین پیدا ہو گی، بلکہ نہایت باریک اور پتلی شاخین نمودار ہون گی جو ٹیڑھی ہوجائین گی اور درخت کی نشو ونما کو روک دینگی، اور اسی سے فساد پیدا ہوجائے گا، اس طرح کھجور کی علوی شاخ اگر کاٹ دیجائے تو اسکی ترقی رک جائے گی، صنوبر کے متعلق بھی ؔغ کی یہی رائے ہے، کیونکہ اسکی علوی شاخ جب کاٹی جائے گی تو ان کی بجائے کمزور شاخین نکلین گی، ان کے علاوہ نارنج لیموں، سرو، جوز، فندق اور ان کے مشابہ درخت جن کے پتے نہین جھڑتے اور درخت جیسے انار، سیب، آلو بخارا، اور پستہ وغیرہ مین تقلیم کی ضرورت کم پڑتی ہے،

فصل

جب درخت پر اتنی مدت گذر جائے کہ وہ قریب مرگ معلوم ہو یا اسکی نشو ونما رک جائے، یا اس کا علوی حصہ کسی خارجی آفت مثلاً ہوا، برف، یا ضعف کی بنا پر خشک ہوجائے تو اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ نہایت تیز لوہے سے اسکو کاٹ چھانٹ کے درست کر دیا جائے، کیونکہ جو درخت یا شاخ کسی کند لوہے سے کاٹی جائے گی تو وہ خراب ہوجائے گی، زمین سے ایک ہاتھ کے فاصلہ پر کاٹنا چاہیئے بشرطیکہ اس کا اطمینان ہو کہ کوئی جانور اس کو نقصان نہ پہنچائے گا، لیکن اگر اس کا خطرہ ہو تو اس سے اوپر تقلیم کا عمل شروع کرنا چاہیئے، اس کے بعد

برابر زمین کی تعمیر کرتے رہنا چاہیئے اور اس کو پانی سے سیراب کرتے رہنا چاہیئے
نخ ۔ص سے بیان کرتا ہے کہ مین نے بہی اور انار کے پرانے درختون کا اسی
طرح علاج کیا ہے، اس سے نئی شاخین نکلین اور مدت تک پھل آتے رہے، پھر اگر یہ
بوسیدہ ہونے لگے تو دوبارہ تقلیم کا عمل کیا گیا، اور بار بار تعمیر اور آب پاشی ہوتی رہی
جس سے شاخین تر و تازہ ہوگئین اور پھل پھر آنے لگے اور ان دونوں نے سو سے زیادہ عمر پائی
غ کا قول ہے کہ حب الملوک جب پرانا ہوجائے تو اس کے اسفل حصہ کو کاٹ
دینا چاہیئے، کیونکہ علوی حصہ کے کاٹنے سے کسی قسم کی بالیدگی نہ ہوگی، تو ت بھی جب
ضعیف اور کمزور ہوجائے اور پھل نہ لائے تو اوپر کی شاخون کو چھانٹ ڈالنا چاہیئے
اس سے اسکی پہلی حالت لوٹ آئے گی اور وہ پھر بارآور ہوجائے گا، خصوصًا جب یہ درخت
ایسے مقام پر ہو جہان پر تعمیر اور سیرابی بآسانی ہوسکتی ہو تو یہ بہت جلد اپنی اصلی حالت
پر لوٹ آئے گا، اور اگر اترج، نارنج، لیمون، رنبوع، یاسمین وغیرہ پرانے ہوجائین، تو پورا
درخت کاٹ ڈالا جائے اور اس کے بعد اس زمین کی تعمیر کیجائے اور پانی سے خوب
سیراب کیجائے انشاء اللہ درخت انھین جڑون سے دوبارہ نشو و نما پائے گا،
غ کا قول ہے کہ اگر شفتالو کا درخت کمزور ہوجائے اور اس کا مادۂ نمو کم ہوجائے
اور بعض شاخین خراب ہوجائین، اور لکڑیان سیاہ ہوجائین اور ان مین ایک پتہ
بھی باقی نہ رہے، اور ان مین سبزی کی بجائے سیاہی اور سرخی آجائے اور انکھین سخت
ہوکر گرہ بنجائین، تو تم کو یقین کرلینا چاہیئے کہ یہ درخت بوڑھا اور ضعیف ہوگیا، اور
یہ عنقریب خراب ہوجائے گا، اس کا علاج یہ ہے کہ زمین کے دو بالشت اوپر سے کاٹنا
شروع کرین، اور یہ عمل ماہ اکتوبر مین کرنا چاہیئے آلہ قاطعہ آرہ یا اسی قسم کی تیز چیز ہو

کاٹنے کے بعد جڑون مین بکثرت مٹی لاکر ڈالدین اور ہر آٹھوین دن پانی سے سیراب کرتے رہین، پندرہ دن سے لیکر آخر موسم گرما تک اس مین بالیدگی شروع ہو جائے گی، اور دوسرے سال مین پھول اور پھل دونون آجائین گے، اگر دوسرے سال یہ بات پیدا ہوئی تو تیسرے سال انشاء اللہ ثمر آور ہو جائے گا، اس وقت بھی جو شاخین کمزور نظر آئین وہ سب کاٹ ڈالی جائین اور صرف تین سے چار شاخون تک باقی رکھین، اگر تم اس مین عمل تکبیس کرنا چاہو تو کر سکتے ہو، انشاء اللہ یہ درخت اپنی اصلی حالت پر عود کر آئے گا، لیکن یہ عمل برابر کرتے رہنا چاہیئے،

آلو بخارا اور توت وغیرہ جنگی پتیان جھڑ جاتی ہین جب یہ ضعیف اور بوڑھے ہو جاتے ہین تو ان کا علاج بھی وہی تقلیم ہے، جہان تک کاٹنے کی وسعت ہو علوی شاخون کو کاٹ ڈالو، لیکن جڑ کے قریب کی شاخون کو کاٹنا زیادہ اولیٰ ہے، وہ درخت جنمین یبوست اور خشکی پیدا ہو جائے ان کے اس علوی حصہ کو چھانٹنا چاہیئے جسمین خشکی نہ آتی ہو، یہ عمل خریف مین کرنا چاہیئے، اور برابر نگرانی رکھنی چاہیئے انشاء اللہ سرسبز ہو جائے گا، درختون کے امراض اور ان کے علاج کے متعلق مفصل بیان آئندہ آئے گا،

مزروعہ زمین کی تعمیر کے بیان مین جس سے خود زمین اور پودون کی اصلاح مقصود ہوتی ہے نیز تعمیر اور کھاد ڈالنے کے اوقات، اور کن درختون کے لیے تعمیر مفید ہے اور کن کے لیے غیر مفید ہے، اور انگور کا دوسرے مقامات پر منتقل کرنے کا تفصیلی بیان، اور زراعت کے لیے کس قسم کے لوگون کو منتخب کیا جاتا ہے؛ مستحکم انگور کے درختون کے لیے کہان تک تعمیر مفید ہے، اور کیونکر ناقص انگور کو درست کرنے کے لیے دوسری شاخون کو داخل کیا جائے گا،

یہ تمام معلومات ابن حجاج کی کتاب سے ماخوذ ہین،

یونیوس کا قول ہے کہ شاخون کے نمودار ہونے سے قبل انگور کے اردگرد کی زمین کو کھود ڈالین، کیونکہ جب شاخین نکل جائین گی اور خوشے ظاہر ہو جائین گے تو پھر کھودنے کی حرکت سے بہت سے پھل ضائع ہو جائین گے اسلئے قبل ہی کھودنا اچھا ہے، زمین کو جس قدر زیادہ کھودینگے اور جس قدر اس مین تخلخل پیدا ہوگا اسی قدر پودے کو تقویت زیادہ ہوگی، اور پھل زیادہ آئین گے، لیکن اگر دوران عمل مین شاخین نکل آئین تو اس عمل کو اس وقت تک کیلئے موقوف کردینا چاہیئے جبتک کہ یہ نئی شاخین قوت نہ پکڑلین، اس کے بعد پھر دوبارہ کھودنا چاہیئے، اس مین اسکا خیال ضرور رہے کہ کدال سے انگور کا تنا کہین ظاہر نہ ہو جائے، کیونکہ اگر ایسا ہوا

تو درخت مین تقویت کی بجائے ضعف آجائے گا، اور پھل کم آئین گے،

اگر انگور کی وہ شاخین ناقص ہو جائین جو جفان الکرم (غا کہائے تاک انگور) کہلاتی ہین تو اس مین سے ایک بڑی شاخ کو جو ذرا جھکی ہوئی ہو، کھینچ کر ایک گڑھے مین لے آئین اور اس مین اچھی طرح پھیلا دین، اور جو مٹی خندق سے نکلی ہو اس سے خوب چھپا دین، اس کے بعد برابر اسی طرح سیرابی وغیرہ کا خیال رکھین جسطرح اور درختون کے لیے بتایا گیا ہے، دو سال کے بعد اس علیحدہ شاخ کو پہلی جڑ سے الگ کر دین۔

قسطوس کہتا ہے کہ پرانے اور ضعیف درخت کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ درخت کے چارون طرف جو مقامات خالی ہون اُن مین ایک ہاتھ گہرا گڑھا کھود دین جو مستطیل شکل کا ہو، اس کے بعد باغبان کو چاہیئے کہ ایک لانبی شاخ کو بغیر قطع کئے ہوئے آہستہ سے کھینچ کر اس گڑھے کے وسط مین دفن کر دے اور شاخ کا ایک کنارہ باہر نکال دے، اس سے نئی شاخ پھوٹے گی، اب یہ نئی شاخ اس بچہ کے مانند ہو گی جو دو ماؤن کا دودھ پیتا ہو، اس شاخ کی ایک ماں [illegible] پہلی جڑ ہو گی جس سے یہ متعلق ہے، دوسری ماں وہ شاخ ہو گی جس سے اب یہ نئی شاخ نکلی ہے اور یہ پودہ بہت جلد بڑھے گا، اور پھل لائے گا، جب یہ بالکل تیار ہو جائے تو زارع کو اختیار ہے اگر پہلا درخت بہت پرانا ہو گیا ہو تو اس سے اس کو الگ کر دے، اور اگر ایسا نہ ہو تو دونون کو اپنی حالت پر رہنے دے،

زمین کی کھودائی کس وقت ہونی چاہیئے اور اس مین کیونکر کھاد ڈالی جائے اس کے متعلق یونیوس یہ کہتا ہے کہ مشرقی ممالک والے جب زمین مین کوئی گڑھا کھودتے ہین تو اس کو فوراً بھر نہین دیتے ہین بلکہ وہ موسم سرما تک اس کو اسی حالت

پر چھوڑ دیتے ہین، لیکن جنوبی باشندے تو گڈھون کو فوراً بھر دیتے ہین، بہت سے لوگ انگور کے اطراف کو سال مین دو مرتبہ کھودتے ہین، ایک مرتبہ خریف مین اور دوسری مرتبہ ربیع مین، ان گڈھون کی گہرائی وہ ایک قدم کے برابر رکھتے ہین، جو انگور کہ مستحکم اور اچھی حالت مین ہو تو اس کو بھی تعمیر کی ضرورت ہے، اطراف کو کھود کر اس مین بھیڑ بکری اور دوسرے جانورون کا غلیظ ملا کر بطور کھاد کے ڈالدین، کھاد باوجود حار ہونے کے انگور کی نشو ونما کے لیے مفید ہے. لیکن کسی انگور کی جڑ مین اس قسم کی گرم کھاد نہین ڈالنی چاہئے، بلکہ، جب ڈالی جائے تو جڑ سے کم سے کم چار انگل کے فاصلہ پر ڈالین، تاکہ ذرا فاصلہ سے حرارت جڑون مین داخل ہوتی رہے، جڑ اگر چور یا مجروح ہو تو کھاد نہ ڈالنی چاہیئے، کیونکہ گرمی اس کو جلا ڈالے گی، یہ تمام شکلین اس وقت کے لئے ہین جب کھاد کا سامان ہو سکے، لیکن جب یہ چیزین نہ مل سکین تو ان کی بجائے باقلا، اور دوسرے تمام غلون کا بھوسہ ملا کر ڈالدین، ان چیزدن کا بھوسہ بھی انگور کیلئے نفع بخش ہے، یہ اس کو برف، اور اولون سے محفوظ رکھتا ہے، اور ان کیڑون کا دافع ہے جو درخت کو خراب کیا کرتے ہین، اور جو مقامات کہ بہت زیادہ بارش ہین وہان انگور وغیرہ کے لئے گڈھون کا کھودنا ضروری ہے، اس کے بعد ایک سال تک یہ عمل موقوف رکھا جائے، اگر برف باری کا خطرہ ہو تو انگور کے تنہ اور جڑون پر اچھی طرح مٹی ڈالدین تاکہ وہ محفوظ ہو جائے.

ابن حجاج رہ فرماتے ہین کہ اشجار کی درستگی کے لیے تمام تدابیر پر عمل کرنا چاہیئے، شونون کا قول ہے کہ درحقیقت زراعت تین چیزون کا نام ہے، (۱) زمین کا جوتنا، یا کھودنا، (۲) کھاد کا مہتیا کرکے ڈالنا (۳) اور درختون کی کاٹ چھانٹ کرنا،

متقدمین نے اس کے ساتھ نہر اور بدیون سے سیراب کرنے کو بھی چوتھی شرط مین داخل کیا ہے، لیکن واقعہ یہ نہین، کیونکہ اکثر درخت سیرابی کے محتاج نہین ہوتے، ان کے لیے وہی پانی کافی ہوتا ہے جو آسمان سے ان تک پہنچتا ہے، اسی طرح اگر ہم بستانی درخت کو بری اور خشکی بنانا چاہین تو اس کے لئے بھی پانی سے زیادہ ضروری زمین کا جوتنا ہے بلکہ وہ پانی کا محتاج ہی نہین ہوتا، غرضکہ وہی تین مذکورۂ بالا چیزین درختون کی عمرون مین اضافہ کرتی ہین، انکی اصلاح کرتی ہین، اور ان مین قوت کو باقی رکھتی ہین، کیونکہ بعض اچھے اور مضبوط درختون مین ضعف آجاتا ہے، ان کے علاوہ اگر پانی مہیا ہوسکے تو سیراب کرنا افضل ہے، اور بعض درخت تو خصوصًا پانی کو مرغوب رکھتے ہین، مثلاً انجیر ہمیشہ پانی کا محتاج رہتا ہے، اسی طرح انار بھی اس کا خواہشمند رہتا ہے، اور بھی دوسرے درخت ہین، انکی سیرابی کا بہترین وقت موسم گرما مین ہے اور ربیع اور خریف مین بھی ہے، خصوصًا جب بارش کے ہونے مین دیر ہو، موسم گرما مین ان کو خصوصیت کیساتھ رات کے وقت سیراب کرنا چاہیئے، تاکہ پانی خوب اچھی طرح جڑون مین پیوست ہوسکے، زمین جب وافر طریقہ پر پانی کو جذب کریگی اور پھر آفتاب اپنی حرارت سے اسکی رطوبت کو خشک کرے گا، تو یہ زمین بہت عمدہ اور قوی ہوجائے گی،

تعمیر یعنی جوتنا یا کھودنا چار چیزون کے لیے مفید ہے، (۱) اس سے زمین کے اندر تخلخل پیدا ہوگا جس سے رگون اور جڑون کے راستے کھل جائینگے اور ان مین بآسانی ہوا جاسکے گی، ایک مشہور فلاح کا قول ہے کہ درختون کے لیے زمین کا تخلخل اس جانور کی رہائی کے مشابہ ہے جس کا گلا گھونٹا جارہا ہے، ٹھیک اسی طرح منجمد زمین مین درختون کا گلا گھٹتا ہے،

(۲) دوسری غرض زمین کے اندرونی حصّہ کو الٹنا ہے تاکہ آفتاب کی گرمی اس کے اجزاء کو لطیف بنا سکے، اسی غرض سے قدما نے زمین کو جوتنا اختیار کیا اور لوگون کو اسکی ترغیب دی، تاکہ اندر کا حصّہ درست ہو سکے،

اسی بنا پر وہ لوگ پامال راستون کی گرد و غبار کو جنپر دھوپ ہمیشہ پڑتی رہتی ہو زیادہ پسند کرتے تھے، ان کا یہ قول تھا کہ پیدل اور سوار اپنی رفتار سے اس مٹی کو خوب الٹ پلٹ دیتے ہین، آفتاب کی گرمی پکا ڈالتی ہے، اور ہوا ان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجایا کرتی ہے، اس وجہ سے یہ خاک بہت زیادہ لطیف بنجاتی ہے، جو شخص اپنی زمین کو عمدہ بنانا چاہتا ہو اس کو چاہیئے کہ جانورون کو وہان پر رکھے تاکہ وہ پیشاب اور غلیظ کر کے اس کو خوب روند ڈالین،

۳- تیسری غرض یہ ہے کہ وہ گھاس اور نباتات جو خود رو ہوتے ہین، اور جو زمین کی نفاست اور لطافت کو ضائع کر دیتے ہین، اور اصلی درختون کو غذا حاصل کرنے مین مانع ہوتے ہین، اس تعمیر سے بالکل صاف ہو جائین گے،

۴- چوتھا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے بعد زمین رطوبت اور پانی کو بہت زیادہ جذب کر لیتی ہے، اور جو پانی زمین کے اندر چلا جاتا ہے اس سے وہ درختون کو سخت موسم گرما مین سیراب کرتی ہے اور ٹھنڈا رکھتی ہے جنگلی اور صحرائی درختون کا قیام نہایت گہری جوت پر موقوف ہے، جس سے بڑی بڑی لکیرین پیدا ہو جائین، صحرائی درختون کی زمین کو تین فصلون مین الٹ پلٹ سکتے ہین، خریف، سرما، اور ربیع مین، مذکورہ طریقہ کے علاوہ زمین کو جڑ کے قریب کھود کر اسکی مٹی ہٹا کر بھی درست کر سکتے ہین، اس طرح پر کہ ارد گرد مین ایک مستدیر وسیع اور عمیق گڑھا کھودین جسکی شکل مرتبان کی جیسی ہو

ہمنے اس عمل کیطرف جسکو کشف کہتے ہین جو زیادہ زور دیا ہے، وہ محض تین وجہون سے

۱- یہ امر متیقن ہو چکا کہ سطح زمین کی خاک آفتاب کی گرمی کیوجہ سے نہایت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے اسلیے ہم یہ چاہتے ہین کہ وہ مٹی جو جڑون سے متصل رہتی ہے نہایت صاف اور عمدہ ہو تا کہ جڑین اس سے قوت حاصل کرین اور جس طرح اچھی غذا سے ہر جسم مین نمو ہوتا ہے اسی طرح اس مین بھی ہوگا،

۲- دوسری وجہ وہی زمین کا تخلخل ہے جس سے جڑون کو قید سے رہائی ملجاتی ہے کیونکہ جب ہم مٹی کو گڈھے سے نکال کر دوبارہ ڈالین گے تو اس وقت اسکے اجزاء بالکل بکھرے اور منتشر ہون گے،

۳- تیسری وجہ یہ ہے کہ ان گڈھون مین پانی اگر جمع ہو جائے گا اور کسی دوسری جگہ جانے نہ پائے گا بلکہ اسی زمین کی گہرائی مین اترتا چلا جائے گا،

متقدمین کا خیال ہے کہ کشف یعنی گڈھے کی وسعت تین گز ہونی چاہیئے، اس کا استعمال وسطِ سرما مین نہین کرنا چاہیئے جبکہ اولہ یا برف وغیرہ پڑتی ہو کیونکہ اس موسم مین جڑون کا کھولنا سخت مضر ہے البتہ ابتدائے گرما مین یہ عمل ہو سکتا ہے ہاردن خریف کے زمانہ مین یہ عمل کرتا تھا اور جب سردی سخت پڑتی تھی تو جڑون پر مٹی ڈالدیتا تھا، اور موسم گرما کا انتظار کرتا تھا، وہ اس عمل کو بار بار کرنے کا قائل تھا، گڈھا کھود کر چھوڑ دیتا تھا تا کہ ہوا اس کو گرم کر دے اس سے زمین مین خوب تخلخل پیدا ہو جاتا ہے، بلاشبہہ اس عمل سے درخت کی تندرستی ہمیشہ باقی رہتی ہے اور ہر وقت تراوٹ موجود رہتی ہے کھاد زمین کو گرم رکھتی ہے، اور حرارت غریزی کو مشتعل کرتی ہے، وہ رطوبت جس کو دسومت کہتے ہین، نباتات اور درختون کے بڑھانے

مین کھاد سے بہت زیادہ مدد حاصل کرتی ہے، اور تقلیم سے جو عظیم الشان فائدہ ہے
وہ گذر چکا ہے،

بنجر اور خراب زمین کی اصلاح تعمیر کے ذریعہ سے، جب کوئی زمین بوئے ہوئے
تخمون کو ہضم کر جائے، تو اس کے سرما مین کئی مرتبہ جوت ڈالنا چاہیئے، جب ربیع
کا آخری زمانہ ہو تو خوب اچھی طرح جوت کر لکیرون کو کشادہ کر دین، اب یہ زمین
بہت زیادہ جوتے جانے کی وجہ سے قابل زراعت ہو جائے گی، اس کے بعد موسم
گرما مین جب آفتاب کی حرارت لکیرون کے اندر پہنچیگی تو زمین کے اجزا کو لطیف
بنا دیگی، اور اس کو گرم کر دیگی، اس عمل سے زمین مین تین باتین پیدا ہون گی،
اجزا مین تفرق اور نرمی پیدا ہو گی، آفتاب کی حرارت سے لطافت پیدا ہو گی اور
گھاس وغیرہ کو جمنے سے روکے گی تاکہ وہ اسکی رطوبت وغیرہ کو جذب نہ کر لے،
اس زمین مین اگر یہ عمل اسی طرح کیا جائے گا تو یہ درست ہو جائیگی،

اس زمین کو قلیب کہتے ہین اور اسکی اصلاح کے لیے سب سے بہترین تدبیر یہی ہے،
قلیب کے متعلق انشاء اللہ آئندہ بحث ہو گی،

اس کتاب کے باب اول مین زمینون کے اقسام اور ان کے اوصاف اور
ان کی اصلاح کے تدابیر کا مفصل ذکر ہو چکا ہے، فلاحت نبطیہ مین جو کچھ اس کا مواد
تھا اس کا بھی خلاصہ لکھا جا چکا ہے، عمل نبش (زمین کو کھودنا) جو درختون کی جڑ مین
کیا جاتا ہے اور جس کو تردیج اور تنفیش بھی کہتے ہین، اس کا بیان بھی گذر چکا ہے،
یہ عمل کشف کے بالکل مشابہ ہے۔ اس کے متعلق یونیوس کی جو رائے تھی وہ بھی لکھی
جا چکی ہے، آئندہ ہم تفصیل سے ان کے علاوہ دوسری کتابون سے اس کے متعلق

معلومات دین گے،

ص، غ اور خ کی کتابون مین ہے کہ زمین کی تعمیر مین چند حالات کا خیال رکھنا چاہیئے اولاً وقت کا کہ سال بھر کے اندر کس وقت یہ عمل مفید ہوگا، دوسرے زمین کی حالت کا اندازہ کرنا چاہیئے کہ وہ کیسی ہے، زیادہ تر ہے یا زیادہ خشک ہے یا درمیانی حالت مین ہے، تعمیر ہل جوت کر بھی ہوسکتی ہے، اور زمین مین گڈھا کھود کر بھی ہوسکتی ہے اس عمل کو بہت عمدگی سے انجام دینا چاہیئے تاکہ آیندہ آسانی ہو، ابتدائے عمل جنوری سے اخیر مئی تک ہو یعنی موسم سرما مین، اس عرصہ مین بار بار یہ عمل ہونا چاہیئے، یہ زمین کی حالت کے لحاظ سے ہوگا، اگر زمین نرم ہوجائے اور مٹی باریک ہوجائے تو تعمیر ختم ہوگئی جنوری ہی کے مہینہ مین درخت کی جڑ سے مٹی ہٹا کر گڈھا کھود سکتے ہین،

فصل

ہر قسم کی زمین کے لیے تعمیر کا ایک خاص عمل خاص وقت مین ہوتا ہے

ابوعبداللہ بن الفاصل کا قول ہے کہ سرخ زمین قوی ہوتی ہے، وہ بہت جلد درست نہین ہوتی ہے بلکہ سخت محنت اور مشقت کے ساتھ اگر اس پر بار بار ہل چلایا جائے تو اس کی مٹی نرم اور باریک ہوگی، سیاہ زمین بھی بکثرت تعمیر کی محتاج ہے، اور یہی حال زرد رنگ کی زمین کا ہے، بار بار کھودنے یا جوتتے سے درخت کی حالت درست ہوجاتی ہے، سخت قسم کی زمین مین بھی اس وقت تک یہ عمل جاری رکھا جائے جب تک کہ اسکی مٹی باریک نہ ہوجائے، ارض حرشا جس مین تھوڑی صلابت ہوتی ہے

اس مین بکثرت تعمیر کی ضرورت ہے، حریریہ زمین کو زیادہ تعمیر کی ضرورت نہین ہوتی
ہے. یہی حال خاکی رنگ کی زمین اور سفید مرطوب زمین کا ہے، ان سبھون مین
ان کی ذاتی نرمی کی وجہ سے دوسری زمینون سے کم عمل کی ضرورت پڑتی ہے،
رملیہ اور ہنر ولہ مین بھی یہ عمل مناسب وقت مین کیا جاتا ہے، دیر اور سویر کی ضرورت
نہین ہے. اور نہ زیادہ عمیق جوتنے کی ضرورت ہے، ورنہ آفتاب کی گرمی سے اسکی
رہی سہی رطوبت بھی زائل ہو جائے گی، یہی حال نمکین اور شور زمین کا ہے،
قسطوس کا قول ہے کہ کوئی زمین ایک بالشت سے زیادہ گہری نہ کھودی
جائے، خ وغیرہ کہتے ہین کہ وہ زمین جس کے اوپر کی مٹی اچھی ہو اور اندر کی مٹی مین
سخت ریت، پتھریا کنکر وغیرہ ہون زیادہ گہری نہ کھودیجائے ورنہ سطح کی مٹی کی خوبی
بھی دوسری مٹی سے ملکر جاتی رہے گی، البتہ اچھی کھاد ڈال کر اسکی اصلاح کر سکتے ہین،
لیکن جس زمین کے اندر مٹی اچھی ہو اور اوپر خراب ہو، تو اس کو اچھی طرح جوتنا
چاہیئے، اور گہری کھودی جائے تاکہ دونون مٹی ملکر ایک معتدل مزاج اختیار کر لین
اور یہ پہلی سے زیادہ اچھی ہوتی ہے، باب اوّل اور باب ہفتم مین اسکا بیان ہو چکا ہے،
ان معلومات کو جو آئندہ بیان ہون گے یکجا کر دیا جائے تو زارع کی ہدایت کے لئے
کافی ہین،

فصل

ص، خ اور غ کی کتابون سے ہر زمین کی تعمیر کے اوقات کا بیان

جو زمین بہت اچھی اور قوی ہو اس کو جلد درست کرنا چاہیئے، اس عمل کی ابتدا

خریف مین کرنی چاہیئے خصوصاً جب اس مین متفرق نباتات وغیرہ اُگ آئے ہون،
تعمیر سے یہ سب صاف ہو جائین گے، دوبارہ تعمیر مین تھوڑی تاخیر کرنی چاہیئے، سردی
اور گرمی چونکہ اس کے لیے مضر ہے اس لیے ہر موسم مین تعمیر کی ضرورت ہے اس سے
جو کم درجہ کی زمین ہو وہ وسط ربیع مین درست کیجائے، سرخ، ارغوانی، سفید اور ٹیلے
پر کی زمینین موسم سرما مین تعمیر کیجاتی ہین، سخت شور زمین کی کھودائی گہری نہ ہونی چاہیئے
یہ تعمیر کے بعد ایک سال تک چھوڑ دیجاتی ہے اور اس کے بعد اس مین کھاد دیجاتی ہے،
جس کا ذکر آئندہ ہوگا، رقیقہ اور رملیہ کی تعمیر درمیانی فصل ربیع مین ہوتی ہے، ان کو
بھی زیادہ عمیق کھودنے کی ضرورت نہین ہے ان زمینون کو نہ اس سے قبل درست
کرنا چاہیئے اور نہ اس کے بعد، ٹھیک مناسب وقت مین تعمیر شروع کیجائے، کیونکہ
ان مین ہر موسم اپنا اثر جلد کرتا ہے، سرما مین یہ سخت ٹھنڈی ہو جاتی ہین، بارش سے ان
مین حبس ہو جاتا ہے اور گرما مین آفتاب کی حرارت سے یہ تپ جاتی ہے، اور ان کی
تمام رطوبت خشک ہو جاتی ہے، بلکہ یہ کم نفع بخش ہو جاتی ہین، ہمتند کے لیے یہ بہتر ہے
کہ گرما مین درست کیجائے تاکہ گرمی سے گھاس وغیرہ جل جائین جو صرف بارش کی وجہ
سے اُگ آئی ہین، بلکہ اس مین اگر ہر فصل مین تعمیر کیجائے تو بہتر ہے، قلیب اور اسکی
مشابہ زمینون کی تعمیر کا وقت آئندہ لکھا جائے گا، شقدار زمین کو جون کے مہینہ مین
درست کرنا چاہیئے اور اس کے شقوق کو چھپا دینا چاہیئے، تاکہ آفتاب کی حرارت درختون
کی جڑ کو نہ جلا دے،

ابن حزم کی کتاب مین ہے کہ درختون کی بقا اور فلاح تعمیر کے بغیر ناممکن ہے،
بہترین تعمیر یہ ہے کہ پہلی بارش کے بعد جو اکتوبر مین ہوتی ہے جرت کریا کھود کر زمین

درست کر دیجائے اور اس کے بعد جنوری، اپریل و جون مین بار بار یہ عمل کیا جائے تعمیر کے بعد کھاد ڈالنا چاہیئے پھر شاخون کو حسب ضرورت کاٹنا چھانٹنا چاہیئے، اور شاخون کو الگ الگ کر دینا چاہیئے،

فصل

زمین کی تعمیر کے متعلق جو صورتین لکھی گئی ہین انمین سب سے زیادہ مغروسہ اشجار اور نباتات کا لحاظ رکھنا چاہیئے بعض ان مین بکثرت تعمیر کی محتاج ہون گے اور بعض کیلیئے متوسط تعمیر کافی ہوگی، پس اگر زمین مین ایسے درخت ہون جو بہت زیادہ تعمیر کے محتاج ہون گے اور بعض کے لیے متوسط تعمیر کافی ہوگی، پس اگر زمین مین ایسے درخت ہون جو بہت زیادہ تعمیر کے محتاج ہون تو ان مین بار بار یہ عمل ہو سکتا ہے اور اگر اس کے خلاف ہو تو تعمیر کم ہوگی، اور اس صورت مین جب دونون بالکل متضاد طبیعت کے ہون تو پودے کو اس جگہ سے منتقل کر دینا بہتر ہے،

فصل

اس صفت کا بیان جسکا زمین مین تعمیر باغبانی اور زراعت کے وقت ہونا مفید ہے

خ کا قول ہے کہ زمین جس مین کوئی درخت لگایا جائے یا تخم ریزی کیجائے معتدل مرطوب اور سیراب شدہ ہو، اس زمین سے احتراز کرنا چاہیئے جس مین گل ہو اور جس مین رطوبت بالکل نہ ہو، ص کا قول ہے کہ وہ زمین جو آسمان کے پانی سے سیراب ہو چکی ہو اسکو

نہ کھودنا چاہیے نہ جوتنا چاہیے اور نہ اس مین کوئی دوسری چیز ڈالنا چاہیے کیونکہ موجودہ
حالت مین اگر تھوڑی سی بھی حرکت ہوئی تو زمین کو مرض لاحق ہو جائے گا، اور خود مزروعہ
چیزون کو نقصان پہنچے گا اسی طرح اگر بہت زیادہ خشک زمین مین تم ہل چلاؤ گے
تو وہ پہلی ہی مرتبہ پاش پاش ہو جائیگی اور اس مین بجائے خاک کے ڈھیلے اور کلوخ
ہو جائین گے، اس سے بھی مرض پیدا ہو جائے گا، اسی طرح وہ زمین جو گلناک ہو اگر کھودی
گئی تو آفتاب کی حرارت اس مین پتھر کی طرح صلابت پیدا کر دیگی جس کے بعد نہ وہ نرم
رہے گی اور نہ تر ہو گی یہ بھی ایک قسم کا مرض ہو جائے گا، اسلیے ہمیشہ ایسی زمین کو کھودنا
یا جوتنا چاہیے جس مین نہ زیادہ یبوست ہو اور نہ زیادہ رطوبت ہو بلکہ معتدل مزاج کی
ہو اگر چکنی اور سخت زمین مین زراعت کی ضرورت لاحق ہو جائے، تو اس مین باقلا
بوئی جائے، لیکن اس وقت تک چھوڑ دینا بہتر ہے جب تک کہ وہ ہوا اور پانی سے
درست نہ ہو جائے، اگر تم اچھی ہوا مین نم اور مرطوب زمین کی تعمیر کرو اور اس مین بھی ٹوٹ
کر چند نرم کلوخ نکل آئین تو یہ بہت اچھی زمین ہو گی چونکہ اسکی اعتدالی کیفیت بہت عمدہ ہو گی
اس لیے اس مین ہر قسم کی زراعت ہو سکتی ہے، خشک زمین کے لیے تعمیر اس قدر
مضر نہین ہے جس قدر چکنی اور گلناک زمین کے لیے ہے، کیونکہ خشک زمین کے کلوخ
اور ڈھیلون کو بارش منتشر کر سکتی ہے لیکن تر مٹی کے کلوخ جب خشک ہو جائین تو
اس کو پانی بھی متفرق نہین کر سکتا،

فصل

ان درختون کا ذکر جنکے لیے بکثرت تعمیر موافق ہے اور انکا جنکے لیے یہ عمل موافق نہین ہے

ص، غ، اور رخ کی کتابون مین ہے کہ درخت جو بکثرت تعمیر کو چاہتے ہین ان مین

زیتون، انجیر، انگور اور توت وغیرہ ہین، غ کہتا ہے کہ ان کے علاوہ میوہ جات ہین سے سیب، آلو بخارا، حب الملوک اور شفتالو وغیرہ ہین جو صغرسنی ہی مین تعمیر اور سیرابی کو چاہتے ہین، اور وہ درخت جو تعمیر کے متحمل نہین ہوتے ہین ان مین سیب اور انار وغیرہ ہین لیکن یہ اس وقت جبکہ ان کی عمرین زیادہ ہو جائین، اور ان دونون کے درمیان ایک متوسطین کی بھی جماعت ہے جو کم تعمیر کو چاہتی ہے،

مطعم زیتون مین تمام وہی عمل کرنا چاہیئے جو انگور کے لیے کیا جاتا ہے، یعنی تعمیر (جوتنا) تقلیم (کاٹ چھانٹ) تزبیل وغیرہ (کھاد وغیرہ ڈالنا) جڑن مین جڑون کے قریب ہلکے طریقہ پر کھود دین اور اس کو اصطلاح مین مشق کہتے ہین، اگست مین ان جڑون پر خاک ڈالدین، زمین کی مٹی بہت زیادہ نفع بخش ہوگی، خصوصًا اس سے اسکا تیل نہایت اچھا ہوگا اور اپریل مین بیکار شاخون کو کاٹ ڈالین، اور پھر پھلون کے چننے کے بعد اس کا تنقیہ کرین، اور جڑ مین بہت زیادہ خاک ڈالدین،

سفرجل کے متعلق غ، کا قول ہے کہ اول اکتوبر مین جب زمین نرم ہو تو اسکو کئی بار کھود دینا چاہیئے اور دس دن کے بعد اس کو سیراب کرنا چاہیئے، اس کے بعد جب مٹی معتدل مزاج کی ہو جائے تو دوبارہ اس کو کھودنا چاہیئے، تیسری مرتبہ پھر مارچ مین پوری تعمیر کرنی چاہیئے، انار اور فندق بھی تعمیر کو پسند کرتے ہین[1]،

گلاب کے متعلق غ کہتا ہے کہ اکتوبر مین اسکے اردگرد کی گھاس کو ہاتھ سے چونٹ کر پھینک دین اور دوسرے نباتات کو جیسے علیق وغیرہ ہین، کاٹ ڈالین، اور اسی مہینہ مین زمین کو الٹ پلٹ دین اور آٹھ دن کے بعد ہی ایک دوسرا گڈھا کھود دین،

[1] اس سے قبل انار کو ان درختون مین شمار کیا ہے جو عمل تعمیر کو پسند نہین کرتے ہین، غالبًا صغرسنی کی قید یہان بھی ہو،

اور اس وقت جو کچھ بھی گھاس وغیرہ ہو اس کو چنکر پھینکدین، اور تیسری مرتبہ زمین پھر کھود دیجائے
اور جہان جہان منھ بند ہو گئے ہون ان کو کھول ڈالین خس وخاشاک سے پاک کر دین،
اور تنقیہ سے غفلت نہ برتین، اس سے بہت سے فوائد پہنچتے ہین، پھول آنے کے بعد تنقیہ
کرنا ضروری ہے، تمام خراب قسم کی گھاس کو صاف کر دینا چاہیئے لیکن اس کے بعد کسی
طریقہ پر بھی اس کو فصل خریف تک چھیڑنا نہ چاہیئے، زمین کے سیراب کرنے کی تدبیر اور اس
کے امراض کا علاج تمام درختون کے ساتھ بیان کیا جائے گا،

بادام کو زیادہ تعمیر کی ضرورت نہین ہے، البتہ صغرسنی مین اسکی تعمیر ہوتی ہے،
لیکن بڑے ہونے کے بعد وہ اس کا محتاج نہین رہتا، اور جوز کی تعمیر موسم خریف مین
ہوتی ہے، یہ بکثرت تعمیر کا محتاج ہے بنشکری زمین مین اس کے کاٹنے کے بعد تعمیر ہوتی ہے
طین ہے تمام انگور خواہ وہ قدیم ہون یا جدید تعمیر اور عام نگرانی کے محتاج ہین، اگر بیس سال
یا اس سے زیادہ عمر کے انگور کی زمین کو کھودین اور پھر اس مین، بھیڑ اور بکری کی مینگنیان
کبوتر کی بیٹ اور گائے کے گوبر کی کھاد بنا کر ڈالین اور اسکی جڑ کو مٹی سے اچھی طرح
چھپا دین تو یہ انگور نہایت عمدہ ہوگا اور ہمارے لیے بیحد نفع بخش ہوگا، اگر یہی عمل انگور کے نئے
درختون کے ساتھ کیا جائے تو یہ ان کے لیے بہت بہتر ہوگا،

جن پودون پر دو سال گذر جائین، ان مین تیسرے سال تعمیر کا عمل ضرور ہونا چاہیئے
ان کے لیے دو قدم گہرا اور تین قدم چوڑا گڈھا کھودین اور پھر ان کو مذکورۂ بالا کھاد سے
بھر دین، اور جن پودون نے پہلا سال گذار کر دوسرے سال مین قدم رکھا ہو ان کیلئے
چھ مرتبہ گڈھے کھودے جائین،

ماسی کا قول ہے کہ جو انگور کہ سات سال یا اس سے زیادہ عمر کا ہوگیا ہو اسمین

موسم گرما مین ایک عمیق گڈھا کھودین تاکہ زمین کے اندر کی مٹی اُوپر آجائے، قوثامی کا قول ہے کہ اس عمل سے مقصود یہ ہے کہ زمین کی اندرونی مٹی کی تری اوپر کی خشک زمین کو پہنچے، اور نرم اور خشک اجزا ایک دوسرے سے ملجائین، اس سے اندر کی مٹی اچھی ہوجائے گی، کیونکہ اندر کی مٹی مین لس اور تری ہوتی ہے، جب وہ باہر آجائے گی تو آفتاب کی گرمی سے اسکی رطوبت زائل ہوجائے گی، اور معتدل مزاج کی ہوجائے گی، پھر جب یہ انگور کی جڑ مین دوبارہ ڈالی جائے گی تو ازسرنو اس کو تر و تازہ کر دے گی، اسی طرح جس انگور کی عمر بارہ سال یا اس سے زیادہ ہوجائے تو اس مین بھی یہ عمل کرین، اس کی تعمیر کا وقت اس وقت تک ہے جبتک کہ نئی شاخین اور خوشے نہ نکلے ہون، انگور مین جب یہ عمل ہوگا تو اس سے پھل کے شیرہ اور حسن مین افزونی ہوگی، انگور کی قوت اور غذا زیادہ ہوگی، جب انگور مین نئی شاخین یا کوپلین نکل آئین تو اس وقت تک جبتک یہ قوی نہ ہوجائین تعمیر کا عمل کسی طرح جائز نہین ہے،

صغریت کہتا ہے کہ انگور کے ماحول مین بار بار کھودنا اسکی تقویت کا باعث ہوگا کیونکہ اس سے زمین بھربھری ہوگی، اور یہ انگور کے لیے بہت مفید ہے، اس سے اسکی جڑین بڑھتی ہین، کھودنے کے بعد جب مٹی برابر ہوجائے تو آہستہ سے دوبارہ کھودنا چاہیئے، جسکو نبش کہتے ہین تاکہ انگور کی قوت بڑھ جائے، اور پھر وہ زمین سے بہت زیادہ غذا حاصل کرے، اس سے پھل مین بڑی زیادتی ہوگی،

یہ بھی بہتر ہے کہ کھودنے کا عمل کچھ دن تک جاری رہے تاکہ جڑون مین ہوا جاسکے اور جڑ کے قریب جس قدر نباتات خواہ بڑے ہون یا چھوٹے کاٹ ڈالے جائین، زمین کھودتے وقت اس کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیئے کہ کدال یا کسی دوسرے

اوزار کی ضرب انگور کے تنہ پر نہ پڑے اور نہ اسکو لوہا لگنے پائے ورنہ لوہا جب تنہ کو مجروح کردے گا تو ہمیشہ کے لیے وہ ضعیف اور کمزور ہوجائے گا، کیونکہ یہ اس کے لیے سم قاتل ہے، کمزوری کے ساتھ ہی پھل اور خوشے بھی چھوٹے ہوجائین گے، اسی وجہ سے پہلے سال مین تقلیم کا عمل کسی طرح مناسب نہین ہے، صغریت کا اس طرح کی بیلون کے متعلق جو زمین مین پھیلی ہوتی ہین یہ حکم ہے کہ ان کی شدید نگرانی کی ضرورت ہے، ہوا کے معمولی اختلاف سے ان مین بڑا تغیر پیدا ہوجاتا ہے،

خ اور دوسرون کا قول ہے کہ انگور کی تعمیر مین چار اور اس سے زیادہ گڈھے کھودے جائین، لیکن نئی شاخون کے نکلنے سے قبل یہ عمل کرین، جب شاخین قوی ہوجائین اور بڑھ جائین توپھر کھودنا شروع کردین، آخر خریف یا دسمبر مین جڑون سے مٹی ہٹانا زیادہ اچھا ہے، کھودنے کی شکل یہ ہوگی کہ قبلہ سے جنوب کی طرف ایک لائن مین گڈھے کھودتے چلے جائین، اگر اس سال بارش اچھی ہوئی ہو تو اول مارچ تک اس کو اسی حال مین چھوڑ دین، اور اگر خشکی ہو اور بارش کم ہو تو مٹی گڈھے مین فوراً بھر دیجائے، اس کے بعد دوبارہ کھودنا چاہیئے تاکہ اوپر اور نیچے کی مٹی اچھی طرح مخلوط ہوجائے، اسکے بعد اپریل اور مئی مین پھر گڈھے کھودے جائین، دوسرے سال جب یہ عمل کرین تو گڈھون کی قطار گذشتہ سال کی مخالف سمت مین رکھین اور تیسرے سال ان دونون سالون کی مخالف سمت مین رکھین، اور بقیہ عمل وہی کرین جو بتایا گیا ہے، چوتھے سال بھی گذشتہ سال کی مخالف سمت رکھین، اپریل اور مئی ہی مین گڈھے کھودے جائین، اس پورے عمل سے زمین کے اجزا منتشر ہوجائین گے اور تعمیر کی ضرورت اب نہ رہے گی اور جس سے انگور کی قوت بڑھے گی،

ہر مرتبہ تعمیر مین اس کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اگر جڑ مین کوئی گھاس اُگ آئی ہو،
تو اس کو نکال ڈالین بعض نے آخر مئی تک ہر ماہ مین پانچ مرتبہ کھودنے کی ہدایت[لے] کی
ہے، موسمِ گرما مین یہ عمل ہرگز نہ کیا جائے ورنہ گرم ہوا جڑون کی رطوبت کو خشک کر دیگی؛
لیکن اگر زمین مین شقوق پیدا ہو گئے ہین اور گھاسین نکل آئی ہین، تو بہت ہلکے سے ان
شقوق کو مٹا دینا چاہیئے اور گھاسون کو اکھاڑ ڈالنا چاہیئے اور فوراً جڑون کو مٹی سے مستور
کر دینا چاہیئے بعض کا قول ہے کہ اکتوبر، مارچ، اپریل اور جون مین یہ عمل کرنا چاہیئے، زمین
کی خاک انگور کے لیے بہت مفید ہے یہ عمل صبح یا شام کے وقت کرنا چاہیئے،

گڈھون کے کھودنے کا طریقہ اور آدمیون کی ترتیب ابن بصال کی کتاب سے

کرمتہ البر (میدانی انگور) کی کاشت نرم اور سیراب شدہ زمین مین کیونکر کرنی چاہیئے
اور عملِ تعمیر کا کیا طریقہ ہوگا، اسکی تفصیل مزدورون کے لیے ساٹھ گز طول کا ایک قطعہ
نکال دینا چاہیئے اس سے کم نہین رکھنا چاہیئے، اور اگر زمین اسکی ضد ہو یعنی سخت اور
خشک ہو تو تیس گز طول کا قطعہ دینا چاہیئے اور عرض ہر شخص کے لیے تین کدالی کے برابر ہو
جسکی مقدار چار بالشت ہو گی، اس سے نہ کم رکھنا چاہیئے اور نہ زیادہ، کھودتے وقت
عامل (کسان) اپنے داہنے پیر کو آگے بڑھائے اور بائین کو پیچھے کرے، پھاوڑے یا
کدال کو سر سے اونچا نہ لیجائے، بلکہ اپنے سامنے پھینکے اور پھر اسکو اپنی ہی طرف کھینچ لے،
دوسرے فلاحین کا قول ہے کہ چار آدمی اس کام پر متعین کئے جائین اور قطعہ
ارض کے پہلے حصہ مین اس شخص کو رکھنا چاہیئے جو عمل تعمیر سے زیادہ واقف ہو اور طاقتور

[لے] اس قسم کے تمام گڈھون کے کھودنے کو تھالہ کھودنا بولتے ہین ۱۲

اس کے بعد دوسرا اور تیسرا عامل بھی اسی صفت کا ہو، اور ان چارون مین اگر کوئی ضعیف کمزور اور ناواقف ہو تو اس کو بالکل آخر مین رکھین اور سب آمنے سامنے ہون، لیکن ذرا کج ہو کر کھڑے ہون، ہر عامل کو دوسرے کے عمل کا اندازہ کرنا چاہیئے، اور کوشش کرنی چاہیئے کہ سب کا عمل ساوی ہو اور ایک ہی خوبی کا ہو، ہر شخص کے سامنے جو ٹکڑہ کھودنے کے لئے ہو اسکی وسعت مسطح اور تر زمین مین چار بالشت اور سخت اور خشک زمین مین اس سے کم ہونا چاہیئے، اس کا اندازہ تین کدال کے برابر کرنا چاہیئے تاکہ کھودنے والون کو سہولت ہو، جو انگور کہ دو سطرون کے درمیان ہون ان کے گڈھون کی وسعت سات بالشت یا آٹھ قدم ہونی چاہیئے، مسطح اور نرم زمین کا جو قطعہ الگ کیا جائے وہ ستر گز کا ہو، اور اسکی ضد مین کم سے کم تیس گز کا طول رکھا جائے، مسطح زمین مین مرجع[1] کے کھودنے کے لیے ایک دن مین تین آدمی متعین کئے جائین، اور وہ گڈھا جسکو سجن کہتے ہین اور جو انگور کو بانس پر چڑھانے کے بعد کھودا جاتا ہے، اس کے لیے دس آدمی متعین کئے جائین، بہرحال گڈھے کے عمق کے لحاظ سے آدمیون کا تعین کرین،

فصل

تعمیر، غراست اور زراعت کے تمام کامون کیلئے آدمیون کا انتخاب

طریقہ یہ ہے کہ کسان نوجوان اور قوی ہون تاکہ تمام کام بآسانی کر سکین، ان کے انجام دہی مین سستی اور کاہلی کی بجائے ان کو نشاط اور خوشی حاصل ہوتی ہے، عاملین کی تعداد جفت رکھنی چاہیئے، انگور کا لگانے والا اور اس کا مرکب اور کاٹنے چھانٹنے والا

[1] یہ دو گڈھون کے نام ہین لیکن کس صفت کے ہوتے ہین اس کا پتہ نہین چلا،

بیس سے تیس برس کی عمر کا ہو اور عمل کے وقت بول و براز کا روکنے والا نہ ہو، اس کے
جوارح مین کوئی عیب نہ ہو، جیسے ہاتھ شل ہو، یا ایسا ضعف ہو جو کبھی زائل نہ ہو، ہاتھ
پیرون مین شقوق ہون، غرضکہ باغبان اور کسان کو تمام آفات جسمی سے محفوظ رہنا
چاہیئے، تاکہ پودے اچھی طرح نشو ونما پائین اور قوی ہون، عامل جسدن فصد یا
پچھنا لگائے، اس دن زراعت کا کوئی عمل نہ کرے، اور وہ عامل جسکی ایک یا دونون
آنکھین خراب ہون، یا آنکھ سے پانی جاری رہتا ہو یا کانا ہو یا اس مین سفیدی آگئی ہو،
کسی طرح درختون کے قریب اس کا جانا مناسب نہین ہے، البتہ دوسری چیزون کی
زراعت مین شریک ہو سکتا ہے، کھجور زیتون اور پیاز وغیرہ کے بیان مین عاملین کے
اوصاف کا ذکر ہو چکا ہے،

زمیندار کا فرض ہے کہ وہ خود اپنی مزروعہ زمین کے معائنہ کے لیے جایا کرے
تاکہ اس کو محنتی اور کاہل کاشتکارون کا اندازہ ہو سکے، اور کاہل آدمیون کو ہٹا کر اچھے
اور محنتی آدمیون کو متعین کر سکے، غراست کے علاوہ زراعت مین بھی جوان آدمیون کا انتخاب
کرنا چاہیئے کیونکہ یہ قوی ہوتے ہین اور تکان کو زیادہ برداشت کر سکتے ہین، ان کی عمرین
بڈھون سے زیادہ ہوتی ہین اور یہ مقابلۃً مطیع اور فرمانبردار ہوتے ہین، مگر بعض بڈھے
بھی محنتی اور اچھے ہوتے ہین، ان کو بھی اگر کام پر لگا لیا جائے تو کوئی مضایقہ نہین ہے،
زمین کے ہر قطعہ مین چار آدمیون سے زیادہ نہ رکھین، اور اگر فاضل ہون تو ایک ہی
جگہ پر جمع نہ کرین، ورنہ وہ کام بہت کم کرین گے اور ایک دوسرے کو کام مین سستی اور
کاہلی کرنے کا اشارہ کرین گے،

ہل جوتنے اور گائے کے چرانے کے لیے لانبے آدمی منتخب کیے جائین، اور پھاوڑ دن

سے گڈھے اور تھانون کے کھودنے کے لیے جسیم اور قوی آدمی مقرر کئے جائین، اور بعض نے طویل کی بھی شرط بڑھائی ہے، کیونکہ پستہ قد آدمی اس کو اچھی طرح نہین کھود سکتے، اور بکری چرانے کے لئے ہلکا اور صبح بیدار اور چوکنا آدمی متعین کرنا چاہیے،

زمیندار کو چاہیے کہ کوئی معتمد علیہ آدمی کام کی نگرانی پر رکھے جس کو اس خدمت کا معاوضہ دے، اس آدمی مین خلق و امانت تقوی و طہارت، صدق وصفا کی خوبیان ہونی چاہئین، اور اس کام سے اس کو خاص دلچسپی ہو صبح سویرے اٹھکر کام پر آتا ہو تاکہ دوسرے عمال اسکی تقلید کرسکین، وہ نفسانی خواہشات کے پورے کرنے مین حد سے متجاوز نہ ہو زیادہ کھانے والا اور شرابی نہ ہو، صاحب جائداد اور اس ناظرِ فلاحت کو یہ چاہیئے کہ وہ روزانہ کارگذاری کا حساب لے تاکہ اگر وہ کسی دن کسی سبب سے معائنہ کے لیے نہ آسکا تو عاملین کی کارگذاری کا فوراً اندازہ کرسکے،

یونیوس کا قول ہے کہ انگور کے کاشتکار کا فرض ہے کہ اس مین خوب غور وخوض کرتا رہے، اور گشت لگاکر چارون طرف اس کو دیکھتا رہے، اور منڈوے کے ستونون کو اگر کچھ کج ہوگئے ہون تو سیدھا کردے، اور بیل کسی غیر مناسب سمت مین جھک گئی ہو تو اس کو سیدھا کردے، کیونکہ بیلون کا کج ہوجانا انگور کے لیے اسی قدر تکلیف دہ ہے جس قدر ہم تکان سے تکلیف کا احساس کرتے ہین، خصوصاً اس وقت جب کہ ہم اپنے ہاتھ سے ان کو کسی طرف جھکا دیتے ہین، اور ان کا جسم سیدھا نہین رہتا، خریف کے موسم مین اگر بکثرت بارش ہو جس سے انگور کو نقصان پہنچے تو خوشون پر جو پتیان ہون ان کو نوچ ڈالنا چاہیئے تاکہ وہ سڑنے یا ترش ہونے سے محفوظ ہوجائین،

باب یازدہم

اشجار اور مغروسہ اور مزروعہ زمینون مین کھاد کس قسم کی ڈالی جائے، کس وقت اور کتنی مقدار مین ڈالی جائے، شور زمین کا علاج بذریعہ کھاد فلاحت نبطیہ کی کتاب سے،

اس عالم پر برودت اور یبوست کا غلبہ ہے کیونکہ زمین اور پانی مین ایک بارد اور ایک یابس ہے، اگر ہوا ہلکی، ستارے متوسط اور آفتاب پوری گرمی زمین کو پہنچا ئین، تو نہ کوئی پودا اُگے اور نہ کوئی حیوان زندہ رہے، کیونکہ درخت بغیر کسی زیادتی کے اسی سے پھلتے اور پھولتے ہین اور ان کے امراض اسی سے دفع ہو جاتے ہین، آگ اور گرم شیشے سے بھی گرمی پہنچائی جا سکتی ہے، اسی طرح کھاد سے بھی حرارت پہنچ سکتی ہے، لیکن نباتات کو آگ اور جلتے ہوئے شیشون سے گرمی پہنچانا ہر شخص کا کام نہین ہے، اس عمل کے جاننے والے کم ہین، اگر کوئی ناتجربہ کار کم عقل اور کم علم آدمی نے اس کو کیا تو خطرہ سے خالی نہین ہے، البتہ کھاد سے گرمی پہنچانے کا طریقہ مامون اور محفوظ ہے،

طامین ہے کہ چھوٹے اور بڑے نباتات کو ایک اور طریقہ سے قوی کیا جا سکتا ہے، اور اسکی منفعت عام ہے حتی کہ چھوٹے نباتات اور ترکاریون کے لیے بھی مفید ہے، وہ یہ ہے کہ کھاد مین اس مقام کے علاوہ کسی دوسری جگہ کی مٹی لاکر ڈالین جہان پر ہوا خوب چلتی ہو اور آفتاب کی پوری گرمی پڑتی ہو، اس کھاد کو انگور اور دیگر نباتات کی جڑ مین ڈالین، اس سے درختون کو بڑی قوت پہنچیگی، شاخین اور

پتیان بڑھین گی، خوشے بڑے ہون گے، اور دیگر امراض دفع ہون گے، لیکن شرط یہ ہے کہ سیلاب زمین کے ان اجزار کو بہا نہ لیجائے،

اور اس زمین کے لیے جس مین ریت ملی ہو اور جو انگور کی پیداوار کے لیے مفید ہے، بکری کی مینگنی کی کھاد موافق ہے اور دوسرے درجہ مین بھیڑ کی مینگنی بھی موافق ہے، اس کے ساتھ باریک مٹی بھی مخلوط کر دین، اور اس سخت زمین کیلئے جس مین کنکریان ہون اور جو سفید رنگ کی ہو گائے کا متعفن گوبر زیتون کی تلچھٹ کے ساتھ مفید ہے، یہ کھاد بہت روغن دار ہو گی اور اس سے زمین کی خوب اصلاح ہو گی اور اس مین جَو اور گیہون کا بھوسہ بھی ملا کر ڈالین، اور وہ زمین جسمین تھوڑی سی ملاحت ہو اس کے لئے گائے کے گوبر کھجور کی شاخ اور اس کے پھل اور انگور کی راکھ سے ایک مرکب کھاد تیار کرین، اور جس زمین مین تلخی ہو اسکے لیے انسان کا غلیظ، غلّون کا بھوسہ اور گٹھلیون کی راکھ مفید ہے. غرضکہ ہر وہ زمین جو شیرین نہ ہو اس کے لیے روغن دار کھاد کی ضرورت ہے، اور شیرین اور پھیکی زمین مین وہ کھاد دینی چاہیئے جو بہت تیز ہو، اور سرخ زمین کے لیے بہت کم کھاد کی ضرورت ہے، اتنی ہو کہ جو زائد نمایان نہ ہو، ورنہ کھاد کی زیادتی اس کو کمزور اور مریض بنا دیگی اور سفید زمین بہت زیادہ کھاد کی محتاج ہے، باب اوّل مین اس کا اس موقع پر اچھی طرح بیان ہو چکا ہے جہان پر ترکاریون کے لیے سب سے بہتر زمین کی تعریف کیگئی ہے، سفید زمین موسم سرما مین بہت جلد منجمد ہو جاتی ہے اور گرما مین جلد خشک ہو جاتی ہے، باغون کے لیے یہ زمین اس وقت تک کارآمد نہین ہو سکتی جبتک کہ اسکی تعمیر اچھی طرح نہ کیجائے، اور اس کے بعد مٹی کے برابر کھاد نہ ملائی جائے،

زرد رنگ کی زمین زیادہ کھاد کی محتاج ہے، کیونکہ وہ برودت اور یبوست
مین سفید زمین کے مشابہ ہے، اور موٹے ذرات کی زمین کھاد اور راکھ کے ذریعہ سے
باریک کیجاتی ہے، اگر وہ خراب قسم کی ہو تو اس مین یہ دونون چیزین وافر مقدار مین
ڈالین، پتلی، کمزور، ریتیلی اور خاکی زمینین بکثرت کھاد کی محتاج ہین، کبوتر کی بیٹ اسکے
لئے بہت مفید ہے کیونکہ اس سے زمین اور درخت کو قوت اور غذا ملنے مین مدد ملیگی
کیونکہ ریتیلی زمین بارد ہوتی ہے اور کھاد اس کو گرم بنا دیگی،

انطولیوس افریقی کا قول ہے کہ اچھی زمین مین جب کھاد ڈالی جائیگی تو اس سے اسکی
پیداوار صاف ہوگی، سیاہ زمین کا بھی یہی حال ہے، بشرطیکہ اس مین بوسیدگی نہ آئی ہو،
روغن دار زمین کو کھاد کی بہت کم ضرورت پڑتی ہے، بعض کا یہ قول ہے کہ اس مین
چنا، جو، اور گیہون کا بھوسہ دے سکتے ہین، اس کے بعد اگر کھاد ڈالین تو اسکی حالت پہلے سے
اچھی ہوگی، شورناک زمین کو شیرین کھاد اور چنا، گیہون اور جو وغیرہ کا بھوسہ ڈالکر درست
کر سکتے ہین، جو زمین کہ بہت زیادہ شور ہو، فصل خریف مین اس مین گھوڑون کی لید
اور گائے کے گوبر کی کھاد ڈالی جائے کیونکہ یہ زیادہ شیرین کھادون مین سے ہے،
شور زمین کے اندر اگر کوئی چیز لگائی جائے تو زمین کو کھودتے وقت گڈھے مین
نہر کی ریت لاکر ڈالین تاکہ وہ شیرین ہو جائے،

بعض فلاحون نے کھاد کے منافع مین یہ لکھا ہے کہ وہ زمین کو گرم رکھتی ہے اور
مزروعات اور مغروسات کو درست کرتی ہے، اچھی زمین کو بہت عمدہ بنا دیتی ہے
اور خراب زمین کو تندرست کر دیتی ہے، متوسط درجہ کی زمین کو اچھی زمین سے زیادہ
کھاد کی ضرورت ہے، اور یہ احتیاج اچھی زمین کے قرب و بعد کے لحاظ سے ہوتی ہے

اگر وہ اپنے احوال مین اچھی زمین کے قریب ہے تو اس کو کھاد کی کم ضرورت ہوگی،
اور اگر وہ ردی زمین کے قریب ہے تو اس مین کھاد کی زیادہ ضرورت ہوگی زمین مین اگر
کھاد نہ ڈالیجائے تو وہ بے حد بار دہو جائے گی اور اگر بہت زیادہ ڈالی جائے تو شدت
گرمی سے وہ اور اس کے مزروعات سب جل جائین گے،

ایک مرجعؔ کے برابر زمین مین ایک بوجھ کھاد دیجائے، اور یہ بھی زمین کی اچھائی
اور برائی پر موقوف ہے، کھاد ڈالنے کے اوقات کا بیان باب اول اور دوم مین گذر
چکا ہے، ان معلومات کو اور ان کو یکجا کرو تو انشاء اللہ کافی ہون گے، حار اور مرطوب
زمین ہر قسم کے نباتات کے لیے مفید ہے، بشرطیکہ ان دونون مزاج کے سوا کوئی تیسرا
مزاج نہ ہو، بارد اور یابس زمین اگر کھاد اور پانی سے حار اور مرطوب بنا ڈالی جائے تو
وہ اپنے پہلے مزاج کے مخالف ہو جائے گی اور گرم اور مرطوب زمین کے مشابہ ہو جائیگی،
مرطوب مقامات مین تھوڑی کھاد چند سال تک ڈالنی چاہیئے، خشک زمین مین کمزوری
یا برودت کی وجہ سے گھاس تک جلدی نہین اگتی، ایسی حالت مین بکثرت کھاد ڈالیجائے
تو درست ہو جائے گی،

فصل

اشجار اور دیگر نباتات مین ان کے اور زمین کے حسب حال کھاد ڈالنے کا بیان اور وقت اور مقدار کا تعین،

علمای فلاحت کہتے ہین کہ درختون مین سے بعض ایسے ہین کہ جنکو کھاد گرمی پہنچاتی

؎ اس لفظ کی صحت نہ ہوسکی،

ہے اور بعض ایسے ہین جنکو خراب کر دیتی ہے، اور بعض ایسے ہین کہ جنکو نہ فائدہ کرتی ہے
اور نہ نقصان، یہ متوسط درجہ کے کہلاتے ہین، پس جن درختون کے لیے کھاد مفید ہے
اور وہ اول درجہ کی زمین مین ہون تو اس وقت زیادہ کھاد کے محتاج نہ ہون گے بلکہ
تھوڑی مقدار مین کھاد کافی ہو گی، لیکن اگر ایسی زمین مین یہ درخت ہون جنکو کھاد کی زیادہ
ضرورت ہے تو پھر کثیر مقدار مین ڈالنی چاہیئے، اور جو متوسط ہون ان مین متوسط مقدار
مین کھاد ڈالین، فلاحت نبطیہ مین ہے کہ کھاد درختون مین معتدل طریقہ پر ڈالنا چاہیئے
نہ زیادہ اور نہ کم، اور انگور مین بھی کھاد حدِ اعتدال سے زیادہ نہ ڈالنا چاہیئے بلکہ کم ہی ہو
تو اچھا ہے، لیکن اگر یہ پتہ چلے کہ اس کو کھاد کی زیادہ مقدار مین ضرورت ہے تو پھر کمی
نہ کرنی چاہیئے، ط مین ہے کہ جب تم انگور کو زیادہ پھیلانا چاہو تو اس مین انسان کا غلیظ
کبوتر کی بیٹ وغیرہ کو خوب ملا کر ڈالو، اس سے بہت جلد اصلاح ہو گی، لیکن یہ کھاد
انگور کی شراب کے لیے مضر ہے، اس کے دینے کا طریقہ یہ ہونا چاہیئے کہ جڑ کے چارون
طرف ایک مستدیر گڈھا کھودین اور چار انگل کے برابر اس مین کھاد ڈالین، جڑ اور کھاد
کے درمیان کوئی حاجب نہ ہو، اس کے بعد گڈھے کو مٹی سے بھر دین،

صغریت کہتا ہے کہ کھاد کبھی انگور کی جڑ مین اس طرح نہ ڈالی جائے کہ دونون
ملصق ہو جائین بلکہ دونون کے درمیان مٹی حاجب رہے، تاکہ کھاد کی گرمی براہِ
راست نہ پہنچے، کیونکہ کھاد کی عام صفت یہ ہے کہ وہ جس سے ملتی ہے جلا ڈالتی ہے، اسکا
خیال صرف انگور ہی مین نہین بلکہ تمام بڑے، اور چھوٹے نباتات مین کرنا چاہیئے، کیونکہ
ایک تو کھاد کی گرمی انگور کی جڑون کو جلائے گی، اور دوسرے آفتاب کی گرمی اس حدت
مین اور اضافہ کرے گی، سوساد کا قول ہے کہ جو تیز اور گرم کھاد کو پسند نہ کرتے ہون ان کو اس

کھاد مین متعفن کھاد ملا کر معتدل کر دینا چاہیئے اور یہ متعفن کھاد غلون کے بھوسہ سے بنائی جائے
انگور کے لیے باقلا، جو اور گیہون کا بھوسہ بے حد مفید ہے، بہرحال سادی کھاد بھی استعمال
کرسکتا ہے اور یہ متعفن کھاد بھی ڈال سکتا ہے، بھوسے کی کھاد جب متعفن ہو جاتی ہے تو
وہ کیڑون کے ہلاک کرنے کے لیے بہت کار آمد ہے، اگر وہ انگور کی جڑ مین ڈالی جائے،
تو چھوٹے اور بڑے سب کیڑے مر جائین گے، اور درخت برف اور اولون کی اذیت
سے بچ جائے گا،

طامین ہے کہ پہلے سال انگور مین کھاد بہت کم ڈالی جائے پھر جیسے جیسے سال
گذرتے جائین، ویسے ہی کھاد کی مقدار مین اضافہ کرتے جائین، کیونکہ جب تک انگور
کا پودہ کمزور ہے، وہ کھاد کی کثرت کو نہین برداشت کرسکتا، جیسے جیسے قوی ہوگا کھاد
سے انتفاع حاصل کرے گا، جب اسکی عمر پانچ سال کی ہوتی ہے تو کرم کہلاتا ہے،
اور چھٹے سال اسکی قوت گذشتہ سال کے برابر ہوتی ہے جب دسوان سال لگتا ہے
تو وہ پوری طرح قوی ہو جاتا ہے، چوبیس سال تک یہ جوان کہلاتا ہے، انگور مین کھاد
عروجِ قمر کے ایام مین ڈالنا چاہیئے، بعض انگور ایسے بھی ہین جنکو کھاد کی مطلق ضرورت
نہین پڑتی ہے،

یہ وہ ہین جو پہاڑ، چٹان، اور چٹیل زمین کے اندر ہوتے ہین کیونکہ یہ سب پہاڑ ہی
کے ہم طبیع ہوتے ہین، ان کے علاوہ دوسری زمینون مین دوسرے ہی سال سے کھاد
دینا چاہیئے، تنقیہ کے بعد جڑ کے قریب ایک قدم کے برابر کھاد ڈالنا چاہیئے، تنقیہ
لوہے سے نہ کرنا چاہیئے بلکہ ہاتھ سے کیونکہ لوہا انگور کے لیے مضر ہے،

سفید زمین مین گائے کا گوبر ڈالا جائے اور اگر کبوتر کی بیٹ بھی ڈال دی جائے تو اچھا ہے

اس سے شادابی زیادہ بڑھے گی، موسم سرما کے ختم ہونے کے بعد جب زمین مرطوب ہو تو انگور کی جڑ مین کھاد ڈالین، اور اس کے اوپر سے مٹی دیدین، شاہ بلوط مین گائے کا گوبر ڈالین، اور بلوط اور اترج مین آدمی کا سڑا ہوا غلیظ ڈالین، ایسا موسم خریف مین کرین بعض نے یہ کہا ہے کہ بکری کی مینگنی بھی ان کے لیے مفید ہے. یہی حال نارنج کا ہے، اور کھجور مین آدمی کا تازہ غلیظ ڈالین اور موز مین موسم خریف کے اندر متعفن کھاد ڈالین، انجیر مین بکری کی مینگنی کی کھاد بنا کر ڈالین، یاسمین مین بہت کم کھاد کی ضرورت ہے لیکن جو بھی ڈالی جائے وہ پرانی ہو،

قسطوس کا قول ہے کہ زیتون مین انسان کا غلیظ وغیرہ نہین ڈالنا چاہیئے کیونکہ اس کے لیے یہ بالکل موافق نہین ہے، اس کے علاوہ سب کھاد مفید ہے، لیکن اسکے لیے سب سے اچھی کھاد چوپایون کا غلیظ اور گائے کا گوبر ہے، طامین ہے کہ گدھے کی پانس اور بعض کے نزدیک کبوتر کی بیٹ زیتون کے لیے زیادہ موافق ہے، حالانکہ اس بیٹ مین حرارت بہت زیادہ رہتی ہے اور بھیڑ و بکری کی مینگنی الگ الگ ڈالی جائین لیکن ان کی کثرت جڑون کو جلا ڈالتی ہے، انگور اگر زرد زمین مین ہو یا سفید اور شیرین زمین مین ہو، یا سخت زمین مین ہو، یا کمزور اور پتلی زمین مین ہو، یا ریتلی اور ٹھنڈی زمین مین ہو، تو ان سب مین بکثرت کھاد ڈالنے کی ضرورت ہے، بلکہ ہر سال ڈالی جائے تو اچھا ہے، اور اگر سرخ یا سیاہ زمین مین ہو تو کھاد کم ڈالنی چاہیئے، زیتون کے درخت مین اگر زمین اچھی ہو ایک طاقتور جانور کے بوجھ کے برابر کھاد ڈالنی چاہیئے، اور اس سے ذرا ردی اور بارد زمین مین زیادہ ڈالنی چاہیئے، اور زیتون مین کھاد کو بالکل جڑ سے ملا کر دینا چاہیئے، یہی ایک درخت اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہے کہ جڑ سے ملا کر کھاد نہ ڈالی جائے،

کیونکہ شاخین ایسی پھیلی ہوتی ہین کہ جڑ کی مٹی پر آفتاب کی گرمی کا کوئی اثر نہین پہنچتا ہے، اس بنا پر وہ بار در رہتی ہے، اب کھاد کے ڈالنے سے اس مین حرارت پیدا ہو گی، اگر دوسرے درختون کی طرح اس مین بھی جڑ سے فاصلہ پر کھاد ڈالین ۔ تو حرارت اور کم ہو جائے گی جب زیتون مین صرف کبوتر کی بیٹ ڈالی جائے تو اسکی مقدار ایک پیالہ ہونی چاہیئے اس سے اگر ذرا زیادہ ڈالدیگئی تو کوئی مضائقہ نہین ہے، یہ زمین کی وسعت اور تنگی پر موقوف ہے، کبوتر کی بیٹ جنوری کے مہینہ مین ڈالی جاتی ہے خصوصًا اس دن جس دن بارش ہو یا بارش ہونے کے آثار نظر آئین، اس سے قبل کھاد ڈالنے کی ہمت نہ کرنی چاہیئے، اور اس سے زیادہ تاخیر بھی نہ کرنی چاہیئے بعض کی یہ رائے ہے کہ اس سے قبل کھاد ڈالنا یا زیادہ مقدار مین ڈالنا زیتون کے لیے سخت مضر ہے، اس بیٹ کے ڈالنے سے قبل اگر دوسری کھاد بھی ڈالدین تو زیتون کے لیے بہت مفید ہوگا، اور اس کے پھل زیادہ آئین گے،

مین نے مشرق کے بعض پرانے کاشتکارون کو دیکھا ہے کہ وہ زیتون مین کبوتر کی بیٹ ڈالتے ہین، بلکہ مین نے یہ بھی دیکھا کہ زیتون کی جڑ مین انھون نے ایک ایک بوجھ کبوتر کی بیٹ بارش کے دنون مین ڈالی ہے، لیکن اتنی زائد مقدار سے بھی کوئی نقصان نہین پہنچا، اسی طرح ایک ثقہ شخص نے بیان کیا کہ ایک شخص نے جنوری سے قبل زیتون مین یہ بیٹ ڈالدی، اور یہ موسم خریف کا تھا، لیکن کوئی نقصان نہین پہنچا،

مین نے خود مدتون جس پر عمل کیا ہے میرے نزدیک اس مین برکت ہے، مین نے اسی مقدار مین صرف کبوتر کی بیٹ ڈالی ہے جو پہلے بیان کیگئی، اور وقت معینہ پر مخلوط کھاد کی ایک کثیر مقدار بھی ڈالی ہے، اسی سے بہت کچھ فائدہ ہوا اور بار آوری

مین کثرت ہوئی،

اس سے قبل زیتون، انگور اور دوسرے درختون کے لگانے کے بیان مین مفصل حالات لکھے جا چکے ہین جو کافی ہین،

فصل

کھاد ڈالنے کا وقت،

پھلدار درخت مین اگست سے جنوری تک کھاد ڈال سکتے ہین، اور اکتوبر مین بھیڑ کی تھوڑی سی کھاد ڈالین تو مفید ہوگا، بعض نے یہ کہا ہے کہ انگور مین ستمبر کے مہینہ مین کھاد ڈالی جائے اور بعض نے دسمبر اور جنوری کا مہینہ متعین کیا ہے خصوصاً سرد ممالک مین، زیتون مین کھاد ڈالنے کا وقت خریف مین ہے، اور دیگر نباتات مین گرمی مین تھوڑی مقدار مین کھاد ڈالین اور گرم زمین مین بھی ایسا ہی کرین، جب موسم معتدل ہو تو متوسط مقدار مین ڈالین اور موسم سرما مین اور بارد زمین مین زیادہ ڈال سکتے ہین،

باب دوازدہم

درختون مین آب پاشی کا بیان اور اس کا وقت، اور کون سے درخت پانی زیادہ چاہتے ہین، یہ سب ابن حجاج، ص، غ اور خ وغیرہ کی کتابون سے ماخوذ ہے،

فلاحون کا قول ہے کہ بعض درخت پانی کی کثرت کو پسند کرتے ہین اور بعض اسکے بالکل متحمل نہین ہوتے ہین اور بعض اس مین بھی متوسط درجہ کے ہوتے ہین، غ کا قول ہے کہ درختون مین اگست اور جنوری کے مہینہ مین آب پاشی کیجائے، ان دونون مہینون سے غفلت نہ برتی جائے، غ کہتا ہے کہ جنوری مین سیراب کرنے مین بہت سے منافع ہین، درختون کی جڑ اور رگون مین جو کیڑے اور حشرات الارض پیدا ہوجاتے ہین جب پانی اس مہینہ مین ڈالا جاتا ہے تو پانی اور ہوا کی ٹھنڈک سے وہ مرجاتے ہین، دوسرا فائدہ یہ ہے کہ درخت کی رگون مین رطوبت بھرجاتی ہے جس سے وہ تروتازہ معلوم ہوتے ہین، حاج غرناطی کی کتاب مین ہے کہ جس وقت درخت مین نئے برگ اور پھول آتے ہین اسی وقت ان کو پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، یہ آب پاشی کا بہترین وقت ہے جن درختون مین اس وقت پانی ڈالا جائے گا وہ دوسرون سے قوی ہونگے موسم گرما مین بھی تمام درختون کو سیراب کرتے ہین خصوصاً اگست کے مہینہ مین ضرور سیراب کرتے ہین، کیونکہ اس زمانہ مین گرمی سخت ہوجاتی ہے اور دن کامل ہوتا ہے، اگر سیرابی مین کمی کیگئی تو وہ خشکی جو گرمی کی وجہ سے درختون مین آگئی ہے دفع نہ ہوگی،

اور آب پاشی کا وقت دن کے آخری حصہ مین رکھنا چاہیئے، پانی کی مقدار درخت کے
تحمل پر ہے کیونکہ بعض درخت، نباتات، اور اجناس یعنی غلے پانی کی کثرت سے خراب
ہو جاتے ہین، البستہ قحط زدہ اور خشک زمینین پانی کی بہت زیادہ محتاج ہوتی ہین
ط مین آب پاشی کے وقت اور اسکی مقدار کے بارے مین یہ لکھا ہے کہ انگور
اور دوسرے اشجار کی آب پاشی کا وقت ایک گھنٹہ دن باقی رہنے کے بعد سے نصف شب
تک ہے تاکہ پودے اور زمینین رات بھر اور صبح چار گھنٹہ تک خوب سیراب ہون اور مقدار متوسط رکھنی چاہیئے نہ زیادہ ہو اور نہ کم،
درخت کی جو جڑین آب پاشی کی وجہ سے ظاہر ہو گئی ہین،
اون کو چھپا دین، اور چند دنون تک اسی حالت پر چھوڑ دین، نبش جس کا
نام آدم نے ترویح اور تنفیس بھی رکھا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ کھودنے والا امرود
کے درخت کے قریب آئے اور اسکی جڑ مین ایک ہاتھ لانبا اور چار انگل عمیق گڈھا درخت
کے چارون طرف مستدیر شکل کا کھودے، اس کے بعد جو مٹی باہر نکالی گئی ہو اس کو
گڈھے مین بھر کر پیر سے آہستہ آہستہ دبا دے، یہی طریقۂ عمل ہر درخت کے ساتھ کیا
جاتا ہے، مقصود اس عمل سے صرف یہ ہوتا ہے کہ مٹی الٹ پلٹ دیجائے، اوپر کی نیچے
کر دیجائے اور نیچے کی اوپر کر دیجائے گویا، اب نئی مٹی جڑون مین ڈالی گئی، پس جو منفعت
نئی مٹی ڈالنے سے ہوتی ہے وہی اس تقلیب سے ہو گی،
صغریت کا قول ہے کہ ایک گھڑی درخت کی جڑ کو نبش کے بعد کھلا رکھنا چاہیئے
اور ایک دوسری جگہ پر آٹھ دن کھلا رکھنے کی ہدایت کی ہے اس کے بعد مٹی گڈھے
مین بھری جائے اور آہستہ سے داب دیجائے کھجور کے بیان مین لکھا ہے کہ اسکے
ارد گرد بھی تین ہاتھ کا گڈھا کھو دین اور اسی طرح انگور کی جڑ مین بھی دو قدم گہرا اور تین قدم

چوڑا گڈھا کھود دین، اور جو مٹی کہ جڑ سے نکالی گئی ہے، اس مین اس درخت کے مناسب کھاد ملا کر درخت کی جڑ مین ڈالین، اس سے جو فائدہ پہنچیگا وہ خود ہی نمایان ہو جائیگا اس نبش کے منافع مین یہ بھی ہے کہ جس مقام مین ہوا اب تک نفوذ نہین کرتی تھی، اس عمل کے بعد ہوا وہان داخل ہو گی اور تمام مستر مقامات مین نفوذ کرے گی، اسی عمل کا نام آدم نے تنفیس اور ترویح رکھا ہے، وہ کہتا ہے کہ درخت کی جڑ کی مٹی الٹ پلٹ دو تاکہ درخت قوی ہو اور جڑون کو ہوا کھانے کا موقع دو تاکہ پھل بڑے بڑے ہون، اس سے پھل لذیذ اور عمدہ بھی ہوتے ہین،

اس سے قبل ہم نے بتایا ہے کہ کسان نکالی ہوئی مٹی کو جب کھاد ملا کر گڈھے مین ڈالے تو اس کو بہت آہستہ سے دبائے تاکہ جن مقامات پر ہم ہوا کو پہنچانا چاہتے ہین ان مین ہوا کی بجائے پانی نہ چلا جائے، اس عمل سے پانی کم جائے گا، گو پانی کی زیادتی مضر نہین ہے لیکن اس کا کوئی فائدہ بھی نہین ہے، بلکہ بعض وقت اسکی کثرت نقصان دہ ثابت ہوئی ہے، یعنی ہوا جیسا چاہیئے داخل نہ ہو سکی، نبش کے منافع کا بیان امرود کے درخت کے بیان مین مفصل ہوگا، قوثامی کا قول ہے کہ امرود مین جس قدر پانی زیادہ پہنچے گا اسی قدر وہ شیرین ہوگا اور اس مین غذائیت ہو گی،

طا مین ہے کہ اترج مین تعداد اور مقدار کی زیادتی اور نرمی اور شیرینی پیدا کرنے کا بھی طریقہ یہی نبش ہے، اس طرح کہ ہر چہار سمت مین چھوٹا سا گڈھا جڑ کے نیچے کھودنا چاہیئے، اور مٹی مین انسان کا پرانا غلیظ ملا کر ڈالا جائے، اور پھر اسکو سیراب کیا جائے، تو یہ تمام صفتین حاصل ہو جائین گی،

انگور کے لیے اس عمل سے بہتر طریقہ کوئی نہین ہے، ص مین ہے کہ انگور کو جو چیز

بہت زیادہ قوی کرتی ہے اور اس مین خوبصورتی پیدا کرتی ہے، اور اس کی نشو و نما، تازگی اور شادابی مین اضافہ کرتی ہے اور رگون اور پھلون کی پرورش کرتی ہے، وہ یہ ہے کہ بید کی شاخین اور پتیان بہت زیادہ مقدار مین لیجائین اور وہ سب جلاکر راکھ بنالیجائین، اس راکھ مین گائے کا گوبر بھی جلاکر یا باریک کرکے ملادین، لیکن پیسکر ڈالنا زیادہ اچھا ہے، جب یہ کھاد تیار ہوجائے تو اس کو انگور کی پتیون پر چھڑک دین اور اس طرح کدو، خربوزہ وغیرہ پر بھی چھڑک سکتے ہین، بلکہ تمام وہ نباتات جنمین تنہ نہین ہوتا اور جو زمین پر پھیل جاتے ہین، ان مین یہ کھاد ڈالی جاسکتی ہے،

ط مین بھی ہے کہ اس سے انگور کے پھل زیادہ ہوتے ہین، ان مین قوت زیادہ آتی ہے اور عرق بھی زیادہ ہوتا ہے اور جلد نشو و نما پاتے ہین، چوہے اور وہ کیڑے جو اس مین پیدا ہوتے ہین، اسکی بو سے بھاگ جاتے ہین، ان کیڑون کے منھ چوڑے ہوتے ہین، یہ خصوصیت کے ساتھ انگور کی جڑ مین پیدا ہوتے ہین، اور آہستہ آہستہ جڑون کو کھانا شروع کردیتے ہین، یہان تک کہ درخت ہلاک ہوجاتا ہے، ابتداءً درخت مین زردی پیدا ہوتی ہے اور پھر خشک ہوجاتا ہے، اس لیپ یا کھاد سے یہ کیڑے اور تمام دوسرے حیوانات مرجاتے ہین،

انوخا کا قول ہے کہ انگور کے پودے کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر بدلنے سے بھی قوت پہنچتی ہے، اور بار آوری مین سرعت ہوتی ہے، خصوصاً جب کہ بلوط اور باقلی کے پھل صاف کرکے ہر پودے کی جڑ مین دفن کردین، اس سے بھی تقویت پہنچے گی،

انوخا، ماسی اور طامری کا قول ہے کہ مٹر کے دانے کو کھرل یا اوکھلی مین چور

کرکے پودون کی جڑین ڈال دین، اور اگر اس کو پکا کر گائے کے باریک گوبر کے ساتھ
جڑون مین ڈال دین، تو اوس سے بہت زیادہ قوت پیدا ہو گی، اور
پھل جلد آئین گے،

صغریت نے اس باب مین یہ لکھا ہے کہ باقلا، جو، اور جوار کا بھوسہ اور انگور
کی وہ لکڑی جو اچھی طرح کوٹی گئی ہو اور گائے کا گوبر، ان سب کو ایک جگہ رکھکر
موٹی لکڑیون سے خوب چور کرین، یہان تک کہ سب بھوسہ ہو جائین، پھر
اس مخلوط بھوسہ کو جڑون مین ڈال دین اور اوپر سے مٹی چھڑک دین جب
یہ کھاد متعفن ہو گی تو پودون کو بڑی تقویت پہنچے گی، اس کھاد سے کیڑے
بھی ہلاک ہو جاتے ہین، بشرطیکہ اس مین رائی کے پتے بھی شامل
کر دیئے جائین،

سوساد کہتا ہے کہ گائے کا تر یا خشک گوبر لیا جائے اور اوس
مین اونٹ، آدمی اور گائے اور بھیڑ و بکری مین جو بھی مل سکے، اس
کا پیشاب ملایا جائے، اور جڑون مین اوپر ہی ڈال دین، زیادہ گہرائی
مین نہ ڈالین، بلکہ زمین کی سطح کے متصل ڈالین، اس سے شادابی بڑھیگی
اور تمام کیڑے جو شاخ یا جڑ مین پیدا ہوتے ہین، فنا ہو جائین گے،

قوثامی کا قول ہے کہ جس قسم کے بھوسہ کو صغریت نے اس سے قبل لکھا ہے
وہ اور یہ تمام پیشاب ایک ساتھ ملا کر دیئے جائین تو اور زیادہ نفع بخش ہوگا
اور اگر تمام چیزون کو جو اب تک بتائی گئی ہین، ایک ساتھ ملا کر ڈالین تو
یہ عمل نہایت پختہ ہوگا، اگرچہ تم کو اون مین سے بعض یا اکثر کی

ضرورت ہو لیکن سب کے ملانے سے اور ہی بات ہوگی، انگور خواہ پرانے ہوں یا نئے چھوٹے ہوں یا بڑے، غرضکہ جس صنف سے بھی ہوں، اگر ان میں گائے کا گوبر اس کے پیشاب کیساتھ دیا گیا تو اس سے ان کو بے حد تقویت ہوگی، درخت کی شادابی، پھل کی نفاست اور لطافت میں دوگونہ اضافہ ہوگا،

ثمر انگور کی زیادتی کا طریقہ ایک یہ بھی ہے جسکو قوثامی نے لکھا ہے کہ ہمنے پہلے انگور کی زمین کی کئی مرتبہ تعمیر کی اور پھر اس میں پیر سے دبا دبا کر مٹی ڈالی اور بیکار شاخ اور پتوں کو کاٹ ڈالا اور اس کے بعد ایک مرتبہ پورے درخت کو آہستہ سے جنبش دیدی تاکہ بیکار چیزیں گر جائیں، پھر آگ جلا کر چاروں طرف گرمی پہنچائی اور کبوتر کی بیٹ، بکری کی مینگنی اور انگور کے خشک پتے کی کھاد ڈالی، اس طریقۂ عمل سے انگور کے دانے بہت بڑے بڑے ہوئے اور زیادہ تعداد میں آئے، یہانتک کہ ہر آنکھ میں چار خوشے نکلے اور بعض وقت اس سے زیادہ ہوئے، ہر آنکھ میں تین یا چار یا پانچ شاخیں نکلیں، اور اسی سے درخت کی شادابی کا پتہ چلتا ہے، کیونکہ پھل کی زیادتی کی بڑی علامت یہی ہے کہ ہر آنکھ میں دو یا تین خوشے نکلیں، اور قدیم علامت یہ ہے کہ اس میں بکثرت وہ شاخیں نکلیں جسمیں خوشے لٹکتے ہیں، ایک کی جگہ پر دو یا تین نکلیں، جب ایسی حالت درخت میں پیدا ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ اس میں پھل زیادہ تعداد میں آئیں گے،

طامین ہے کہ انگور کے اندر شب کو چراغ روشن کرنے سے بھی بہت بڑا فائدہ پہنچتا ہے، صغریت نے انگور کے شیرہ بڑھانے کا طریقہ یہ لکھا ہے کہ انگور یا کشمش کے تخم لیے جائیں کیونکہ دونوں ایک ہی ہیں اور ان کو چور کرکے پودوں کی جڑ میں ڈال دیں، اس سے پانی اور شیرہ دونوں زیادہ ہونگے، اور پھل جلد تیار ہونگے، قوثامی کا قول ہے

کہ ہم نے اس کا اس طرح تجربہ کیا کہ پودے کی جڑ مین دو انگل کا گڈھا کھودا اور اس مین کشمش کے بیج چھڑک دیئے اور اوپر سے مٹی ڈالدی اور اس کو پانی سے سیراب کیا، ایک مدت کے بعد مین نے دو مرتبہ ایسا ہی عمل کیا، جس سے ہم نے خود دیکھا کہ پھل جلد آئے اور زیادہ مقدار مین آئے اور بہت جلد پختہ ہوئے، اور شیرہ بھی خوب نکلا، دوسری مرتبہ ہم نے تیس دن کے بعد یہ عمل کیا تو فصلِ ربیع کی ابتدا ہی مین پھل پتیون کے ساتھ اگ آئے،

فصل

ان درختون کا علاج جنمین پھل کم آتے ہین،

اگر کوئی درخت اچھا ہوا ور پھل پکا لیتا ہو لیکن پھل کم لاتا ہو تو اسکی تعمیر اور آب پاشی بند کر دیجائے بلکہ بعض شاخین کاٹ ڈالیجائین اور بعض چھوٹی کر دیجائین، اور درخت کی جڑ مین پتھر کی چٹانین اور کنکر دفن کر دیئے جائین اور اوپر سے مٹی ڈال دیجائے، لیکن اگر یہ مرض خشک سالی کی وجہ سے ہو تو اس کا علاج آب پاشی اور تعمیر ہی سے ہوگا، کم پھل لانے والے درختون کی دوسرے ہمجنس درختون کے ساتھ ترکیب کرنے سے یہ مرض جاتا رہتا ہے، بشرطیکہ دوسرے زیادہ پھل لائے ہون،

ارسطاطالیس کا قول ہے کہ زمین مین شق کیا جائے، اور اس مین ایک ایسے پتھر کو جو مسطح ہو داخل کر دیا جائے، انشاء اللہ پھل لائے گا،

جب کوئی درخت پھل کم لائے تو اس کو کاٹ ڈالنے کی نیت کرنی چاہیئے، اور پہلے

ایک آہستہ سے ضرب لگا کر درخت سے یہ کہین کہ اگر تو پھل نہ لائے گا تو مین تجھ کو کاٹ ڈالونگا
ایک دوسرا شخص اسکی طرف سے سفارش کرے کہ نہین تم چھوڑ دو امسال تو آیندہ سال
یہ ضرور پھل لائے گا، اس کے بعد اس شخص کو چھوڑ دینا چاہیئے، انشاء اللہ آئندہ سال ضرور
پھل آئین گے، مؤرخ کہتا ہے کہ یہ بالکل مجرب ہے، ایک دوسرے شخص نے یہ کہا کہ اس پر
تمام مؤلفین اور فلاحین کا اتفاق ہے کہ جب درخت کی یہ حالت ہوجائے اور وہ اسی طرح
دھمکایا جائے تو وہ دوسرے سال یقیناً پھل لائے گا،

فلاحین کہتے ہین ہے کہ جو درخت ایک سال پھل لائے اور ایک سال ناغہ کرے اس کا
علاج یہ ہے کہ دو آدمی اس کے قریب کھڑے ہون، ایک کے ہاتھ مین بسولہ یا کلہاڑی
ہو اور وہ درخت کو مخاطب کرکے یہ کہے کہ مین تجھ کو کاٹ ڈالون گا اور دوسرا یہ دریافت
کرے کہ تم ایسا کیون کرتے ہو؟ تو اس کے جواب مین پہلا شخص کہے کہ چونکہ یہ پھل نہین لاتا
اس لیے کاٹتا ہون، پھر اس پر دوسرا شخص یہ کہے کہ مین اسکا ضامن ہون یہ آئندہ سال ضرور
پھل لائے گا اگر آئندہ سال یہ پھل نہ لائے تو پھر جو چاہے تم کرنا،

لہ اگر یہ بات تجربۃً ثابت ہے جیسا کہ لوگون کے اقوال سے پتہ چلتا ہے، تو
اس سے نباتات کی حیات کا بہترین ثبوت ملتا ہے، بلکہ ان کے حواس کا بھی پتہ
چلتا ہے، کیونکہ دھمکی سے مرعوب ہونا بغیر حواس کے نہین ہوسکتا، لیکن اگر یہ کوئی منتر
یا ٹٹکا ہے تو الگ چیز ہے، (مترجم)

فصل

درخت کے دوستون اور دشمنون کا بیان

فلاحت نبطیہ مین لکھا ہے کہ درخت کا ہمجنس اس کے لیے مقوی ہوتا ہے اور اس کے پھلون مین اضافہ کرتا ہے، اور درخت کا غیر جنس جو طبعًا متضاد ہوتا ہے اس کو ضعیف اور کمزور کر دیتا ہے، طؔ مین ہے کہ انگور اور بیری کے درخت مین ایک خاص مشابہت ہے اور عمر مین دونون مساوی ہین، یہانتک کہ اگر انگور بیری کے درخت کے ساتھ لگایا جائے تو اسکی شکل ایسی ہوگی، جیسے مرد کسی حسین عورت کیساتھ ہم صحبت ہو، دونون درخت ایک دوسرے کے لیے معین و مددگار ہون گے اور تقویت بخش ہون گے طؔا مین یہ بھی ہے کہ زیتون اگر انگور کے قریب لگایا جائے تو یہ ترکیب دونون کے لیے موافق ہوگی، لیکن یہ خیال رہے کہ زیتون کو انگور سے ذرا فاصلہ پر لگائین بالکل متصل نہ کر دین، اس سے انگور کو زیادہ فائدہ ہوگا یہی رائے اکثر قدما کی ہے، طؔا مین ہے کہ انگور اور کدو مین بھی موافقت ہے، اور ایک دوسرے کے لیے حیات بخش ہوتے ہین، نؔع کا قول ہے کہ سفید تخم جسکو مبس کہتے ہین، اور جس کا دانہ سیاہ اور مدور ہوتا ہے، اور اندر گٹھلی ہوتی ہے، اور ذائقہ شیرین ہوتا ہے، انگور سے اس کو بھی مناسبت ہے، اور دونون مین الفت ہوتی ہے، اور انگور کی بیل اگر اس پر چڑھا دیجائے تو پھل زیادہ آئین گے اور آفات سے محفوظ رہین گے، کؔ کا قول ہے کہ اگر سیب آلو بخارا، امرود یا اترج کے قرب مین لگایا جائے تو آپس مین مانوس ہو جائین گے، اور سب کے لیے یہ عمل نفع بخش ہوگا مؔ کا قول ہے کہ انار اور آس ایک دوسرے کے دوست اور

پڑوسی ہین، اگر اس انار کے قرب مین لگایا جائے تو پھل بکثرت آئین گے، ق کا قول ہے
اگر دونون کی جڑین ایک دوسرے کے متصل ہوجائین تو پھل زیادہ ہون گے صرف
قربت نفع بخش نہو گی یہی حال اخروٹ، انجیر اور شہتوت کا ہے اسی طرح گلنار اور
زیتون ایک دوسرے کے لیے نافع ہین، کیونکہ ان دونون مین الفت اور محبت
ہوتی ہے، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ زیتون انگور کو پسند کرتا ہے اور سیب ان دونون
کو محبوب رکھتا ہے، زیتون کے اردگرد دشتی پیاز لگادیا جائے تو بحید مفید ہوگا،

طا مین ہے کہ سفید اور سیاہ انگور کے درمیان تضاد ہوتا ہے، دونون ایک
جگہ پر پھل پھول نہین سکتے اسلیے ان دونون کو ایک مقام مین لگانا نہین چاہیئے،
حتی کہ دونون کا ایکساتھ عرق بھی نکالا نہ جائے، کیونکہ اس سے عرق خراب ہوجائیگا،
غار کے متصل اگر موٹی کے تخم بو دیئے جائین اور موٹی سال کے دو فصلون تک پیدا ہوتی
رہے، تو غار کے دانے بڑے ہون گے،

غ کا قول ہے کہ اخروٹ اکثر درختون سے نفرت کرتا ہے، صرف انجیر اور شہتوت
سے موافقت ہے، کیونکہ اخروٹ مین غایت درجہ کی حرارت اور یبوست ہوتی ہے جو
اس کے متصل کے درختون کو خشک کردیتی ہے، اور ان سے کوئی مناسبت بھی نہین ہوتی
اخروٹ کے نیچے جس قدر بھی نباتات ہوتے ہین وہ اسکی شدید حرارت کی وجہ سے ہلاک
ہوجاتے ہین، البتہ بعض سرمائی نباتات باقی رہتے ہین اور قصل (گل کنار) اگر اس کے
نیچے لگایا جائے تو اس کے پتے جھڑ جائین گے، اور اسی طرح اگر انگور کی بیلین اس پر
چڑھائی جائین تو اس سے بجائے تقویت کے ضعف پہنچیگا،

بعض یہ کہتے ہین کہ کرم کلہ اگر انگور کے ساتھ بو دیا جائے، تو ان دونون مین

منافرت کا یہ عالم ہوگا کہ انگور کی شاخین اس طرف بالکل نہ جھکین گی، بلکہ دوسری طرف
مڑ جائینگی، ک کا قول ہے کہ انگور کا سب سے بڑا دشمن کرم کلہ ہے، جو اس کو سخت ضرر پہنچاتا
ہے، اگر دونون ساتھ لگا دیئے جائین تو انگور ہلاک ہوجائے گا، بلکہ کرم کلہ یہان تک
نقصان دہ ہے کہ اس کے رخ کی ہوا بھی انگور کو خراب کردیتی ہے، اسی طرح اگر کرم کلہ
اور چقندر کے قریب متیھی کا ساگ لگا دیا جائے تو یہ دونون ترکاریان قریب المرگ ہوجائینگی
ان مین بدترین ضعف آجائے گا، اور دوسری طرف رخ بدل دینگی، اور ایسے ہی اگر
چقندر انگور کے قریب لگا یا گیا تو انگور خراب ہوجائیگا، یہ سیب کا بھی دشمن ہے اور اگر ترس
انگور کے ساتھ لگا یا گیا تو اس کو خشک کردیگا، شفتالو کے پھل اگر پختگی سے قبل گرنے لگین
تو ان کی بڑی شاخون مین ہڈیان لٹکادین، چوپائے کی ہڈیان اور کتے کے سر کی ہڈیان
اس کے لیے مفید ہون گی، اس سے پھل گرنے سے محفوظ ہوجائین گے، یا سرخ اون یا
سوت کے کپڑے جو گھور مین پڑے رہتے ہین ان کو لٹکا دین، انشاء اللہ یہ مرض جاتا رہیگا
خ اور دوسرون کا قول ہے کہ جب شفتالو مین پھل کم آنے لگین یا نہ آتے ہون تو جڑ کی
مٹی کو ہٹا کر جڑ مین ایک شق کرین اور چیڑ کے نئے اور خوشبودار درخت سے ایک وتد لین
اور اس کو اس شق مین داخل کردین، اور اوپر سے مٹی ڈالدین انشاء اللہ اس سے پھل آئیگا
یہی حال زردآلو، بادام، قراسیا، اور آلو بخارا کا ہے، لیکن اگر شفتالو کی جڑ مین ایک سوراخ
کرین اور اس مین بید کا وتد داخل کردین تو اسکی گٹھلی چھوٹی ہوجائے گی، مشتہی کا علاج خالص
سونے سے کیا جاتا ہے، اس طرح پر کہ بڑی جڑ کے ہر چار سمت مین سوراخ کرنا چاہیئے اور
ان مین دینار کے آٹھوین حصہ کے برابر سونا داخل کرنا چاہیئے، یہ اس وقت کرین جب کہ
اس مین پھول آگئے ہون، اور کلیون کے کھلنے سے قبل ایک کتا جڑ مین دفن کردین، انشاء اللہ پھل نہ گرینگے،

طاین ہے حب الملوک کا پودا جب پھلنے کے قریب ہو تو اس کے پھل کی ایک گٹھلی کو جڑ مین شق کر کے داخل کر دین، اس عمل کو عمل تذکیر بھی کہتے ہین،

ق کا قول ہے کہ وہ کمثری جسکو عوام اجاص یعنی آلو بخارا کہتے ہین اسکی تذکیر بھی سونے کیساتھ ہوتی ہے، اس طریقہ پر کہ جڑ کی مٹی ہٹا کر اس مین چار جگہ شق کرین اور ہر شق مین تھوڑا سا خالص سونا داخل کرین اور اوپر سے مٹی ڈال دین، انشاء اللہ پھل گرنے سے محفوظ رہینگے بعض کہتے ہین کہ دینار کا ربع حصہ خالص سونا داخل کردین اور چار جگھون پر منقسم کردین شق زیادہ بڑا نہ کرین بلکہ بعض کا یہ خیال ہو کہ تنے مین سوراخ کر کے ایک دینار سونا داخل کر دین اور اگر سونا اوپر لٹکا دین تو بھی مفید ہے مین نے خود ان دونون طریقون کا تجربہ کیا ہے، دونون درست ہین، سونا کم ہو یا زیادہ سب مساوی ہین بعض لوگ کہتے ہین کہ جڑ کے اندر ماہ جنوری مین نمک ڈالدین تو پھل زیادہ آئینگے،

امرود جسکو جام کہتے ہین پھل نہ لاتا ہو تو اس کی جڑ مین چند سوراخ بنائین جنکا فاصلہ برابر برابر ہو، اور ہر سوراخ مین ایک انگل کے برابر قدیم سرخ صنوبر کی لکڑی کاٹ کر داخل کر دین، اور جڑ کی سطح کو بالکل برابر کر دین، اور اوپر سے مٹی ڈالکر ڈھک دین انشاء اللہ پھل بھی زیادہ آئینگے اور پتیان بھی نہ جھڑینگی، صنوبر کی جگہ پر چیڑ کی لکڑی بھی استعمال کر سکتے ہین، ابو لونیوس کا قول ہے کہ امرود مین اگر یہ مرض پیدا ہو جائے تو جڑ مین خالص شراب کی تلچھٹ ڈالین اور پانی اور تلچھٹ سے پندرہ مرتبہ سیراب کرین، انشاء اللہ پھل نہ گرینگے، امرود کی تذکیر طرفا یعنی جھاؤ کے دھوان سے بھی ہوتی ہے،

بو لعاس کہتا ہے کہ اگر تم امرود کے پھل مین افراط اور شہد جیسی شیرینی پیدا کرنا چاہتے ہو تو جڑ کے متصل تنے مین ایک سوراخ بناؤ جو اس سرے سے اس سرے تک ہو اور اس مین صنوبر کی لکڑی اس طرح داخل کر دو کہ سوراخ بند ہو جائے، اسی طرح بعض

شیرینی اور افراط پیدا کرنے کے لیے صنوبر کے بجائے شیرین بلوط کی لکڑی داخل کرنے کا مشورہ دیا ہے، بادام کے علاج کا طریقہ یہ ہے کہ چڑیا کے چھوٹے پرون کو ایک سرخ کپڑے یا اس اون مین لپیٹ دین جو گھورپر پڑا رہتا ہے، اور اسی کو درخت پر لٹکا دین، انشاء اللہ پھل محفوظ رہین گے، جب پھول آنے لگین، تو اسی وقت قرمزی رنگ[1] کا کپڑا لٹکا دین، تاکہ پھول بھی نہ گرین،

ص کی کتاب مین ہے کہ بادام مین جب پھل کم آئین تو موسم سرما مین اسکی جڑ کو کھول دینا چاہیئے، انشاء اللہ یہی کافی ہوگا، اور اگر پھل بالکل نہ آئین تو موسم سرما مین جڑ کو کھول کر سوراخ کرین اور اس مین صنوبر کی لکڑی داخل کرین اور پرانے پیشاب سے اس کو سیراب کرین، پھر مٹی سے ڈھک دین، انشاء اللہ پھل آنے لگین گے، یہی حال شفتالو کا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، اخروٹ کے لیے سرخ اون یا کپڑا جو نجاست کے مقامات پر پڑا رہتا ہے لیا جائے، اور اس مین چڑیون کے نازک اور چھوٹے پر باندھکر درخت پر لٹکا دین، اس سے پھل گرنے سے بچ جائین گے، اور اگر اخروٹ کے پھول جھڑ جاتے ہون تو درخت پر قرمزی رنگ کے خراب وخستہ کپڑے لٹکا دین، اگر اس عمل سے بھی پھل نہ آئین تو جڑ مین سوراخ کرکے وادی[2] کی لکڑی داخل کر دین، یا وہی عمل کرین جو اوپر بتا دیا گیا ہے بعض کی یہ رائے ہے کہ جب اخروٹ مین پھل نہ آئین تو موسم سرما مین اسکی جڑ کو کھولدین اور اندر سوراخ کرکے صنوبر کی لکڑی داخل کر دین اور پرانے پیشاب سے سیراب کرین، اس کے بعد مٹی سے ڈھک دین، بعض کا قول ہے کہ جڑ مین دو جگھون پر لوہے سے شق کرین اور ان مین چیڑ یا مہندی

---

[1] سرخ رنگ کو کہتے ہین منسوب قرمز کی طرف ہے، کشوری، [2] اسکی تحقیق وادی کے بیان مین گذر گئی"

کی لکڑی داخل کرین یا سونے کی دو ٹکیان داخل کر کے اُوپر سے مٹی ڈالدین، زرد آلو کے پیسے ہڈی، ٹھیکری اور کنکری کا جڑ مین ڈالنا مناسب ہو گا اس سے یہ مرض دفع ہو جائے گا، اور بقیہ صورتین شفتالو کے بیان مین گذر چکی ہین، زیتون کے متعلق کہا ہے کہ اگر اس کو مرض لاحق ہو جائے تو ایک سیاہ فام آدمی داہنے ہاتھ مین بھر مٹھی پکے ہوئے زیتون کا پھل لے اور بائین ہاتھ مین تیز کلہاڑی لئے اور اس سے خراب شدہ زیتون کی جڑ کھودے، اور پھلون کی ایک مقدار گڈھے مین جڑ کے قریب ڈالدے اور اسکو مٹی سے چھپا دے، یہ عمل سنیچر کے دن کرے اور یکشنبہ کی پہلی شب مین پانی سے سیراب کرے یا بقول بعض فوراً بقدر ضرورت پانی ڈالے، اس طرح دو رات متواتر پانی سے سیراب کرتا ہے، پھر اکیس دن تک اپنی حالت پر چھوڑ دے، انشاء اللہ اس عمل کے نتائج ضرور رونما ہونگے، اس سے پتے بڑے ہون گے، درخت بلند ہوگا پھل زیادہ آئین گے، شاخین زیادہ نمودار ہونگی، رگین زیادہ موٹی ہون گی، جڑون مین غلظت آئیگی اور انھین چیزون سے درخت کی بقا ہوتی ہے، پانی کی اگر قلت ہو تو کوئی ہرج نہین ہے، اس کے پھل سیاہ رنگ کے نہ ہون گے بلکہ زرد اور سفیدی مائل ہون گے لیکن یہ خاص درختون مین ہوتا ہے، اسی طرح اگر باقلا کا بھوسہ زیتون کی جڑ مین ڈالدین اور پھر اس کو پانی سے سیراب کرتے رہین تو نہ پتے جھڑین گے اور نہ پھل گرین گے، یہ درخت کی اصلاح کا عام طریقہ ہے، بعض یہ کہتے ہین کہ جب زیتون مین یہ مرض پیدا ہو جائے تو جنوبی سمت سے جڑ کی مٹی ہٹائین اور اس مین ایک سوراخ جانب شمال تک بنائین، اور زیتون کے دوسرے درخت سے جو پھل زیادہ لاتا ہو دو شاخین لیجائین اور سوراخ کے دونون سمت مین داخل

کیجائین یہانتک کہ سوراخ پر ہو جائے، پس جو حصہ سوراخ سے زیادہ ہو اس کو کاٹ
ڈالنا چاہیئے اور سطح برابر کر دینی چاہیئے، اس کے بعد جو کے آٹے کو دونون طرف
لگا دین، انشاء اللہ پھل آئین گے۔ ق کا قول ہے کہ صنوبر اور بلوط کی شاخین بھی یہی
کام کرتی ہین، اور اگر زیتون کے پھل پختہ ہونے سے قبل گر جاتے ہون تو اوسکی
جڑ مین باقلا کا بھوسہ ڈالنا چاہیئے، اور پانی سے خوب سیراب کرنا چاہیئے اور راکھ
اور گوبر ملا کر ڈالنا چاہیئے، اگر زیتون کے ساتھ گلنار اور انار لگائین تو اس سے
پھل زیادہ ہون گے، زیتون اگر پکنے سے قبل ٹپکنے لگے تو باقلا کے دانون کو جبین
کیڑے لگ گئے ہون جڑ مین دفن کر دین اور پھر مٹی اور گوبر سے چھپا دین، انشاء اللہ
پھل محفوظ ہو جائین گے، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جڑ کو نصف قدح کے برابر گڑھا
کر کے کھول دین اور اس مین باریک مٹی ڈال دین۔ یہی طریقۂ عمل رند، فستق، مشتہی، زعرور
اور قراسیا مین ہے۔ بعض کا قول ہے کہ جب زیتون کی شاخین ایک دوسرے
سے جدا ہونے لگین تو درمیانی شاخ کو کاٹ کر اس مین ایک شق پیدا کرین اور
اس شق مین نومبر کے مہینہ مین رنبوح کی ایک شاخ داخل کرین اور مقام شق مین
جو اور مٹی کا بنا ہوا معجون لگا دین تاکہ پانی اور چیونٹی نہ داخل ہو سکے،
سیب مین جب بار آجائے تو اس مین پیاز لٹکا دین اس سے پھل نہ گرینگے
اور اسی طرح اگر جڑ مین سوراخ کر کے صنوبر کی روغن دار لکڑی داخل کرین تو اس سے
بھی یہ مرض زائل ہو گا، اور کیڑے مر جائین گے، یہ عمل جنوری مین کرنا چاہیئے، اور
قسطل (شاہ بلوط) جب مریض ہو جائے یا پھل گرنے لگین تو تنے مین ایک شگاف
اس کے طول و عرض کے لحاظ سے بنائین اور طول اس کے عرض سے زیادہ رکھین

اور جو چیزیں کہ اندرونی حصہ کو خراب کر رہی ہون ان کو دفع کر دین اور جوف کو ہوا کے لیے کھلا رکھین، اس سے اصلاح ہوگی پھل آئین گے اور تر و تازگی رہیگی انگور کے چھوٹے پھل اگر گرتے ہون تو پرانی راکھ ہر خوشہ والی شاخ کی جڑ مین ڈالدین

گلاب کی تذکیر کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے درمیان لہسن بو دین، اسی طرح اترج اور نارنج کی جڑ مین لیمون اور انبوس کی چوڑی لکڑیان دفن کرنے سے اسقاط کا مرض جاتا رہے گا، اگر اس طریقہ مین کامیابی نہ ہو تو جڑ مین چار سوراخ کر کے سونے کی چار کیلین ٹھوک دین، وہ آلو بخارا جسکو عیون البقر بھی کہتے ہین اسکی تذکیر کا طریقہ یہ ہے کہ ان شاخون کو جو ابھی بڑھنے والی ہون توڑ کر لٹکی رہنے دین اور جدا نہ کرین انشاء اللہ اس سے پھل زیادہ آئین گے، ایک طریقہ یہ بھی ہے، کہ جب آلو بخارا مین پتیان نکل آئین اور پھول آجائین تو ایک گرہ مین سوراخ کرین اور اس مین زردار کی لکڑی کا وتد داخل کرین، پھل زیادہ آئین گے اور شیرینی مین بھی اضافہ ہوگا، بعض یہ کہتے ہین کہ جو شخص آلو بخارا مین مٹھاس اور لطافت بڑھانا چاہتا ہے اس کو اسکی جڑ مین ایک بڑا سوراخ کرنا چاہیے اور اس مین بلوط کی لکڑی داخل کرنی چاہیے اور اگر پھل کم آتے ہون یا گر جاتے ہون تو اسکے لیے جڑ کے قریب ہر جانب دو ہاتھ کے فاصلہ سے گڈھا کھودنا چاہیے اور بڑے درختون مین دو چوتھائی اور چھوٹے مین ایک چوتھائی نمک جڑون پر ہر طرف چھڑک دینا چاہیے اور اوپر سے مٹی ڈالدین اور پیر سے برابر کر دین اور تین دن کے بعد پانی سے سیراب کرین، اور یہ عمل جنوری مین کرین انشاء اللہ اس عمل سے پھل اور پتے جھڑنے سے محفوظ رہجائین گے،

فصل

تذکیرِ اشجار کا عام طریقہ

م کا قول ہے کہ اگر سرو کے پتے اچھی طرح خشک کر لئے جائین اور پھر انکا سفوف بنا لیا جائے اور اس کو درختون پر چھڑکا جائے خصوصاً اس وقت جبکہ پھولون کی آمد کا زمانہ ہو، اور ایسا ہر پندرہ دن کے فاصلہ سے تین یا پانچ بار کیا جائے تو پھل گرنے سے محفوظ ہو جائین گے،

بعض کا قول ہے کہ جب کسی درخت کے پھل گرنے لگین تو لوہے سے جڑ مین ایک بڑا سوراخ کرین اور اس مین ایک بڑا پتھر داخل کرین یہانتک کہ وہ اندر غائب ہو جائے اور مغز تک پہنچ جائے پھر اس مقام کو سفید مٹی سے لپیٹ دین انشاء اللہ پھل محفوظ رہین گے، یہ خیال رہے کہ مٹی مین نمکینیت نہ ہو،

سیداغوس کا قول ہے کہ جب پھل بکثرت گرنے لگین تو آہستہ سے جڑون کو کھول دین اور گڈھے کو سفید مٹی سے جو لیسدار ہو پر کر دین، یہ طریقہ ابن ابی الجواد کے بیان کردہ طریقہ سے افضل ہے، وہ یہ ہے کہ جب انجیر وغیرہ کے پھل جھڑنے لگین تو درخت کے اردگرد ایک بڑا سا گڈھا کھو دین، جو تین ہاتھ لانبا اور دو ہاتھ گہرا ہو، اتنا گہرا ہو کہ جڑین دکھلائی دین لیکن کٹنے نہ پائین، پھر اس گڈھے کو سفید، بارد اور شیرین مٹی سے جو سطحِ ارض پر ہوتی ہے، پر کر دین، اور سفید نمکین مٹی کے ڈالنے سے احتراز کرین جو پانی یا بارش کی وجہ سے پگھل جاتی ہے، اس مٹی کے ڈالنے سے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے، یہ مرض جاتا رہے گا، نہ پتے گرین گے اور نہ پھل ٹپکین گے،

کیونکہ یہ مرض زمین کی خراب حرارت اور کھاد کی کثرت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، یا حرارت اور رطوبت کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے،

ق کا قول ہے کہ تذکیر کا طریقہ یہ بھی ہے کہ جو اور گیہون کے درمیان ایک گھاس اگتی ہے جو کلونجی کی طرح ہوتی ہے اس کو پھل سمیت اکھیڑ لین اور اس کے چھینکے بنا ڈالین اور ہر پھلدار شاخ پر ایک چھینکا لٹکا دین، اس سے بھی پھل نہ گرین گے بعض یہ کہتے ہین کہ گیہون کی اس گھاس کو ایک پوٹلی مین باندھکر درخت کی گردن کے مقام پر لٹکا دین، یہ عمل بھی مفید ہے،

اور اگر انجیر یا دوسرے درختون کی جڑ مین سیسہ کا طوق ڈالدین اور پھر اس کو مٹی سے ڈھک دین تو یہ بھی اس مرض کے لیے کارآمد ہوگا، اسی طرح کبوتر کی بیٹ پانی مین تر کرکے درخت کی جڑ مین مٹی ہٹا کر ڈالدین اور اوپر سے بھی سفید مٹی ڈالدین تو انشاء اللہ یہ مرض جاتا رہے گا، اور اس مرض کے لیے سب سے زیادہ مجرب نسخہ یہ ہے کہ یہ عبارت ایک کاغذ پر لکھکر لٹکا دین،

ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا ولئن زالتا ان امسکہما من احد من بعدہٗ

خدا زمین وآسمان کو گرنے سے روکے ہوئے ہے، اگر یہ دونون گرین تو اس کے بعد کوئی شخص ان کو روکنے والا نہین ہے،

اور یہ عبارت بھی لکھے،

ویمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ ان اللہ بالناس لرؤف رحیم

اور آسمان کا زمین پر نہ گرنا صرف خدا کے حکم سے ہے اللہ لوگون کے ساتھ بڑا مہربان اور رحمت والا ہے،

قسطوس کا قول ہے اگر پھل پکنے سے قبل گرنے لگین تو یہ کلمات لکھکر لٹکا دو اور یہ
داؤد علیہ السلام کی زبور سے ماخوذ ہین، یہ چار کلمات ہین :-

کن کشجرة علی شاطی المیاہ تثمر فی وقتہ — تو اس درخت کے مانند ہو جو پانی کے کنارے
ولا ینتثر من ورقہ وکلما علیہ استمہ — ہے اور اپنے وقت پر پھل لاتا ہے، اور اس کے
" " " " — پتے نہین جھڑتے اور جو کچھ اس پر ہے، وہ اپنی مدت
" " " " — پوری کرتا ہے،

م کا قول ہے کہ وہ کلمات یہ ہین،

کن کشجرة علی شط نہر ما تطعم لحینہا — تو اس درخت کے مانند ہو جو نہر کے کنارے
ولا یسقط عنہا ورقہا ما یضرب بہا — لگایا گیا ہو اور اپنے وقت پر پھل لاتا ہو اور اس کے
من ورقہا ادرک وسلم، — پتے نہین جھڑتے ہین، اور جو پتے گرتے ہون
" — ان کا گرنا اس کے لیے مفید ہو،

فصل

درختون کی اصلاح اس غرض سے تاکہ ان مین شیرینی، عرق اور پھل زیادہ ہون اور حسن نمایان ہون،

قوثامی کا قول ہے کہ صغریت نے جو تدبیر پھل مین عرق کے زیادہ کرنے کی بتائی ہے
اس کا ہم نے تجربہ کیا تو صحیح پایا، وہ یہ ہے کہ تمام ثمر دار درختون مین گائے کا گوبر، گھوڑے
کی لید اور گندنا کی پتیان اور قسط جسکو ہندی مین کتھ کہتے ہین، پیسکر کسی درخت کے پتے
مین مخلوط کرکے ایک گڈھے مین ڈالدین، یہ تمام اجزا مساوی وزن کے ہون، اور

کھودنے والون کو اس پر پیشاب کرنے کا حکم دیدین، اور اوپر سے میٹھا پانی چھڑک دین،
ہان اگر تم پھلون مین صرف مٹھاس بڑھانا چاہتے ہو تو کھاد کے ساتھ پیشاب نہ ڈالو،
اور اگر عرق اور شیرہ کی کثرت چاہتے ہو تو لوگون کو اس جگہ پر پیشاب کرنے کا حکم دو، اور
اور وقتاً فوقتاً پانی بھی ڈالتے رہو جب کھاد مین عفونت پیدا ہو جائے اور سیاہ ہو جائے
تو اس کو چند دن گڈھے ہی مین چھوڑ دو، جب ذرا خشک ہو جائے تو سطح زمین پر نکال
کر پھیلا دو، تاکہ اچھی طرح خشک ہو جائے، اس کے بعد اس کھاد کو انگور وار دوسرے
پھلدار درختون کی جڑ مین ڈالدو، اور مٹی سے اچھی طرح چھپا دو اور بار بار تھالہ کھولکر پانی
سے سیراب کرتے رہو، اس سے شیرہ بڑھتا رہے گا، اور ذائقہ بھی اچھا ہو گا،

قوثامی کہتا ہے کہ مین جو طریقہ پھل کے میٹھا کرنے کا بتاتا ہون، وہ مذکورہ بالا طریقہ
سے افضل ہے، وہ یہ ہے کہ پھلدار درختون مین خالص شیرینی داخل کیجائے، طا مین بھی لکھا
ہے کہ درختون مین مٹھاس پیدا کرنے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ پانی کے ساتھ شیرینی ملا دیجائے
اور اسی سے سیراب کیا جائے،

مین انشاء اللہ انگور اور کھجور مین اس طریقۂ عمل کو بتاؤن گا نیز انار، ککڑی اور خربوزہ
کو پانی اور شہد سے سیراب کرنے کا طریقہ بھی لکھون گا، اسی طرح دوسرے فواکہ کے
متعلق قیاس کر لیا جائے،

انار کے پھل زیادہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تخم یا شاخون کے لگانے سے قبل چھلکا
سمیت پیسی ہوئی باقلا بھر مٹھی گڈھے مین ڈالدین، اور اسی کے اوپر شاخون کو نصب
کر دین، اور اس سے بھی عمدہ طریقہ یہ ہے کہ چنے کو پیسکر دودھ سے گوندھ ڈالین اور
اس کو تخم یا شاخ کے ساتھ ڈالدین اس سے بیدانہ اور میٹھا انار پیدا ہو گا،

اور جو شخص انار مین تھوڑی سی تلخی پیدا کرنا چاہے تو وہ شاخ کو عمدہ سرکہ مین
ڈبو کر لگائے یا سرکہ کو آگ پر رکھے اور شاخ کو اونچا رکھکر بھاپ سے سیک دے یہانتک
کہ وہ سرکہ کو اچھی طرح جذب کرکے پھر گرم ہی شاخ کو زمین مین نصب کردے
اس عمل سے انشاءاللہ تلخی پیدا ہو جائے گی،

ص مین ہے کہ امرود مین شیرینی پیدا کرنے کا طریقہ یہ لکھا ہے کہ تنے
مین زمین کے متصل ایک سوراخ کرین اور سوراخ مین بلوط کی ایک موٹی شاخ
داخل کرین، یہانتک کہ وہ پوری سما جائے، اور پھر اس مقام کو مٹی سے ڈھک دین
ط مین ہے کہ امرود کی شیرینی اور اس مین شیرہ بڑھانے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ جب
درخت مین خشک اور پھیکے پھل نکلین تو میٹھے پانی کو خوب گرم کرکے جڑ مین ڈالدین
اور تنیون اور شاخون پر بھی چھڑک دین، ہر تیسرے دن یہی عمل کرین،
خصوصاً جب چاند کی روشنی عروج پر ہے، ایسا کم سے کم چار مرتبہ عمل کرنا چاہیئے
انشاءاللہ اب جب پھل آئین گے تو میٹھے ہون گے اور ان مین شیرہ بھی خوب
ہوگا، فصل اول مین اس کا بیان ہو چکا ہے کہ کونسی چیزین پھلون مین تازگی
پیدا کرتی ہین،

صغریت کا قول ہے کہ شہد گرم کیا جائے اور نیچے کا تلچھٹ جو ظرف مین بیٹھ
جاتا ہے اس کو امرود اور دوسرے ان درختون کے تنے مین لیپ دین جنکے
پھل مین کسیلاپن، ترشی اور کڑواہٹ ہوتی ہے، اور شاخون پر بھی لگا دین،
انشاءاللہ یہ تینون خراب ذائقے دفع ہو جائین گے اور سب کے سب میٹھے ہو جائینگے
اور اگر اسی کے ساتھ روغن زیتون کا تلچھٹ ملا دین تو وہ ترشی اور کسیلاپن کے دفع

کرنے کے لئے اکسیر ہے، درخت اور اس کے پھل کو بہت زیادہ نفع پہنچتا ہے،
میرا خیال یہ ہے کہ اس کا وقت اس وقت ہے جبکہ زمین سے مادہ درخت کے
اوپر کی جانب نہوض کر رہا ہو، اور یہ درخت کے پھلنے اور پھولنے کا وقت ہوتا ہے،

طریق ہے کہ امرود کے پکانے اور اس کے کیڑون کے دفع کرنے کے لیے
سب سے بہترین کھاد یہ ہے کہ انسان کا سڑا ہوا غلیظ اور گائے کا بدبودار گوبر امرود
کی پتیون کیساتھ مخلوط کر دیا جائے جڑ کی زمین کو تھوڑا کھود کر اس کھاد کو زمین کی
باریک مٹی کے ساتھ ملا کر ڈالین اور پھر چھپا دین، اسی طرح خشک گوبر کو خوب اچھی
طرح پیس ڈالین اور سڑکون کی باریک مٹی اس کے ساتھ ملا دین اور پھر ان کو میٹھے
پانی اور روغن زیتون کے تلچھٹ مین بھگا دین، جب یہ خمیر کے مانند ہو جائے تو درخت
کی جڑ اور موٹی شاخون مین لگا دین تو اس سے بہت بڑا نفع ہوگا، کیڑے اور دوسرے
امراض زائل ہو جائین گے،

طریق ہے کہ امرود کے حجم بڑھانے، ذائقہ اچھا کرنے اور اس مین قوت اور
بکثرت پھل پیدا کرنے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ جڑ کا تھالہ ہمیشہ کھول دیا کرین اور چند
دن تک اسی حال مین چھوڑ دیا کرین، تاکہ باہر کی مٹی آفتاب کی حرارت سے درست
ہو جائے، چونکہ اس مین پانی کی برودت پہلے سے موجود ہوگی اس لیے وہ آفتاب کی
گرمی کا مقابلہ کر سکے گی، اور خود اس کی حدت سے نہ جلیگی، جب مٹی کی رطوبت کم
ہو جائے تو اس کو جڑ دن مین ڈالدین،

آب پاشی کی مقدار کا اندازہ تجربہ سے معلوم ہوتا ہے، جب سیرابی سے نبات مین
شادابی اور قوت پیدا ہو جائے تو بار بار سیراب کرنا اچھا ہے، لیکن اگر اس کے خلاف

نظر آئے تو آب پاشی کم کر دینا چاہیئے اور پانی جڑون مین ڈالنا چاہیئے تاکہ وہ وہان
ٹھر جائے، نباتات کی سیرابی کا وقت چاندنی کے ایام مین بہت بہتر ہے، قوثامی
کہتا ہے کہ مین نے اس کا تجربہ کیا ہے، بالکل ٹھیک ہے،

ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ ریتیلی زمین کو بکثرت پانی کی حاجت نہین ہے
کیونکہ وہ پانی کو زیادہ جذب نہین کرتی ہے، بعض نادان لوگ پانی کے جذب کر لینے
کی وجہ سے یہ سمجھتے ہین کہ یہ اچھی طرح سیراب نہین ہوئی ہے، اس وہم کی بنا پر وہ بار بار
سیراب کرتے ہین جس سے پودہ ہلاک ہو جاتا ہے، حالانکہ وہ بہت زیادہ قانع ہوتی
ہے، چونکہ اس کے اجزا مین چھوٹی کنکریان ہوتی ہین، اس لیے پانی اندر نہین جاتا،
بلکہ سطح زمین مین جو اجزا خاکی ہوتے ہین صرف انھین مین جذب ہو کر رہ جاتا ہے،

ط مین ہے کہ وہ درخت جو پانی کی کثرت کو قبول نہین کرتے ہین، نہین پہاڑی
درخت ہین مثلاً، امرود، پستہ، قراسیا، فندق، بلوط، شاہ بلوط، اور ریحان وغیرہ زیادہ
آب پاشی کو پسند نہین کرتے ہین،

فصل

غ کی کتاب سے آب پاشی کا وقت،

زیتون کا درخت جنوری اور اگست کے مہینون مین بار بار سیراب کیا جاتا ہے اور
اگر ممکن ہو تو ربیع مین بھی سیراب کرین، جب کلیان نمودار ہونے لگین تو یہ
عمل اس وقت تک کے لیے موقوف کر دینا چاہیئے، جب تک کہ زیتون کے پھل
چنے کے دانے کے برابر نہ ہو جائین، اس کے بعد آزادی سے سیراب کر سکتے ہین،

زیتون کے درخت مین تعمیر کھاد اور آب پاشی کا اگر پورا نظم کیا جائے تو یہ ہر سال پھل
لائے گا، خصوصًا اس وقت جبکہ اس کے پھل درخت کو جھاڑ کر نہ توڑے جائین بلکہ ہاتھون
ہی سے توڑ لیے جائین، کیونکہ پھلدار شاخون کو ہلانے سے ان مین شقوق اور کسر
پیدا ہو جاتا ہے جو آئندہ مضر ثابت ہوتا ہے،

دوسرے علمائے فلاحت کا قول ہے کہ زیتون جبلی درخت ہے، آب پاشی
اس کے لیے مفید ہوگی اور اگر نہ کیجائے تو کوئی نقصان وہ بھی نہین ہے،

ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ یونیوس کہتا ہے کہ زیتون مین پانی کی افراط
مضر ہے، اور رند گو جبلی درخت ہے لیکن آب پاشی اس کے لیے مفید ہے، لیکن اگر
پانی نہ دیا جائے تو کوئی ہرج نہین ہے، البتہ انار مین بکثرت پانی ڈالنے کی ضرورت
ہے، اخیر جون سے اخیر ستمبر تک ہر پانچوین دن سیراب کیا کرین، لیکن اگر پانی کی
قلت ہو تو بعض مقامات مین عدم سیرابی مضر نہین ہوتی ہے،

غ کا قول ہے کہ گلاب کو جنوری سے سیراب کرنا شروع کرین، اور اس سے
تغافل نہ برتین اور پھر اگست مین بھی پانی ڈالین، بعض یہ بھی کہتے ہین کہ گلاب پانی
کی زیادتی کو قبول نہین کرتا ہے، مین نے مشرق مین اس کو موٹ کی نالیون
کے قریب لگایا تو بہت عمدہ درخت تیار ہوا، اور ریحان بستانی پانی کو قبول کرتا ہے
خصوصًا موسم گرما مین، اسی طرح شاہ بلوط بھی پانی کی زیادتی چاہتا ہے اور مشتہی، حب الملوک
اور عناب بھی آب پاشی کو قبول کرتے ہین، لیکن مؤخر الذکر کو اگر سیراب نہ کیا جائے
تو کوئی نقصان نہین ہے، اور شمشم اور میس کے لیے بھی آب پاشی مفید ہے، لیکن
اگر نہ ہو سکے تو کوئی مضر نہین ہے، موز بکثرت پانی کا خواہشمند ہے، سیب بڑھنے

کے بعد پانی کا محتاج ہوتا ہے، اسی طرح بہی، ازآ درخت، درّوار، صفیرا، بشم، فندق اور کنیر وغیرہ سب پانی کی زیادتی کو قبول کرتے ہین، کیونکہ یہ سب نہر کے کنارے نشوونما پاتے ہین، امرود بھی پانی کی کثرت کو قبول کر لیتا ہے، البتہ چنبیلی معتدل پانی کو پسند کرتی ہے، اور اترج تو بکثرت پانی کو چاہتا ہے، پورے سال بھر تک آب پاشی کیجائے تو اچھا ہے، یہی حال نارنج کا ہے لیکن بعض یہ کہتے ہین کہ اسکے لئے زیادہ پانی مفید نہین ہے، شفتالو اور آلو بخارا کے لیے بھی آب پاشی مفید ہے، انگور کو اپریل کے مہینہ مین دومرتبہ رات کے وقت سیراب کیا جائے اور تیسری مرتبہ پھل جلنے کے وقت سیراب کیا جائے، بعض یہ کہتے ہین کہ صرف دومرتبہ اس مین پانی ڈالا جائے، ایک تو اس وقت جب اس مین پتیان آجائین اور پھر جب پھل چلنے کا وقت ہو تو اس وقت سیراب کرین، انجیر کو جنوری مین خوب اچھی طرح سیراب کرین خواہ بارش ہو یا نہ ہو، اور دانون کی پختگی تک ہمیشہ سیراب کرتے رہین، بعض انجیر کے لیے پانی اور تری کی کثرت مضر خیال کرتے ہین، اور انجیر کی بعض قسمین ایسی بھی ہوتی ہین جو آب پاشی، اور نقل وحمل کو بچپن ہی مین برداشت کرتی ہین، اس کے بعد یہ عمل ان کے لیے ضرر رسان ہوتا ہے،

وہ اشجار جو پانی کی کثرت کو قبول ہی نہین کرتے، ان مین، اخروٹ، بادام مضغ وغیرہ ہین، کیونکہ پانی کی زیادتی ایسے درختون کو ہلاک اور خشک کر دیتی ہے خواہ چھوٹے ہون یا بڑے، صنوبر کو ایک دن چھوڑ کر پانی دیدیا جائے، زیادہ کی ضرورت نہین ہے، یہی حال سرو کا ہے، اور اس سے قبل درختون کے لگانے کے بیان مین جو لکھا گیا ہے اسکو پیش نظر رکھو، انشاءاللہ دونون بیان کافی ہونگے،

باب سیزدہم

اشجار کی تذکیر اور ان کو حاملہ کرنے کی تدبیر تاکہ پھل عمدہ، شیرین اور رسدار ہون، اور ان درختون کا بیان جو ایک دوسرے سے الفت یا عداوت رکھتے ہین،

بعض علمائے فلاحت کا قول ہے کہ تمام درخت عمل تذکیر کو قبول کرتے ہین، تذکیر[1] اور تلقیح جس کے معنی حاملہ کرنے کے ہین ایک ہی چیز ہے، اس عمل سے پھل عمدہ ہونگے اور وہ جھڑنے سے محفوظ رہین گے، بعض کا قول ہے کہ درختون مین نر و مادہ ہوتے ہین اور مادہ نر سے حاملہ ہوتی ہے، طاہین ہے کہ نر انجیر مین پھل ہوتے ہین، جو بہت چھوٹے اور ہلکے ہوتے ہین، رنگ سفیدی مائل یا گہرا سبز ہوتا ہے، لیکن مادہ کے پھلون کی طرح نہ پکتے ہین اور نہ بڑے ہوتے ہین، اگر انسان اس کو کھائے تو گلا پکڑ لے اور اگر نر کے پھل کو مادہ کیساتھ ملحق کردین تو پھل بڑھین گے اور پختہ ہون گے اور انجیر کی وہ قسم جسکو ذکار کہتے ہین، ان مین بھی عمل تذکیر کا رواج ہے، یہ عمل وسط اپریل یا اس کے کچھ دن بعد ہوتا ہے، پھل مین جب پختگی شروع ہوتی ہے اس وقت وہ تذکیر کے قابل ہوجاتے ہین، لیکن جب اتنی پختگی آجائے کہ درخت کی ڈالیون مین سختی

---

[1] دیکھو حل لغات ۱۲

اور صلابت آجائے، تو اس وقت یہ عمل دشوار ہو جاتا ہے، اس کا صحیح وقت پھل کے گدرانے کا وقت ہے، تذکیر نر کے پھلون سے ہوتی ہے جسکو ذکار بھی کہتے ہین، اس عمل کا وقت مئی یا وسط عنصرہ (عید خمسین) کے مہینہ مین ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ نر پھل اس وقت چنے جائین جب کہ وہ اچھی طرح تیار ہون اور اسکی علامت یہ ہے کہ ان مین سبزی سے سفیدی یا زردی آگئی ہو اور منھ کے قریب اتنی شگفتگی آگئی ہو جس سے وہ کیڑا باہر نکل جائے جو اس کے پھلون مین ہوتا ہے، یہ سیاہ رنگ کا کیڑا ہے جو مچھرون کے مانند ہوتا ہے اور بعض لوگ اس کو بھی بعوض (مچھر) ہی کہتے ہین، اور ایک قسم اسکی سرخ رنگ کی ہوتی ہے جس مین دُم بھی ہوتی ہے،

ان پھلون مین سے دو یا اس سے زیادہ دانون کو بال، دھاگے یا کسی کپڑے کی دھجی سے باندھ دین پھر ان کو انجیر کی ان شاخون مین لٹکا دین جنمین انجیر چھوٹے چھوٹے ہون یعنی جب چنے کے برابر ہون یا اس سے کچھ زیادہ ہون، اس وقت یہ نرم، شاداب اور بڑھنے والے ہوتے ہین، لیکن جب ان مین صلابت آجائیگی تو پھر مشکل ہو گی، یہ عمل خاصکر اس وقت مفید ہے جبکہ انجیر مین کوئی ضرر نہ آیا ہو لیکن جب کسی قسم کا نقص مثلاً پتیون کے اطراف مین شقوق اور دانون مین گولائی پیدا ہو جائے، اور سختی آجائے، تو تذکیر کا عمل بیکار ثابت ہو گا، عید خمسین کے دن تک انتظار کرنا چاہیئے، جب پہلی صفتین موجود ہون تو یہ عمل کیا جائے، نر کا عمل کے لیے سب سے مفید پھل وہ ہوتا ہے جو بڑا ہو اور جس مین تخم زیادہ ہون اور ذرا سخت ہو،

ط مین ہے کہ انجیر کی جڑ مین اگر خاک ڈالین، تو اس کے پھل اور عرق مین زیادتی ہو گی، بعض یہ کہتے ہین کہ اگر جڑ مین ایک بھیڑ کا سر دفن کر دین تو بھی پھل پختہ ہون گے،

اور جھڑنے سے محفوظ رہین گے، بعض کا قول ہے کہ جڑ کو کھولکر تین دن تک اس مین چنے کا پانی ڈالین تو یہ تدکیر کے قائم مقام ہو جائے گا، دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی بڑی موٹی جڑ شق کیجائے اور اس مین ایک سخت پتھر داخل کر دین اور مشقوق حصہ کو گوبر اور مٹی سے بند کر دین، تو یہ بھی ایک عمل تدکیر ہی ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ انجیر پر سوسن کا پھول اگر لٹکا دیا جائے تو انجیر کے پھل جھڑنے سے رک جائین گے، قسطوس کا قول ہے کہ جڑ کی مٹی ہٹا کر شاخون اور جڑون کو شہتوت کے پھل سے لیپ دین تو یہ عارضہ جاتا رہے گا، اسی طرح اگر عروق اور شاخون مین نمک لپیٹ دین تو اس سے نہ صرف یہ مرض زائل ہو گا بلکہ پھل جلدی تیار ہونگے، یا یہ کہ زیتون کا پانی اور میٹھا پانی ملا کر انجیر کی جڑ مین ڈالین تو اس سے بھی پھل زیادہ آئین گے، ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جڑ کھولکر برما سے تین جگھون پر سوراخ کرین، اور ان سوراخون مین اس نر انجیر کی شاخین یا اوتاد نصب کر دین، جس کے پھل گرتے نہ ہون، اس کے بعد مٹی سے چھپا دین، یہی تدکیر ہو جائے گی،

گلنار یعنی انار نر کے پھل اگر مادہ انار مین لٹکا دیئے جائین تو پھل جلد آئین گے، لیکن اگر انار مین پھل موجود ہون تو اس سے جلد پختگی آجائے گی اور اگر پھل کم اور خراب ہوتے ہون تو اس سے زیادتی تازگی اور مضبوطی پیدا ہو گی، اگر انار کے لیے نصف سیسا اور نصف رانگے کا ملا ہوا طوق بنایا جائے اور درخت کو پہنا دیا جائے تو انشاء اللہ یہ مرض دفع ہو جائے گا، اور پھل نہ گرین گے، اسی طرح اگر انار کی شاخ مین ہری بارتنگ کی جڑ لٹکا دین اور اس کو خشک ہونے کے بعد بھی نہ اتارین بلکہ جب وہ ہوا سے کبھی گر جائے تو دوسری جڑ لٹکا دیجائے، اس سے پھل بڑے ہون گے اور انار کا

پوست خراب رنگ کا نہ ہوگا اور اگر انار کے پھل پختگی سے قبل ہی گر جاتے ہون تو جڑ
مین کتون کی ہڈیان، یا سواری کے جانورون کی ہڈیان یا بھیڑ کے سر کی ہڈیان دفن
کر دیجائین تو اس سے یہ مرض زائل ہوجائے گا، اگر خزامی یعنی گل مریم کی دھونی بھی
چار و نطرف دیجائے تو مفید ہوگی، دوسرا علاج یہ ہے کہ انار کی تین یا چار شاخون کے
بالکل وسط مین ایسی تھیلیان لٹکا دی جائین جنمین وو درہم کے برابر زیرہ ہو تو اس سے
بھی وہی فائدہ ہوگا جو تذکیر سے ہوتا ہے، یا یہ کہ انار مین رانگے کی تختیان لٹکا دین یا
اس کا طوق پہنا دین، اس سے جڑین بھاری ہوجائینگی اور پھل نہ گرین گے، اگر اس مین
کامیابی نہ ہو تو جڑ مین تین جگھون پر شق کیا جائے اور اس مین شمشاد، گلنار اور بربارِیس
کی مینخین نصب کردین تو یہ مفید ہوگا، ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انار کی جڑ مین سوراخ
کرین اور اس مین جھاؤ کی لکڑی کی مینخ ٹھونک دین، اس سے بھی فائدہ پہنچے گا، بعض
تو یہ کہتے ہین کہ اس سے درخت کی بنیاد درست ہوجائے گی، جھاؤ کی شاخین، اس کی
پتیان اور پھول جون کے مہینہ مین جمع کئے جائین، جب تیئیس ۲۳ دن گذر جائین تو چوبیسوین
دن یعنی عید خمسین کے دن صبح کے وقت قبل طلوع آفتاب انار اور اسکی شاخون پر لٹکا دین
اس سے بھی تذکیر ہی کا فائدہ ہوگا، بعض نے یہ تدبیر بتائی ہے کہ ہری بارتنگ کی پانچ
یا سات جڑون کو ایک دھاگے مین باندھ کر ہر درخت پر لٹکا دین، انار کی جڑ مین ایک
بوجھ راکھ کا جنوری کے مہینہ مین ڈالنا بھی مفید ہے، راکھ ڈالنے کے بعد اس کو تین مرتبہ
پانی سے سیراب کرنا چاہیئے، تاکہ پھل اچھے آئین اور اگر انار کی ایک سمت مین وحشی پیاز
بو دین تو اس سے بھی اسکی جڑ موٹی ہوگی اور پھل اچھے آئین گے، ریحان کے بونے سے

لہ اصل کتاب مین کوئن کا لفظ ہے، اسکی بہت سی قسمین ہین نہ معلوم کون مراد ہے، بہرحال ہر ایک کیساتھ تجربہ کیا جائے ۱۲ مترجم

بھی بہی فائدہ ہوگا، بلکہ تمام امراض کا ازالہ ہو جائے گا،

طائین ہو کہ کھجور کا نر کے سفوف[1] سے حاملہ کرنا اشد ضروری ہے، اور اس کے حاملہ کرنے کا وقت اس وقت سے ہے جبکہ مادہ مین پھول کے گچھے نمودار ہوجائین اور غایت اشتیاق مین متفرق ہوجائین اور پھول ان کے اوپر کا غلاف پھٹنے لگے، تو یہ حمل کے لیے موزون وقت ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ نر کے پھول کا گچھا توڑ لیا جائے اور اس کو مادہ کے پھول پر حرکت دیجائے، بس اسی سے حمل قرار پاجائیگا،

مین نے خود نر درخت کی وہ پتلی شاخین لی ہین جنہین یہ پھول غلاف کی شکل مین تھے اور شگفتگی کے قریب تھے، ان کو دھاگے سے باندھ دیا، جیسا کہ عام طور سے کیا جاتا ہے اور مادہ کے گچھون پر لٹکا دیا ہے اور اس پر سفوف گلاب چھڑک دیا ہے، اس سے تھوڑے رطب تیار ہوئے، مادہ کا درخت برنی[2] قسم سے تھا، اگر مین اس عمل کو بار بار کرتا تو اسی سال تمام رطب تیار ہوجاتے، اس پر اوسکی دوسری قسمون کو قیاس کرلینا چاہیئے،

خروب مین بھی نر و مادہ ہوتے ہین، مادہ کے پھل روغن کے لیے بہت کارآمد ہوتے ہین، اگر اس کو بھی نر سے حاملہ کردین تو پھل خوب آئین گے، زیتون مین بھی نر ہوتا ہے، اس کے نر کا نام ریتوح ہے، اسی طرح پستہ کے نر کا نام بطم ہے (جسکو فارسی مین بن کہتے ہین)

دیمقراطیس کا قول ہے کہ سرو کی پتیان خشک کرلیجائین اور پھر ان کو

---

[1] اس کا قدرتی حاملہ ہونیکا طریقہ یہ ہو کہ شہد کی مکھیان نر کے پھول کا سفوف چوس کر مادہ کے پھول پر جا بیٹھتی ہین جس سے وہ حاملہ ہو جاتی ہو، [2] یہ خرما کی اعلیٰ ترین قسم ہے بعض لوگ اسکو اصل قرار دیتے ہین، فلاحۃ النخل،

پیس کر سفوف بنا لیا جائے، جب پستہ پر ہوا چلنے لگے تو درخت کے علوی حصہ پر اس سفوف کو چھڑک دین اور کہین کہین رکھدین، ایسا تین یا پانچ دن تک، ان دس دنون کے اندر کرین جنہین پستہ کے پھول کھلتے ہون، اس سے پھل خوب آئین گے اور جھڑنے سے محفوظ رہین گے بعض کا قول ہے کہ دو مرتبہ یہ عمل کرنے مین دس دن کا فاصلہ رکھنا چاہیئے، اسی طرح بطم کے پتون سے بھی یہ نفع اٹھایا جا سکتا ہے، ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ حبۃ خضرا کے پھل اور اسکی پتیان ایک دھاگے مین باندھ دیجائین اور ان کو پستہ پر لٹکا دین تو بھی یہی فائدہ ہوگا، پستہ کا خالص سونے کے ساتھ بھی علاج ہوتا ہے اس طریقہ پر کہ سات یا آٹھ جو کے برابر خالص سونا لین، اور ان کو چار حصون پر منقسم کرین، اور ان کو درخت کے نیچے ایک بالشت مٹی ہٹا کر چار جانب نصب کر دین اور اوپر سے مٹی ڈالدین اور جب پستہ کے پھل جھڑنے لگین تو جڑ مین ایک سوراخ کر کے زرد رنگ کا خالص سونا بھر دین انشاء اللہ یہ بات نہ ہوگی،

ہر درخت کے لیے دشمن ہے، باقلا، نارنج، قرع اور فراسیون (علقمہ) کے قریب نہ لگائی جائے ورنہ اس کو نقصان پہنچیگا، اس طرح ان تمام درختون کے قریب نہ لگائی جائے جنہین حرارت زیادہ ہوتی ہے، عوعر (چیڑ) کی عداوت کھجور کے ساتھ تو مشہور ہے بعینہ اسی طرح قطران اس کا دشمن ہے (جسکو ہندی مین کاتران کہتے ہین) جو عوعر کے بالکل مشابہ ہوتا ہے انگور کے لیے غار (باہشتان) اور نفط اسی طرح مضر ہین جس طرح کھجور اور انجیر مضر ہے، کرم کلہ انگور کو ہلاک کر دیتا ہے، اس مین ایک خاص قسم کی سمیت ہوتی ہے جو انگور کو تباہ کر دیتی ہے جس طرح مسوبرح اور شبرم یعنی گاؤ کشک سمیت رکھتے ہین،

کرم کلہ اور موتی انگور کے لیے خاص طور سے مضر ہین، اسی طرح انجیر گرم ممالک
مین انگور کے لیے مہلک ہے لیکن سرد ممالک کے لیے مثلاً روم اور یونان وغیرہ
جیسے مقامات مین جہان پر برف گرتی ہو انجیر کا انگور کے قرب مین رہنا نفع بخش
ہے، اور یہی حال زیتون کا ہے، سوساد کا قول ہے کہ شلجم، موتی، کرم کلہ اور ترمرا
انگور کے لیے خاص طور سے مضر ہین،

باب چہاردہم

اشجار، ترکاری اور سبزی کے علاج کے بیان مین نیز ان نقصانات اور تکالیف کے

دفعیہ کے طریقے جو ان پر پیش آتے ہین، یہ سب ابن حجاج کی کتاب سے ماخوذ ہے،

سید آغوس کا قول ہے کہ جب ہم کسی کم بار آور یا کمزور درخت کو دیکھتے ہین، یا ایسے درخت کو دیکھتے ہین جس کے پھل مین کیڑے پیدا ہو گئے ہین، یا اس کے پھل اپنی مدت سے قبل جھڑ جاتے ہین، اور یہی احوال چند سال تک باقی رہتے ہین تو ہم کو یقین کرنا پڑتا ہے کہ یہ آفتین اس مٹی کی وجہ سے ہین جسمین درخت کی جڑ ہے یا جڑون کے کمزور ہونے کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے، ان تمام آفات کے وقت یہ چاہیئے کہ درخت کے ہر سمت مین چار ہاتھ کا گڈھا کھود دین اور جڑ کو کھولکر اس کے نیچے کی مٹی کو بھی کدال یا اس سے بھی ہلکے اوزار سے نکال دین، جب پوری مٹی نکال لیجائے تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ یہ مٹی کس قسم کی ہے، اگر وہ خشک نظر آئے اور اس مین کسی قسم کی رطوبت نہ ہو تو اس مٹی کی جگہ پر ہم کو تر و تازہ مٹی دوسری جگہ سے لاکر اس گڈھے مین ڈالنا چاہیئے اور گڈھے کو بھر کر لکڑی سے خوب دبا دینا چاہیئے تاکہ ہوا اپنی تندی سے درخت کو گرا نہ سکے، یہ عمل اگر ہم خریف مین کرین تو مناسب ہے، جو درخت کہ پانی کی کثرت کو نہین چاہتے ان کے امراض کا یہ بہترین علاج ہے،

اور اگر درخت کی جڑون مین تعفن آگیا ہو اور وہ سڑنے لگین تو گدھے، گھوڑے

اور گائے کی پرانی اور سڑی کھاد تلاش کرین اور جڑ کے سڑے ہوئے حصہ کو کاٹکر الگ کرین، اور گڈھے مین یہ کھاد ڈالدین، یہ خیال رہے کہ بوسیدہ حصّہ مین سے کچھ بھی نہ چھوڑا جائے بلکہ سب کو کاٹ کر پھینکدیا جائے، اس پرانی کھاد سے انشاءاللہ جڑین نئی پیدا ہون گی اور درخت کو تقویت پہنچیگی اس عمل کے بعد درخت کو پانی سے سیراب بھی کرنا چاہیئے، اور یہ عمل جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے موسم خریف مین کیا جائے کشف یعنی گڈھا کھودتے وقت اگر یہ معلوم ہو جائے کہ جڑون مین کیڑے لگ گئے ہین تو کھاد کیساتھ کچھ راکھ بھی ملا کر ڈالین کیونکہ راکھ مین کیڑون کے ہلاک کرنیکی ایک خاصیت ہے،

مذکورۂ بالا طریقہ عمل ان درختون کے لیے ہے جنمین مٹی کی خشکی اور یبوست کی بنا پر امراض پیدا ہو گئے ہون، لیکن اگر زمین کی تری اور اسکی کثیر رطوبت کی بنا پر درخت مین ضعف یا خرابی پیدا ہوئی ہو تو گڈھے مین خشک سرخ رنگ کی مٹی ڈالین، یا نہر کے کنارے کی ریت مین پرانی کھاد ملا کر ڈالین، اور اگر درخت کے پھل زیادہ تعداد مین جھڑ جاتے ہون تو گڈھا کھود کر سفید اور لیسدار مٹی بھرین لیکن اگر درخت مین یہ امراض اسکی ضعیف العمری اور کبرسنی کی وجہ سے پیدا ہو گئے ہون تو ان حصون کو جنمین خرابی آگئی ہے کاٹ ڈالنا چاہیئے، اور بعض وقت جب درخت مین ضعف زیادہ آجاتا ہے تو ہم اس کو بالکل کاٹ ڈالتے ہین اور صرف وہ حصہ جو زمین کے متصل ہے چھوڑ دیتے ہین، اس کے بعد ان کے اردگرد گڈھا کھود کر اس مین مٹی اور پرانا گوبر جس مین زمین کی خشک خاک مخلوط ہو ڈالتے ہین اس مین دو ثلث گوبر اور ایک ثلث زمین کی خاک ہونی چاہیئے، اس عمل سے

درخت بالکل تیار ہو جائے گا اور اسکی تمام جڑین از سر نو نکل آئین گی،

شونون کا قول ہے کہ جب انجیر کے درخت مین رطوبت غائب ہو جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ درخت کے ہر سمت مین چار ہاتھ کا عمیق گڈھا کھو دین اور اس گڈھے مین وہی سرخ رنگ کی مٹی ڈالین جس کا بیان اوپر گذر چکا ہے اس عمل سے درخت کے ضعف مین کمی پیدا ہو گی اور اس کی عمر مین اضافہ ہو گا،

دیمک اور دوسرے کیڑے جب انجیر یا سیب یا اور کسی درخت مین لگ جائین تو قسطوس نے ان کے علاج کا طریقہ یہ لکھا ہے کہ درخت کے نیچے اتنا عمیق گڈھا کھو دین کہ تمام جڑین اور رگین نمودار ہو جائین پھر ان پر کبوتر کی بیٹ پانی مین ترکر کے لیپ کی طرح لگا دین، ایک دوسری جگہ قسطوس کا قول اس طرح منقول ہے کہ ان کیڑون کو جو سیب کے درخت مین لگ جاتے ہین علاج یہ ہے کہ گڈھا کھود کر جڑ کو کھول دین اس کے بعد جڑ اور رگون کے اس حصہ کو جسمین کیڑے یا حشرات الارض ہون چھیل ڈالین، اور پھر اسپر تازہ گوبر کا لیپ لگا دین' اگر یہ کیڑے انجیر کے درخت مین لگ گئے ہون تو ان کا علاج یہ ہے کہ گڈھا کھود کر جڑون پر راکھ چھڑک کر اوپر سے مٹی ڈال دو،

انون کا قول ہے کہ جب سیب مین سرخ کیڑے لگ جائین اور شاخون مین بھی وہ نظر آئین، یا مکڑی شاخون پر جالہ بنے تو اس کے لیے بھی یہی طریقۂ علاج ہے کہ گڈھا کھود کر، اولا راکھ ڈال دین، اور شاخون پر بھی چھڑک دین پھر مٹی سے گڈھا پر کر دین، اس سے اصلی حالت عود کر آئے گی، بلکہ پہلے سے زیادہ تر و تازگی آجائے گی،

دیمقراطیس کہتا ہے کہ اگر امرود کے پھل مین سڑا ہوا تخم کھاد کے مانند نکلے تو جڑ مین گڈھا کھودین اور اچھی کھاد اور مٹی سے گڈھا بھر دین، اس کے بعد درخت کو پانی سے سیراب کرتے رہین، ابو لیوس کا قول ہے کہ درخت کے پھل مین زیادتی پیدا کرنے کیلئے باقلا جڑون مین ڈالی جائے تو اچھا ہے، اور کیڑون کو ہلاک کرنے کے لیے گڈھا کھود کر درخت کی جڑون پر کبوتر کی بیٹ اور باقلا کا بھوسہ چھڑکنا بیحد مفید ہے، اس کے بعد پانی سے سیراب کرین، یہ طریقۂ عمل ہر درخت کے لیے مفید ہے،

بارون رومی کا قول ہے کہ انجیر یا کسی اور درخت کے پتے اگر جھڑنے لگین تو ہر درخت کے ہر جانب تین ہاتھ وسیع گڈھا کھودین یہان تک کہ جڑین نمودار ہو جائین، لیکن یہ خیال رہے کہ جڑ کی کوئی رگ کٹنے نہ پائے، پھر اس گڈھے کو سفید بارد اور شیرین مٹی سے بھر دین، کیونکہ سفید مٹی کی ایک قسم بارد اور شیرین ہوتی ہے اور ایک حار اور نمکین ہوتی ہے، جب اس قسم کی مٹی سے گڈھا پر کر دیا جائے گا تو درخت سے نہ پھل گرینگے اور نہ پتیان جھڑین گی، کیونکہ درختون مین پتون اور پھلون کے گرنے کا مرض تر زمین کی حرارت یا ضرورت سے زیادہ کھاد کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے یا زمین کی حرارت اور ملاحت کی وجہ سے ہوتا ہے، بہرحال ان سب کا اس علاج سے تجربہ کیا گیا ہے، اور کیڑون کے دفعیہ کا علاج یہ ہے کہ گڈھا کھود کر درخت کی جڑون پر کبوتر کی بیٹ چھڑک دین،

مرغوطیس کا قول ہے کہ جب انجیر یا اور کسی درخت کا تنہ سڑ جائے[1]، یا کھوکھلا ہو جائے تو اس سڑے ہوئے حصہ کو کاٹ ڈالو تاکہ یہ درست ہو جائے اور کٹے ہوئے مقام پر گائے کا گوبر، لیسدار مٹی اور گیہون کا بھوسہ ملا کر لگا دو، اور اگر گیہون کے بھوسہ کے

---

[1] اس مرض کو آکلہ کہتے ہین، مترجم،

غوض جو کا بھوسہ ہو تو اور بہتر ہے، اس عمل کے بعد درخت کی پوری نگرانی رکھیں، انشاء اللہ اس سے وہ کھوکھلا حصہ بھر جائے گا، اور تنا قوی ہو جائے گا،

فلاحت نبطیہ میں ان امراض کے علاج کے طریقے درج ہیں جو انگور کے درخت کو لاحق ہوتے ہیں، مثلاً مرض الحمرۃ، مرض السقم، عارض، مرض، مرض النفخ اور یرقان وغیرہ ہیں، جنکا ذکر آئندہ آئے گا، مرض الحمرۃ جس کا دوسرا نام آفۃ النجوم[1] ہے اور بعض اس کو سرخ بادہ کہتے ہیں، یہ آخر ماہ اپریل میں لاحق ہوتا ہے، اور اسکی علامت یہ ہے کہ انگور کے پتے، ڈنڈیاں اور ریشے تک گہرے سرخ رنگ کے ہو جاتے ہیں اور سرخ پتوں کے اردگرد شاخ کچھ سیاہ ہو جاتی ہے اور تنے اور ان شاخوں پر جو ذرا موٹی ہو گئی ہیں سخت چھلکے نمودار ہو جاتے ہیں، انگور کے دانوں کا رنگ زرد ہو جاتا ہے، اور اس کا شیرہ اور پانی بھی کم ہو جاتا ہے، اس کا علاج انوخا کی رائے میں یہ ہے کہ روغنِ زیتون، شراب اور پانی کو خوب اچھی طرح مخلوط کر کے انگور پر لیپ کی طرح چڑھا دیں، بعض نے یہ کہا ہے کہ صرف، روغنِ زیتون اور شراب ملا کر ڈالی جائے،

صغریت کا قول ہے کہ انگور کے تنے میں سخت مقام پر زمین سے ذرا بلندی پر ایک آر پار سوراخ کیا جائے اور اس میں بلوط (سیتا سپاری) کا ایک و تدیعنی میخ داخل کر دیں اور اس لکڑی کو پھر جڑ کے متصل دفن کر دیں، اور جڑ میں تپا ملا ہوا پانی ڈالیں،

نیبوشاد کہتا ہے کہ اس کا علاج یہ ہے کہ ایسے مریض درخت کی جڑ میں آٹھ دن تک ایک دن گائے کا پیشاب اور ایک دن آدمی کا پیشاب ڈالا جائے، اور یہی پیشاب

---

[1] یہ مرض اس وقت لاحق ہوتا ہے جبکہ مشتری کے گہن کے متصل مریخ کا گہن واقع ہو، اس لحاظ سے اس کا آفۃ النجوم کہنا بالکل صحیح ہے (کاشتِ انگور مؤلفہ نواب عزیز جنگ مرحوم۔)

تنے پر چھڑک دیا جائے اس سے اس بیماری مین کمی ہو جائے گی، اس کے بعد تین دن تک یہ عمل موقوف کرین پھر شیرۂ انگور اور شیرۂ خرما مین پانی ملا کر خوب ہلائین یہانتک کہ یہ تینون چیزین مخلوط ہو جائین، لیکن یہ قوام نہ زیادہ گاڑھا ہو اور نہ زیادہ رقیق ہو، پھر اس کو تنے اور موٹی شاخون پر ڈال دین،

قوثامی کا قول ہے کہ اس کا علاج یہ ہے کہ دونون شیرون مین سخت ترش انگوری شراب کے سرکہ کا دوگنا حصہ ملا دین، اور پھر اس قوام کو انگور پر ڈال دین، اس کے بعد بلوط کے پھل کو جلا کر اسکی راکھ کو گائے کے پیشاب مین تر کرین اور اسکو انگور کی جڑ مین دو مرتبہ ڈالین، انشاء اللہ اس سے نفع ہوگا، بعض کی یہ رائے ہے کہ اس مرض کا علاج یہ بھی ہے کہ گائے کے پیشاب مین شراب ملا کر جڑ مین ڈالین اور موٹی شاخون پر بھی چھڑک دین، اقلیم بابل کے باشندے اس مرض کے دفع کرنے کے لیے درختون مین اسوقت تک سمندر کا پانی ڈالتے رہتے ہین جب تک پتون اور ڈنڈیون سے سرخی نہ چلی جائے اور وہ چھلکے شاخون سے ملصق نہ ہو جائین، جو ابھر گئے ہین،

قوثامی کا قول ہے کہ سرد ممالک مین اس مرض کا علاج وہی ہے جس کا ذکر انوخا اور کیعانی نے کیا ہے، اور گرم ممالک کیلئے ان کے علاوہ دوسرے طریقے ہین، انگور کا وہ مرض جسکا نام سقم الکروم ہے، بہت خراب ہوتا ہے، اسکی علامت یہ ہے کہ پھل نکلنا موقوف ہو جائے، اور اگر خوشے نمودار بھی ہون تو دانے شہدانہ سے بڑے نہ ہون اور وہ بھی آہستہ آہستہ خشک ہو جائین، اس کا علاج یہ ہے، کہ درخت کی کاٹ چھانٹ سے جو لکڑیان جمع ہو جائین، ان کو اور انگور کے پتون اور ان کے برابر خشک بلوط یا دلب کی لکڑی کو اکٹھا کر کے جلا ڈالین اور ان کی راکھ کو شیشے یا مٹی کے ظرف مین رکھین اور اسین

شیرین پانی ملائین، اور اس پانی کو درخت کے تنے اور موٹی شاخون پر چھڑک دین، اس سے انشاء اللہ یہ بیماری دفع ہو جائے گی،

سوساد کا قول ہے کہ میری رائے یہ ہے کہ اس پانی کے بجائے، تیز اور ترش سرکہ ملا دین، طامتری کا قول ہے کہ اس کے لیے آدمی کا خالص پیشاب بیحد مفید ہے، بار بار اگر انسان کا پیشاب چھڑکتے رہین تو یہ دفع ہو جائے گا،

صغریت کا قول ہے کہ ایسے مریض درخت کو کاٹ ڈالنا چاہیئے، اور زمین سے صرف ایک ہاتھ یا دو ہاتھ چھوڑ دینا چاہیئے اس سے زیادہ چھوڑنے کی ضرورت نہین ہے، اس کے بعد انگور کے موافق کھاد مٹی مین ملا کر جڑون مین ڈالین اور بہت آہستہ سے دبائین، اس کے بعد اس کو پانی سے سیراب کر کے اسی حالت پر چھوڑ دین، انشاء اللہ کچھ دن کے بعد اس مین نبات نکلین گے، جب اس مین شاخین پھوٹین تو کمزور کو چونٹ دین اور صرف قوی اور مضبوط حصّہ کو باقی رکھین، اس کا بہترین علاج یہی ہے، اس کے علاوہ جو طریقۂ علاج ہین ان سے مرض مین تخفیف تو ہو جاتی ہے لیکن ہمیشہ کے لیے دفع نہین ہوتا ہے

قوثامی کا تجربہ ہے کہ اس قسم کے مریض انگور کی جڑ مین اور شاخون پر انسان کا پیشاب ڈالنے سے یہ مرض جاتا رہتا ہے، اور اپنی اصلی حالت پر لوٹ آتا ہے، اور وہ مرض جس کو لوگ عارض کہتے ہین اسکی دو قسمین ہین ایک عارض کہلاتا ہے جو کبیر ہوتا ہے اور ایک مرض کہلاتا ہے جو صغیر ہوتا ہے، عارض کبیر کی علامت یہ ہے کہ پھل بلا کسی سبب کے خشک ہونے لگین، یعنی جب انگور کا دانہ چنے کے دانے کے برابر یا اس سے کچھ بڑا ہو تو اسی وقت سے خشکی آنے لگے، اور آہستہ آہستہ بالکل خشک ہو جائین،

صغریت کا قول ہے کہ جب انگور کو یہ مرض لاحق ہو تو انگور کی راکھ کو سرکہ مین ڈالکر

اسکی خمیر تیار کرین، اور اس کو خوشے کی ڈنڈیون کے نیچے جہان سے خشکی کی ابتدا ہوئی ہو لیپ کر دین، مین نے اس کا خود تجربہ کیا ہے، اس سے یبوست اور خشکی دفع ہو جاتی ہے، اس کا کامل علاج یہ ہے کہ انگور کی لکڑی اور اس کے پتے اور عصفر (کسم) کے درخت کو جلا کر راکھ بنالین اور ان دونون راکھون مین تیز سرکہ جسمین روغنِ زیتون ملا ہوا ہو ڈالین اور پھر سب کو مخلوط کر کے انگور کے تنہ اور اسکی موٹی شاخون پر لگا دین، اس کا قوام گاڑھا نہ ہو بلکہ شوربہ کے جیسا ہو، اور پتلی شاخون پر اس مین سے تھوڑا لیکر چھڑک دین، انشاءاللہ یہ مرض دفع ہو جائے گا،

ماسی اور سوسا دنے کہا ہے کہ اس مرض کا علاج یہ ہے کہ درخت کی جڑ مین اور اس کے تنہ پر اونٹ اور آدمی کا پیشاب ڈالین، ہر روز تین مرتبہ سات دن تک ڈالتے رہین، پیشاب کئی دن کا رکھا ہوا ہونا چاہیئے، اگر ایسا نہ ہو تو اس مین رائی پیسکر ملا دین اور تین دن تک دھوپ مین رکھین،

انوخا کا قول ہے کہ مغزِ اخروٹ کو کوٹ کر اس مین روغنِ زیتون کا تلچھٹ ہم وزن ملائین، جب دونون خوب مخلوط ہو جائین تو نہایت عمدہ سرکہ انگوری ڈالین، اور یہان تک ملائین کہ اس کا قوام پانی کے مثل ہو جائے اور اس کو انگور اور اسکی شاخون پر بیس دن تک متواتر چھڑکین، انشاءاللہ اس سے یہ مرض زائل ہو جائے گا، اور پھل زیادہ ہون گے اور پھلون مین شیرہ بھی بڑھ جائے گا، اور اگر تم چاہو تو انگور کی جڑ کو کھود کر اس مین دردی زیتون اور شراب ملا کر ڈالدو، دردی شراب سے مقدار مین زیادہ ہونی چاہیئے، پھر اس کے ایک گھڑی کے بعد پانی سے بھی درخت کو سیراب کر دو، یہ جڑون اور رگون مین پیوست ہو جائے گا، اور اندر داخل ہو جانے سے یہ خشکی اور یبوست جاتی رہے گی تو تمامی

کہتے ہین کہ یہ تمام مذکورہ علاج کے طریقے سب ٹھیک ہین، مین نے ان سب کا تجربہ کیا ہے اور صحیح پایا ہے،

اور مرض صغیر جو مذکورۂ بالا مرض کی دوسری قسم ہے اسکی علامت یہ ہے کہ جب انگور کی کوئی شاخ چھانٹی یا تراشی جائے تو اس مین سے بکثرت رطوبت جاری ہو، جو اس سے قبل اس مین رکی ہوئی تھی، یہ رطوبت اگر اس مین باقی رہے تو اس سے نقصان پہنچے گا، اور اگر خارج کر دیجائے تو درخت کمزور ہو جائے گا، اسلیے اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ اس فضلہ کے نکالنے کا کوئی سہل طریقہ اختیار کیا جائے تاکہ وہ رطوبت نکل جائے، اولاً تنے کے اس مقام کو خوب باندھ دین، جہان پر شاخون کی جڑ یا آنکھ وغیرہ نہ ہو، اور پھر دو آنکھون کے درمیان خواہ تنے پر یا موٹی شاخون پر ٹانکیان لگائین، یہ ٹانکیان متعدد جگہون پر لگائین تاکہ یہ رطوبت بالکل خارج ہو جائے، لیکن یہ عمل کسی لوہے کے اوزار سے نہ کرین اور نہ کسی شاخ کو نوچین، اس طریقہ پر تو یہ رطوبت بہ جائیگی اور اس سے درخت کو کوئی نقصان نہین پہنچیگا، لیکن شاخ نوچنے سے درخت مین ضعف آجائے گا، ان ایام مین جنبین رطوبت خارج ہو رہی ہے، درخت مین ہلکی اور معتدل کھاد ڈالنی چاہیئے یعنی وہ کھاد جسمین انسان کا غلیظ یا کبوتر کی بیٹ یا دوسری کوئی گرم چیز نہ ہو، بلکہ اس مین گائے کا گوبر اور باریک پسی ہوئی مٹی اور دوسرے قسم کی راکھ وغیرہ ہو، جڑ کھود کر یہ کھاد ڈالدین اور اس کو پھر چھپا دین، کھاد یا دوسری چیز کا غبار درختون پر کسی طرح نہ پڑنے پائے، اسکی کامل نگرانی کرنی چاہیئے، اس عمل کے اٹھائیس دن کے بعد روغنِ زیتون کی تلچھٹ مین مغزِ اخروٹ اور باریک پسا ہوا پستہ اور تھوڑا سا جو کا آٹا ملا کر معجون تیار کرو اور اگر کچھ نہ ملے تو صرف دردی زیتون کو خوب جوش دیدو، جب کچھ حصہ خشک ہو جائے تو اس کو آگ پر سے

اتار لو، پھر اس کو یا مذکورہ بالا ضماد کو ٹانگی کے مقامات پر لگا دو، اگر اتنے دن گذرنے کے بعد بھی رطوبت زیادہ مقدار مین جاری رہے تو موضع سیلان سے اوپر اور نیچے اور ارد گرد اس ضماد کو لگا دین اور اگر رطوبت بہت کم مقدار مین آنسو کی طرح ٹپکتی ہو تو صرف ٹانگی اور چھیلے ہوئے مقامات پر اس کو لگا دین،

انوخا، طامتری، سوسا د وغیرہ کا قول ہے کہ یہ ٹانکیان انگور کی ان آنکھون کے متصل لگائین جو ابھی حال مین نمودار ہوئی ہون، خواہ یہ موٹی شاخون پر ہون یا متوسط یا پتلی پر ہون، ٹانکی لگانے کے لیے لوہے کا استعمال نہ کرین بلکہ بطم (حبۃ الخضراء) کی لکڑی کا ایک تیز چاقو بنا لین، ٹانکی ایسی ہو جو پوست سے گذر کر اصل جسم پر بھی کچھ اثر کرے، اور یہ ٹانکی دو آنکھون کے درمیان دائین جانب ہو، اس کے بعد انگور کی راکھ، سریش اور کاندر ہم وزن لین، اور سریش کو خوب کوٹ ڈالین اور اس پر سرکہ چھڑک کر دونون کو مخلوط کر دین اور پھر اوپر سے راکھ اور کاندر تھوڑا تھوڑا ڈالین یہانتک کہ سب اکٹھا ہو جائین اور ایک دوسرے سے متمائز نہ ہو سکین اور انکی شکل ایک جوارش کے مانند ہو جائے بلکہ اس وقت تک خوب کوٹین جب تک کہ یہ سکنجبین کے مانند نہ ہو جائے اس کے بعد جب یہ تیار ہو جائے تو ان ٹانکیون پر لگا دین، اور اس مین تھوڑا پانی ملا کر جڑون مین بھی ڈالین، انشاء اللہ بے حد نفع پہنچیگا، یہ عمل نصف چیت سے نصف بیساکھ تک کرین،

طامتری کا قول ہے کہ اس دوا مین اگر روغن زیتون اور پانی ملا کر ڈال دیا جائے تو اس سے خشک اور قریب المرگ انگور جی اٹھین گے اور تر و تازہ ہو جائینگے اور دوبارہ پھل لائین گے،

اور وہ سرد ہوا جو انگور کے درخت کو ہلاک کر دیتی ہے، اس کے دفع کرنے کا طریقہ اور جڑون سے برودت کے زائل کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ جڑ مین انسان کا غلیظ اور اسی کے ہم وزن کبوتر کی بیٹ، اور اسی قدر بکری اور چمگادڑ کی مینگنی اور اتنے ہی روغنِ زیتون کا تلچھٹ لین، پھر ان سب کو ملا کر ایک مدت تک چھوڑ دین، یہانتک کہ اس مین عفونت اور کیڑے پیدا ہو جائین، جب یہ کھاد خشک ہو جائے تو اسی کو جڑون مین گڈھا کھود کر ڈالدین اور اوپر سے مٹی ڈال دین، اس کے بعد میٹھے پانی مین روغنِ زیتون کو اچھی طرح ملا دین اور متعدد آدمی اس کو اپنے منھ مین لیکر درخت پر چھڑکین جنکی عمرین ساٹھ ساٹھ سال کی ہون، اور اگر منھ سے نہ پھونکین گے تو زیادہ فائدہ نہ پہنچیگا، اور اگر انگور کی لکڑیان کاٹ کر جلائی جائین اور اسکی راکھ جڑ مین ڈال دین، پھر پانی سے زمین کو سیراب کرین، جب زمین خوب سیراب ہو جائے تو جڑون کے درمیان چھڑکین اس سے خاص فائدہ ہوگا،

نفخ اور ورم کا بار بار آنا بھی انگور کے لیے مضر ہے، یہ خراب رطوبتون کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اسکا علاج یہ ہے، چند آدمی جلتی ہوئی لکڑی کو رات کے وقت درخت کے اردگرد گھمائین، رات مین کئی مرتبہ یہ عمل کرین، اس سے نفخ کا مرض زائل ہو جائے گا، انگور کی بیل کو کسی درخت یا منڈوے پر چڑھا دینے سے بھی یہ مرض لاحق نہین ہوتا، کیونکہ یہ زمین کے بخارات کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اور درخت پر چڑھانے سے ان آفات سے نجات ملجائیگی اور کیڑے بھی نہ لگین گے،

یرقان کا مرض اکثر درختون کو لاحق ہوتا ہے، قوثامی نے کہا ہے کہ انگور مین اسکی علامت یہ ہے کہ درخت مین خشکی، استرخاء، اور کمزوری پیدا ہو جائے، پھل اور

پتیان جھڑنے لگین، پانی جڑمین جذب نہ ہو بلکہ اُپر ہی رُک جائے، رات کے وقت ایک ایسی رطوبت ظاہر ہو جس سے تمام پتے تر نظر آئین اور یہ رطوبت شبنم کی نہ ہو بلکہ درخت کی اندرونی رطوبت ہو، جب یہ تمام علامتین یکجا ہو جائین یا ان مین سے بعض پائی جائین تو یقین کرلو کہ یرقان ہو گیا، اور یرقان کا مرض کھجور مین بکثرت کھاد دینے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، کیونکہ اکثر لوگ انسان کا غلیظ اور کبوتر کی بیٹ کا استعمال کرتے ہین، اور یہ دونون جسقدر حار ہین معلوم ہے، اور کھجور مین یرقان کی علامت یہ ہے کہ درخت کی جڑ مین زردی نمایان ہو اور شاخون مین سبزی کم نظر آئے، اس مرض کا علاج یہ ہے کہ کدو اور کھکر بیل کے پتون کو خوب کوٹ لیا جائے اور پھر اس مین پانی ملا دیا جائے تاکہ اس کا جوہر نکل سکے، طلوع آفتاب سے قبل اس کو درخت پر چھڑکنا شروع کرین، جب آفتاب نکل آئے تو یہ عمل موقوف کردین، انشاء اللہ یہ عمل بیحد مفید ہوگا،

صغریت کا قول ہے کہ انجیر اور بلوط کی لکڑی جلا کر اسکی راکھ بنالین اور راکھ کو ایک گھنٹہ پانی مین خوب جوش دیدین، جب اچھی طرح جوش کھا جائے تو پھر اس کو انگور، کھجور یا کسی اور درخت پر جس پر یہ آفت آئی ہو چھڑک دین، اس سے یہ مرض زائل ہو جائے گا، اور انگور کی جڑ مین گائے کا گوبر اور باریک مٹی ملا کر تین دن تک ڈالنا بھی مفید ہوگا، چوتھے دن سے چھوڑ دین،

سوساد کا قول ہے کہ جنگلی اور خانگی چوہے اور انجیر اور انگور کی لکڑیان جلائی جائین اور ان سب کی راکھ کا غبار ان درختون پر ڈالین جنکو یہ مرض لاحق ہو گیا ہے انشاء اللہ فائدہ ہوگا، اور اگر تم چاہو تو اسی راکھ کو پانی مین اچھی طرح پکا ڈالو، جب پانی ٹھنڈا ہو جائے

تو درخت پر ڈالدو، یرقان کا مرض اس سے بھی دفع ہو جائے گا،

صغریت کا قول ہے کہ اس مرض مین انگور مین گائے کے گوبر اور اترج کی خشک لکڑی، پتی اور پھل کو جلا کر اس کی دھونی دیجائے، اور خوب دھوان پھیلایا جائے، سوسادنے بھی اس علاج کو یرقان کے مریضون کے لیے پسند کیا ہے، اسی طرح کھجور، اترج اور گیہون کا بھی علاج ہو سکتا ہے،

طامین ہے کہ یرقان ہونے سے پیشتر چند علامتین ظاہر ہوتی ہین جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب یرقان ہونے والا ہے، اولاً یہ علامت ہوا مین ظاہر ہوتی ہے، یہ ایک قسم کی سرخی ہوتی ہے جسکو تم بعض وقت افق کے کنارون پر دیکھو گے اور بعض وقت نہ دیکھ سکو گے، رات کے وقت یہ سرخی اس بجلی یا شعاع کی طرح نظر آتی ہے جو ہوا مین منتشر اور پراگندہ ہو، یہ دن کو تو نہین دکھلائی دیتی، البتہ رات کی تاریکی مین نظر آتی ہے، بعض وقت ہوا مین پانی کے سرخ قطرات دکھلائی دیتے ہین، انکا دکھلائی دینا ایک خیال اور تصور سا معلوم ہوتا ہے، جب غور کرو گے تو نظر آئین گے اور پھر نظرون سے غائب ہو جائین گے، یہ علامتین چاند کے مہینہ سے نوین تاریخ سے انیس تاریخ تک ظاہر ہوتی ہین، اور اگر یہ حالتین ان ایام کے علاوہ دوسرے دنون مین ہون تو پھر یرقان نہ ہوگا، اور اگر یہ تمام علامتین ایک عرصہ تک باقی رہین تو اس سے یہ قیاس کر لینا چاہیے کہ کوئی ایسی وبا پیدا ہوگی جس سے انسان ہلاک ہون گے، جب ان علامتون کا ظہور ہو تو یرقان سے درخت کو محفوظ رکھنے کی تمام تدابیر کرنی چاہیئے،

استرخا بھی ایک مرض ہے جو انگور مین پیدا ہوتا ہے، صغریت کہتا ہے کہ اسکی

علامت یہ ہو کہ انگور کی پتیون مین سفیدی آجائے اوران کی سبزی زائل ہونے لگے سفیدی کی ابتدا رپتون کی پشت پر سے ہو اور پھر تمام جگہ سفیدی پھیل جائے اور انگور کی تمام ٹہنین بہت نرم اور ڈھیلی ہو جائین، اور کثرت استرخا سے وہ سیاہ نظر آئین، اس کا علاج یہ ہے کہ انگور کی جلی ہوئی لکڑیون کی راکھ کو ترش اور تیز سرکہ مین ڈالدین اور خوب ملا دین جب اس کا قوام شربت بنفشہ کی طرح ہو جائے تو انگور کو تنے اور اسکی موٹی شاخون پر لیپ کی طرح لگا دین پھر اس مین سے تھوڑا علیحدہ لیکر اتنا پانی ملائین کہ وہ بالکل پتلا ہو جائے اور اس کو درخت کی جڑ مین ڈال کر پانی سے سیراب کرین اور شاخون پر بھی اس سے ہلکا چھینٹا ڈال دین، انشاء اللہ اس سے بہت فائدہ پہنچے گا،

صغریت کا قول ہے کہ سمندر کا پانی اگر جڑون مین ڈالین اور درخت پر چھڑکین تو اس سے بھی اس مرض مین افاقہ ہوگا. فلاح کو چاہیئے کہ ایسے مرض کی ابتدا کے وقت انگور کے خوشون کو نوچ ڈالے اور خوشون کے قریب کی باریک اور پتلی شاخون کو بھی چونٹ ڈالے لیکن یہ عمل بہت آہستہ اور نرمی سے کرنا چاہیئے، خوشون کو الگ کرنے کے بعد مقطوعہ جگہ پر تھوک دینا چاہیئے، بہترین علاج اس کا یہی ہے کہ راکھ اور سرکہ ملا کر جس کا ذکر ہمنے اوپر کیا ہے ڈالین، اس کا استعمال برابر کرین، اس سے استرخا اور سیلان دونون دفع ہو جائین گے،

صغریت کہتا ہے کہ انگور کے امراض مین سے ایک یہ بھی ہے کہ پھل سڑ جاتے ہین[1] اور پکنے سے قبل ہی خراب ہو جاتے ہین، اور اس کا رنگ سیاہی یا کوئی دوسرے رنگ

---

[1] اس کو مرض ساعی بھی کہتے ہین ۱۲ مترجم

سے بدل جاتا ہے، اس مرض کے پیدا ہونے کی علامت یہ ہے کہ کسان کو انگور کی پتیون
اور شاخون پر پسینہ کی طرح کوئی چیز نظر آئے، اور یہ دن کے آخری حصۂ مین نو گھنٹہ گذر
جانے کے بعد دکھلائی دیتا ہے، کیونکہ جو نمی یا تری ابتدائے دن مین ہوتی ہے، وہ رات
کے شبنم کی ہوتی ہے، جب یہ علامتین ظاہر ہونے لگین، اور خوشے خراب ہونے لگین
تو باقلہ باردہ کی بڑی مقدار جمع کرلی جائے اور اس کا عرق نچوڑ لینا چاہیئے اور اس
عرق مین جو کا ستو ملا دیا جائے اور اس کو تنہ، اور موٹی شاخون پر لگا دیا جائے، اور جن
خوشون مین فساد کی ابتدا ہو ان مین صرف باقلہ باردہ کا عرق ڈال دیا جائے، یہ
عمل بار بار کیا جائے تاکہ یہ مرض زائل ہو جائے،

اور اگر انگور کی راکھ پانی مین ملا کر جڑون مین ڈالی جائے اور درخت پر چھڑک دیا جائے
تو بیحد مفید ہوگا، یا انگور کی جڑ مین صرف مٹی بھر دین یا مٹی مین ریت ملا کر جڑون مین بھر دین
خواہ دونون کو علحدہ علحدہ ڈالین یا ملا کر ڈالین اور اگر انگور کی راکھ کی بجائے کدو کی شاخون
کی راکھ اور آس کی لکڑیون کی راکھ شیرین پانی مین ملا کر درخت پر چھڑکی جائے اور جڑون
مین ڈالیجائے تو بھی مفید ہے، اس راکھ کو اگر پانی مین ملا کر درخت پر چھڑکا جائے اور جڑون
مین ڈالا جائے اور خشک راکھ کو جڑ کے گڈھون مین بھر دیا جائے تو یہ ازحد نفع بخش ہوگی،

قوثامی کا قول ہے کہ وہ انگور جو ایسی شور زمین مین ہو جو کھجور کی زراعت کے مناسب ہے
اس کو ایک مرض یہ لاحق ہو جاتا ہے کہ نصف خوشے سرے کی جانب سے خراب ہو جاتے
ہین، اور اسکی وہ ڈنڈی جو خوشے کے قریب ہوتی ہے کمزور ہو جاتی ہے، ایسا زمین کی
رطوبت اور شوریت کی وجہ سے ہوتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ خوشے کے ارد گرد کی تمام
پتیان اور ان زائد چیزون کو جو شاخون کے عیون کے قریب نمودار ہوتی ہین سب کو

توڑ لیا جائے اور بالکل صاف کر دیا جائے تاکہ ہوا کے پہنچنے مین کوئی شے حائل نہ ہو،
صاف ہوا اس مرض کو تھوڑی مدت مین دفع کر دے گی، صغریت کا قول ہے کہ خوشے
کے سرے پر کچھ پتیان چھوڑ دینی چاہیئے تاکہ خوشے آفتاب کی تیز گرمی سے محفوظ رہین،
قوتامی کہتے ہین کہ مذکورۂ بالا عمل سے اگر یہ مرض نہ جائے تو چند آدمی جلتی ہوئی
بانس کی لکڑیان اپنے ہاتھ مین لین اور ان کو انگور کے خراب شدہ خوشون کے قریب
لے جائین، ہفتہ مین کئی بار ایسا عمل کرین، انشاء اللہ یہ مرض جاتا رہے گا، اگر بانس کے
عوض کسی اور چیز کی لکڑی جلائین تو بھی کوئی ہرج نہین ہے، کبھی موسم خریف کی بکثرت
اور متواتر بارش سے انگور کے دانون مین خرابی پیدا ہو جاتی ہے، اس کے لئے بھی یہی
علاج ہے کہ خوشون کے قریب کی پتیان توڑ لیجائین تاکہ ہوا اچھی طرح پہنچ سکے، اگر
اس عمل سے پوری اصلاح نہ ہو تو آگ چارون طرف روشن کرین، لیکن اتنی تیز آگ
نہ ہو جو انگور مین حدت پیدا کر دے، بلکہ ہلکی اور کم لو والی آگ ہو، جلی ہوئی لکڑیون کو
اسی مقام پر چھوڑ دین، اس کے بعد انگور کو پانی سے سیراب کرین،

صغریت کا قول ہے کہ انگور کے امراض لاحقہ مین ایک رطوبت کی زیادتی بھی ہے،
اسکی علامت یہ ہے کہ نئی شاخین جلد جلد بڑھنے لگین، اور لانبی ہونے لگین، یہ بیماری اسی
طرح پیدا ہوتی ہے جس طرح پھل کے سڑنے کی بیماری پیدا ہوتی ہے یعنی خارجی رطوبت
کے ساتھ ساتھ حرارت زیادہ ہو جائے، اس کا علاج یہ ہے کہ درخت کو اچھی طرح چھانٹا
جائے، بڑی اور موٹی شاخون کو درانتی سے چھانٹنا چاہیئے اور چھوٹی کو ہاتھ سے نوچ دینا
چاہیئے، ضروری اور کارآمد شاخون کے علاوہ بقیہ کو صاف کر دینا چاہیئے، انشاء اللہ
یہ عمل اس مرض کے ازالہ کے لیے کافی ہوگا، اور اگر اس سے بھی فائدہ نہ پہنچے تو نہرون

کی ریت اور راکھ جڑون پر چھڑکی جائے اور زمین کے اندر بھی ڈالی جائے، اس سے بہتر تدبیر یہ ہے کہ سفید پتھر یا وہ سفید کنکریان جو پانی کے نیچے ہوتی ہین جڑون کے اندر رکھی جائین، اس کے بعد درخت کو پانی سے سیراب کرین، جب پانی پتھر پر گرے گا تو یہ درخت کو ٹھنڈا کر دے گا، اور اس سے یہ مرض زائل ہو جائے گا،

سیلاب کا ایک مدت تک ٹھہرا رہنا درختون، اور دیگر نباتات کے لیے مضر ہے، بعض وقت اس سے درخت ہلاک بھی ہو جاتے ہین، سیلاب کا پانی اگر دیر تک قائم رہا تو اس سے درخت مین عفونت پیدا ہو جاتی ہے، رنگ بدل جاتا ہے اور ذائقہ خراب ہو جاتا ہے، لیکن اگر یہ فوراً ہٹ گیا تو اس سے نقصان نہین پہنچتا، بلکہ فائدہ پہنچتا ہے،

اس خرابی کی جو درخت مین سیلاب کی وجہ سے پیدا ہو جاتی ہے علامت یہ ہے، کہ درخت کا اصلی رنگ بدلجائے اور اسکی خوشبو اور اس کا ذائقہ بھی متغیر ہو جائے، اس کے دریافت کے لیے آفت رسیدہ درخت کے پتے اور شاخین سونگھی جائین اور اسی طرح دوسرے صحیح وسالم درخت کی پتیان بھی سونگھی جائین اور دونون کا اندازہ کیا جائے اگر دونون کی خوشبو یکسان ہو تب تو یہ سمجھنا چاہیئے، کہ کوئی خرابی پیدا نہین ہوئی اور اسی طرح تندرست اور بیمار درختون کا ذائقہ بھی چکھ کر اندازہ کر لیا جائے، اگر دونون کے ذائقہ اور خوشبو مین فرق محسوس ہو تو معلوم ہوا کہ اس مین بیماری آگئی ہے، اس مرض کی اور بھی نشانیان ہین، اگر سیلاب کے پانی سے نقصان کم پہنچا ہے، تب تو علاج ممکن ہے اور اگر زیادہ پہنچا ہے تو اس کے لیے درخت کے اکھاڑنے کے سوا کوئی دوسرا علاج نہین ہے، البتہ معمولی خرابی پیدا ہونے کی شکل مین یہ علاج ہو سکتا ہے کہ جب سیلاب کا پانی دفع ہو جائے تو انگور یا دوسرے درختون مین تھوڑا میٹھا پانی ڈالین، یہ پانی نصف گھنٹہ سے

زایدجڑ دن مین نہ ٹھہرے، بلکہ اس سے بھی کم ہی وقت مین جذب ہو جانا چاہیئے، مقصود یہ ہے کہ پہلے دن جب سیلاب کا پانی ہٹ جائے تو یہ میٹھا پانی بہت تھوڑی مقدار مین ڈالا جائے، اور اس کے دو دن کے بعد پھر زیادہ مقدار مین ڈال سکتے ہین، درختون پر اس میٹھے پانی کو چھڑک دینا چاہیئے، کھجور کے درختون مین بھی یہی عمل کیا جائے لیکن پانی اس مین تھوڑی مقدار مین ڈالا جائے، اور پھر زمین کو الٹ پلٹ کر درست کر دیا جائے، انشاء اللہ پہلی حالت لوٹ آئے گی،

قوثامی کہتے ہین کہ کدال اور پھاوڑے اور دوسرے آہنی آلات سے بعض وقت انگور کے درخت مین زخم لگ جاتے ہین، اور بعض وقت ٹانکیان لگانے مین نقصان پہنچ جاتا ہے، اگر یہ زخم درخت مین سطح زمین مین سے اوپر ہے تو باریک مٹی کا غبار درخت پر چھڑک دین، اس باریک مٹی مین بھیڑ، بکری، کی مینگنیون کا سفوف ملا دیا جائے جس کو روغنِ زیتون کے تلچھٹ اور میٹھے پانی مین گوندھ لیا جائے اور اس کو زخمون پر لیپ کی طرح رکھدیا جائے، مجروح انگور کے درختون کے ارد گرد چھوٹا سا گڈھا کھودنا چاہیئے، اس مین بھی مٹی اور بھیڑ اور بکری کی مینگنیان ڈال دینی چاہیئے اور اگر یہ زخم زمین کے اندر جڑ مین ہو تو جڑ مین کھاد اور مٹی ڈالنی چاہیئے، پہلے جڑ مین ایک چھوٹا سا گڈھا آہستہ سے کھودا جائے، کیونکہ مجروح درخت کمزور ہو جاتا ہے، اسلیے خفیف سی حرکت بھی اسکے لیے نقصان دِہ ہوگی، اور پھر اس مین مٹی اور کھاد ڈالی جائے،

قوثامی کا قول ہے کہ مین نے ان زخمون کا علاج، پانی، سرکہ اور روغنِ زیتون سے کیا ہے، ان تینون کو یا تو پکا کر ملا لیا جائے یا شیشے کے ظرف مین خوب ڈال کر ملا دیا جائے، لیکن پکا کر ڈالنا زیادہ اچھا ہے،

برف اور اولہ بھی انگور اور دوسرے درختون کو نقصان پہنچاتا ہے، خصوصاً انگور
کے ان درختون کے لیے بہت زیادہ مضر ہے، جو ابھی نئے ہین اور جنکی عمر چھ سال سے
بھی کم ہے، یہ ان درختون کے لیے جو بذریعۂ شاخ لگائے گئے ہین، ان درختون سے زیادہ
نقصان دہ ہے، جو جڑ سمیت لگائے گئے ہون، مؤخرالذکر تو برف یا اولہ گرنے کے باوجود
پھل لے آتا ہے، قوثامی کا قول ہے کہ انگور کو اولون کے ضرر سے بچانے کی جو تدبیر میرے
تجربہ مین آئی ہے وہ بہت اچھی ہے، وہ یہ ہے کہ انگور کی کاٹ چھانٹ کو اس وقت
تک کے لیے متاخر کرو جبتک کہ شاخون مین نئی پتیان اور نئے فروع نہ نکل آئین،
سوساو کا قول ہے کہ جب تم کو یقین ہو کہ برف یا اولے پڑین گے تو تم جھاؤ اور
آس کی لکڑیان جلا کر راکھ تیار کرو، یہ راکھ سفید ہوگی، پھر اس راکھ کو دن مین کسی وقت بھی
انگور پر چھڑک دو، جب یہ راکھ عیون اور شاخون پر پڑے گی تو ان کو برف کے نقصانات
سے بچائے گی، اور اگر جڑ مین بھی ڈالی جائے تو اس کا بھی ضرر جاتا رہے گا،
قوثامی کہتے ہین کہ ایک علاج اور بھی مجرب ہے، گو پہلا اس سے کم مجرب نہین ہے،
وہ یہ کہ انگور کی ڈنڈیان جنمین پتیان نہ ہون جلائی جائین اور ان مین باریک مٹی
ملائی جائے جو ایک مدت تک دھوپ مین رہی ہو، یہ مٹی خواہ خشکی سے یا چٹیل میدان
سے لائی جائے، ان دونون کو ملا کر انگور پر چھڑک دین اور ہر انگور کی جڑ مین ایک
چھوٹا سا گڈھا کھود دین جس مین اس مجموعہ کا نصف رطل ڈال دین اور پھر گڈھے کو
بھر دین، انشاء اللہ اس عمل سے برف کے نقصانات دفع ہو جائین گے،
طامثری کا قول ہے کہ اگر برف انگور پر گر جائے جس سے درخت ہلاک ہو جائے
اور پھل خراب ہو جائین تو سب سے پہلے ان پھلون کو الگ کر لینا چاہیے، جو اس وقت

درخت مین ہین، اس کے بعد درخت کی شاخون کو چھانٹ دینا چاہیئے، اور ان کو بالکل چھوٹی کر دینا چاہیئے، تاکہ جلد قوت حاصل کرین،

سال آئندہ اسی درخت سے پھل اچھے اور کثیر مقدار مین آئین گے، بعض نے اولہ نہ گرنے کی یہ تدبیر بتائی ہے کہ قمری مہینہ کی چوتھی شب کو جانورون کے غلیظ کی دھونی دیجائے، چوتھی تاریخ اس وجہ سے مقرر کی کہ اس رات کو سردی کی شدت ہوتی ہے اور انگور پر نقصان کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے، بعض نے یہ کہا ہے کہ انگور کے درختون کے درمیان اگر باقلا بو دیجائے تو پھر اولے نہ گرین گے،

آکلہ کا مرض بھی بعض پودون مین پیدا ہو جاتا ہے، ط مین ہے کہ بعض پودون کی وہ شاخین جو زمین کے متصل رہتی ہین گھل جاتی ہین، یہ مرض زمین کی شوریت اور بکثرت کھاد کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ پودون کے درمیان، کدو، کھیرا اور ککڑی کی کاشت کیجائے یا کسی اور ٹھنڈی ترکاری کو بودیا جائے جو اس مرض کو دفع کر دے، انگور کے لیے بہترین علاج یہ ہے کہ جڑ مین نرم اور تر کھاد ڈالی جائے یعنی جسمین حدت نہ ہو جس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہین،

ط مین کیڑے، چیونٹیان اور گوبریلے وغیرہ کے علاج کے طریقے لکھے ہین قوثامی کہتا ہے کہ انگور مین تین قسم کے کیڑے پیدا ہوتے ہین، ایک کیڑا تو ترکاری کے کیڑون کے مشابہ ہوتا ہے لیکن اس سے ذرا قد مین بڑا اور اس کا منہ چوڑا ہوتا ہے، یہ قبیح المنظر بھی ہوتا ہے، اس کے رنگ مین سبزی اور زردی ملی ہوئی ہوتی ہے، یہ انگور اور اسکی تازہ شاخون کو کھاجاتا ہے، اسکی ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے جو انگور کے دانون کو نہین کھاتی بلکہ صرف خوشون کی ڈنڈیان اور

لکڑیان کھاتی ہے، جو کیڑے خوشون کی ڈنڈیان کھاتے ہین، وہ اوّل سے جسم
مین چھوٹے اور باریک ہوتے ہین، ان مین ایک دُم بھی ہوتی ہے جس مین سے
ہروقت رطوبت ٹپکتی رہتی ہے، لیکن یہ مختلف رنگ کے ہوتے ہین، بعض بالکل
سفید ہوتے ہین اور بعض کچھ سیاہ ہوتے ہین اور بعض کی پیشانی پر سرخ چھوٹے
نقطے ہوتے ہین اور ان کا رنگ خاکی ہوتا ہے، ان کیڑون کی تیسری قسم وُہ
ہے جو انگور کی جڑون اور رگون کو اور بعض شاخون کو بھی کھا جاتے ہین، یہ قد
مین سب سے چھوٹے اور بدصورت ہوتے ہین، ان کا رنگ بھی خاکی ہوتا ہے،
لیکن تھوڑی سرخی ملی ہوئی رہتی ہے، ان تینون کیڑون کے ہلاک کرنے کی
بہتر تدبیر یہ ہے کہ حنظل، سمرا، اور کہکر بیل کے پھل لیے جائین اور ان سب کو
خشک کیا جائے، خشک کرنے کے بعد سب کو باریک پیس ڈالنا چاہیئے، اور
پانی، سرکہ اور نمک مین اس سفوف کو خوب پکانا چاہیئے، یہانتک کہ پانی خشک
ہوجائے، پھر دوبارہ پانی، سرکہ اور نمک ڈالین اور پکائین، اس کے بعد تیسری
مرتبہ بھی یہ تینون چیزین ڈال کر پکائین، چوتھی مرتبہ بھی یہی عمل کیا جائے، اسکے
بعد یہ دوا شہد کے مانند ہوجائے گی، اس کو انگور کی موٹی شاخ اور تنون پر لیپ
کی طرح لگا دین، اس کی بو اوپر تک اُڑے گی اور تینون قسم کے کیڑے بھاگ
جائین گے، اور اگر چوتھی مرتبہ اس دوا مین قطران یعنی چیڑ کا تیل چوتھائی حصہ
ملا دین اور پھر اس کو درخت پر لگائین تو اس سے تمام قسم کے کیڑے بھاگ
جائین گے، اور اگر درخت انگور کے کنارے تین یا چار جگہون پر سمرا[1] لگا دیا جائے

[1] کاشتِ انگور مین سمرا کے بجائے صفوار لکھا ہوا ہی، سمرا کا حل فرہنگ مین کر دیا گیا ہی اور صفوا ایک قسم کی گھانس ہی جو تکا ہو کے مشابہ ہوتی ہے، دیکھو محیطِ اعظم

تو اس سے تمام قسم کے کیڑے اور حشرات الارض وغیرہ بھاگ جائیں گے،

ط مین چیونٹیون کے بھگانے کا طریقہ اس طرح لکھا ہے کہ آدم کا قول ہے کہ صعتر جبلی (پودینہ کوہی) سداب بری اور گندھک ان سب کو ملا کر پیس لیا جائے اور پھر اس سفوف کو چیونٹیون کے سوراخ کے ارد گرد ڈالدین، اس سے تمام حشرات الارض بھاگ جائین گے، اور چیونٹیون کا تو نام و نشان بھی نہ رہے گا،

ط مین ہے کہ آخر ربیع اور ابتدائے گرما مین سبز رنگ کے ذراریح[1] پیدا ہوتے ہین جو انگور کو چوس لیتے ہین اور یہ بہت خراب قسم کا کیڑا ہوتا ہے، چھوٹے اور بڑے تمام کیڑون کے دفعیہ کا طریقہ یہ ہے کہ کھکر بیل اور حنظل نر کی جڑ اور گائے کا گوبر مساوی مقدار مین لیا جائے، اور سب کو پانی کے ساتھ پیس ڈالا جائے، یہان تک کہ سب پانی کی طرح ہو جائین، پھر یہ پانی انگور اور اسکی شاخون اور جڑون پر متواتر تین دن تک چھڑکا جائے، تین دن کے بعد یہ عمل موقوف کر دیا جائے، پس یہ ذراریح اور دوسرے کیڑے اس پانی سے ہلاک ہو جائین گے،

ط مین ذراریح کے بھگانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ان مین سے بعض کو پکڑ کر جلا ڈالین، اور اسکی دھونی دیدین، بقیہ اس دھوان سے بھاگ جائین گے، گائے کے گوبر کو ملا کر اگر دھونی دیجائے تو اور اچھا ہے، اگر اس دھوان سے انگور کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو کھکر بیل کی جڑ کی دھونی دیجائے، انشاء اللہ اس سے تمام پردار کیڑے حتی کہ زنبورین بھی فرار ہو جائین گی،

[1] سرخ رنگ کے زہردار غار رکھنے والے اور اڑنے والے کیڑے کو ذراریح کہتے ہین، ان کے تمام جسم پر سیاہ نقطے ہوتے ہین، ہندی مین تیلنی کہتے ہین،

سوساد کا قول ہے کہ تمام خوشبودار درختون کی دھونی دیجائے مثلاً گلاب قسط، اشنہ (اس کو ہندی مین چھڑ یلہ کہتے ہین) کی پتیان جلائی جائین تو اسکے دھوان سے یہ کیڑے بھاگ جائینگے، خواہ یہ ترکاری مین ہون یا انگور کے درخت مین، بکڑیون کے لیے بھی مذکورہٗ بالا چیزون کی دھونی کافی ہوگی بلکہ اور دوسرے مضر حیوانات کے لیے بھی مفید ہے،

کتاب ق، اورک مین ہے کہ انگور اور دوسرے درختون مین گائے کا گوبر اور زفت کی دھونی دین، اس سے تمام مکھیان بھاگ جائینگی،

فسافس[1] ایک قسم کے چھوٹے کیڑے ہوتے ہین جو انگور کے منڈ دے پر پھیل جاتے ہین اور آہستہ آہستہ انگور کی شاخون اور پھلون مین رینگنے لگتے ہین، اس سے بڑا نقصان پہنچتا ہے، اس کے دفعیہ کا طریقہ یہ ہے کہ ان مین سے بعض کو پکڑ کر دردی زیتون مین ڈالدین اور پھر اسکی دھونی دین یا گائے کے گوبر مین روغن زیتون ملاکر دھونی دین، اس سے تمام فسافس ہلاک ہو جائینگے، اسی طرح کھکر بیل کے پتے، اسکی شاخین اور جڑین کوٹی جائین اور ان کا پانی نکالا جائے اور اس مین تھوڑا پانی ملاکر پکایا جائے، پھر اس کو درخت پر چھڑک دیا جائے تو اس سے تمام فسافس مرکر گر پڑینگے، یا کنوین کے پانی مین ایک مٹھی نمک ڈال کر اس کو خوب جوش دین، اور گرما گرم درخت پر چھڑک دین اس سے تمام فسافس ہلاک ہو جائینگے۔ فسافس سنداور جھاؤ کے درختون پر نہین رینگتے ہین،

انگور کے امراض مین ایک یہ بھی ہے کہ جو پودے بوقت غراست کسی

---

[1] فارسی مین سرخک، اور ہندی مین سرخ کھٹمل کہلاتا ہے، محیط،

مناسب اور عمیق گڈھے مین نہین لگائے گئے یا ارض رقیقہ (پتلی) مین لگائے گئے،
تو ان کی جڑون مین یبوست اور خشکی بہت جلد پیدا ہونے لگتی ہے، اس کا علاج یہ ہے
کہ جڑ کی مٹی ہٹا کر نئی مٹی اور کھاد کثیر مقدار مین ڈالی جائے تا کہ جڑین حرارت سے
محفوظ رہین، اس کے بعد اگر ممکن ہو تو پانی سے سیراب بھی کر دین، وہ پودے جن کے
گڈھے ابتدائی غراست مین عمیق نہین رکھے گئے ہین، چھٹے سال کی ابتدا مین ان کی
جڑین اور عروق سطحِ زمین پر نکل آئین گے یا اس کے قریب ہو جائین گے، اس کا علاج
یہ ہے کہ مٹی ہٹا کر ان عروق کو جو ظاہر ہو گئے ہین جڑ سے ایک ہاتھ یا دو ہاتھ کے فاصلہ
پر کاٹین، لیکن بالکل الگ نہ کرین، اس کے بعد دو ہاتھ کا ایک عمیق گڈھا جڑ کے متصل
ہی کھودین اور ان جڑون کو تھوڑا کج کر کے اس گڈھے مین اتار لین اور اوپر سے مٹی
ڈال دین، یہ جڑین خود بخود زمین مین پھیلنی شروع ہونگی، اور اس طرح یہ مرض کم ہو جائیگا
انگور کے قوی اور تندرست درخت مین بھی یہی عمل کرنا چاہیئے بشرطیکہ اسکی جڑین اسی
طرح سطحِ زمین پر پھیلنے لگین، اس سے انگور کو تقویت پہنچیگی، جب انگور کے درخت
جڑ پکڑ لین اور اسکی شاخین ادھر ادھر پھیلنے لگین تو جڑ سے مٹی ہٹا دین، اور جو سطحِ زمین
سے قریب ہون ان کو تیز درانتی سے کاٹ ڈالین، اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ ساری
قوت ان جڑون مین چلی جائے گی جو زمین کے اندر ہین اور اندر ہی نشو و نما زیادہ
ہو گی، اصلی جڑ کو ان بیرونی جڑون کے کاٹنے سے بڑی تقویت پہنچیگی کیونکہ ایک جڑ
سے ایک ہی شاخ کا اچھی طرح نشو و نما پانا زیادہ اچھا ہے، بہ نسبت اس کے کہ متعدد
اصول و فروع پیدا ہون، اس سے قوت مین انتشار پیدا ہو جاتا ہے،

ط ہین ہے کہ انگور کی آنکھون سے بعض وقت رطوبت بہت بہنے لگتی ہے اور یہ رطو

متعفن ہو کر درخت پر پھیلتی ہے جس سے بید نقصان پہنچتا ہے، یہ بعض وقت شاخون
کے کاٹنے کی وجہ سے ہوتا ہے، اور کبھی خود بخود ہوتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ دردی
زیتون کو پودینہ کے پتون کے ساتھ خوب پکا لیا جائے، لیکن نمک کے قرب سے محفوظ
رکھا جائے اس کے بعد اس کو اس جگہ پر لیپ کی طرح لگا دین، جہان سے رطوبت
نکل رہی ہو،

مآمین اس کا بھی ذکر ہے کہ جب انگور کسی خشک زمین مین لگایا جائے، جس مین
درخت کو غذا کم ملتی ہو تو اسکی اصلاح اس طرح کرنی چاہیئے کہ اس مین گائے کا گوبر اور
بھیڑ کی مینگنیان ڈالی جائین اور پھر اس کو پانی سے خوب سیراب کیا جائے، اس سے
انگور کے درخت کو تقویت پہنچیگی، بعض وقت انگور کی جڑون مین مٹی کی کمی وجہ سے درخت
کمزور ہو جاتا ہے، اور پھل دیر مین آتا ہے اور جو آتا ہے وہ کم مقدار مین آتا ہے، اور اس کا
ذائقہ بھی خراب ہوتا ہے، مٹی کی قلت خواہ پانی کی کثرت کی وجہ سے ہو یا کسی اور سبب سے،
اس کا علاج یہ ہے کہ جڑون مین دوسری جگہ سے مٹی لاکر ڈالی جائے اور بیرونی مٹی سے
جڑین چھپا دی جائین، اور اگر اس مین تھوڑی کھاد بھی ملا دین تو اس سے اور زیادہ نفع
پہنچنے کی امید ہے،

درخت انگور کی خشکی، صلابت اور پیاس وغیرہ جس سے پھل کم آتے ہین، یا خراب
آتے ہین، ان کا علاج ایک یہ بھی ہے کہ زیتون کے پھل بڑے ہونے سے قبل توڑ لیے
جائین، یعنی جب وہ لوبیا کے برابر یا اس سے بھی چھوٹے سبز رنگ کے ہون توڑ لیے جائین
اور ان کو پتھر کے ہاون دستہ مین کوٹ کر ایک صاف برتن مین رکھین اور اس
مین تھوڑا بارش کا پانی ڈال دین اور برتن کو ڈھک کر چودہ دن تک چھوڑ دین،

ان ایام کے گذر جانے کے بعد اس کو دوبارہ کوٹین، اور اس سے پانی کو نچوڑ کر ایک صاف برتن مین رکھین، غرضکہ اس کو بار بار کوٹین اور اس کا عرق نچوڑتے جائین، یہانتک کہ اس مین پانی کا کوئی جز باقی نہ رہے، اور اس عرق کو کسی بارد اور مرطوب مقام مین اٹھائیس دن تک رکھین، پھر اس کو استعمال کرین، یہ پانی درختون کے لیے خصوصیت کے ساتھ بے حد مفید ہے، اور انسان کے لیے بھی کارآمد ہے، کوئی شخص اگر دو درختون کو مرکب کرنا چاہتا ہے اور ترکیب کے لیے کسی درخت سے کسی شاخ کو کاٹے اور مقطوعہ مقام پر اگر یہ پانی لگادے اور پھر مرکب کرے تو یہ ترکیب بیحد عمدہ ہوگی،

اگر اس پانی سے بقدر پانچ درہم ترکاریون کو سیراب کرنے والے پانی مین ملا دیا جائے تو اس سے ترکاریان اچھی ہون گی، کھانے مین نرم ہون گی اور سریع الہضم ہونگی، دس جریب مین یہ پانچ درہم پانی ملایا جائے، اگر اس سے کم یا زیادہ پانی ہو تو اس مین اسی حساب سے یہ پانی کم اور زیادہ ملایا جائے، بعض بڑے درختون مین جب خشکی اور صلابت خواہ امتداد زمانہ کی وجہ سے یا کسی مرض کی وجہ سے پیدا ہو جائے، تو ایک رطل[1] خالص شیرین پانی مین زیتون کا یہ پانی پانچ درہم کے انداز سے ملا دین، اور اس کو درخت پر ہر تیسرے دن وافر مقدار مین چھڑکین، دس مرتبہ ایسا ہی عمل کرین، انشاء اللہ یہ مرض جاتا رہے گا، اسی طرح انگور یا کھجور کے درخت مین پھلون کی کمی یا سیرابی کی قلت ہو یا ان مین حرارت زیادہ ہو یا آفتاب نے ان کو جلا دیا ہو تو تیس سے پچاس رطل تک میٹھا خالص پانی لین، اور اس مین مذکورۂ بالا پانی دو مثقال[2] کے برابر ملا دین، اور اس کو جڑ مین ڈالدین اور درخت پر بھی چھڑکدین

[1] ایک رطل آدھ سیر کا ہوتا ہی، [2] ایک مثقال ۴ ½ ماشہ کے برابر ہوتی ہی،

اس سے احتراق کا مرض جاتا رہے گا، اور عرصہ تک اچھی حالت پر رہین گے اور پانی کی قلت پھر ان کو نقصان نہ پہنچائے گی، اگر نقصان ہوا بھی تو بہ نسبت سابق کے کم ہوگا،
جب انگور کی ڈالیان ہری بھری نہ ہون اور ان کے خوشون کی ڈنڈیون مین سبزی جاتی رہے تو ان کی جڑ مین کسی لوہے سے شق کرنا چاہیئے اور اس شق مین ایک پتھر رکھدینا چاہیئے اور اوپر سے پرانا پیشاب ڈال دینا چاہیئے، اور پرانی کھاد مین سطح زمین کی مٹی ملاکر شاخون کے ارد گرد اور اس شق مین جس مین پتھر رکھا گیا ہے ڈالدینی چاہیئے، اور یہ عمل موسم خریف مین کرنا چاہیئے، اور اگر انگور کی پتیان سرخ ہوجائین تو نمک ملے ہوئے پانی سے سیراب کرین یا سمندر کے شور پانی سے آب پاشی کرین، بعض کی یہ رائے ہے کہ جڑ مین سوراخ کرکے بلوط کی چھوٹی لکڑی ڈالدین اور اوپر سے مٹی ڈالکر ڈھک دین،

ص مین ہے کہ جب انگور کی پتیان کسی آفت کی وجہ سے سرخ ہوجائین تو جڑ مین ایک بڑا سوراخ کرین اور اس مین بلوط کی لکڑی داخل کردین اور درخت مین کوئی اور معمولی مرض پیدا ہو تو باقلا مسور اور دوسرے اجناس کا بھوسہ ڈالدیا جائے تو اس سے نفع پہنچے گا اور مرض مین کمی ہوگی،

ص مین یہ بھی لکھا ہے کہ انگور مین جب کبوتر کی بیٹ کی کھاد دیجائے گی تو اس سے سرسبزی اور شادابی زیادہ ہوگی، انگور کے ضعیف درخت کا علاج یہ بھی ہے کہ اس مین انگور یا بلوط کی جلی ہوئی لکڑیون کی راکھ سرکہ مین ملاکر ڈالی جائے، اور وہ درخت جسمین شقوق پیدا ہوگئے ہون اس کے لیے انسان کا پیشاب بے حد مفید ہے، اور اگر پتیان گرمی کی وجہ سے جل جائین تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ جنوری کے مہینہ مین جڑ مین ایک گڈھا

کھودین، اور بھر دین، اس طریقہ پر ہر مہینہ مین عمل کشف کرین یعنی گڈھا کھودین اور بھر دین، اگر اس سے اصلاح ہو جائے تو فبہا ورنہ پانی سے خوب سیراب کیا جائے، یہ تمام آفتین جنکا ذکر اوپر کیا گیا ان انگور کے درختون پر زیادہ آتی ہین جو کھلی اور متخلخل زمین مین نشو ونما پائین، مثلاً ریتیلی زمین ہو، یا نہر کے کنارے کی زمین ہو، یا کنکر والی زمین ہو، یا پست زمین ہو، کیونکہ یہ امراض مرتفع اور عمدہ زمینون مین نہین پیدا ہوتے ہین،

جب کبھی انگور کی جڑ مین چھوٹے کیڑون کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو اسمین گڈھا کھودین، اگر کوئی چیز نظر آئے تو اس کو ہاتھ سے نکالکر پھینکدین یا کسی لکڑی سے نکال دین، لکڑی یا ہاتھ کو روغنِ زیتون سے ترکر کے رکھین، اس طرح پر کہ ایک کشادہ ظرف مین دردیٔ زیتون کے سامنے رکھین تاکہ جب ضرورت ہو اس سے ترکر لیا جائے، اس سے غفلت نہ برتنی چاہیئے، ورنہ ان انڈون سے جو جڑون مین نظر آئے بچے نکل آئین گے، اگر بچے بھی نکل آئے ہون تو بھی ان پتون اور شاخون کو کاٹ کر دور پھینکدینا چاہیئے جن مین یہ نمودار ہون، اس سے بھی اگر غفلت برتی گئی تو یہ کیڑے بڑھکر تمام درخت کو خراب کر دین گے،

انگور کی وہ شاخین جن سے پانی جاری رہتا ہے، یہ اس انسان کے مانند ہین جسکا معدہ غذا کو ہضم نہین کرتا، اس کا آسان علاج یہ ہے کہ جڑ سے یہ شاخ کاٹ کر پھینکدینی چاہیئے، اگر اس پر بھی رطوبت جاری رہے تو کسی بڑی موٹی جڑ مین شگاف کر دینا چاہیئے، اس کے بعد زیتون کے پانی کو خوب پکانا چاہیئے، یہانتک کہ وہ نصف رہ جائے، اور اس پانی کو مقطوع جگہ پر لیپ کی طرح لگا دینا چاہیئے، جن شاخون کے پھل خراب ہو جاتے ہون اور پتیان سفید ہو جاتی ہون تو راکھ اور سرکہ کا لیپ ان شاخون کے لیے مفید

ہوگا، اور جڑون مین باقلہ حمقار کا عرق لگادین، جن شاخون مین شادابی کی وجہ سے بہت زیادہ خوشے خلاف عادت نکل آئین تو ان مین سے زائد حصہ کو جب وہ نرم ہون تو نکالدین، اس کے بعد جڑ مین گڈھا کھود کر نہر کی ریت اور راکھ بھر دین، اس عمل سے فائدہ پہنچیگا،

اگر انگور کے درخت مین کچھ بھی تغیر پیدا ہو تو اس مین بلوط کی لکڑیون کی راکھ اور انگور کے خوشون اور ڈنڈیون کی راکھ مین سرکہ ملا کر جڑ مین ڈالدین،

سوسن کی جڑ سے انگور کا درخت جلد پھلتا ہے اور انجیر کے درخت کی پتیان جب جھڑنے لگین تو جڑ مین باقلا مصری پیس کر پانی مین محلول کر کے ڈال دین، اور پھر مٹی سے ڈھک دین بعض کی یہ رائے ہے کہ جب انجیر کے پتے زیادہ جھڑنے لگین تو جڑ مین ایک سوراخ کر کے بلوط کی لکڑی ڈال دین، خواہ کسی اور درخت کی لکڑی ڈالن دین، اس کے بعد مٹی سے چھپا دین، تو یہ مرض زائل ہو جائے گا،

ک مین ہے کہ انجیر کی جڑ کھولین اور زیتون کے پتون کا عرق نچوڑ کر اس مین ڈال دین تو اس سے کیڑے ہلاک ہو جائین گے اور درخت کی شادابی بڑھ جائیگی، بعض یہ کہتے ہین کہ جڑون مین دشتی پیاز بو دینے سے بھی درخت آفات سے محفوظ ہو جاتا ہے، یہ بھی کسی کی رائے ہے کہ جب انجیر مین کوئی مرض پیدا ہو تو انسان کے غلیظ اور بھیڑ کی مینگنیون کو پانی مین گھولکر بار بار جڑون مین ڈالین، اسی طرح کبوتر کی بیٹ بھی موسم سرما مین مفید ہو گی،

درخت انجیر کو دیگر حیوانات سے محفوظ رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ کتے کے غلیظ کو پانی مین ملا دین، پھر اسی پانی کو درخت کے پتون اور جڑون پر چھڑکین، انشاء اللہ

اس سے ضرر رساں حیوانات قریب نہ آئین گے، یا یہ کیا جائے کہ ایک موٹی تازی بھیڑیا کے سرے کو خوب پکایا جائے اور اس کے روغن کو جو پانی کی سطح پر ہو درخت کے پتون پر چھڑک دیا جائے یا بھیڑ کی چربی کو پانی مین ملکر آگ پر چڑھادین اور اُسکے روغن کو درخت پر چھڑکدین، لیکن سب سے بہتر کتے کے غلیظ کا ڈالنا ہے کیونکہ اس کو بارش کے پانی کے سوا کوئی دوسری چیز نہین دھو سکتی، اس قدر تیز چیز ہوتی ہے کہ اس کا کوئی قطرہ اگر درخت کی نئی آنکھون پر پڑ جائے، تو اس سے وہ جل جاتی ہین، اس عمل کو اگر بار بار کیا جائے تو اس سے درخت کے تمام دشمن بھاگ جائین گے، اس چربی یا روغن کا استعمال گو خلاف ہے لیکن مین نے اس کا تجربہ کیا تو یہ صحیح اور کارآمد معلوم ہوا، بعض لوگ بھیڑ کے مغز کے ساتھ سور کی چربی اور کتے کے پلے کی چربی کو انسان کے پیشاب یا پانی مین خوب مخلوط کر کے ڈالتے ہین، پھر اسی کو درختون پر چھڑکتے ہین یا اس مین کپڑے بھگو کر ان پر لٹکا دیتے ہین، اس کی بو سے تمام جانور بھاگ جاتے ہین، اگر انجیر کو موسم گرما مین حسب ضرورت سیراب کرین تو انشاء اللہ پھل خوب آئین گے، انجیر کے درخت کے نیچے اگر دوسری قسم کی سبزی یا پودے لگائے جائین اور برابر وہ پانی سے سیراب کئے جائین اور ان مین کھاد ڈالی جائے تو اس سے انجیر کو نقصان پہنچے گا، یہ انجیر سیاہ ہو جائین گے اور ان مین کیڑے پیدا ہو جائین گے اور جڑین بھی جلد خراب ہو جائینگی۔

قسطوس کا قول ہے کہ اگر دشتی پیاز انجیر کے درخت کے قریب لگا دین تو اس سے فائدہ پہنچیگا، اسی طریقہ سے توت کے لیے بھی سرکہ کا تلچھٹ مفید ہے، اگر اسکو جڑون مین ڈالدین تو اس سے پھل جلد آئینگے اور اسکے پتے ریشم کے کیڑون کیلئے کارآمد ہون گے،

زیتون کے درخت مین اگر لوہے کی کوئی چیز دھاگے یا رسی مین باندھکر لٹکا دین تو اس سے اسکی نشو و نما اچھی ہو گی اور وہ آفات سے محفوظ رہے گا، جب دو سال کے بعد اس مین پھل آنے لگین تو پانچ سال کی عمر تک اس کے دانون کو جڑ مین دفن کر دین، اس سے درخت مین فربہی اور حسن زیادہ ہوگا،

طؔ مین ہے کہ زیتون مین جب کھاد ڈالین تو شنبہ، یکشنبہ، دوشنبہ اور سہ شنبہ کی راتون مین درخت کے نیچے ایک بڑا چراغ روشن کرین، اور جڑون مین روغنِ زیتون اور پانی ملا کر ڈالین، اس سے تمام خرابیان دفع ہو جائین گی،

بعض کا یہ قول ہے کہ زیتون کا درخت جب مریض ہو جائے اور اس مین کوئی علاج کارگر نہ ہو تو جڑ مین تازہ زیتون کے خام پھل دفن کر دین اور ایک سال تک اسی حالت پر چھوڑ دین، اس کے بعد اس مین تعمیر کرین اور ان کو نکال ڈالین، انشا اللہ اس سے مرض کا ازالہ ہو جائے گا،

طؔ مین ہے کہ زیتون کا سب سے مہلک مرض یہ ہے کہ اس کو شدت کی پیاس ہوتی ہے، یہان تک کہ وہ اسی سے ہلاک ہو جاتا ہے، بلکہ دوسرے درخت بھی اس مرض مین ہلاک ہو جاتے ہین، زیتون کی پتلی اور باریک شاخون مین یرقان کا مرض بھی ہو جاتا ہے، بعض وقت شاخون کے اطراف مین ہلکی زردی پیدا ہو جاتی ہے، ان بیماریون کا علاج صرف یہ ہے کہ بارش بکثرت ہو یا اگر نہر کے شیرین پانی سے عرصہ تک سیراب کرتے رہین اور جڑون مین تھوڑا روغنِ زیتون اور پانی ملا کر ڈالتے رہین، تو ممکن ہے کہ اس مرض مین افاقہ ہو،

اندلس کے مشرقی حصہ مین مین نے دیکھا کہ زیتون اور انجیر کے چند درخت کے

پتے جب جھڑنے لگے اور ان مین پیاس کی بیماری پیدا ہو گئی تو لوگون نے درختون
کے اطراف مین مٹی کی دیوارین کھڑی کین جو اوپر کی جانب کج تھین اور یہ تنے سے
چار بالشت مرتفع تھین اور اوپر کی جانب جھکی ہوئی تھین، گویا درخت کو مٹی کے
تھالہ مین لے لیا، اس سے درختون کی حالت درست ہوئی، مین نے بعض لوگون
کو انجیر اور زیتون کے درخت مین دوسرے ہی سال کدالون سے گہری تعمیر کرتے
دیکھا، انجیر کے درخت کے لیے تو یہ تعمیر مفید ہوئی، لیکن زیتون کے درخت مین پیاس
اور بڑھ گئی، لوگون نے بار بار سیراب کرنا شروع کیا، لیکن اس سے کوئی فائدہ نہ پہنچا
آخر کار جڑ سے مٹی ہٹائی گئی تو پتہ چلا کہ بعض جڑین کدالون سے کٹ گئی ہین، چونکہ
زیتون کی جڑین زمین کے قریب پھیلی ہوتی ہین، اسلیے عمیق تعمیر اس کے لیے مضر
ہے، برخلاف انجیر کے کہ اسکی جڑین زمین کے اندر ہوتی ہین، اسلیے جس قدر تعمیر کیجائیگی،
اس کے لیے مفید ہوگی، لوگون نے زیتون کے لیے مٹی کی دیوارین اور چبوترے
تیار کیے، اس سے ان کی حالت درست ہوئی، اور یہ چبوترے کئی سال تک قائم
رہے، اگر اسی قسم کا عمل تمام پیاسے درختون کے لیے کیا جائے تو بہتر ہوگا، اس سے
پانی باہر نہ جائیگا،

سیب کے درخت مین اگر کیڑے لگ جائین تو جڑ کھولکر اس مین بھیڑ کا پیشاب
ڈالین، یہان تک کہ خوب سیراب ہو جائے، سیراب کرنے کے بعد چار دن تک
اسی حالت پر چھوڑین، پانچوین اور چھٹے دن غروب آفتاب کے وقت میٹھے پانی
سے سیراب کرین، اور اگر سیب کی جڑ مین گائے کا پتہ لگا دین تو پھل مین کیڑے
نہ پیدا ہون گے، بعض نے یہ کہا ہے کہ پیاز دشتی اگر قریب مین لگا دین تو اس سے

بھی کیڑے نہ پیدا ہون گے، اور درخت کے پتے نہ جھڑین گے،

ق کا قول ہے کہ انسان کا پیشاب سیب کے لیے نفع بخش ہے اور بھیڑ کی مینگنیون کو پرانی نبیذ مین محلول کر کے درخت کی جڑ کو اس سے سیراب کرین تو انشاء اللہ کیڑے تو پیدا ہی نہ ہون گے بلکہ پھل سرخ اور بڑے ہون گے،

ق کا یہ بھی قول ہے کہ سیب کے درخت کو اگر پیاس کی بیماری ہو تو کبوتر کی بیٹ کو پانی مین ملا کر جڑون مین ڈال دین، بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ کیڑے سے حفاظت کے لیے ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ درخت کی جڑ کھولکر انسان کا پیشاب اور غلیظ ملا کر ڈالین اور ساتوین دن غروب آفتاب کے وقت میٹھے پانی سے سیراب کرین، یہانتک کہ خوب سیراب ہو جائے، یہی عمل امرود کیساتھ بھی کرنا چاہیئے اگر اس مین یہ مرض پیدا ہو جائے،

سیب کی جڑ مین اگر سرخ کیڑے پیدا ہو گئے ہون جو شاخون اور پتون پر بھی نظر آنے لگین اور مکڑی نے بھی جالے بنے ہون تو آہستہ سے جڑ کی مٹی ہٹائین تاکہ کوئی چیز کٹنے نہ پائے، اور مٹی کے ڈھیر کو جو ارد گرد لگا ہوا ہو توڑ دین، لیکن جڑون مین جنبش نہ ہونے پائے، پھر اس کو پانی سے سیراب کرتے رہین، اور اس کے بعد مٹی اپنی جگہ پر بھر دین، اس سے درخت مین دوبارہ تازگی پیدا ہو جائے گی، اور پھل اچھے آئین گے، یہ طریقہ آزمودہ ہے، اگر یہ علاج کمزور انار کے درخت کے ساتھ کیا جائے تو اس سے بھی دانہ دار انار تیار ہون گے، سیب کی جڑ مین بھیڑ کی مینگنی ڈالنے سے کیڑے نہین پیدا ہوتے،

ط مین ہے کہ سیب مین جب کوئی مرض پیدا ہو مثلاً پھل کم آئین یا خراب آئین یا

ایسے ہی معمولی امراض ہون توان کے لیے ایک عام دوا یہ ہے کہ اخروٹ کے چھلکے
اور پتے ایک وافر مقدار مین لین اور اگر مغز ہون تو اور اچھا ہے ان سب کو ایک ساتھ
کوٹ ڈالین یا الگ الگ کوٹین، جب خوب باریک ہوجائین توان مین گائے
کا گوبر ملائین اور اس کو درخت سیب کے شقوق مین اور موٹی شاخون پر لیپ کی طرح
چڑھادین، اس سے ہر قسم کے امراض دفع ہوسکتے ہین، یہ علاج تمام سیب کے درختون
کے لیے مفید ہوسکتا ہے،

ق کا قول ہے کہ سیب مین شیرینی پیدا کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ جڑون کو پرانی
شراب کی تلچھٹ سے سیراب کرین پھر اس کو مٹی سے ڈھک دین، سیب کو اگر کوئی
آفت پہنچ جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ گدھے کی تازہ لید کو پانی مین گھولکر روزانہ
اسی پانی سے ایک گھڑا سات دن تک ڈالتے رہین، پھر کچھ دن کے بعد معمولی پانی
سے سیراب کرین، انشاء اللہ آفات سے درخت محفوظ رہے گا،

بعض نے کیڑون سے بچانے کے لیے ایک علاج یہ بھی بتایا ہے کہ کسی لوہے
سے جڑ کی مٹی اچھی طرح ہٹادین، یہان تک کہ جڑین دکھائی دینے لگین، پھر آہستہ سے
ان کے پوست کو چھیل ڈالین، اس جگہ پر کچھ کیڑے یا حشرات الارض ضرور نظر آئین گے،
اب ان پر تازہ گوبر کا لیپ لگادین اور اوپر سے مٹی ڈال کر چھپادین،

ق کا قول ہے کہ سیب اور شفتالو کے سرخ کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ سال مین
چار مرتبہ انسان کے پیشاب سے اس قدر سیراب کرین کہ اندر کی زمین بھی ایک بالشت
تر ہوجائے،

موز کے درخت مین بھی جب تروتازگی کم ہوجائے یا اور کوئی مرض پیدا ہوجائے

تو اس کا علاج یہ ہے کہ جڑ کی مٹی ہٹائین اور انار کی پتیان باریک پیسکر بھیڑ و بکری کی
کھاد مین ملا دین اور ان سب کو پانی مین حل کر کے جڑون مین ڈال دین یا ناخون پر
پانی ملی ہوئی شراب چھڑک دین، یا بارش کا پانی چھڑک کر اوپر سے باریک مٹی ڈالدین،
زعرور اور ازا درخت مین جب کوئی مرض پیدا ہو جائے مثلاً یہ کہ لاغری آجائے یا
پھل کم آنے لگین تو جڑ کے قریب ایک قدم کے انداز سے گڈھا کھودین اور ان مین بکری
کے خون کو گرم پانی مین ملا کر ڈالین، پانی کی مقدار خون سے زیادہ ہو، ایسا کم سے کم
تین مرتبہ یا اس سے زیادہ کرین، جب حالت درست ہونے لگے تو یہ عمل چھوڑ دین،
اس سے درخت مین تازگی آجائے گی، اور پھل عمدہ ہون گے،
امرود مین جب کیڑے لگ جائین تو جڑ مین گائے کا پتہ لیپ کی طرح
لگا دین، اس سے کیڑے ہلاک ہو جائین گے، اور طریقہ یہ ہے کہ جب امرود یا سفرجل
یا دوسرے فواکہ مین کیڑے پیدا ہو گئے ہون تو انسان کا متعفن غلیظ، اور گائے کا
پرانا گوبر اور امرود کی پتیان ان سب کو باریک مٹی مین ملا کر جڑ کے اندر ڈالین،
یا گائے کے گوبر کو خوب باریک کرلین اور اس مین سڑک کی مٹی ملا دین اور اوپر سے
میٹھا پانی اور دردی زیتون ڈال دین، یہانتک کہ وہ شراب کے مانند ہو جائے،
پھر اس کو شاخون اور تنہ مین لگا دین، اس سے بہت بڑا فائدہ ہوگا، تمام قسم کے کیڑون
سے درخت محفوظ ہو جائے گا،
امرود مین اگر کوئی تغیر پیدا ہو جائے، مثلاً پھل خراب ہو جائین یا ان کی شیرینی
کم ہو جائے تو یقین کر لو کہ اس مین بیماری پیدا ہو گئی ہے، درخت امرود کی جڑین
چونکہ زمین کے اندر پھیلتی ہین، اس لیے جب کوئی مانع پیدا ہو جاتا ہے تو امراض

لاحق ہو جاتے ہین، جب تم امرود کی حالت مین کوئی انقلاب دیکھو، مثلاً پھل کم آتے
ہون یا چھوٹے ہوتے ہون یا کسیلے اور پھیکے ہوتے ہون، تو اسکی اصل وجہ یہ ہوگی
کہ جڑون کے پھیلنے مین کوئی حارج اور مانع پیدا ہو گیا ہوگا، علاج سے قبل تم کو
مرض کے اسباب و علل پر خوب غور کرنا چاہیئے کہ آیا کسی مانع کی وجہ سے یہ مرض
لاحق ہوا ہے یا کسی اور سبب سے، اگر درخت پرانا ہو تو فوراً جڑ کے قریب ایک مدور گڈھا
کھود و، لیکن اس کا خیال رکھو کہ جڑ کا کوئی حصہ کٹنے نہ پائے، کھودتے کھودتے جب
کسی منتہی پر تم کو کوئی پتھر یا سخت چیز ملے تو اس کو آہستہ سے ہٹا دو، اور اگر نہ ملے تو جڑ سے
بیس ہاتھ ہٹکر پھر کھودانا شروع کرو، اگر یہان بھی کسی عائق کا پتہ نہ چلے تو سمجھ جاؤ کہ
درخت مین یہ مرض کسی اور سبب سے پیدا ہوا ہے، اس کا علاج کرو،

غ کہتے ہین کہ سفرجل کے درخت مین تھوڑی نشو و نما کے بعد بستگی پیدا ہو جائے،
شاخون مین صلابت آجائے یا پانی کی کمی اور تعمیر حسب خواہ نہ ہونے کی وجہ سے
کمزور ہو جائے تو ان سب کا علاج یہ ہے کہ جنوری مین جڑ کی مٹی ہٹا دین اور انسان
کے خشک غلیظ مین حمام کی لکڑیون کی راکھ ملا کر دو دو انگل ہر جڑ مین بھر دین اور اوپر سے
کنکریون کا ایک ایک بوجھ ڈال دین، اور اس پر سے مٹی ڈالکر میٹھے پانی سے سیراب
کرین، ہر مہینہ مین چھ مرتبہ پانی سے سیراب کرین، انشاء اللہ یہ امراض جاتے رہین گے،
اور اس سے قبل یہ بتا دیا گیا ہے کہ اس کے لیے تعمیر بھی مفید ہے، مارچ کے مہینہ مین
اگر اچھی طرح زمین درست کر دین تو ان سب امراض سے نجات مل جائے گی، سفرجل
ان درختون مین ہے جو کھاد کی کثرت کے متحمل نہین ہوتے، لیکن اس قسم کے مرض مین
ایسی کھاد اس کے لیے مفید ہے،

انار کے درخت کی جڑ مین اگر پیاز دشتی بو دیا جائے تو بہت مفید ہوگا، انار کے پھل پھٹنے سے محفوظ رہین گے، اور دانون مین خوب سرخی آجائے گی، بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ انار کی جڑ کے ماحول مین زمین کے اندر کوئی پتھر دفن کردین تو اس سے بھی انار مین شقوق پیدا نہ ہونگے، بعض کی یہ بھی رائے ہے کہ انار کی شاخین الٹی لگائین تو اس سے نجات ملجائے گی، بعض اس کی شاخون کے لگانے کے مخالف ہین کیونکہ اس سے پھل کم آتے ہین، جب تمکو انار کے پوست کے پھٹنے کا خطرہ ہو تو جڑ سے مٹی ہٹا کر ایسے پانی سے سیراب کرو جس مین حمام کی راکھ مخلوط کر دیگئی ہو،

اترج، نارنج، لیمون، ریبوع وغیرہ مین اگر کوئی بیماری پیدا ہوجائے تو ان کی جڑ سے مٹی ہٹا کر حمام کی سیاہ راکھ اور اسی قسم کی مٹی اندر ڈال دین اور پھر پانی سے سیراب کرین، نارنج کے لیے بھیڑ کا گرم خون موافق ہوگا، اس کو جڑون پر چھڑک دینا چاہیئے اس سے درخت اچھا ہوگا اور پھل سرخ ہون گے، بعض نے انسان کے قدم کے خون کو مفید بتایا ہے جو فصد یا پچھنہ کے ذریعہ سے نکالا جاتا ہے، بعض یہ کہتے ہین کہ نارنج کے لیے تمام خون مفید ہین، بعض یہ طریقہ بتاتے ہین کہ جڑون کو کھولکر کچھ دن ہوا مین رہنے دین اور پھر حمام کی سیاہ راکھ مین مٹی ملاکر گڈھے کو پر کردین،

ص مین ان مذکورہ درختون کے مرض یرقان کا علاج یہ لکھا ہے کہ جب انکی پتیان زرد ہونے لگین تو جڑ کی مٹی ہٹا کر اس مین حمام کی سیاہ راکھ ڈالین اور اوپر سے نئی مٹی کی کافی مقدار ڈالین، یہان تک کہ گڈھا بھر جائے، انشاء اللہ اسی سے درخت کی حالت اچھی ہوجائے گی،

ص کا قول ہے کہ یہ مجرب علاج ہے اگر اس سے پوری شفا نہ ہو تو بھیڑ کا

خون جڑون مین ڈال دین، بشرطیکہ انسان کے قدم کا وہ خون جو فصد اور پچھنہ سے نکالا جاتا ہے میسر نہ ہو، کیونکہ مؤخرالذکر زیادہ انفع ہے،

طاہین ہے کہ نارنج کے درخت مین بعض وقت نشو ونما موقوف ہو جاتی ہے اور اس کا کوئی عمل باقی نہین رہتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ جڑ مین گڈھا کھود کر خون مین گرم یا ٹھنڈا پانی اور بھیڑ کا دودھ ملائین اور پھر اس مخلوط چیز کو جڑون مین ڈال دین اس سے بیحد فائدہ پہنچیگا اور اس سے زیادہ نفع انسان کے قدم کے خون سے ہوگا، انسان کے قدم کا خون فصد یا پچھنہ کے ذریعہ سے نکالا جائے اور اس مین پانی ملاکر جڑون مین ڈالا جائے، اس خون کو متواتر جڑون مین ڈالنے سے درخت کی حالت ہی بدل جائے گی،

ابن بصال کی کتاب القصد والبیان مین لکھا ہے کہ اترج اور انار مین جب یرقان کا مرض ہو جائے تو جڑ کی ہر سمت سے مٹی ہٹا دین اور مرغی کی کھاد جس کو پہلے خوب باریک پیس لین، ہر جڑ کے قریب تین مد کے وزن سے ڈالین اور اوپر سے مٹی ڈال دین پھر پانی سے متواتر سیراب کرین، اس سے انشاءاللہ فائدہ ہوگا

طاہین ہے کہ کبھی اترج کو گرمی یا ٹھنڈک کی شدت سے ایک قسم کا مرض لاحق ہو جاتا ہے، اگر گرمی سے ہو تو شاخون اور پتون پر ٹھنڈا پانی چھڑک دین اور اگر سردی سے ہو تو گنگنا پانی ڈالین اور کبوتر کی بیٹ مین مٹی اور پانی ملاکر خوب الٹ پلٹ دین اور پھر اترج کی پتیان ڈالکر اچھی طرح مخلوط کر دین، یہانتک کہ ان مین سخت بدبو پیدا ہو جائے، اور سیاہی آجائے، جب یہ حالت ہو تو کھاد کے سفلی حصہ کو اوپر کر دین اور علوی حصہ کو نیچے کر دین تاکہ ہوا سے بالکل خشک ہو جائے، جب یہ کھاد تیار

ہو جائے تو جڑ مین گڈھا کھود کر اس کو اس قت ڈالین جس وقت کہ جڑ مین خون اور گرم پانی ملا کر ڈالتے ہین، بعض وقت اس کھاد سے زیادہ خون ہی کا عمل تیز ہوتا ہے، غ کا قول ہے کہ اترج کی پتیون مین جب زردی آجائے تو انسان کا خشک غلیظ خوب پیس کر چھان لیا جائے اور درخت کی جڑ کی مٹی ہٹا کر تین مد کی مقدار سے یہ کھاد ڈال دین اور اوپر سے مٹی ڈال کر گڈھے کو بھر دین پھر پانی سے سیراب کرین پانی اسی قدر ڈالین جس قدر وہ برداشت کر سکتا ہو انشاء اللہ اس علاج سے درخت کی حالت درست ہو جائے گی، ص کا قول ہے کہ اس مرض مین انسان کے غلیظ کے بجائے مرغی کی بیٹ ڈالی جائے، ط مین ہے کہ اگر لیمون کے درخت مین کسی قسم کا تغیر پیدا ہو جائے تو پہلے جڑ مین گرم پانی ڈالا جائے، جب اس سے وہ سیراب ہو جائے تو پھر گڈھے اور خچر کا پیشاب ڈالا جائے،

عناب جس کو نبق[1] یعنی بیر کہتے ہین، اس مین بھی کیڑے پیدا ہو جاتے ہین، ط مین ہے کہ اس مین جون کے برابر چھوٹے چھوٹے سفید کیڑے پیدا ہوتے ہین جو پتون کی سبزی اور شادابی کو چاٹ جاتے ہین اور پتے بالکل سفید نظر آتے ہین، یہ کیڑے ان درختون مین زیادہ پیدا ہوتے ہین جنکے پھلون مین شیرینی خوب ہو، اس کا علاج یہ ہے کہ درخت کے تنے اور جڑ پر قیر[2] کی طلا، کر دین انشاء اللہ اب کیڑے نہ پیدا ہون گے،

---

[1] عناب اور نبق دونون دو درخت ہین، لیکن نبق یعنی بیر چونکہ عناب کے بالکل مشابہ ہوتا ہے اس لیے اسکو بھی عناب کہتے ہین، بعض نبق کو عناب کی ایک شیرین قسم بتاتے ہین ۱۲ مترجم،

[2] قیر ایک روغن ہوتا ہے جو خارشتی اونٹ پر ملا جاتا ہے،

طٓ مین ہے کہ اس کے پتون مین اگر سیاہی آجائے اور خشکی نظر آئے خصوصاً موسم خریف مین یہ بات پیدا ہو تو اس کے علاج کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے منہ مین روغن زیتون اور تھوڑا گرم پانی لے اور خوب حرکت دے پھر اس کو ایک شیشی مین ڈال دے، اس طرح جب زیتون اور پانی بالکل مخلوط ہو جائے تو یکشنبہ کے دن بعد زوال آفتاب اس گرم پانی کو درخت پر چھڑک دین، پھر دوشنبہ کے دن اوّل وقت اسی مخلوط پانی کو جڑون مین ڈالدین، جب سہ شنبہ کی صبح نمودار ہو تو بقیہ پانی کو چھڑک دین، اسی طرح چودہ دن تک یہ پانی ایک دن جڑون مین ڈالا جائے اور دوسرے دن چھڑکا جائے، گویا سات دن تک یہ پانی چھڑکا جائے اور سات دن تک جڑون مین ڈالا جائے، انشاء اللہ اس عمل سے درخت اپنی اصلی حالت پر لوٹ جائے گا اور ہرا بھرا ہو جائے گا،

طٓ مین ہے کہ کھجور کے پھل جب کمزور اور پتلے ہونے لگین تو اس کا علاج یہ ہے کہ گلاب کا سفوف پھلون پر کافی مقدار مین چھڑک دین، پھر درخت کو زور سے حرکت دین تاکہ غبار زمین پر گر پڑے، یہ اس وقت کرین جب کہ درخت کے حاملہ ہونے کا وقت قریب ہو، اگر گلاب اتنا نہ مل سکے تو ریحان کی پتیون کا سفوف بنا کر یہی عمل کرین، یہ ایک خاص علاج ہے، اور اگر کھجور اپنے وقت پر نہ پکے بلکہ گدر رہ جائے تو اترج کی پتیون اور اس کی شاخون کا گٹھا بنالین پھر اس کو بیمار درخت کے قلب مین ٹھونس دین،

حاج غرناطی کی کتاب مین ہے کہ درخت گلاب جب ضعیف ہو جائے اور اسکی شاخین سفید ہو جائین تو یہ اس کے لیے بہتر نہین ہے، اس کے بعد وہ بہت

کم دن ٹھہر سکے گا، اس کا کامیاب علاج یہ ہے کہ جنوری کے مہینہ مین درخت کو اکھاڑ ڈالین اور زمین کو برابر کر دین، اس کے بعد اس جگہ کو اسی حالت پر چھوڑ دین، کوئی دوسری چیز نہ بوئین، اپریل کے مہینہ مین بقیہ جڑون سے دوسرا درخت گلاب نمودار ہوگا، جو بہت زیادہ شاداب ہوگا، مئی کے مہینہ مین جب درخت اچھی طرح باہر نکل آئے تو اسکی جڑ مین کسی لوہے سے آہستہ آہستہ گہرے نقوش پیدا کر دین اور اس کی گھاس کو جو جڑون مین نکل آئی ہو نوچ ڈالین، اس کے بعد اٹھارہ دن تک اسی حالت مین چھوڑ دین، پھر مٹی ڈالین اور پانی سے سیراب کرین، اس سے اس مین جلد پھول آئین گے، اگر گلاب کسی دوسرے درخت کے ساتھ مضاعف ہو تو اس مین اسی سال پھل آجائین گے، نصف مئی سے ترویس کی ابتدا ہوگی اور ترویس کے ساتھ ہی پتے آنے لگین گے،

اس مرض کا دوسرا علاج یہ ہے کہ اگر گلاب ایسے مقام پر ہو جہان نہ کوئی دوسری زراعت ہو اور نہ کوئی دوسرا درخت ہو تو اس کو خوب خشک کر ڈالا جائے یعنی پانی وغیرہ نہ دیا جائے، جب پورا درخت بالکل سوکھ جائے اور لاغر ہو جائے تو اکتوبر کے مہینہ مین اس پر آگ ڈال دیجائے، جب یہ جل جائے تو اس کو اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے اور بارش کے پانی سے سیراب ہونے کا موقع دیا جائے، انشاءاللہ اوّل ربیع مین پھول نکل آئین گے۔

آلو بخارا جس کو عیون البقر بھی کہتے ہین، اس کے درخت مین اگر ورم پیدا ہو جائے یا متعدد زخم ہو جائین تو جنوری کے مہینہ مین اس مین انسان کا غلیظ ڈالا جائے، اس سے اصلاح ہو جائیگی، اور درخت مین نرمی پیدا ہو جائے گی، اور اگر تم اسکے

پھلون مین شیرینی پیدا کرنا چاہتے ہو تو جڑ کی مٹی ہٹا کر اس مین ایک سوراخ بناؤ اور ردا
کی ایک لکڑی سوراخ مین ڈال دو اور پھر جڑ مین مٹی ڈال دو، یہ عمل تپیون کے
آنے کے بعد کیا جائے، اگر آلو بخارا کے پھل مین کیڑے لگ جائین تو جڑ کو شراب
انگوری اور سرکہ کی تلچھٹ سے سیراب کرین اور اگر پھل مین کنکریون کی طرح کوئی
چیز پیدا ہو جائے تو اس کا علاج یہ ہے کہ جڑ کی مٹی اچھی طرح صاف کر دین اور
اس مین جو کنکر اور پتھر ہون ان کو نکال کر پھینک دین اور پھر اس کے قریب شفتالو
کا درخت لگا دین، اور اگر پھل مین صلابت آجائے تو جڑ کی مٹی ہٹا کر اس مین باہر
کی مٹی بھر دین، اس سے فائدہ ہوگا،

موز کی جڑ مین اگر کوئی مرض لاحق ہو تو اس مین شراب انگوری کی تلچھٹ ڈالدین
اور مٹی سے اس کو ڈھک دین، انشاء اللہ کیڑون سے بھی درخت محفوظ ہو جائیگا،
اور مٹھاس بھی زیادہ ہو جائے گی،

قں اور ان کے علاوہ کی رائے ہے کہ جب موز کے پھل چھوٹے ہونے
لگین تو غور کرنا چاہیئے کہ مرض کیونکر پیدا ہوا اگر کثرت بار کی وجہ سے ہو تو پختگی سے
قبل کچے پھلون کو تھوڑا کاٹ ڈالین تاکہ بوجھ ہلکا ہو جائے اور بقیہ پھل اچھی طرح
بڑھ سکین، اور اگر یہ بات کسی دوسری بیماری کی وجہ سے ہو تو جڑ کو آہستہ سے کھول
دین، اور تنے کے قریب تقریباً تین بالشت کا گڈھا رکھین اور اس مین چھوٹے
چھوٹے پتھر بھر دین اور اوپر سے مٹی ڈال دین، اس کے بعد ایک مہینہ
تک ہر چھوتھے دن پانی سے سیراب کرین اس سے پھل بڑھین گے، اور شفتالو
کی جڑ مین سوراخ کر کے اس کا گوند نکالڈالین اور اس مین عوسج کی لکڑی

ٹھونس دین، اس سے اسکی گٹھلی چھوٹی ہو جائے گی، اخروٹ کی تلخی کو اگر شیرینی سے بدلنا چاہتے ہو تو اسکی جڑ مین زمین کے اوپر ایک مربع سوراخ کردو، انشاء اللہ اس سے تلخی دفع ہو جائے گی[1]، اور بادام کے پتون یا پھلون مین اگر زردی آجائے تو اس کا اور دیگر امراض لاحقہ کا بڑا علاج یہ ہے کہ جڑون مین گرم پانی ڈالین اور شاخون پر چھڑکین پھر جڑ کو خون سے سیراب کرین خواہ کسی جانور کا خون ملے لیکن اونٹ کا خون زیادہ نفع بخش ہے اور اگر خون اور گرم پانی کو مخلوط کرکے سیراب کرین تو اور زیادہ فائدہ مند ہوگا، بعض نے یہ کہا ہے کہ پھل آنے کے بعد بادام کی جڑ مین ایک تیز لوہے سے آرپار سوراخ کرین، اور اس لوہے کو جڑ ہی مین رہنے دین، اس سے بادام کے اوپر کا چھلکا باریک ہو جائے گا اور اس کے توڑنے مین سہولت ہوگی

خ مین تفریع یعنی پتون کے جھڑنے اور ان کی زردی کا علاج اس طرح لکھا ہے کہ جسوقت پتے جھڑنا شروع ہون، اس وقت جڑ مین ایک عمیق گڈھا کھودین اور اس کو پانی سے خوب سیراب کرین اور اگلے سال اسکی تعمیر کردین، کبھی یہ مرض شاخون کی کثرت کی وجہ سے ہوتا ہے، اگر ایسا ہو تو بعض شاخون کو چھانٹ ڈالین، خصوصاً ان شاخون کو جن کی پتیان زرد ہو گئی ہون، اور اگر یہ پانی کی کثرت کی بنا پر ہو تو اس کا علاج بالضد کرنا چاہیئے یعنی سیرابی موقوف کرکے جڑون مین نئی خشک مٹی ڈالی جائے، کتاب (خ) مین اولہ، برف، سرد ہوا اور یرقان کے علاج کے متعلق لکھا ہے کہ ان چیزون سے درخت کو سخت نقصان پہنچتا ہے اس لیے جس وقت کسی حصہ کو سرد ہوا

[1] شاید کہ یہان پر عبارت ناقص ہو صرف سوراخ کرنے سے شیرینی کا پیدا ہونا صحیح نہین معلوم ہوتا ۱۲ مترجم

لگ جائے یا اولہ پڑے تو فوراً اسکو کاٹ ڈالنا چاہیئے، اور تعمیر کرکے کھاد سے
بھر دینا چاہیئے، پھر گرم پانی سے سیراب کردین، انشاءاللہ اس طریقہ پہ شفا ہو جائیگی
لیکن یہ علاج جوان درختون کے لیے مخصوص ہے اور اگر یہ مرض بڑے اور بوڑھے
درختون کو لاحق ہو تو ان کا وہ مقام قطع کرنا چاہیئے جو ابھی خشک نہ ہوا ہو، اور بہتر
تو یہ ہے کہ درخت کو ایک بالشت سطح زمین پہ چھوڑ کر بقیہ کو کاٹ ڈالین اور اسکے
بعد اس پر برابر نگرانی کرین، انشاءاللہ یہ دوبارہ جوان ہو جائے گا،
بعض کا یہ قول ہے کہ باقلہ کے بھوسہ مین مٹی مخلوط کرکے اگر انگور کی جڑ
مین ڈالین تو یہ ٹھنڈی ہوا سے محفوظ ہو جائے گا، اگر اولہ سے انگور کے نقصان ہو جانے
کا خطرہ محسوس ہو تو جھاؤ کی لکڑیون کی راکھ انگورون پر چھڑک دو، یہ اولون کے
ضرر سے محفوظ رکھے گی، اور انگور پر پانی جمنے نہ دیگی،
ق کا قول ہے کہ جانورون کا غلیظ خشک کر لیا جائے اور انگور کے کھیت مین متعدد
مقامات پر ہوا کے رخ پر اس کا ڈھیر لگا دین، ماہ قمری کی جب چوتھی شب آئے
جس مین سردی بہت زیادہ پڑتی ہے اور یہ خطرہ ہو کہ اس ٹھنڈ سے انگور کو نقصان
پہنچے گا تو فوراً ان ڈھیرون مین آگ سلگا دین تاکہ اس کا دھوان خوب پھیلے،
اس طریقہ پر درخت سردی کے اثرات سے محفوظ ہو جائے گا، دوسرا طریقہ یہ ہے
کہ انگور کے کھیت مین باقلا کی کاشت کرین جب پھل آجائین تو ان کو کاٹ لین اور
جڑ اور شاخون کو اپنی حالت پر چھوڑ دین، اس سے انگور کا درخت سردی اور اولہ
کے ضرر سے بچ جائے گا، درخت انگور مین اس وقت تک کاٹ چھانٹ کا عمل نہ
کرین جبتک کہ وہ سردی سے محفوظ نظر نہ آئے، بعض نے یہ کہا کہ جانورون کے غلیظ

کا دھوان ٹڈیون کے بھگانے کے لیے بیحد مفید ہے،

دیمقراطیس کا قول ہے کہ انگور یا کسی اور زراعت پر جب تم کو مرض یرقان کے پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو غار کی ایک شاخ کو وسط کھیت مین نصب کر دو، انشاءاللہ یہ مرض نہ تو انگور کو لاحق ہوگا اور نہ دوسری زراعتون پر نازل ہوگا، بلکہ صرف غار کی شاخ پر ہوگا، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کبر یعنی کریل کی جڑون کو پانی مین بھگا کر ان کا عرق نچوڑ لو اور پھر اس کو ان درختون پر ڈال دو جنکو یرقان ہو گیا ہے انشاءاللہ اس سے مرض جاتا رہے گا، اس مرض کے لیے بھی ایک دھونی مفید ہے، اسکا طریقہ یہ ہے کہ بیل کی سینگھ کو بکری کی مینگنیون کے ساتھ جلائین اور دھوان اس سمت مین کرین جس مین شمالی ہوا چل رہی ہو، یہ دھوان جب زراعت پر پھیلے گا، تو اس سے یرقان کا مرض زائل ہو جائے گا،

کتاب تح مین لکھا ہے، کہ درختون مین جب کمزوری یا نمو مین توقف پیدا ہو جاتا ہے، تو وہ ایک قسم کے عالم تحیر اور توقف مین رہتے ہین، اس کا علاج یہ ہے کہ جڑ کی مٹی نکالکر ذرا دور ہٹا دین، اور اس کا خیال رکھین کہ تنہ یا جڑ کو لوہا نہ کاٹنے پائے اور اس کی پتلی جڑون کو لوہے کے اس جھامے یا کنگھی سے رگڑ ڈالین جسکی شکل آدمی کے پنجہ کی سی ہو اور ان چھوٹے پودون کو بھی اکھاڑ ڈالین جو جڑ مین نکل آئے ہون اسکے بعد جڑون کو تین یا چار دن تک کھلا چھوڑ دین، اس کے بعد ان مین مٹی ڈالین اور پھر پانی سے بار بار سیراب کرین، اس سے درخت اپنی اصلی حالت پر لوٹ آئیگا لیکن اگر یہ خرابیان جڑون مین پانی کے عرصہ تک قیام کی وجہ سے ہون یا زمین کی لاغری اور رقت کی بنا پر ہون یا ریتیلی اور پتھری زمین کی وجہ سے ہون تو ان

سیلھون کا واحد علاج تغیر ہے، بار بار مٹی کو کھود کر پھیلا دین تاکہ آفتاب اس کو پکا دالے
اور پھر اس کے مناسب کھا دین مخلوط کر کے جڑون مین ڈال دین،
اگر انجیر مین کوئی مرض لاحق ہو تو کبوتر کی بیٹ کو میٹھے پانی مین گھولکر جڑ دن
مین ڈالدین، بعض یہ کہتے ہین کہ جڑ کھول کر اس مین بھیڑ و بکری کی مینگنیان ڈالدین
اور پھر پانی سے سیراب کرین، اس سے کیڑے بھی ہلاک ہو جائین گے، اور اگر انجیر
مین کیڑے پیدا ہو جائین تو جڑ کھول کر اس مین اولا راکھ ڈالین پھر مٹی سے گڈھے
کو بھر دین، اور دوسرے فواکہ کی جڑ مین اگر کیڑے ہون تو ان مین بھی یہ عمل کرین
کہ جڑ مین گڈھا کھودین اور حمام کی راکھ مین چھٹا حصہ نمک اور دو حصہ کھاد اور دو
حصہ سطح زمین کی اچھی مٹی ملا دین اور اس کو درخت کی بڑائی اور چھوٹائی کے لحاظ سے
دو سے چار ٹوکرون تک گڈھے مین ڈالین، اگر موسم گرما کا زمانہ ہو تو میٹھے پانی سے
سیراب کرین،

م کا قول ہے کہ اگر درخت کی جڑ اور عروق پر کبوتر کی بیٹ طلا کر دین تو جب
تک یہ طلا نہ چھوٹے گی، اس وقت تک کیڑے سے درخت محفوظ رہے گا، دوسری
ترکیب یہ ہے کہ جڑ کی مٹی ہٹا کر اس مین ایک غیر نافذ سوراخ کرین اور اس کو باریک
نمک سے پر کر دین اور اوپر سے مٹی ڈال دین، اس سے تمام کیڑے مر جائین گے،
یہ عمل جنوری مین کیا جائے تو بہتر ہے،

ق کا قول ہے کہ سبز رنگ کا لانبا ایک کیڑا ہوتا ہے، جس کا نام کلب ہے،
اور جو درخت کے ظاہری جسم کو نقصان پہنچاتا ہے اور دوسرا کیڑا درخت کے اندرونی
جسم کو کھا جاتا ہے، بلکہ بالکل خشک کر دیتا ہے، اگر تم ان دونون کیڑون سے درخت کو

محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو روغن قیر اور گندھک کو ملا کر اسکی دھونی دو، تمام کیڑے خواہ وہ باہر ہون یا اندر ہلاک ہو جائین گے، انگور مین اگر انجیر کی لکڑیون کی راکھ ڈالین تو کلب سے وہ محفوظ رہے گا،

فخ مین ہے کہ درخت اور سبزیون مین جب کیڑے پیدا ہو جائین خواہ وہ کھاد کی وجہ سے پیدا ہون یا سیاہ راکھ کی بنا پر جڑ مین نمودار ہون تو اس کا علاج یہ ہے کہ جڑ کے ماحول مین ایک عمیق گڈھا کھودین لیکن جڑ کو کٹنے سے محفوظ رکھین اور حمام کی سیاہ راکھ کے ساتھ جس مین غلیظ وغیرہ جلایا گیا ہو تھوڑی کھاد اور چھٹا حصہ نمک ملالین اور اوپر سے زمین کی خشک، باریک مٹی بھی ڈال دین، پھر ان سب کو گڈھے مین رکھدین اور جڑون کو کچھ دن ہوا مین کھلی رہنے دین، دھونی سے بھی کیڑے خواہ درخت مین ہون یا ترکاریون مین، بھاگ جاتے ہین، قیر اور گندھک کے دھوان سے ان کو سخت نفرت ہے، ترکاریون اور سبزیون مین بھی حمام کی سیاہ راکھ کیڑون کے لیے مہلک ہوگی اس کو ڈال کر پانی سے سیراب کرین تو سب کیڑے مرجائین گے، اور اگر زراعت سے قبل ہی سیاہ راکھ اور پرانی کھاد کھیت یا تھالون مین ڈالین اور پانی سے سیراب کرین تو کیڑے پیدا ہی نہ ہون گے،

گوبھی کو بھی بہت سی آفتین لگ جاتی ہین، ط مین ہے کہ گوبھی کے بونے اور اس کے منتقل کرنے کے بعد پھلون مین بعض کیڑے پیدا ہو جاتے ہین، مثلاً مچھر، پسّو، گرگٹ، اور جوئین پڑ جاتی ہین، جوئین اور مچھر کا علاج تو یہ ہے کہ شراب اور گندھک کی دھونی دین، اس طرح پر کہ انگیٹھی وسط مین رکھین اور دھوان کو

پھیلانے دین، اس سے کیڑے مرجائین گے، یا سرکہ مین گندھک اور انزروت
(لائی) کو حل کردین اور پھر اسی کو گوبھی کی جڑ مین چھڑک دین، اس سے مچھر اور پسّو
دونون بھاگ جائین گے، جس مقام پر خشک گوبر یا شراب کی تلچھٹ کی دھونی
دیجائے گی، پسو اور مچھر وہان سے بھی فرار ہوجائینگے، گرگٹ اور بڑے کیڑون کے
دفعیہ کے لیے روغن زیتون کی تلچھٹ کو گائے کے پتہ مین ملا کر گوبھی کی جڑ مین ڈالدین
اس سے نہ صرف گرگٹ ہلاک ہوگی بلکہ بڑے اور چھوٹے سانپ بھی رخصت ہوجائینگے
ط مین ہے کہ لوکی مین ایک مرض پیدا ہوجاتا ہے جس کو قعد کہتے ہین، اس سے
اسکی نشو ونما رک جاتی ہے، اور پتیان ٹھٹھر جاتی ہین، پھل بہت چھوٹے ہوجاتے
ہین، یہ مرض لوکی مین بہت زیادہ پیدا ہوتا ہے، اس کا اور دوسرے امراض کا علاج
یہی ہے کہ جڑ مین گرم کھولتا ہوا پانی ڈالین، اس سے مسامات کھل جائین گے،
کلب اور دوسرے کیڑون کے بھاگنے کا طریقہ یہ ہے کہ انگور کی لکڑیون
کی راکھ کو پانی مین بھگا ڈالین، پھر اس پانی کو ہر روز جڑون مین چھڑکین، انشاء اللہ
درخت تمام کیڑون سے محفوظ ہوجائے گا، ق نے لکھا ہے کہ ذبا جس کو چھوٹی ٹڈی
کہتے ہین اور دوسرے ارضی کیڑون کے دفعیہ کا طریقہ یہ ہے کہ کھیت مین تین سمتون
پر رائی بودین، اسکی بو سے تمام کیڑے ہلاک ہوجائین گے، مچھر اور پسو، خواہ درخت
کے پھلون مین ہون یا ترکاریون مین ہون، ان کے بھگانے کا طریقہ یہ ہے کہ
شوکران[1] (فارسی مین واؤس کہتے ہین) کو پانی مین بھگا لین اور ایک دن اور
ایک رات اسی مین چھوڑ دین پھر اس مین تیز سرکہ ملا دین اور اسی کو جب ان کی

[1] ایک نسخہ مین سوکران بھی ہے سوکران سیاہ موصلی کو کہتے ہین،

آمد کا خطرہ ہو درخت پر چھڑک دین اس سے سب مرجائین گے، نخ مین ہے کہ ترکاری
مین اگر لاغری اور کمزوری آجائے تو ان مین کھرپا یا درانتی سے بھی ہلکے اور باریک
آلہ سے نقش کر دین لیکن جڑ بالکل محفوظ رہے اور زمین سے جو بخارات نکلتے ہین وہ
بند نہ ہو جائین پھر ان کو صاف پانی سے سیراب کرین، انشاء اللہ کمزوری جاتی رہیگی
نخ مین ہے کہ انجیر کو چیونٹیون سے بچانے کا طریقہ یہ ہے کہ درخت کے تنے
کو کسی پتھر سے چارون طرف کھرچ دو، کم سے کم ایک بالشت اچھی طرح رگڑ دو،
یہان تک کہ پانی اندر سے نکل جائے پھر گیرو کو پانی مین محلول کر کے اوپر اور نیچے
لگا دو، انشاء اللہ چیونٹی قریب بھی نہ آئے گی، یا روغن کا نتران کو پسے ہوئے گوبر
مین مخلوط کر کے درخت کے تنے پر لگا دین، اس سے بھی چیونٹیان اوپر نہ چڑھینگی،
اور اگر یہی لیپ کٹی ہوئی شاخ یا زخمی درخت پر لگا دین تو زخم مندمل ہو جائے گا،
بعض نے یہ کہا ہے کہ جس جگہ پر چیونٹیون کی کثرت ہو وہان اگر حنظل کی جڑ جلائی جائے
توسب ہلاک ہو جائینگی، ق نے کہا کہ چیونٹی، ٹڈی، اور بچھو مین سے جو بھی درخت کو
اذیت پہنچائے ان مین سے بعض کو پکڑ کے جلا ڈالین تو بقیہ بھاگ جائین گے، اسی
طرح حنظل کی جڑ کے دھوین سے چیونٹیان ہلاک ہو جائین گی، گندھک اور پودینہ
کا سفوف چیونٹی بھڑ، اور مکھی کے سوراخون پر چھڑک دین تو یہ سب بھاگ جائین گے
ابن حجاج کی کتاب مین ہے کہ بعض درخت کے پتون مین پسو پیدا ہو جاتے
ہین خصوصاً صاحب الملوک اور شفتالو، وغیرہ مین بکثرت ہوتے ہین، ان کے پیدا ہونے
کی دو وجہ ہے ایک یہ کہ چھوٹی چیونٹیان جنمین تھوڑی بدبو ہوتی ہے شفتالو وغیرہ
مین بہت زیادہ تعداد مین ہوتی ہین جو جرادم نکھون کو خراب کر دیتی ہین اور آنکھون سے

شہد کی طرح لیسدار چیز جاری ہو جاتی ہے جسمین کوئی شیرینی نہین ہوتی ہے، یہ جب زیادہ ہو جاتی ہے تو یہ چیونٹیان اور بسوا اس پر چمٹ جاتے ہین اور درخت کو خراب کر دیتے ہین، دوسری وجہ یہ ہوتی ہے کہ درخت مین بکثرت کھاد پڑ جانے کی وجہ سے درخت کے پتون مین انقباضی شکل پیدا ہو جاتی ہے، کیونکہ کھاد کی گرمی اور آفتاب کی گرمی دونون ملکر درخت کو اعتدالی حالت سے ہٹا دیگی اور انقباضی شکل پیدا کر دیگی، جیسا کہ بال ابتداً جب آگ کے قریب کیا جاتا ہے تو منقبض ہو جاتا ہے، اس وقت بھی چیونٹیان وغیرہ ظاہر ہوتی ہین، ان کا علاج یہ ہے کہ قیر یا کھریا مٹی کا ایک تھالہ درخت کی جڑ مین اس طرح بنائین کہ درخت کا تنہ اس کے درمیان واقع ہو اور درخت کے اردگرد پانی بھر دین، یہ چیونٹیان جب اس پانی تک پہنچین گی تو وہین رہ جائین گی، آگے نہ بڑھ سکین گی، اور متردد رہینگی، پس ورشان (ایک قسم کی فاختہ ہے) کی ہڈیان جڑ کے متصل رکھدین، سب چیونٹیان اس سے لپٹ جائین گی، پھر اس ہڈی کو زور سے باہر پھینک دین، اس طرح بار بار عمل کرین، یہان تک کہ سب چیونٹیان صاف ہو جائین گی، جو چیونٹیان کہ شاخون پر چڑھ چکی ہین، ان سے تغافل نہین برتنا چاہیئے، افسنتین (جس کو ہندی مین سنتاورہ کہتے ہین) کو پانی مین بھگا ڈالین اور ایک دن اور ایک رات اس کو چھوڑ دین اس کے بعد اس پانی کو شاخون پر چھڑکین، تمام چیونٹیان فنا ہو جائین گی، اور درخت کو ان سے نجات مل جائیگی، درخت مین یہ تقبض جس کا ذکر اوپر ہوا، اگر کھاد کی حرارت کی وجہ سے ہو یا سیاہ زمین ہونے کی وجہ سے ہو تو سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہیئے کہ درخت کی جڑ سے مٹی ہٹا کر اس کو کھول دین اور اس مین

ملی ہوئی سرخ مٹی کے ٹکڑے ڈالین اور پختہ ٹھیکریان اور سنگریزے ڈالین کہ اس سے خاص فائدہ پہنچیگا، اس کے بعد ہر چوتھے دن پانی سے سیراب کرین، انشاء اللہ اس طرح یہ خرابی دفع ہو جائے گی، یا یہ کرین کہ جب تقبض شروع ہو تو جڑ مین پتھر لگادین

طاہین ہے کہ چیونٹیون کے بھگانے کا طریقہ یہ ہے کہ اس ظرف کو جسمین شہد یا اس قسم کی چیز ہو جسکو چیونٹیون سے رغبت ہو مینڈھے کے اون سے ڈھک دین یا برتن کے چارون طرف اس قسم کا اون رکھدین تو چیونٹی قریب بھی نہ جائے گی،

سوساد کا قول ہے کہ مقناطیس کا ٹکڑا اگر چیونٹی کے سوراخ پر رکھدیا جائے تو وہ اندر سے کبھی نہ نکلین گی بلکہ زمین کے اندر چلی جائینگی، گیہون کے میدان مین اگر یہ لوہا رکھدیا جائے تو وہان بھی اس کے قریب یہ نہ جاسکین گی، اسی طرح مردہ چمگادڑ کے قریب بھی نہ جائین گی،

انتیسوین اور تیسوین باب مین اس بیان پر کافی بحث کیگئی خصوصاً ترکاریون کے علاج کے متعلق بہت زیادہ معلومات ہین، عام درختون کے زخم کا علاج ایک یہ بھی ہے کہ زفت (صنوبر کے گوند کو کہتے ہین) اور نطرون (بورۂ ارمنی) کو ملا کر مجروح حصہ پر لیپ کردین، انشاء اللہ زخم اچھا ہو جائے گا،

باب پانزدہم

بعض عجیب اور غریب ترکیبون کا بیان مثلاً خوشبو، مٹھاس یا ادویہ مسہلہ کا درخت یا سبزی مین داخل کرنے کا طریقہ اور فواکہ کے شیرین کرنے کی ترکیب، ان کے علاوہ قلمی اور تخمی درختون مین تطعیم کی خاص نادر ترکیبین یہ سب ابن حجاج کی کتاب سے ماخوذ ہے،

غ کا قول ہے کہ پھلدار درختون مین خواہ انگور ہو یا کوئی سا درخت ہو اکتوبر کے مہینہ مین جب کہ پانی درخت کے علوی حصہ سے جڑ ون مین اترتا ہے یہ عمل کیا جائے اس کا وقت پتون کے جھڑنے کی ابتدا اور انتہا سے معلوم ہو جاتا ہے اسی طرح درخت کا مادہ جب نیچے سے اوپر کی طرف جاتا ہے تو نئی پتیان اور پھول نکلنے لگتے ہین، اس عمل کا طریقہ یہ ہے کہ ایک جڑ مین جسکو تم پسند کرو زمین کے اندر ہی شگاف کر دو جو مغز تک پہنچ جائے، اور اس سے قبل خوشبو یا شیرینی یا مغزیات مثلاً مغز بادام وغیرہ یا ادویہ مسہلہ یا تریاق جس کو تم درخت مین داخل کرنا چاہتے ہو تیار کر لو اس طرح پر مشک بڑے درخت کے لیے ایک درہم کافور ایک درہم اور لونگ پانچ درہم اور اسہال لانے والی دوا نو درہم جو تین گھونٹ کے برابر ہو اسی طرح اور دوسری چیزین جس کو تم داخل کرنا چاہتے ہو لو اور ان سب کو خوب باریک پیس ڈالو، ان مین سفید پھٹکری بھی تمام چیزون سے تین گونی مقدار مین پیس کر ڈال لو

اور سب کو ایک صاف ستھرے کھرل مین رکھو اور قیر کو بھی پھٹکری کی مقدار کے برابر
آگ پر گرم کرو، اور ٹھنڈا کر کے ان دواؤن مین ڈالو، کیونکہ گرمی سے مشک خراب
ہو جائے گا، البتہ اس روغن کو جمنے سے بچانے کی ایک ترکیب یہ ہے کہ کھرل
کو تھوڑی دیر دھوپ مین رکھکر معمولی حرارت پہنچا دین کیونکہ زیادہ حرارت سے
مشک کے خراب ہونے کا خطرہ ہے، پھر ان سب کو کھرل مین خوب حل کر دیا جائے
یہان تک کہ سب ایک ہو جائین، اس کے بعد سب کی ایک بتی بنا لی جائے اور
یہی بتی اس شق مین جو مغز مین کیا گیا ہے داخل کر دی جائے اور اسی درخت کے
مضبوط پوست سے اس مقام کو اچھی طرح باندھ دیا جائے اور اوپر سے سرخ لیسدار
مٹی جس مین بال مخلوط کر دیئے جائین، لیپ کی طرح لگا دیجائے، اس طرح پر درخت
مین تعطر پیدا ہو جائے گا اور اگر خوشبو کے عوض ادویہ مسہلہ یا شیرینی کو داخل کرو تو اس
سے درخت کے پھلون مین قوت آجائے گی اور مٹھاس کا اضافہ ہوگا، بہر حال پھٹکری
اور قیر کے ساتھ جونسی دوا چاہو درخت مین داخل کر سکتے ہو، لیکن یہ عمل اس وقت
کسی طرح جائز نہین جبکہ درخت کا مادہ یعنی پانی جڑون سے شاخون مین اوپر کی
طرف چڑھ رہا ہو، ایسا ربیع یعنی مارچ کے مہینہ مین ہوتا ہے، کیونکہ اس وقت اس
شق سے پانی باہر جاری ہوگا اور اسی کے ساتھ جو دوا داخل کیگئی ہے وہ بھی نکل جائیگی؛
اس لیے اس عمل کو اکتوبر اور نومبر کے مہینہ مین کرنا چاہیئے، جبتک ربیع کا مہینہ آئیگا
اس وقت تک یہ شق بھر جائے گا، اور پانی نکلنے کا کوئی منفذ باقی نہین رہیگا،
اکتوبر اور نومبر ہی کے مہینہ مین درخت کا مادہ اوپر سے نیچے آتا ہے اس وقت
اس قسم کی دوا داخل کرنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ مادہ ان ادویات کو جڑ کی طرف

پے مین پہنچا دیگا، پھر جب یہ درخت کے علوی حصہ کی طرف صعود کرے گا
تو ان ادویات کا اثر بھی اس کے ساتھ اُوپر کے حصہ مین پہنچ جائے گا، جب پھول
اور پھل نمودار ہون گے تو ان مین خوشبو، مٹھاس اور دوسری چیزون کا اثر معلوم
ہوگا اور اگر یہ عمل پھول اور پھل نکلنے کے بعد کیا جائے تو بھی کچھ نہ کچھ اثر ہوگا،
ان ادویہ کو شاخون اور ترکاریون مین بھی داخل کرتے ہین لیکن اون کی
خوراک بڑے درختون سے کم ہوتی ہے، اسلیے دوا کی مقدار کم رکھی جائے، غ
کا قول ہے کہ نومبر کے مہینہ مین شاخ کے اس حصہ کے وسط مین جو گڈھے مین
رکھا جائے ایک غیر نافذ سوراخ کرو اور اس شق کو کھولکر کسی نازک آلہ سے اندر
کا مغز نکال لو جو بالکل روئی یا اون کی طرح نرم ہوگا اور اسکی جگہ پر دوا کی یہ بتی داخل
کردو، داخل کرتے وقت شق کو آلہ سے کھول دو، جب داخل کر چکو تو اس کو بند کردو
اور کھجور یا کسی دوسری چیز کی رسی سے پورے شق کو باندھ
دو اور سرخ لیسدار مٹی مین بال مخلوط کر کے اس مقام پر لگا دو اور اوپر سے کتان
کا ایک ٹکڑا لپیٹ دو اور اس شاخ کو ہانڈی یا بڑے کوزے مین اس طرح
داخل کرو کہ بندش کا مقام وسط ظرف مین پڑے اور ظرف کے نیچے ایک سوراخ
کردو اور شاخ رکھنے کے بعد اوپر سے خشک سفید مٹی سے کوزے یا کونڈے
کو بھر دو، اس کے بعد زمین مین انگور کی طرح گڈھا کھود کر اس شاخ کو کوزہ سمیت
وسط مین رکھدو اور چارون طرف سے مٹی سے گڈھا بھر دو اور پانی سے بقدر ضرورت
سیراب کرو، جب اس مین پھل آئین گے تو وہ خوشبو جو اس شاخ مین داخل کیگئی ہے
پھلون مین آجائے گی، یہی عمل ان پودون مین ہوسکتا ہے جو منتقل کر کے لگائے

جاتے ہین ،

انگور مین جب خوشبو یا شیرینی پیدا کرنا چاہتے ہو یا اس کو مجبب یا تریاق بنانا چاہتے ہو یا اور دوسرے شیرین پھلون کا ذائقہ پیدا کرنا چاہتے ہو تو انگور کی ایک پھلدار شاخ کو خواہ وہ کسی رنگ وروپ کی ہو انتخاب کرو اور اس مین باریک طویل شق بناؤ، یا تو اتنا بڑا بناؤ جتنا کہ شاخ کا حصہ زمین کے اندر رہے گا یا ایک بالشت لانبا بناؤ بعض نے تو یہ کہا ہے کہ شاخ کو وسط سے اخیر تک پھاڑ ڈالین اور دو حصون پر منقسم کر دین اور گرہون کو بچا کر شاخ کے اندر کا مغز آہستہ سے بالکل نکال ڈالین اور ان کی جگہ پر میٹھی چیزون مین سے کوئی چیز داخل کر دین، مثلاً شکر، شہد یا سفوف مغز بادام، یا ادویہ مسہلہ مین سے تمر ہندی یا سقمونیا، یا مصبّر، داخل کر دین یا عطریات مین سے مشک، کافور، لونگ یا بان[1] (جس کو ہندی مین بکائن کہتے ہین) سے دونون حصون کو بھر دین اور دونون کو ملا کر متعدد جگہ کھجور کی رسی سے باندھ دین اور گائے کے تازہ گوبر سے اچھی طرح لیپ کر دین، ق کا قول ہے کہ باندھنے کے بعد مٹی اور چوپایون کے غلیظ کو بیس کر کے لگا دین، پھر اس شاخ کو جہان چاہو تم لگا دو اور پانی سے سیراب کرو اس کے بعد تعمیر اور آب پاشی کا اس وقت تک خیال رکھو جب تک کہ درخت بڑھ نہ جائے، اس شاخ مین جو چیز تم نے ڈالی ہے انشاء اللہ اسی کا ذائقہ پیدا ہوگا ،

میرے نزدیک اس ترکیب مین اور اس سے قبل کی ترکیب مین تھوڑا

---

[1] اصل کتاب مین بان کا لفظ ہے جسکے معنی لکھدیئے گئے ہین لیکن بہت ممکن ہے کہ لبان سے یہ بقط تصحیف ہوگیا ہو، (مترجم)

ہی فرق ہے، صرف اس مین خوشبو اور دیگر ادویات کو قیر کے ساتھ مخلوط کرکے ڈالنے کی صورت نہین بتائی گئی جیسا کہ اوّل مین ذکر کیا گیا، اسی طرح پہلی ترکیب مین شاخ کو کونڈون مین رکھکر زمین مین رکھنے کی تدبیر بتائی گئی ہے۔ اس مین یہ نہین بتایا گیا، اس بنا پر مین پہلی ترکیب کو زیادہ پسند کرتا ہون،

یہ بھی کہا گیا ہے کہ انگور کی شاخ کو صرف شق کرکے لگا دیا جائے اور اسمین مذکورۂ بالا ادویہ نہ دیئے جائین تو بیدانہ انگور پیدا ہون گے،

خ کا قول ہے کہ مین نے اس کا بارہا تجربہ کیا تو بالکل درست پایا، اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ جب تم ایسا چاہو تو وہ شاخ جو زمین کے اندر ہے اس کو شق کرکے دو حصون پر کر دو اور اندر کا مغز بہت آہستہ سے کان کھودنے والی سلائی سے نکال ڈالو، اور اس کا خیال رکھو کہ شاخ کے اندرونی حصہ پر کوئی زخم نہ لگنے پائے اور نہ خراش پیدا ہو، پھر ان دونون کو کھجور کی رسی سے باندھکر معتدل گڈھے مین لگا دین اور ہر آٹھوین دن رب العنب[1] یا شیرۂ انگور پانی مین ملا کر جڑ مین ٹپکائین، یہانتک کہ درخت بڑھ جائے، انشاء اللہ اس سے بیدانہ پھل ہون گے،

پہلی ترکیب مین رب یا شیرہ ڈالنے کا ذکر نہین ہے،

گلاب کے پھول مین زردی یا لاجوردی رنگ پیدا کرنے کی ترکیب

غ کا قول ہے کہ دسمبر کے مہینہ مین گلاب کی جڑ کے سیاہ پوست کو دور تک شق کر دین، لیکن جڑ سے بالکل الگ نہ کرین، شق کرنے کے بعد چاقو یا کسی دوسرے باریک لوہے سے اس پوست کو ہر طرف سے اٹھا دین، مگر اس کی پوری احتیاط

[1] دیکھو حل لغات ۱۲۱

کرین کہ علوی یا سفلی جلد جڑ سے بالکل جدا نہ ہو جائے اور درخت کا تناعلی حالہ قائم رہے اس مین بھی جنبش نہ آنے پائے، اس کے بعد نہایت خوشبودار زعفران کو کھرل مین اچھی طرح حل کر کے اس مشقوق پوست اور جڑ کے فرجون مین اچھی طرح لگا دین اور اوپر سے کتان کا ایک ٹکڑہ باندھ دین، پھر تر مٹی سے ڈھک دین اور خشک خاک ڈال کر چھوڑ دین، اب جب پھول آئین گے تو وہ زرد رنگ کے ہونگے، غ کہتا ہے کہ مین نے اس کا تجربہ کیا، نہایت خوشنما پھول نکلتے ہین، اور اگر تم لاجوردی رنگ کا پھول چاہو تو زعفران کی جگہ پر فاتح یعنی خوشبودار نیل کو پیسکر لگاؤ واس سے پھول نہایت عمدہ لاجوردی رنگ کے ہون گے،

خ کا قول ہے کہ دمشق کے باشندے نے مجھ کو خبر دی کہ اس نے اس نیل کو پانی مین حل کر کے گلاب کی جڑ مین اوائل اکتوبر مین ڈال دیا، اس سے بھی پھول نیلے رنگ کے نکلے، غ کہتا ہے کہ یہ میرے نزدیک ایک فعل عبث ہے، خ کا قول ہے کہ لتیروم[1] کو پانی مین اچھی طرح جوش دیدو اور اس سے دو چار مرتبہ سیراب کرو اس سے بھی انشاءاللہ پھول زرد رنگ کے نکلین گے،

گلاب مین خلاف موسم پھول لانے کی ترکیب

جب تم چاہو کہ گلاب موسم خریف ہی مین گل لائے تو اس کو پورے موسم گرما مین پیاسا رکھو یعنی پانی سے سیراب نہ کرو، اگست کا مہینہ جب شروع ہو تو اس کو سیراب کرنا شروع کرو، بار بار آب پاشی کرتے رہو یہان تک کہ کلیان نمودار ہو جائین، اس طرح پر انشاءاللہ اکتوبر ہی مین پھول نکل آئین گے، اور ربیع

[1] اصل کتاب مین لیرون ہو لیکن یہ لفظ صحیح نہین ہو غالباً لتیروم یا لتیرون ہوگا یہ دونون پھول ہین ۱۲ مترجم

مین بھی جس طرح پھول پہلے آتے تھے اسی طرح آئین گے،

ایک دوسری ترکیب

غ کہتا ہے کہ گلاب کے اوپر کا حصہ جب گرمی کی شدت سے اکتوبر کے مہینہ تک جل جائے تو اس کو آٹھ دن تک متواتر پانی سے سیراب کرتے رہین پھر چار دن ناغہ کر کے دوبارہ سیراب کرین، اسی طرح پانچ مرتبہ ایسا ہی عمل کرین انشاءاللہ متواتر آب پاشی سے کلیان نکل آئین گی اور خریف ہی مین پھول کھلجاینگے اور موسم ربیع مین بھی کوئی کمی نہ پیدا ہوگی،

ایک اور ترکیب

غ کہتا ہے کہ جو شخص سال مین بلا کسی تعین وقت کے گلاب کے پھول کا خواہشمند ہو تو مئی کے مہینہ مین جبکہ گلاب کے پھول نکل آئے ہون اور ان کے اطراف مین سرخی بھی آگئی ہو اسکی شاخون کو جھکا دے اور پھولون پر مٹی کے نئے چھوٹے کوزے اوندھا رکھدے، اور اوپر سے پتھر کا بوجھ دیکر کوزہ کو اچھی طرح منطبق کر دے، لیکن اس کا خیال رہے کہ کثرت بوجھ سے گلاب کی شاخون کا سرا زمین سے نہ لگ جائے، اس سے شاخ مین کجی پیدا ہو جائے گی اور ہمیشہ کے لیے خراب ہو جائے گی، پھر جب تم کو گلاب کے پھول کی ضرورت ہو تو ان کوزون کو ہٹا لو اور شاخون کو اوپر کر دو تاکہ اچھی طرح ہوا لگ سکے پھر پھولون کو چن لو،

ایک دوسری ترکیب

غ کہتا ہے کہ جب گلاب مین پھول آجائین تو وہ اس شاخ کے سمیت

کاٹ لیے جائین جو پھول کے قریب ہوتی ہے اور ایک نئے کوزے مین جس مین
تیلی کھاد بناکر رکھی ہو ڈبو دین، پہلے ان شاخون کو جنکو عراجین کہتے ہین رقیق
روغن قیر مین تر کرین اور اُن کوزون مین ڈالدین، اس کے بعد ان کو خاک مین
دفن کر دین، جب پھول کی ضرورت ہو تو اس کو شاخ سے الگ کر کے ایک گھڑی
پانی مین دھوپ کے سامنے رکھین، اسی وقت یہ پھول کھلجائے گا،

ایک اور ترکیب

جو شخص خریف یا اور دوسرے موسم مین گلاب کا پھول چاہتا ہے، اسکو چاہیئے
کہ اگست اور ستمبر کے مہینہ تک گلاب کو پانی سے نہ سیراب کرے، پھر جب پھول
کی ضرورت ہو تو اس کو بار بار پانی سے سیراب کرے یہانتک کہ پھول نکل جائین،

اسی قسم کی ترکیب سیب کیلئے،

جب تم بے وقت تازہ سیب چاہو تو اس کو بھی پورے گرما مین پیاسا
رکھو اور پانی سے محروم رکھو، ابتدا، اگست سے اس مین پانی ڈالنا شروع کرو،
گلاب کی طرح اس مین بھی متواتر پانی ڈالو، انشاءاللہ بکثرت آب پاشی
کے بعد نئے سیب کے پھل آجائین گے،

سیب کے لئے ایک نئی ترکیب

جب تم چاہو کہ سیب کے پھل مین کوئی تصویر یا کوئی نقش آجائے تو اس کی
ترکیب یہ ہے کہ جب پھل اپنی پوری شکل مین آجائین لیکن ابھی سرخی نہ آئی ہو
تو ان پر جو چاہو لکھدو، یا کوئی تصویر بنا دو، سیاہی خواہ لکھنے کی ہو یا آدن کی ہو
یا کاغذ کو پانی مین محلول کر کے بنائی ہو، یا پتلے قیر یا چونے کو سیاہی کی جگہ پر استعمال

کرین، غرضکہ ان مین سے کسی سیاہی سے بھی موٹے قلم سے لکھدو یا تصویر بنا دو اور
اس کے بعد پھل کو ڈھک دو، تاکہ پانی یا شبنم یا پتون کی رگڑ اس نقش کو مٹا نہ سکے
اس کے بعد کچھ دن اسی حالت پر چھوڑ دو، یہانتک کہ پھل مین سرخی آنے لگے جب
یہ حالت ہو تو حروف یا نقش کو ہاتھ سے برابر کردو یا پانی سے دھو دو، انشاء اللہ
تمام پھل تو سرخ نظر آئینگے لیکن نقش کی جگہ پر سفید حروف نکل آئینگے،
سفرجل، اترج، امرود، انگور، کدو، کھیرا اور ککڑی مین بھی اس قسم کا عمل کرتے
ہین جس سے ان مین بھی شکلین پیدا ہو جاتی ہین، پھلون کو جب ابتدائی شکل مین
ہوتے ہین، کسی نرم قالب مین داخل کردو، پس جس قسم کا قالب ہوگا اسی شکل کا پھل
ہوگا، اگر اس مین کسی حیوان کی صورت بنی ہوگی تو وہی صورت پھل مین منعکس
ہو جائے گی اور اگر کچھ لکھا ہوگا تو وہ بھی اٹھ آئے گا، خصوصاً اترج مین یہ عمل خصوصیت
سے کیا جاتا ہے، ق کا قول ہے کہ اترج کے پھل کو اس سے قبل کہ وہ اچھی طرح
تیار ہو کسی شیشہ یا مٹی کے ظرف مین داخل کردو، اس ظرف مین ایسے شقوق
ہون کہ جس سے ہوا پھلون تک پہنچ سکے، اس طرح پر ہر پھل کو ایک ظرف مین
داخل کردو اور ان ظروف کے نیچے ایک لکڑی باندھ دو تاکہ یہ ظروف ان لکڑیون
پر ٹکے رہین، اب جب اترج کے پھل نکالے جائینگے تو وہ ان ظروف کے
بالکل برابر ہونگے اور ان کا نقش نمین اٹھ آئے گا،

انگور کے پھل جب بہت زیادہ لانبے اور بڑے کرنے کی خواہش ہو تو کسی
خوشے کو خصوصاً اس انگور کے خوشے کو جس کے دانے زیتونی انگور کے مثل
لانبے ہوتے ہین خواہ سفید یا سرخ یا سیاہ رنگ کے ہون، یا خود اصابع العذاری

جس کو فارسی مین زیتونی کہتے ہین، ان کے خوشون کو لین اور کاک یا نرکل جس سے
قلم بناتے ہین، ان کے انگلیون کے برابر یا اس سے ذرا چھوٹے ٹکڑے کر لین اور
اندر سے خول بنا دین، پھر ہر ٹکڑے کو ہر پھل مین داخل کر دین اور ہر ایک کو خوشے
کی جڑ مین باندھ دین، تا کہ پھل نکلنے نہ پائین، جب انگور تیار ہو گا تو جتنے بڑے
ٹکڑے ہون گے، انھین کے برابر پھل ہون گے، اگر یہ ٹکڑے لکڑی کے بجائے،
تانبے کے بنا لیے جائین تو اور اچھا ہو، ان ٹکڑون مین اگر سوراخ کر دیا جائے تو
یہی نشانات پھلون پر بھی ہون گے،

انگور کیلئے ایک دوسری ترکیب

خ کا قول ہے کہ انگور حیانی جو صنوبری شکل کا ہوتا ہے، جب اس کے پھل
چھوٹے ہون تو اس کے خوشون کو کسی اچھے قالب یا بانس کی نے مین داخل کر دین
اور دونون طرف سے اس کو باندھ دین یا مٹی کے چھوٹے ظرف مین جسمین ہوا کیلئے
سوراخ کر دیئے جائین، یہ خوشے داخل کر دیئے جائین، یہ خوشے اس مین اچھی طرح بڑھین گے
پھر یہ ظرف توڑ کر نکال لیا جائے تو یہ خوشے ظرف کے برابر نظر آئین گے ،

کدو، اور ککڑی کی وہ قسم جس کو شامی کہتے ہین، جب اس کے پھل چھوٹے ہون
تو ان کو اسی طرح قالب یا مٹی کے ظرف مین داخل کر دین اور پھر اس کو زمین مین
اس طور پر دفن کرین کہ قالب کا ایک جانب جس طرف سے ہوا کے آنے کا راستہ
ہو کھلا رکھین اور دوسری طرف مٹی ڈال دین، یہ پھل قالب کے قد کے برابر لانبے
ہون گے، اور اگر قالب مین کوئی تصویر یا نقش ہو گا تو وہ بھی ان مین مرتسم
ہو جائے گا،

انگور مین بعض دیگر اوصاف پیدا کرنے کا طریقہ

اگر یہ تم چاہو کہ ایک ہی درخت مین انگور مختلف رنگ کے ہون، یعنی سیاہ، سفید اور سرخ سب ہی ہون تو ہر رنگ کے درخت کی ایک اچھی شاخ اس وقت لو جب کہ درخت مین پانی جاری ہوا ور ان مین سے ہر ایک کو ایک چکنی لکڑی پر رکھکر دوسری چکنی لکڑی سے چھیل ڈالو، لیکن آنکھون کو محفوظ رکھو، پھر ان سب کو ملاکر کئی جگہ پر باندھ دو تاکہ کھلنے نہ پائین اور اوپر سے تازہ گوبر لگا دو، بعض یہ کہتے ہین کہ ان سب کو اسی طرح بٹ دیا جائے جس طرح رسی یا ڈوری بٹی جاتی ہے تاکہ کسی طرح بھی جدا نہ ہو سکین، بعض یہ کہتے ہین کہ چھیلنے کی کوئی ضرورت نہین ہے، شاخون کے اطراف کو کاٹ کر سب کو برابر کر کے باندھ دین حتی کہ ہر ایک کی آنکھ دوسرے کی آنکھ کے متصل ہو جائے، شاخ کے اس گٹھے کو بیل کی سینگ یا کسی دوسری ہڈی مین داخل کر دین اور اسکو تازہ گوبر سے اچھی طرح بھر دین، پھر اس گٹھے کو عمدہ مٹی کے گڈھے مین اس طرح رکھین کہ سینگ پوری زمین مین چلی جائے، اور شاخ کے پتلے سرون کو کم سے کم تین انگل کے برابر گڈھے سے باہر رکھین، اور ہڈی یا سینگ کے اندر کم سے کم چار آنکھون کو رکھین، اس کے بعد پانی سے برابر سیراب کرتے رہین، تین سال یا بقول بعض دو سال کے اندر یہ سب شاخین ایک تنے کی شکل مین ہو جائین گی، اتنی مدت گذرنے کے بعد مٹی ہٹا کر سینگ یا ہڈی کو توڑ کر دیکھو تو تم کو معلوم ہوگا کہ یہ سب متحد ہو کر ایک ہو گئی ہین، پس جو شاخین کہ ہڈی سے باہر الگ نکل آئی ہون، ان کو کاٹ ڈالو اور پھر سینگ کو زمین مین

دفن کردو لیکن تھوڑا حصہ مٹی کے باہر رکھو اور اس کے بعد پانی ڈالتے رہو اور
ایک شاخ کے سوا جو اس پتے سے نکلی ہو بقیہ کو کاٹتے جاؤ کیونکہ اس شاخ سے
انگور مختلف رنگ کے پیدا ہون گے،

ایک اور ترکیب،

مختلف رنگ کے انگور پیدا کرنے کی یہ بھی ترکیب ہے کہ مختلف انگور کی
شاخون کے متوسط حصہ کو چیر دیا جائے اور یہ تراش آنکھون مین واقع ہو، خ کا
قول ہے کہ یہ تراش مغز مین بھی واقع ہو، پھر ایک شاخ کے شق کو دوسری شاخ
کے شق سے ملاتے جائین اور ان سب کو مضبوطی سے باندھ دین اور گائے کا گوبر
اور انگور کی پتیون مین لپیٹ دین، اور ان کے اوپر کالی چکنی مٹی یا پسی ہوئی پیاز
دشتی کا لیپ چڑھا دین اور پھر اس کو گڈھے مین لگا دین،

بعض یہ کہتے ہین کہ ہر شاخ کو آہستہ سے شق کرین تاکہ گرہ پھٹنے سے محفوظ رہے
اور ہر شاخ کو دوسری شاخ کے خلاف سمت مین ملا دین یعنی ایک شاخ کے ایک
جانب شق ہو تو دوسری شاخ کو شق کے خلاف جانب سے ملائین اور آنکھون کو برابر
کر کے باندھ دین، ایسا معلوم ہو کہ سب ایک ہی شاخ ہین، اوپر سے گوبر اور مٹی
کا لیپ چڑھا دین اور پھر زمین مین نصب کر دین، بعض کا یہ قول ہے کہ ہر شاخ
مین شق کیا جائے لیکن آنکھین محفوظ رکھی جائین اور ہر شاخ کے نصف حصہ سفلی
کو آہستہ سے کچل ڈالا جائے اور پھر سب کو ملا کر باندھ دیا جائے، گوبر لگا دینے کے
بعد ایک اچھی مٹی والی زمین مین ایک طرف جھکا کر لگا دین، گڈھے کی گہرائی
کم سے کم ایک ہاتھ رکھنی چاہیئے، شاخ کی کم سے کم دو آنکھین زمین کے اوپر رہنی چاہیئین

اس عمل کے بعد پانی سے سیراب کرین اور روزانہ پانی چھڑک دیا کرین، اور بعض کے نزدیک ہر تیسرے دن پانی سے سیراب کرین اور بقول بعض ہر پانچوین دن پانی ڈالا کرین، انشاء اللہ یہ مختلف شاخین ایک ہو جائین گی اور جب پھل آئین گے تو ہر خوشے مین مختلف رنگ کے پھل ہون گے اور خوشون کے بھی رنگ الگ الگ ہون گے، بعض کا یہ قول ہے کہ اس عمل کے بعد جب شاخین بڑھنے لگین تو ان کو دوسری جگہ پر منتقل کر دین،

انگور کے لیے ایک اور ترکیب،

طاً مین ہے کہ انگور کے پھل جب نمودار ہون تو بادرنجبویہ کی جڑ انگور کے تنے پر لٹکا دین اور پھلون کے بڑھنے تک اس کو اسی جگہ پر چھوڑ دین، اس سے یہ ہوگا کہ انگور کے شیرہ مین بادرنجبویہ کا ذائقہ اور اس کی خوشبو معلوم ہوگی اور اسکی شراب مضر نہ ہوگی، بلکہ نافع ہوگی،

اسی طرح اگر تم چاہو کہ انگور مین آس کی خوشبو آجائے تو انگور کی شاخ کے قریب آس کی شاخ نصب کر دو یہان تک کہ وہ نشوونما پا جائے، اوس کے بعد جب پھل آئین گے تو ان مین آس کی خوشبو ہوگی، اور اگر تم یہ چاہو کہ انگور بہت زیادہ خوش ذائقہ ہو تو شاخ مین زمین کے اندر رکھنے سے قبل زیتون کا روغن مالش کر دو بلکہ آخری حصہ کو روغن ہی مین بھگا دو، طاً مین یہ بھی ہے کہ جب تم انگور مین ضرورت سے زیادہ شیرینی پیدا کرنا چاہو تو کھجور کے شیرہ کو میٹھے پانی مین مخلوط کر کے عرصہ تک انگور کی جڑ کو سیراب کرتے رہو، کم سے کم پچاس دن تک ایسا کرو بلکہ بعض نے یہ کہا ہے کہ آخر وقت تک سیراب کرتے رہنا چاہیئے، اس سے

انشاء اللہ انگور مین بہت زیادہ مٹھاس پیدا ہو جائے گی، کیونکہ اس کو روزانہ شیرین غذا دیگئی ہے، بلاشبہہ یہ انگور بہترین قسم کا انگور ہوگا،

جب خوشون پر دھوپ کم پڑتی ہو تو آس پاس کے پتون کو توڑ دین تاکہ آفتاب کی حدت پوری پہنچے، کیونکہ دھوپ سے شیرینی مین اضافہ ہوتا ہے، ابن حزاز کا قول ہے کہ خربق سیاہ کو انگور کی جڑ کے قریب لگائین تو اس سے یہ ہوگا کہ اس انگور کی شراب اسہال لانے والی ہوگی،

درخت انجیر کے لیے چند ترکیبین

انجیر مین بھی اگر تم متعدد رنگ کے انجیر پیدا کرنا چاہو، یا ایک ہی پھل مین متعدد رنگین خطوط پیدا کرنا چاہو تو مختلف رنگ کے انجیر کی شاخین انتخاب کرو، مثلاً سیاہ کی ایک، سرخ کی ایک، اور سفید کی ایک، یا جس رنگ کی چاہو منتخب کرلو، لیکن پتلی شاخون کا انتخاب کرو، اور ہر شاخ کی پوست کو ایک جانب چھیل ڈالو، اور مغز سے الگ کرلو لیکن جدا نہ کرو، پھر ایک شاخ کی پوست دوسری شاخ کی پوست کے نیچے رکھکر دونون کو ملا دو اور اسی طرح زمین مین نصب کرو جس طرح انگور مین بتایا گیا ہے، بعض نے اس مین بھی شاخون کے کچلنے کی صورت جائز رکھی ہے، جیساکہ انگور کے بیان مین جا چکا ہے،

ان شاخون کو آپس مین رسی کی طرح بٹ دینا چاہیئے اور کئی جگہ مضبوطی سے باندھ دینا چاہیئے اور پھر گوبر یا پایا زدشتی کا لیپ چڑھا دینا چاہیئے، جیساکہ انگور کے بیان مین جا چکا، اوائل جنوری مین یہ عمل کرنا اچھا ہوگا، بعض نے یہ بتایا ہے کہ جب

مٹی مین یہ شاخین نصب کیجائین، اس مین گدھے کی لید اور چنے کا بھوسہ مخلوط کردین، نصب کرنے کے بعد پانی سے اچھی طرح سیراب کرین، جب شاخین بڑھنے لگین تو آہستہ سے سب کو آپس مین بٹ دین، گویا سب کو ایک شاخ بنا دین، پھر اس پر گوبر کا لیپ لگا دین، اس کے بعد ان کو زمین مین داب دین، شاخین بڑھ کر ایک ہو جائینگی، دو سال کے بعد اس کو دوسری مناسب جگہ پر منتقل کر دین، اس کے پھل مختلف الالوان ہون گے، بعض کی یہ رائے ہے کہ شاخون کو بغیر کچلے ہوئے آپس مین ملا کر بٹ دین، پھر ان کو باندھ کر بقیہ عمل کرین،

بعض یہ کہتے ہین کہ مختلف رنگ کے انجیر کی شاخون کو کاٹ کر ملا دین اور ان کو تین جگہ پر باندھ دین، پھر ایک ہانڈی یا کونڈے مین سوراخ کر کے اون کو داخل کر دین اور اس کو مٹی سے بھر دین، جو حصہ کہ ظرف کے اندر رہے گا، وہ ملکر ایک رہے گا، اور جو باہر رہے گا اُن مین اگر زیادہ شاخین پھوٹین تو اون کو کاٹ ڈالین، اس طرح پر اس کو ترقی دیتے رہین، انشاء اللہ شاخون کے رنگ کے مانند انجیر کے پھل بھی ہون گے، ہر آنکھ مین تین انجیر ہون گے اور تینون کے رنگ جدا جدا ہون گے، بعض نے یہ کہا کہ ان شاخون کو سینگ یا ہڈی مین داخل کر دین، اور اوپر سے مٹی لگا دین، پھر ان کو گڈھے مین نصب کر دین، ایک یا دو سال کے بعد اس کو مناسب جگہ پر منتقل کر دین، انشاء اللہ مختلف رنگ کے انجیر پیدا ہون گے،

ایک دوسری ترکیب،

طامین ہے کہ اسکی نئی ترکیب یہ ہے کہ مختلف رنگ کے انجیر کے تخم لیے جائین

اور ان کو پہلے خشک گوبر یا خشک غلیظ مین مخلوط کر دیا جائے پھر کتان کے کپڑے مین ان کو ایک جگہ باندھ دیا جائے، اور اس تھیلی کے اوپر بھی گوبر اچھی طرح لگا دیا جائے، پھر اس کو اچھی زمین مین دفن کر دیا جائے، اس کے بعد اس کو پانی سے برابر سیراب کرتے رہین اور برابر نگرانی رکھین جس طرح فواکہ کی تخم ریزی کے بعد نگرانی کیجاتی ہے، جب ان مین نمو پیدا ہو اور شاخین نکلین تو اسی وقت ان کو آپس مین بٹ دینا چاہیئے، اور باندھ کر گوبر سے لیپ دینا چاہیئے، اس کے بعد تکبیس کا عمل کرین، جب یہ اور بڑھ جائین تو ان کو دوسری جگہ پر منتقل کردین اور اکثر حصہ زمین کے اندر رکھین، اور آب پاشی کا پورا خیال رکھین، انشاء اللہ رنگ برنگ کے انجیر نکلین گے، بعض یہ بھی کہتے ہین کہ اگر یہی عمل تخمِ انگور کے ساتھ کیا جائے تو یہی نتیجہ اس مین بھی مترتب ہوگا،

دوسرے فلاح کا قول ہے کہ مختلف رنگ کے انجیر کی آنکھین کاٹ کر ایک جگہ لگا دی جائین، جب یہ بڑھ جائین تو ان کے ساتھ بقیہ عمل مذکور کیا جائے اسی پر قیاس کر کے بعض یہ بھی کہتے ہین کہ اگر اس طرح انگور کی آنکھین لگائی جائین تو پھل مختلف رنگ کے آئین گے،

غریب بن معین کا قول ہے کہ جب مختلف رنگ کے انگور ایک ہی جگہ پر ہون خواہ منڈوے پر ہون یا درختون کے تنے پر ان کی شاخون کے ساتھ بغیر الگ کئے ہوئے یہی عملِ تکبیس کیا جا سکتا ہے، جب یہ بڑھین تو دوسری جگہ پر منتقل کر سکتے ہین، بلکہ یہ زیادہ محفوظ طریقہ ہے، اس مین یہ شاخین اپنی جڑون سے غذا بھی حاصل کر سکتی ہین،

انار، شفتالو، اور امرود میں بعض صفات پیدا کرنے کا طریقہ

ق اور دوسری کتابوں میں ہے کہ ان درختوں کی شاخیں کاٹ لیجائیں، اور ان میں ایک ہاتھ سے کچھ کم طویل شق کیا جائے اور آہستہ سے مغز نکال لیں اور پھر ان کو کھجور کی مضبوط رسی سے باندھ دیں اور [illegible] لگا دیں، جب یہ جڑ پکڑ لیں اور اوپر کی جانب پتے وغیرہ نکل آئیں تو اس مشقوق شاخ کے علاوہ دوسری شاخوں کو کاٹ ڈالیں اور پانی سے برابر سیراب کرتے رہیں اسی طرح زمین کو بھی درست کرتے رہیں، انشاءاللہ جب یہ شاخ درخت کی صورت اختیار کرے گی تو اسکے پھل بے دانہ ہوں گے،

ق میں ہے کہ مشقوق حصہ کم سے کم تین انگل زمین کے اوپر رہنا چاہیئے، اور اگر یہی عمل امرود کے ساتھ کیا جائے تو امرود کے پھل بہت نرم ہونگے اور انکی صلابت دفع ہو جائے گی، شفتالو کی جڑ کھول کر اس میں سوراخ کریں اور مغز نکال لیں اور اس سوراخ میں غرب (فارسی میں بدہ کہتے ہیں) کی شاخ کو داخل کر دیں، انشاءاللہ اسکی گٹھلیاں کم ہو جائیں گی، اس سے قبل انگور کے متعلق یہ ترکیب بیان کیجا چکی ہے اور اسکی شاخ کو بھی اسی طرح لگائیں تو بے دانہ انگور ہوں گے۔

مدائنی کی کتاب الخواص سے گل خیرو میں بعض خوبیاں پیدا کرنے کی ترکیب

اگر تم چاہو کہ گل خیرو ابلق رنگ کا ہو تو گل خیرو سرخ اور سفید کا ایک ایک یا دو دو پودہ لو اور دونوں کو بٹ کر زمین میں لگا دو، اس کے بعد آب پاشی کا

برابر خیال رکھو، انشاء اللہ اس مشترک درخت کے پھول ابلق رنگ کے ہون گے،

اس کی ایک اور ترکیب

سفید اور سرخ کے تخم ایک ہی جگہ بوئے جائین، جب یہ پودے کی شکل اختیار کر لین تو دونون کو لپیٹ دو اور رسی کی طرح بٹ دو پھر ان مین بانس یا لکڑی کا حلقہ ڈال دو تا کہ ایک جگہ جمع رہین، اس کے بعد ان کی شاخون کو زمین مین داب دو جیسے تکبیس مین عمل کرتے ہین اور اطراف وجوانب کو باہر رہنے دو، اس کے پھول نہایت خوشنما ابلق رنگ کے ہون گے،

اس سے قبل خوشبو، شیرینی، اور ادویہ مسہلہ کے درخت مین داخل کرنے کا جو طریقہ بتایا گیا ہے اس پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ وہ انگور، انجیر، انار، شفتالو، امرود، گل خیرو سب کے لیے برابر ہے،

نارنج، ریحان، سرو صنوبر وغیرہ جو ایک ہی تنے پر قائم رہتی ہین اور جنمین سے بعض خوش منظر اور ہمیشہ سرسبز اور شاداب رہتے ہین، انمین بعض اوصاف پیدا کرنے کی ترکیب،

اگر تم یہ چاہو کہ درخت وسط حوض یا وسط نہر مین ہو تا کہ ان درختون کا حسن اور دوبالا ہو جائے اور تالاب مین سایہ کی خوشنمائی نظر آئے تو حوض یا تالاب مین جب پانی نہ ہو تو اسفل مین ایک گڈھا کھود و اور ان درختون مین سے کوئی درخت لگاؤ جو ایک ہی تنے پر قائم رہتے ہون، لگانے کے بعد اسکو برابر پانی سے سیراب کرتے رہو، جب یہ نشوونما پا جائے تو مٹی کے بڑے بڑے حلقے جو کنوین مین لگائے جاتے ہین لے جائین، جو درخت کے تنے سے دائرہ مین بڑے ہون، اس حلقہ کو دو حصون

پر منقسم کرین اور دونون کو دو طرف سے تنے مین داخل کرین اور پھر اس کا حلقہ برابر
کرکے بٹھا دین، گویا تنے مین ایک طوق کی شکل نظر آئے، اس حلقہ کے پہنانے کے
بعد گچ اور ریت کو ملا کر اس سے منافذ کو بند کر دین، اس کے بعد ایک دوسرا حلقہ
اس سے ذرا بڑا لین اور اسکو بھی اسی طرح پہلے حلقہ سے اوپر رکھین، اور دونون کا جوڑ
ایک ہی جگہ پر واقع ہو اور ان دونون کے درمیان کو گچ اور ریت سے اچھی طرح جوڑ دین
پھر تیسرا حلقہ لین اور اس کو بھی اسی طرح دوسرے کے اوپر رکھین اور گچ اور ریت سے
بند کر دین، اس کے بعد بھی اگر پورا استحکام نہ ہو تو ان حلقون کے اوپر اور نیچے لوہا
پگھلا کر ڈالدین، مقصود یہ ہے کہ سطح حوض سے یہ بلند ہو تاکہ جب حوض مین پانی
آجائے تو سوراخون کے اندر نہ گھس جائے اور درخت کو خراب نہ کر دے، اسی لیے
لکھا ہے کہ مٹی کے ان حلقون کو اچھی طرح جما دین اور کوئی سوراخ باقی نہ رکھین،
کیونکہ یہ درخت حوض یا تالاب کے درمیان واقع ہے، اور ان دونون کے پانی
مین ملاحت ہوتی ہے جس سے درخت کو نقصان پہنچتا ہے، نمکین پانی سے ترکاریون
کو جو نقصان پہنچتا ہے، اس کا ذکر کدو اور ککڑی مین کیا جا چکا ہے،

طط مین ہے کہ جب تم یہ چاہو کہ ترکاریون مین مختلف رنگ اور خوشبو ہو تو
اونٹ کی مینگنیون مین سوراخ کر کے خسؔ، کرفس، وغیرہ کے دو یا تین بیج ڈال دو،
پھر سب کو زمین مین بو دو، اور اوپر سے اچھی مٹی ڈال دو، اور بدبودار پسی ہوئی
کھاد بھی ملا دو، اس کے بعد پانی سے حسب ضرورت سیراب کرو، جب ان مین نمو
ہوگا تو ان کی جڑ ایک ہی ہوگی، اسی طرح خس کے عوض چقندر کے بیج ڈالو تو بھی

لہ یہ لفظ اسی طرح ہے، نہ معلوم کونسا خس مراد ہے، ۱۲

یہی فائدہ ہوگا،

ص کی کتاب مین ہے کہ بھیڑ اور بکری کی مینگنی مین سوراخ کر کے خس یا دوسری چیزون کے تخم داخل کردو اور ایک عمیق گڈھے مین دفن کردو جسکو پہلے سے کھاد وغیرہ ڈال کر درست کیا گیا ہو، اور اس کے بعد پانی سے سیراب کرو تو ان سے ایک ہی درخت تیار ہوگا بعض یہ کہتے ہین کہ دو تین مینگنیون کو کوٹ لیا جائے اور اسمین یہ تخم مخلوط کر دیا جائے پھر ان سب کو تھیلی مین رکھکر زمین مین دفن کردین اور بقیہ عمل وہی کرین جو بتایا گیا ہے،

شلجم اور مولی کے بڑے بڑے پھل اگر پیدا کرنا چاہو تو ان کے بہت سے پھل مین سوراخ کرو اور ان مین تقریباً نصف بھوسہ بھر دو اور پھر ان مین مٹی اور کھاد ڈالدو اس کے بعد مولی یا شلجم کے تخم ڈالکر ان کو زمین مین دفن کردو، انشاء اللہ پھل بہت بڑے بڑے ہون گے،

دھنیا اگر بغیر تخم بوئے ہوئے پیدا کرنا چاہو تو ایک مینڈھے کو پکڑو اور اسکے خصیون کو پانی سے خوب دھو دو اور یہ پانی تعمیر شدہ زمین مین ڈالدو انشاء اللہ اسی طرح دھنیا پیدا ہوگا،

اسی طرح سویا کے متعلق لکھا ہے، افریطیوس کا قول ہے کہ جب تم اس کو بغیر تخم بوئے ہوئے پیدا کرنے کا ارادہ کرو تو گرم پانی تیار شدہ زمین مین یعنی جو کھاد وغیرہ ڈالکر درست کیگئی ہو ڈالتے رہو، ایک سال کے بعد اس مین سویا پیدا ہوگا، اسی طرح شہدانج جسکو قنب بھی کہتے ہین، اس کے تخم زمین مین بوئے جائین، اور ان کو گرم پانی سے سیراب کر کے کپڑے سے ڈھک دیا جائے تو فوراً اگنے لگین گے، بعض کہتے

ہین کہ ایک دن مین تیار ہو جائینگے،

باب الترکیب پر نظر ڈالو جس مین ایک درخت کو دوسرے درخت کیساتھ مرکب کرنے کی تدبیر اور توت کو بلا کسی جڑ کے پیدا کرنے کی ترکیب نیز خربوزہ اور کدو وغیرہ کو دوسرے انواع درخت مین مرکب کرنے کی صورتین مفصل درج ہین،

البتہ ط مین ایک عجیب وغریب بات یہ لکھی ہے کہ ماسی کہتا ہے کہ جو شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ انار کے درخت مین اس سال کتنے پھل آئینگے تو اوسکا طریقہ یہ ہے کہ جب انار مین اوّل اوّل پھول آئین تو ان چھوٹے دانون کو شمار کر لے، جتنے اس مین دانے ہون گے اسی قدر پھل آئینگے، بعض یہ کہتے ہین کہ انار کا کوئی پھل توڑ لے اور اس کے دانے گن ڈالے، جس قدر اس کے دانے ہون گے اسی قدر اُس مین پھل آئینگے، لیکن اس ترکیب کا اب تک کسی نے تجربہ نہین کیا ہے، ممکن ہے کہ تجربہ کے بعد صحیح ثابت ہو،

باب شانزدہم

تازہ اور خشک میوون کے جمع کرنے کا طریقہ، نیز تخم اور چھوٹے بیج کی حفاظت کی ترکیب اور بعض ترکاریون کے رکھنے کا طریقہ،

میوہ اور دوسرے پھلون کے رکھنے کی جگہ صاف ستھری بار دار عمدہ ہوا والی جگہ ہونی چاہیئے، خراب ہوا والی جگہ سے نقصان پہنچتا ہے، کبھی سفرجل کو عام میوہ جات کے ساتھ نہ رکھین، کیونکہ یہ تازہ پھلون کے لیے مضر ہے،

انگور کے رکھنے کی ترکیب یہ ہے کہ انجیر کی لکڑی اور پتیون کی راکھ کو خوشون پر چھڑک کر مذکورۂ بالا مقام پر رکھدین، عرصہ تک یہ پھل تر و تازہ رہین گے، یا خوشون کو خرفہ کے عرق مین ڈبو دین، اس سے بھی عرصہ تک پھل خراب نہ ہون گے، اسی طرح اگر پھٹکری کے پانی مین ڈبو دین تو یہ پھل ایک سال تک اچھی حالت مین رہین گے، ق کا قول ہے کہ جرذون اور انجیر کی راکھ کو پانی مین ملا دین اور اس پانی کو جوش دین جب یہ پانی ٹھنڈا ہو جائے تو ان مین انگور کے خوشون کو ڈبویا جائے، پھر خوشون کا پانی خشک کر کے ان کو جو کے بھوسہ مین رکھ کر کسی بلند مقام پر رکھین، انشاء اللہ ایک زمانہ تک انگور اچھے رہین گے، یہی طریقۂ عمل تمام دوسرے تازہ میوون کے ساتھ کیا جائے تو مفید ہوگا، ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ساکھو اور چاول کی لکڑیون کا برادہ اور انگور کی راکھ کو پانی مین ملا ڈالین اور ان کا لعاب نکالین اور اسی لعاب مین خوشون کو تر کرین پھر کسی عمدہ مقام پر انکو

لٹکا دین، ایک ترکیب یہ ہے کہ گوبر مین سفید مٹی ملا کر اس سے ایک برتن بنائین
اور اس کا اطمینان کر لین کہ اس مین شق نہ ہوگا یعنی اچھی طرح گوندہ کر بنائین پھر اس
ظرف مین انگور کے خوشے رکھین اور اوپر سے مٹی لگا کر بند کر دین، اس کے بعد اسکو
صاف جگہ پر لٹکا دین، نوروز کے دن تک یہ خوشے اچھے رہین گے،

ق اور دوسرون کا قول ہے کہ انگور خواہ سفید ہون یا سیاہ ان کے ان
خوشون کا انتخاب کرین جنمین ابھی صلابت ہو لیکن اچھی طرح پختہ ہو گئے ہون اور
شیرینی آگئی ہو۔ ان خوشون کو تیز چاقو سے طلوع آفتاب کے بعد کاٹین بلکہ اسوقت ایسا کرین
جبکہ شبنم خشک ہوجائے اور چاند کے گھٹاؤ کا زمانہ شروع ہو جائے یعنی پندرھوین یا سولھوین
تاریخ ہو یا نومبر کے اخیر عشرہ مین کاٹین اور خوشون مین سے جو خراب یا کچے پھل ہون
ان کو نکال ڈالین، پھر ان کے لیے نئے مٹی کے ظروف لیے جائین جنمین جو یا اسقاقیہ
کا بھوسہ ڈالین، ایک تہ انگور کے خوشون کی رکھین اور دوسری تہ بھوسہ کی رکھین اسی
طرح تہ بتہ جماتے چلے جائین، جب ظرف بھر جائے تو اس پر مٹی چھڑک کر دوسری
مٹی سے منھ کو بند کر دین، اور ظرف کو کسی ایسی جگہ رکھین جہان آفتاب کی حدت نہ پہنچے
اس طرح ایک سال تک پھل محفوظ رہین گے، بعض یہ کہتے ہین کہ خوشون کو نمک
کے پانی مین خوب بھگا دیا جائے پھر باجرہ یا باقلا مصری، یا باقلہ یا جو مین سے کسی کا
بھوسہ ملجائے اس پر اس کو پھیلا دین، یہ جگہ جہان یہ رکھے جائین بارد ہو، نہ وہان
دھوپ کا اثر ہو اور نہ آگ جلائی جائے اس سے بھی انگور ایک زمانہ تک اپنی اصلی حالت پر قائم رہین گے،

ق کا قول ہے کہ عمدہ خوشۂ انگور کو مٹی کے ایک ظرف مین رکھین اور اوپر سے
شیرین مٹی کے موٹے ذرات ڈالدین، جب تم اس مین سے نکالکر کھانا چاہو تو

کھانے سے قبل ان کو پانی سے دھو ڈالو تاکہ یہ صاف ہو جائین بعض کی یہ راے ہے کہ خوشے کو مٹی کے نئے برتن مین رکھکر اوپر سے ایک چمڑا کسکر مڑھ دین اور اس ظرف کو زمین مین دفن کردین، جب تم نکالوگے تو انگور اچھے نظر آئین گے، اسی طرح اس ظرف کو گلے تک مٹی کے بجائے پانی مین ڈبو دین تو بھی یہی فائدہ ہوگا، ق کا قول ہے کہ خوشے شاخ اور پتے سمیت کاٹ لیے جائین اور پگھلے ہوئے روغنِ قیر مین کٹی ہوئی ڈنڈی کو ڈبو دین اور پھر ہر خوشے کو الگ الگ لٹکا دین، یہ موسم سرما تک باقی رہین گے، اگر انگور باقلا کے بھوسے پر پھیلا دیا جائے تو اس کے قریب جنگلی چوہے بھی نہ آئین گے اور یہ عرصہ تک اپنی حالت پر رہے گا،

لکڑی کا برادہ یا جَو کے آٹے کے ساتھ ملا لیا جائے اور روغنِ قیر سے رنگے ہوئے برتن مین ایک تہ اس برادہ کی اور دوسری تہ انگور کی رکھین، یہان تک کہ یہ ظرف بھر جائے،

احمد بن ابی خالد صاحب کتاب کیمیاء الطعام لکھتے ہین کہ انگور کو تر و تازہ رکھنے کی سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ بارش کے پانی کو خوب پکائین، یہان تک کہ اس کا ثلث حصہ باقی رہ جائے، پھر جب پانی بالکل ٹھنڈا ہو جائے تو شیشے یا مٹی کے ظرف مین رکھین اور اس مین جس قدر خوشے سما سکین ڈال دین اور اس کو بند کر کے کسی بلند جگہ پر رکھدین،

ق نے ایسا ہی بیان کیا، ایک دوسرے فلاح کا قول ہے کہ اس ظرف کے منہ کو گچ سے بند کردین اور ایسی جگہ پر رکھین جہان نہ تو آفتاب کی گرمی پہنچے اور نہ آگ کی حرارت کا اثر ہو اور نہ دھوان پہنچ سکے،

بعض یہ کہتے ہین کہ جو کے ڈھیر مین اگر انگور کے خوشے رکھدیئے جائین تو خراب نہ ہون گے، اسی طرح ہر خوشہ ڈنڈی سمیت توڑ لیا جائے یا چند خوشون کی ایک شاخ توڑ لیجائے اور شیرۂ انگور مین بھگا کر مکان مین لٹکا دی جائے یا گیہون، جو، باقلا کے بھوسے پر اس طرح پھیلا دیا جائے کہ ایک دوسرے کو مس نہ کرین تو عرصہ تک انگور اچھے رہین گے اور اگر انھین کو گیہون کے انبار کے قریب لٹکا دیا جائے تو یہ اور عمدہ رہین گے،

ابن زہیر نے کتاب الاغذیہ مین لکھا ہے کہ خوشون کو الٹا لٹکا دین، جب ضرورت کھانے کی پیش آئے تو اس مین سے توڑ کر گرم پانی مین دھو لیا جائے پھر کھایا جائے۔ ص ہین ہے کہ خوشون کو بڑے بڑے گھڑون مین لٹکا دین، اس طرح پر کہ خوشے گھڑے سے مس نہ کر سکین،

یا یہ کیا جائے کہ انجیر اور انگور کی لکڑیون کی راکھ کو پانی مین گھولا جائے اور اس مین ان خوشون کو ڈبو دیا جائے، اس کے بعد ان کا پانی خشک کر کے مذکورہ اشیار مین سے کسی کے بھوسہ پر ان کو پھیلا دین،

اور اگر تم یہ چاہتے ہو کہ انگور اپنی ڈالیون مین تر و تازہ رہین، جب ضرورت ہو تو تم اس مین سے توڑ لیا کرو تو اس کے لیے کتان کے کپڑے کی تھیلیان بناؤ، اور ہر تھیلی مین ایک خوشہ داخل کرو، اور اس کا منہ بند کر کے خواہ کسی دوسری لکڑی مین باندھ دو یا خوشون کی ڈنڈی مین باندھ دو، انشاء اللہ ایک زمانہ تک یہ انگور تر و تازہ اور عمدہ رہین گے، یا یہ کرو کہ باریک اون سے تمام خوشون کو لپیٹ دو، اس سے بھڑ اور مکھی قریب نہ آئین گی اور یہ کچھ دن محفوظ رہین گے، میرے خیال مین تھیلیون

سے یہ اچھی ترکیب ہے، اور اگر اس آٹے کو پہلے لہسن کے پانی مین ترکر لیا جائے اور
پھر خوشون کو لپیٹا جائے تو اس سے حشرات الارض کی آمد بند ہو جائے گی،

ق کا قول ہے جب تم یہ چاہو کہ انگور اپنی شاخون مین ربیع کے موسم تک
رہین، یا اس سے زیادہ دنون تک قائم رہین، تو اس کے لیے اس شاخ کا انتخاب
کرو جس مین بکثرت پھل ہون، اور پھلون کے بوجھ سے وہ اس قابل ہو کہ جھکائی
جا سکے، اس شاخ کے نیچے دو ہاتھ کا گڈھا کھودو اور نرم ریت اس مین اچھی طرح
بچھا دو، پھر اس شاخ کو اس گڈھے کی جانب اتنا جھکاؤ کہ تمام خوشے گڈھے کے
اندر لٹکنے لگین، لیکن زمین سے مس نہ ہونے پائین، نہ اطراف وجوانب زمین سے
لگنے پائین، اس طرح جھکا کر شاخ کو کسی لکڑی مین باندھ دو اور گڈھے کو سوسن
کی پتیون سے چھپا دو اور اوپر سے باریک مٹی ڈالدو اتنی باریک مٹی ہو کہ پتون سے
وہ چمٹ جائے، اس کے بعد جب تم گڈھا کھول کر انگور توڑو گے تو وہ بالکل تازہ
ہون گے، ایک دوسرا طریقہ ہے کہ اس گڈھے مین مٹی کا ایک بڑا ظرف رکھین
جس کا منھ بہت کشادہ ہو اور اس مین ان خوشون کو اسی طرح لٹکا دین جس طرح
گڈھے مین لٹکایا تھا، خوشے ظرف سے بالکل الگ رہین مس نہ ہونے پائین، اس کے
بعد اس کو اسی طرح ڈھک دیا جائے، انشاء اللہ یہ موسم سرما تک تروتازہ رہین گے
اور جانورون کے حملہ سے بھی محفوظ رہین گے، یا یہ کرین کہ مٹی کے چھوٹے برتن مین
ایک باریک سوراخ کر دین اور اسی مین ہر خوشے کو رکھکر شاخ سے لٹکا دین، اس سے
بھی یہی فائدہ پہنچے گا،

ق کا قول ہے کہ جب ابتداءً انگور کے پھل آئین تو ان کو کاٹ کر پھینک دیا جائے

جب دوبارہ بکثرت پھل آئین اور وہ تیار ہوجائین تو ہر خوشے کو مٹی کے کوزون
مین رکھدین اور ان کو شاخون سے باندھ دین تاکہ ہوا سے گرنے نہ پائین، اور
ان کے منھ کو گچ سے بند کردین تاکہ اندر کی ہوا باہر نہ آنے پائے، اس طرح وہ
اول ربیع تک اچھے رہین گے،

میری رائے ہے کہ جن ظروف مین انگور کے خوشے رکھے جائین، ان مین ایک
باریک سا سوراخ کردین تاکہ ہوا اندر جاسکے، جیساکہ اترج کے بیان مین جاچکا ہے،
اور انگور کو ظرف مین لگنے سے بچائین، کیونکہ ایک ثقہ شخص نے مجھ سے اپنا تجربہ بیان
کیا، کہ مٹی کے ظرف سے مس کرنے سے انگور خراب ہوجاتے ہین،

انگور سے مویز اور کشمش بنانے کی ترکیب اور انکے رکھنے کا طریقہ

ق کہتا ہے کہ مویز بنانے کی ترکیب سب سے اچھی یہ ہے کہ جب انگور تیار ہوجائین
تو ان کی شاخون کو توڑ کر اسی مین رہنے دو، اس سے یہ ہوگا کہ یہ انگور غذا نہ ملنے
کی وجہ سے سکڑتے جائینگے، یہانتک کہ خشک ہوجائین گے، پھر ان کو الگ کرکے
سایہ مین لٹکا دینا چاہیئے تاکہ اچھی طرح خشک ہوجائین، اس کے بعد ان کو مٹی
کے ایک ظرف مین جس مین خشک انگور کے پتے بچھا دیئے جائین، رکھدین،
اور برتن کے منھ کو اچھی طرح بند کردین، اور اس ظرف کو بارد جگہ پر رکھدین، جہان
دھوان وغیرہ کا گذر نہ ہو، نیز تری سے بھی محفوظ رکھین، یہ مویز بہت دن تک
رہتے ہین، یہ خشک ہوکر سفید رنگ کے ہوجاتے ہین اور بڑے لذیذ ہوتے ہین،
بعض نے یہ کہا ہے کہ انگور کے پتون پر خوشون کو پھیلا دینے سے بھی مویز تیار ہوجاتے
ہین، کیونکہ وہان ان کو خشک ہونے کا اچھا موقعہ ملتا ہے،

دوسرے فلاحون کا قول ہے کہ جب انگور خوب پختہ ہوجائین اور ان مین پوری طور سے شیرینی آجائے تب مویز بنانے کے لیے ان کو توڑنا مناسب ہے کیونکہ اگر ان مین کچھ بھی تلخی یا ترشی باقی رہی تو مویز مین حلاوت کے ساتھ ساتھ وزن بھی کم ہوجائے گا، یعنی وہ ہلکے ہون گے، یہی وجہ ہے کہ انجیر جب ذرا خام توڑ لیے جاتے ہین تو ان مین ترشی آجاتی ہے،

انگور کے پھل مین سے بعض خوب تیار ہون اور بعض ابھی خام ہون تو پختہ دانون کو توڑ لینا چاہیئے اور بقیہ کو پختگی آنے تک چھوڑ دینا چاہیئے، خشک مویز اور انجیر کو شب مین ٹھنڈک اور شبنم مین رکھا کرین اور صبح کو دھوپ مین رکھا کرین تو اچھا ہے بلکہ ان دونون کو شب مین کھجور کی چٹائی مین باندھ کر شبنم مین چھوڑ دین، دن کے وقت اسی چٹائی مین ان کو سوکھنے کے لیے پھیلا دین، یا صاف ستھری اور خس و خاشاک سے پاک زمین مین پھیلا دین،

غلیظ القوام انگور کو خشک کرنے سے ان کا وزن مویز ہونے کے بعد ثلث رہ جاتا ہے، اسی طرح رقیق القوام اور قرمزی رنگ کے انگور خشک ہونے کے بعد چوتھائی وزن کے رہ جاتے ہین، خشک انگور کو پھیلانے کی سب سے بہتر زمین وہ ہے جو افتادہ ہو اور اس مین سرخ مٹی ملی ہو، اس پر اس طرح پھیلا دین کہ ایک دوسرے کے متصل نہ ہون بلکہ الگ الگ ہون،

یہ خیال رہے کہ انگور کو بھی راستون یا گڈھون یا کنوؤن کے قریب نہین پھیلانا چاہیئے کیونکہ ان مقامات پر بکثرت خاک اڑتی ہے جس سے مویز کی رنگت خراب ہوجاتی ہے،

مویز بنانے کا دوسرا طریقہ جسکو غشنیہ کہتے ہین

جب انگور غلیظ القوام ہوا ور دیر مین تیار ہوا ہو تو اس کو فوراً مویز بنانے کی ترکیب
یہ ہے کہ سرو، یا باقلا کی راکھ کو پانی مین ایک رات اور دن رکھین پھر اس پانی کو نتھار
کر تین بار جوش دین پھر انگور کے خوشون کو ڈنڈی سے پکڑ کر اس مین لٹکائین، اور دانون
کے پھٹنے سے پہلے ان کو نکال لین اور گھاس پر خشک ہونے کے لیے پھیلا دین،
جب خوب خشک ہو جائین تو ان کو اٹھا کر رکھ دین، اگر تم مویز کو نیلگون رنگ کا
بنانا چاہتے ہو تو اسی پانی مین تھوڑا انار کا چھلکا ڈال دو، اس کا سب سے مجرب طریقہ
یہ ہے کہ سرو یا باقلا کی راکھ جو ملجائے، چوتھائی وزن مین لیجائے اور اسکو ایک صاف
برتن مین رکھین، اور اگر ایسا برتن ملجائے جس مین کبھی زیتون کا تیل رکھا گیا ہو تو
اور بہتر ہے، اس مین راکھ سے چار گونہ پانی ڈالین اور چند دنون تک اسی حالت مین
مین چھوڑ دین، پھر اس پانی کو نتھار کر کسی بڑے تانبے کے ظرف مین رکھین اور
اس کو آگ پر چڑھا دین، جب خوب جوش کھانے لگے، تو انگور کی ڈنڈی پکڑ کے
اس مین غوطہ دین، اگر پانی بہت زیادہ کھولتا ہو تو صرف ایک ہی غوطہ کافی ہے،
لیکن اگر کم گرم ہو تو دو غوطے دین اور پھر ان کو خشک زمین یا جنگل مین سوکھنے
کے لیے پھیلا دین، اور دوسرے دن الٹ پلٹ دین تاکہ اچھی طرح خشک ہو جائین،
اگر ضرورت ہو تو سہ بارہ الٹ پلٹ دین، جب بالکل خشک ہو جائین تو جس ظرف
مین چاہو رکھو جو اس کے لیے مناسب ہو، انگور یا انجیر کو ایسی جگہ نہ پھیلانا چاہیئے،
جہان گرد و غبار کی کثرت ہو، باقلا کی راکھ اور اسی طرح سرو کی راکھ اس عمل کیلئے

بہت مفید ہے اس پانی مین جس کا اوپر ذکر کیا گیا اگر تھوڑا سا روغنِ زیتون بھی
ملا دین تو بہترین تویز تیار ہون گے،

تازہ انجیر رکھنے کی ترکیب،

تازے انجیر ڈنڈی سمیت درخت سے اس وقت توڑ لیے جائین جبکہ ان مین
تھوڑی خامی باقی رہ جائے یعنی بالکل پکے ہوئے نہ ہون، پھر ان کو مٹی کی نئی ہانڈی
مین پھیلا کر اس طرح پر رکھین کہ ایک دوسرے سے ملصق نہ ہون، اور اس ہانڈی
کو بارو جگہ پر رکھین، اگر ان مین ترشی پیدا کرنی مقصود ہو تو کدو کی خشک لکڑی اور
پتیان جلائی جائین اور ان پر یہ ظرف رکھا جائے تا کہ خوب دھوان پہنچے بعض
کی یہ رائے ہے کہ جب تازے انجیر توڑے جائین تو ان کو شیشے یا سیسہ یا روغنِ قیر
کے ظرف مین رکھین تا کہ کچھ دن وہ تازہ رہین،

انجیر کو خشک کرنے اور جمع کرنے کا طریقہ

انجیر جب پختہ ہو جائین اور زمین پر ٹپکنے لگین تو ان کو جمع کر کے رتم یا دَس
پر دھوپ کھانے کے لیے پھیلا دین، ان کو رات کے وقت تو شبنم مین کھلا چھوڑ دین،
تا کہ اچھی طرح تر ہون اور پھر طلوعِ آفتاب سے قبل اٹھا لیے جائین، جب آفتاب
اچھی طرح روشن ہو جائے تو ان کو خشک ہونے کے لیے پھیلا دین، کسی قسم کی تری
یا نمی اس مقام پر نہ ہونی چاہیئے جہان انگور سوکھنے کے لیے پھیلائے جائین، اور
اگر زمین کے بجائے مٹی کے ظروف مین ان پھلون کو رکھین تو پھلون مین جب
تھوڑی رطوبت ہو اسی وقت توڑ لین، اس ظرف مین اگر خشک انجیر یا سرو کا سفوف
یا برادہ ڈال دین تو اس سے بڑا فائدہ یہ ہو گا کہ ان مین کیڑے نہ پیدا ہون گے، ایک

ایک ترکیب یہ ہے کہ انجیر کے تین دانون کو تر روغن قار مین بھگو دین، پھر ایک کو ظرف کے اسفل حصّہ مین رکھین اور دوسرے کو وسط مین اور تیسرے کو اوپر رکھین اور ان تینون کے درمیان ان انجیرون کو رکھین جنکو خشک کرنا مقصود ہے، اس سے انجیر مین کسی قسم کی بو نہین پیدا ہوگی، بعض نے یہ کہا ہے کہ جمع کر کے رکھنے کے بعد نمک ملا ہوا پانی اسی طرح چھڑک دین جس طرح عرق گلاب چھڑکا جاتا ہے، اس سے کیڑون اور دیمک سے حفاظت ہوجاتی ہے،

سیب، امرود اور بہی کے رکھنے کا طریقہ

ان مین سے جسکو تم رکھنا چاہو اس کے پھلون کو پختہ ہونے کے بعد درخت سے آہستہ سے توڑ لو، توڑنے مین کوئی خراش یا ضرب پھل کو نہ لگے، بلکہ یہ تمام پھل آفات اور امراض سے محفوظ ہون جنکو تم رکھنا چاہتے ہو، آخری فصل مین پھل اگر توڑے جائین تو اور اچھا ہے، یعنی اسکی فصل جب ختم ہو رہی ہو اس وقت ڈنڈی سمیت توڑ لیے جائین، پھر ہر ایک کو اخروٹ کے پتون یا کتان کے ٹکڑون مین ڈورے سے باندھ دین اور اوپر سے چکنی سفید مٹی جسمین شیرین خاک بھی ملی ہو اس کو لگا دین اور گچ مین پانی ملا کر اس کے اوپر چڑھا دین تاکہ اچھی طرح مستحکم ہو جائے پھر سایہ مین خشک ہونے کے لیے چھوڑ دین، جب خشک ہو جائین تو ایک تختہ پر ان کو برابر قطار سے رکھدین یا ڈنڈیون کو کھونٹیون پر ٹھنڈے مقام پر لٹکا دین، یہ جگہ بھی ایسی ہونی چاہیئے کہ آفتاب یا اوسکی حرارت کا اثر نہ پہنچے، نہ وہان نہ اس کے قریب مین آگ جلائی جائے جس سے کوئی گرمی یا دھوان پہنچے،

ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ ان کو بجائے لٹکانے کے جو کی ڈھیری

مین دفن کر دین، عرصہ تک یہ اچھی حالت پر رہین گے، جب کھانے کی ضرورت
ہو نکالکر دھو لیے جائین پھر کھائے جائین،

نخ نے سیب، اور بہی کے جمع کرنے کے متعلق لکھا ہے، کہ سیب کے اقسام مین سے
نشی اور رومی ڈنڈی سمیت اکتوبر کے مہینہ مین توڑ لیے جائین، ص مین ہے
کہ اکتوبر مین سیب ہاتھ سے توڑ لیے جائین، اسکی احتیاط رہے کہ پھل کسی جگہ پر
کٹنے نہ پائے، پھر مٹی کے ایک نئے اور خشک ظرف مین کتان کے ٹکڑے کو
بچھا دین، اسکے بعد سیب کے پھل رکھین، پھر ایک تہ کپڑے کی رکھین اور ایک تہ پھلون
کی رکھین تاکہ ایک دوسرے سے ملصق نہ ہو سکین، ص ہی کا قول ہے کہ اگر دونو
مل بھی گئے تو کوئی زیادہ نقصان بھی نہین ہے، ظرف کو اسی کتان سے ڈھککر
سفید چکنی مٹی سے اس کا منھ بند کر دین، پھر اس ظرف کو تاریک ٹھنڈی کوٹھری
مین لٹکا دین، انشاء اللہ اس طرح یہ پھل عرصہ تک رہین گے، مہینہ مین ایک بار
کھولکر دیکھا جائے، اگر ان مین کوئی خراب ہو گیا ہو تو نکال دیا جائے، ص کہتے ہین
ہین کہ جون کے مہینہ تک یہ اچھی طرح رہین گے، بہی مین بھی یہی عمل کرین لیکن
اس کو تمام پھلون سے الگ رکھین،

طط کا قول ہے کہ اگر تم سیب کو کچھ دن رکھنا چاہتے ہو تو اس مٹی مین جسمین
ظروف بنائے جاتے ہین، ہر پھل کو چھپا دو یا ان کو کسی ظرف مین اس خشک مٹی
کے ساتھ رکھدو، یا اس پھل کو اس مٹی مین خوب اچھی طرح لپیٹ دو پھر ان کو خشک
ہونے کے لیے رکھدو، جب خشک ہو جائین تو ان کو کسی بلند مقام پر رکھو، جب
تم ان کو نکالو گے تو یہ تر و تازہ نظر آئین گے، اور اگر ان کو کسی کوزے مین رکھو تو کوزے

کے منھ کو بند کر دو، اور چارون طرف مٹی لگا دو، اس طرح پھل تازہ رہین گے،

امرود کے رکھنے کی ترکیب یہ ہے کہ پسے ہوئے نمک یا لکڑی کے برادہ کو نئے ظرف مین بچھا دین، اس کے بعد پھل رکھین تو یہ برادہ ان کی حفاظت کریگا، یا امرود کو ایسے ظرف مین رکھین جس مین شہد ہو، اس سے بھی کچھ دن تک خراب نہ ہوگا، بعض کا یہ قول ہے کہ اگر تم امرود کو ہمیشہ تازہ چاہتے ہو تو ان کے رطب پھل کو توڑ و اور ان کو مٹی کے نئے ظروف مین رکھو، پھر اس کو میٹھی شراب سے بھر دو، انشاء اللہ عرصہ تک خراب نہ ہونگے، اسی طرح دوسرے علمائے فلاحت کا قول ہے کہ ان کو مٹی کے نئے گھڑے مین رکھکر اس کا منھ اچھی طرح بند کر دین اور پھر گھڑے کو زمین مین دفن کر دین، جب تم اس مین سے پھل نکالوگے تو وہ تازہ نظر آئین گے، یا اس گھڑے کو پانی مین گردن تک ڈبو دین، تو بھی یہی فائدہ ہوگا، یہی طریقۂ عمل سیب اور دوسرے تازہ پھلون کے لیے ہے، ایک دوسری ترکیب یہ ہے کہ پھل اسی وقت توڑ لیے جائین جب کہ ان مین پختگی شروع ہو اور ان کی ڈنڈیون مین روغن قار ملدین، پھر ان کو لکڑی کے برادے پر علیحدہ علیحدہ جما دین، انشاء اللہ پھل خراب نہ ہون گے،

خ کا قول ہے کہ امرود خشک کر کے بھی رکھے جاتے ہین، اس کا طریقہ یہ ہے کہ اچھے پھل کو چاقو سے چار ٹکڑے کرین، پھر ان کو تختیون پر خشک ہونے کے لیے رکھدین اور ہر چوتھے دن الٹ پلٹ دین، یہان تک کہ اچھی طرح خشک ہو جائین اور کسی قسم کی رطوبت باقی نہ رہے، پھر ان کو حلفا کی چٹائیون کے ٹکڑے مین رکھین، اس طرح پر کہ ایک تہ چٹائی کی رکھین اور ایک تہ پھل کی جمائین اور ہاتھ سے

ذرا دباتے جائین تاکہ ظرف مین جگہ کافی رہے اور نشست ٹھیک ہو، اور چٹائی کی ہر تہ
پر شہد چھڑک دین، اتنا کہ جس سے وہ تر ہو جائے، انشاءاللہ اسی طریقہ پر پھل نہایت شیرین
اور عمدہ ہون گے،

خ کا قول ہے کہ لوگ اکثر ایسا کرتے ہین کہ امرود کے باریک باریک قتلے
بنا لیتے ہین اور پھر ان کو سکھا ڈالتے ہین، ربیع اور موسم سرما مین ان کو ابال کر کھاتے
ہین، خصوصاً جب کوئی بیماری ہوتی ہے تو اس کا استعمال زیادہ کرتے ہین، کیونکہ یہ
بہت ہلکی غذا ہوتی ہے،

بہی کے ہر دانہ کو انجیر کے پتون مین لپیٹین اور سفید شیرین مٹی اس پر چسپان کردین
پھر ان کو سایہ مین سوکھنے کے لیے چھوڑ دین، اور اس کے بعد ان کو ایسے گھر مین بلند
مقام پر رکھین جہان کوئی دوسرا میوہ نہ رکھا گیا ہو، کیونکہ اوسکی خوشبو دوسرے تازہ
پھلون کے لیے مضر ہے، خصوصاً انگور کے لیے تو مہلک ہے، بہی کو اگر جو کے بھوسہ
مین رکھین تو بھی اچھی طرح رہے گا، اسی طرح لکڑی کے برادے یا ایسے ظرف
مین رکھین جسمین میٹھا شیرہ وغیرہ ہو، یہی حال سیب کا بھی ہے طط کا قول ہے
کہ جو شخص سفر جل کو اچھی حالت مین رکھنا چاہتا ہے، وہ ان کو اس مٹی مین رکھے
جس سے ظرف بنائے جاتے ہین،

انار کے رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے انار کو پختگی سے قبل ڈنڈی سمیت توڑ لین،
بعض نے یہ کہا ہے کہ اچھی طرح پختہ ہونے کے بعد توڑ لین پھر ان کو دھاگے یا ڈورے
مین باندھکر کسی ٹھنڈی کوٹھری مین لٹکا دین، اس طرح پر کہ نہ تو وہ دیوار سے
متصل ہون اور نہ آپس مین ملحق ہون، اس سے بہت دن تک وہ باقی رہینگے،

یا یہ کرین کہ لٹکانے سے قبل جَو یا گیہون کے بھوسہ مین ان کو چھپا دین، جب ان کے
اوپر کا پوست خشک ہو جائے تو ان کو اسی طرح لٹکا دین، یا ہوا مین خشک ہونے
کے لیے چھوڑ دین، پھر کسی ٹھنڈی جگہ پر لٹکائین بعض نے یہ کہا ہے کہ آنار کو کھولتے
ہوئے پانی مین چھوڑ دین اور جب تک پانی ٹھنڈا نہ ہو ان کو اسی مین رہنے دین،
پھر نکالکر ہر پھل کو دھاگے یا کسی اور چیز مین باندھکر لٹکا دین، انشاء اللہ ایک سال
تک یہ پھل خراب نہ ہون گے، نہ ان مین بو پیدا ہو گی اور نہ ذائقہ خراب ہو گا،
بعض نے یہ کہا ہے کہ ہر پھل کے نیچے اور سرے پر گرم روغنِ قار ملدین اور پھر
لٹکا دیئے جائین تو بھی مفید ہو گا، یا یہ کرین کہ نمک ملے ہوئے پانی مین غوطہ دین،
اور پھر خشک کر کے لٹکا دین،

طریقہ یہ ہے کہ آنار کو گرم پانی مین جسکی مقدار کم سے کم چار انگل سے زیادہ ہو،
ڈال دین اور پانی کے ٹھنڈے ہونے تک اسی مین چھوڑ دین، پھر ان کو نکال کر الگ
الگ لٹکا دین، کیونکہ ذرا سا بھی اتصال ہو گا تو ان مین عفونت پیدا ہو جائے گی،
لیکن علیحدہ رہنے مین یہ ایک سال تک محفوظ رہین گے، پھر جب تم کھانا چاہو تو
ان پر ٹھنڈا پانی چھڑک کر ایک گھنٹہ کے بعد کھاؤ،

بعض دوسرے فلاحون کا قول ہے کہ جب آنار کا پوست خشک ہو جائے
اور تمھاری یہ خواہش ہو کہ اس کو تازہ کھائین تو اس کی ترکیب یہ ہے کہ پھل کو آگ
پر سینک دو یا گرم تنور کے بھبھول مین ڈالدو، اس سے پوست مین نرمی اور تازگی
آجائے گی،

آلو بخارا، عناب، شفتالو، آلو بالو، اور سپستان کو بھی دھوپ مین خشک کر کے

رکھتے ہین، خ وغیرہ کا قول ہے کہ جب یہ پھل پختہ ہو جائین تو ان کو توڑ لیا جائے
اور دھوپ مین پھیلا دیا جائے، اور بار بار الٹ پلٹ کر خشک کر لیا جائے جب
اچھی طرح خشک ہو جائین تو مٹی کے نئے مٹکون مین رکھدیئے جائین اور انکے
منھ گچ سے بند کر دیئے جائین، جب کھانے کی ضرورت ہو تو ان کو نکالین اور
ان پر پانی چھڑک کر تھوڑی دیر کپڑے مین چھپا کر رکھین، اس کے بعد کھائین، عناب
اور سپستان کو دھاگون مین باندھ کر ہوادار جگہ پر مثلاً راستے یا جھروکے پر لٹکا دین
ایک سال تک یہ اچھی حالت مین رہین گے،

شفتالو کے لئے ایک ترکیب یہ ہے کہ اس کے گودے کو گٹھلی سے اس طرح
الگ کر لین، جس طرح شلجم کا پوست ہر طرف سے چاقو گھما کر نکال لیا جاتا ہے، اور شفتالو
کا مغز گٹھلی نکل جانے کے بعد ایک حلقہ کی شکل کا نظر آئے، پھر ان حلقون کو دھاگے
مین باندھ کر سوکھنے کے لیے لٹکا دین، جب خشک ہو جائین تو مٹی کے نئے ظروف
مین رکھین، ایک سال تک یہ اچھی طرح رہین گے جب ضرورت ہو تو ان کو پانی
سے تر کر کے کپڑے سے پونچھ لیا جائے پھر کھایا جائے،

پستہ، بادام، اور اخروٹ کے جمع کرنے کی ترکیب

خ کا قول ہے کہ پستہ پوست سمیت دھوپ مین سوکھایا جاتا ہے، اور بادام
اور اخروٹ کے اوپر کے پوست کو نکال کر سکھلاتے ہین، پستہ کو خشک کرنے کے
بعد مٹی کے ظروف مین رکھتے ہین،

ق کا قول ہے کہ بادام اگر اس وقت جمع کیا جائے جب کہ اس مین پوست
اعلیٰ موجود ہو یا پوست اعلیٰ کو نکال دیا جائے تو ان کو نمکین پانی سے دھو دیا جائے،

اور پھر اچھی طرح خشک کیا جائے، تو یہ بالکل سفید ہو جائین گے،

اگر تمہاری یہ خواہش ہو کہ پستہ، بادام اور اخروٹ خشک ہونے کے بعد پھر تازہ ہو جائین تو ان کو خواہ پوست سمیت یا پوست نکالکر صاف کپڑے مین لپیٹ دو اور تربت مین دفن کر دو اور چند دنون تک میٹھے پانی سی سیراب کرتے رہو اسکے بعد چند دنون تک پانی کا ڈالنا موقوف کردو، انشاء اللہ پھل نہایت ترو تازہ ہو جائین گے، بعض نے یہ کہا ہے کہ خشک اخروٹ کو توڑا جائے اور اس کا مغز اندر سے نکال لیا جائے، اور اس کو کتان کے صاف ٹکڑے مین باندھ کر مٹی مین رکھدیا جائے، اس کے بعد ہر روز ایک بار پانی سے سیراب کرتے رہین، کچھ دن کے بعد یہ گودا سبز اور نازک ہو جائیگا،

بلوط اور شاہ بلوط کے پھل جب بالکل تیار ہو جاتے ہین حتی کہ خشکی کی زیادتی کی وجہ سے سیاہ ہو جاتے ہین تو توڑے جاتے ہین، ان کو ایک دوسرے کیساتھ ملا کر نہ رکھین، کیونکہ ساتھ رکھنے مین عرق پسیجے گا جس سے فساد پیدا ہوگا، اور رات ہی بھر مین عفونت پیدا ہو جائے گی، اسلیے ایسی جگہ پر پھیلا کر رکھین جہان پر دھوپ اور ہوا اچھی طرح پہنچ سکے، دن مین کئی بار ان کو الٹ پلٹ دیا کرین، یہان تک کہ خوب خشک ہو جائین، پھر ان کو مٹی کے کوزون مین بند کر کے رکھدین، اس طرح بلوط کے پھل مین مئی کے مہینہ تک رطوبت باقی رہے گی پھر ان کو ظروف سے نکال کر زنبیل یا چٹائی کی تھیلیون مین رکھین، جب ضرورت ہو تو اس کے اعلی پوست کو توڑ کر کھائین، اور اگر تم بالکل ترو تازہ پھل کھانا چاہتے ہو تو ان خشک پھلون کو صاف ستھری تر زمین مین پھیلا دو اور اوپر سے نرم ریت ڈال دو، پھر روزانہ آٹھ دن تک میٹھے پانی سے سیراب کرتے رہو اس سے وہ

تر و تازہ ہو جائین گے، گویا یہ معلوم ہون گے کہ آج ہی توڑے گئے ہین، بوقت ضرورت
اس ریت سے پھل نکالے جائین اور میٹھے پانی سے دھو کر کھائے جائین،

کبھی بلوط دھوان سے بھی خشک کیا جاتا ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ توڑنے
کے بعد بانس کی چٹائی پر پھیلا دیئے جائین اور چٹائی کو بالکل کھول کر دھوین پر رکھدین
یہانتک کہ وہ بالکل خشک ہو جائین، پھر پوست الگ کر لین یا بغیر الگ کئے ہوے رکھدین

بعض نے یہ کہا ہے کہ تازہ پھل کو میٹھے پانی مین جوش دیدین، لیکن نہ اتنا کہ وہ
گھلنے کے قریب ہو جائین، پھر پانی کو آگ سے اتار کر ٹھنڈا ہونے کے لیے رکھدین
اور پھل کو الگ کر لین، انشاء اللہ خوب خشک ہو جائین گے، اس کے بعد پوست
چھیلکر اس کا آٹا پیسا سکتے ہین اور روٹی کھا سکتے ہین،

خ وغیرہ کا قول ہے کہ شاہ بلوط خشک نہین کیا جا سکتا ہے اور اس مین وہ
عمل نہین کیا جا سکتا جو بلوط کے ساتھ کیا جاتا ہے، کیونکہ وہ اس عمل کو برداشت
نہین کر سکتا ہے، بلکہ اس کے تازہ پھل توڑ کر تین بالشت کے عمیق گڈھے مین دفن
کر دین، تاکہ وہان تک بارش کا پانی نہ پہنچ سکے، گڈھے مین پہلے کھاد اور ریچ وغیرہ
ڈالین، پھر ان کو اندر رکھین، اوپر سے گڈھا اچھی طرح بند کر دین، بلکہ اوپر سے پختہ
کر دین، یہ انشاء اللہ عرصہ سے تر و تازہ رہے گا، جب ضرورت ہو نکال کر کھا لیا
کرو، ان کو تہ خانون مین بھی اسی طرح رکھ سکتے ہین، خ کا قول ہے کہ جو شخص بلوط
کو بھی تازہ کھانا چاہتا ہو وہ بھی ایسا ہی عمل کرے،

حس کی کتاب مین ہے کہ شاہ بلوط اور بلوط، اخروٹ اور بادام کو توڑنے کے
بعد خلاف موسم کوئی شخص تر و تازہ کھانا چاہتا ہو تو تین بالشت کا عمیق گڈھا کھودے

اوراس کے نیچے ریت بچھا دے، پھران تازہ پھلون مین سے جسکو چاہے اندر رکھدے
اور گڈھے کو ایک بالشت چھوڑکران پھلون کو بھر دے، پھراوپر سے مٹی ڈالکر زمین
برابر کر دے اور پانی سے سیراب کرے،
گلاب کے پھول بھی خشک کرکے جمع کئے جاتے ہین، اس طرح پر کہ غلاف
سے الگ کرکے دھوپ مین پھیلا دین، ایسا کہ تلے اوپر نہ ہون بلکہ الگ الگ
ہون، اور بار بار الٹ پلٹ کرین، اگر ایک ہی دن مین خشک ہو جائین تو بہت
اچھا ہے، ان مین خوشبو اور رنگ بہت عمدہ ہوگا، خشک کرنے کے بعد ان کو
مٹی کے ظروف مین رکھدین اور منھ کو خوب اچھی طرح بند کر دین، اس سے پھول
کی سرخی اور خوشبو قائم رہے گی، خشک ہونے کے بعد یہ تازہ پھل سے وزن مین
دسوین حصہ کے برابر ہون گے، بعض نے یہ کہا ہے کہ جب گلاب بالکل شباب
پر ہو اور اس وقت اگر ان کو خشک کرنے کے لیے توڑا گیا تو وہ بہتر ہوگا، ایسا وسط
اپریل کے مہینہ مین ہوتا ہے، اس مین خوشبو بھی زیادہ ہوگی، اور جب یہ غلاف
سمیت وزن کئے جائین گے تو تازے پھول کے برابر ہون گے، اور اگر مئی کے مہینہ
مین خشک کئے گیے تو ان کا وزن تازہ پھول کے ساتوین حصہ کے برابر ہوگا،
بہرحال خشک کرنے کے بعد یا عرق نکالنے کے بعد اس کا وزن کم ہو جاتا ہے
اور یہ کمی سیرابی کی قلت اور کثرت کے لحاظ سے ہوتی ہے، تر و تازہ اچھا پھول
لاغر اور کمزور پھول سے ہرحال مین وزن مین زیادہ ہوگا، انشاء اللہ آئندہ ہم
گلاب سے عرق کھینچنے کی ترکیب تفصیل سے لکھین گے،
زیتون بارد اور یابس جگہون پر جمع کئے جاتے ہین، رخ کا قول ہے کہ زیتون

کو صاف ستھرے برتن مین رکھین اور اس سے قبل نمک اور زیتون کا تازہ کوٹا ہوا پتا اور اترج اور اُس کا پتا ملا کر ایک معجون تیار کر لین پھر اس کو ظرف کی نچلی تہ مین رکھین اور زیتون سے ظرف کو خوب اچھی طرح پُر کر دین رکھین فرجہ نہ چھوڑین اس کے بعد سایہ مین رکھدین، انشاء اللہ تغیرات اور آفات سے محفوظ رہین گے،

غلون کے رکھنے کا طریقہ،

ق کا قول ہے کہ گیہون دو طرح سے رکھے جاتے ہین، ایک ایسی جگہ رکھے جاتے ہین جہان ہوا کا گذر نہ ہو مثلاً تہ خانون اور گڈھون مین، اور دوسرے ان مقامات پر ڈھیر لگا دیئے جاتے ہین، جہان ہوا کی آمد و رفت ہو، اور وہان سے دوسری جگہ پر لے جانا مقصود ہو، ایسا موسم گرما مین کرتے ہین جب ہوائین تیز چلتی ہین، اگڈھے یا تہ خانہ مین دو ہاتھ کے برابر گیہون کا بھوسہ ڈالین بلکہ اس سے زیادہ ڈالین تو اور اچھا ہے اور خوب اچھی طرح پھیلا دین اور پیرون سے بھوسہ کو دبا دین تاکہ یہ گیہون اور زمین کے درمیان بالکل حائل ہو جائے کوئی جانب ایسا نہ ہو جہان گیہون زمین سے متصل ہو سکے، گرمی کے زمانہ مین ان گڈھون اور تہ خانون مین مشرق، مغرب اور قبلہ کے داہنے جانب روشن دان بنا دین تاکہ ہوا اچھی طرح آئے لیکن جنوب کی سمت مین کوئی روشن دان نہ بنائین کیونکہ جنوبی ہوا بہت تیز ہوتی ہے اور نقصان پہنچاتی ہے، اس عمل سے گیہون تمام آفات سے محفوظ ہو جائے گا،

گیہون کی بقا کی ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ اسکی بالیان توڑ کر جمع کر دیجائین باجرہ کے متعلق لکھا ہے کہ اسکی بالیان ایک صدی تک بشرطیکہ احتیاط رکھی

جا سکتی ہین، ق کا قول ہے کہ انار یا میس کے پتے یا گچی یا بلوط کی لکڑیون کی چھانی ہوئی راکھ کا ایک حصہ گیہون کے سو حصہ مین ملا دین، اس سے بھی گیہون محفوظ رہے گا،

ق کا یہ بھی قول ہے کہ انگور کی راکھ، یا بھیڑ کی مینگنیان یا خشک افسنتین کو گیہون پر چھڑک دین تو اس سے بھی وہ بچ سکتا ہے، ابلکہ گیہون کی سختی علی حالہ باقی رہے گی، گیہون کو کیڑون سے محفوظ رکھنے کی یہ ترکیب ہے کہ انجیر نر کے پتے تہ خانون مین بچھا دیئے جائین، یا سرو یا چقندر کے خشک پتے اس کے ساتھ ملا دیئے جائین تو کیڑے نہ پیدا ہون گے، سرو اور چقندر کے پتے خصوصیت کیساتھ کیڑون کے لیے مہلک ہین، بعض نے یہ کہا ہے کہ اترج اور فودنج نہری (پودینہ کی ایک قسم ہے) کا پوست کیڑون کے لیے قاتل ہے، بعض لوگ ان کو کپڑون کی حفاظت کے لیے صندوق مین رکھتے ہین،

ط مین ہے کہ بھسن کو گیہون یا جو کی جگہ پر پھیلا دین تو اس سے بھی کیڑے پیدا نہ ہون گے، خصوصاً وہ چیونٹیان جو ان کو کھا جاتی ہین، ان سے یہ محفوظ رہین گے بلکہ تمام دیگر آفات سے بچے رہین گے اور ان کا آٹا تقریباً چوتھائی حصہ زیادہ ہوگا اور آٹا مین لس بھی زیادہ ہوگا، جو یا گیہون کے ساتھ کسی چیز کی راکھ یا صاف ستھری گچی جسکی سفیدی نمایان ہو ملا دیجائے یا سرکہ کا مٹکا وسط ڈھیر مین رکھدیا جائے، تو انشاء اللہ یہ آفت سے محفوظ ہو جائین گے،

بعض کی رائے ہے کہ ایک مٹکا زیتون کا پانی سو مٹکے گیہون یا جو پر چھڑک دین یا افسنتین کا پانی چھڑک دین تو کسی قسم کی آفت یا نقصان نہ پہنچیگا،

مسور اور ماش وغیرہ کو ایسے برتن مین رکھین جسمین روغن ہو، یا یہ کرین کہ برتن کے باطنی حصہ مین روغن لگا دین، اور ظاہری حصہ پر راکھ لگا دین تو اس سے حفاظت ہو جائے گی، یا دریا کا پانی یا کوئی دوسرا شور اور تلخ پانی ان پر چھڑک دین، جب پانی خشک ہو جائے تو غلہ کو ظروف مین رکھدین، بعض نے یہ کہا ہے کہ ان غلون کو جو کھائے جاتے ہین شب کو شبنم مین پھیلا دین، رات بھر اسی طرح چھوڑ دین، پھر صبح کو شبنم سمیت ظروف مین رکھدین تو اس سے بھی حفاظت ہوگی، اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ غلون کے اردگرد باریک پسی ہوئی مٹی یا راکھ کا ہالہ بنائین تاکہ چیونٹیان ان تک نہ پہنچ سکین،

آٹے کو اچھی حالت مین باقی رکھنے کی ترکیب یہ ہے کہ صنوبر کی لکڑی کے مغز کو جس مین دھنیت ہوتی ہے پیس ڈالین اور اس کو ابریشم کی پوٹلیون مین باندھ دین اور پھر آٹے مین ان کو چھپا دین، انشاراللہ آٹا خراب نہ ہوگا، اور نہ اس مین کیڑے پیدا ہون گے، اسی طرح زیرہ اور نمک کو اچھی طرح کوٹ لیا جائے اور پھر یہ سفوف آٹے پر چھڑک دیا جائے، یا زیرہ اور نمک مین سرکہ ملاکر اس کی ٹکیہ بنالین، اور ان کو خشک کرکے آٹے مین مختلف جگہ پر رکھدین،

ط مین ہے کہ آدم کا قول ہے کہ غلون مین سے کسی کو لو اور اس مین نمک اور سیاقول (تتلی) کی پوٹلیان باندھ کر رکھدو تو اس سے بھی تغیر نہ ہوگا، یا سانول، پودینہ تخم خطمی، اور تخم خشخاش کو خوب ملاکر پیس ڈالو پھر ان کی ٹکیان بنا لو اور ان ٹکیون کو آٹے وغیرہ مین مختلف جگہ پر رکھدو، انشاءاللہ تمام آفات سے محفوظ ہو جائے گا، اسی طرح سرو، اور وسم احمر (ترطامری سرخ) کی لکڑیون کے ٹکڑے آٹے مین رکھدئیے

جائین تو اس سے بھی حفاظت ہو جائیگی، ایک ترکیب یہ بھی ہو کہ زیرہ اور نمک برابر حصہ
مین لین اور انکو پانی سے گوندھین اور فندق کے برابر ان کی گولیان بنا ڈالین پھر خشک
ہونے کے بعد آٹے مین رکھدین انشاء اللہ کسی قسم کی خرابی نہ پیدا ہو گی، بعض یہ بھی
کہتے ہین کہ چاند کی آخری تاریخون مین آٹا پیسانے سے آٹا جلد خراب نہین ہوتا ہے

تخم کو زراعت کیلئے رکھنے کا طریقہ

صنعریت نے ط مین لکھا ہے کہ پیاز، لہسن، گاجر، اور گندنا کے تخم کو زمین مین نہ رکھین،
بلکہ ایسے ظروف مین رکھین جسمین کسی روغن کا دھبہ بھی نہ ہو، ان مین تھوڑا میٹھا
نمک ملا دین، پھر دیوارون پر ان کو لٹکا دین،

ص وغیرہ مین ہے کہ بیگن، کھیرا، ککڑی، خربوزہ، انگور، انجیر اور لہسن کے پھل
جب تیار ہو جائین تو ان کے بیج نکالکر پانی مین دھو لئے جائین پھر ان کو خشک
کیا جائے اور نئے ظروف مین رکھکر غیر مرطوب مقام مین لٹکا دیا جائے، جن پھلون
کے بیج مین ایک قسم کی لزوجت ہوتی ہے، مثلاً خربوزہ، ککڑی اور کھیرا وغیرہ تو
ان کو اس لزوجت کے ساتھ ہی ایک ظرف مین ڈالدین، جب وہ خوب سڑ جائین،
اور بدبو پھیلنے لگے تو بیج دھو لیے جائین اور خشک کرکے ظروف مین رکھدیئے جائین
یا ان بیجون کو لزوجت سمیت گڈھے مین رکھدین تاکہ مٹی ان کی رطوبت کو جذب
کرلے اور یہ جلد خشک ہو جائین، پھر ان کو دھوکر خشک کرکے ظروف مین رکھ
لیا جائے، بعض نے یہ کہا ہے کہ ان پر ظرف مین رکھنے کے بعد چھنی ہوئی راکھ چھڑکدین
بعض ترکاریان یا سبزیان جو زمین کے اندر ہی رہکر اگتی ہین انکو بھی زراعت کیلئے
جمع کرکے رکھتے ہین، مثلاً پیاز اور لہسن وغیرہ تو انکی جڑ جو زمین کے اندر رہتی ہو کاٹ لیجائے اور ان کو ایک رسی مین

باندھکر خشک مقام پر لٹکا دین، یا یہ کرین کہ کسی لوہے کو دو تین بار گرم کرکے جڑون
کو داغ دین، اس سے خود پھل بہت زمانہ تک باقی رہین گے، بعض کا قول ہے
کہ پیاز اگر اگست کے مہینہ مین کاٹی جائے تو وہ معتدل حرارت کے گرم پانی مین
ڈبو دیجائے، پھر نکال کر خشک کیجائے اور جو کے بھوسہ مین الگ الگ رکھدیجائے
انشاءاللہ بہت دن تک باقی رہے گی،
ق کا قول ہے کہ پیاز نمک ملے ہوئے پانی مین غوطہ دیجائے پھر خشک
کیجائے اور جو کے بھوسہ پر الگ الگ پھیلا دی جائے، انشاءاللہ بہت دن تک
باقی رہے گی،
ادرک جسکو سنٹھ بھی کہتے ہین، ان کو سن کے جالون مین الگ الگ ٹھنڈی
جگہ پر لٹکا دین عرصہ تک تازہ رہے گی، بعض کا قول ہے کہ پتلی کھاد مٹی اور
جو کی بھوسی کو عوسج یا کدو کے پانی مین گوندھکر لگا دیا جائے تو اس سے بھی ادرک
بہت دن تک تازہ رہے گی،
کدو اور ککڑی کو الگ الگ رکھدین تو بہت دن تک اچھی حالت سے
رہتے ہین، اگر کدو کو میٹھے پانی مین جوش دین اور اس کے بعد روغن زیتون اور
سرکہ مین اس کو ڈال دین تو وہ خراب نہ ہوگا، اسی طرح اگر ککڑی تازہ توڑی جائے
اور نمک ملے ہوئے پانی مین ڈال دیجائے تو سرما تک تازہ رہے گی، ککڑی اور
کھیرے کے چھوٹے پھل لیے جائین اور ان کی مٹی تر کپڑے سے پونچھ ڈالیجائے، لیکن
ہاتھ نہ لگنے پائے اور ان کو شیشے یا مٹی کے برتن مین ڈالدین اور اوپر سے اتنا سرکہ
ڈالدین کہ یہ اس مین ڈوب جائین، پھر ان ظروف کو اٹھا کر رکھدیا جائے اور

جب ضرورت ہو تو نکال کر کھایا جائے، ہاتھ لگنے سے اس کو بچائے رکھیں،

گوبھی اور سونف کو تازہ رکھنے کی بھی یہی ترکیب ہے کہ ان کو سرکہ مین ڈالا جائے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ پھول کو دو ٹکڑے کر دین اور ان کو سرکہ مین ڈبو دین جس مین پودینہ بھی ملا دین، پھر ظرف کے منھ کو بند کر کے رکھ دین، بادیان کی تازہ شاخون کو چھیلکر اس کے ساتھ بھی یہی عمل کرین،

پیاز، لہسن اور گندنا کو بھی سرکہ مین اسی طرح ڈالتے ہین جس طرح اوپر بیان کیا گیا، خشک پیاز کے بڑے بڑے پھل لیے جائین اور ان کو ایسے ہی اچھی طرح دھو ڈالین، پھر دھوپ مین سوکھنے کے لیے رکھ دین، اس کے بعد ان کو روغن زیتون کے برتن مین ڈالدین اور اوپر سے تیز سرکہ اور ایک مٹھی پودینہ، اور جاوتری ڈالدین اور اگر چاہین تو زیرہ اور دھنیا بھی ڈال دین، اسکے بعد ظرف کو مٹی سے بند کر کے ایک ماہ تک چھوڑ دین، پھر کھولین اور اس مین تھوڑا سا شہد ملا دین اور بوقت ضرورت استعمال کرین، یہی عمل لہسن اور گندنا مین بھی ہو سکتا ہے،

گاجر، شلجم، بیگن، ککڑی، کھیرا، کدو وغیرہ کا بھی سرکہ مین ڈال کر اچار بنایا جاتا ہے، اس طرح پر کہ گاجر، شلجم، یا کھیرا، ککڑی کے سخت پھل لئے جائین اور انکی چار قاشین کیجائین، پھر ان کو الگ الگ پانی مین ابالین، اور ابال کر پانی پھینک دین اور ہر ایک کو الگ مٹکے مین رکھین، صرف شلجم اور گاجر کو ساتھ رکھ سکتے ہین، اور بیگن کو تو بالکل الگ رکھین، پھر ان ظروف مین اچھا سرکہ ڈالین اور ان کے منھ کو مٹی یا گچ سے بند کر دین، اور موسم سرما مین نکال کر بطور اچار کے استعمال کرین،

ان تمام چیزون مین سرکہ ڈالنے کی ترکیب ایک ہے،

زیتون کو درست کرنے کے بعد سالن کے قائم مقام کھاتے ہین، اسکے چند طریقے ہین، ایک تو یہ کہ زیتون کے تازے پھل لین اوران کو چکنے پتھر یا لکڑی سے توڑین، یہانتک کہ وہ پھٹ جائین، اسکو مکسور کہتے ہین، دوسرا یہ کہ ہردانہ کا تین لانبا لانبا ٹکڑا کردین، اس کو مشرح کہتے ہین، تیسری ترکیب یہ ہی صحیح وسالم سیاہ پختہ پھل کو لین اوراسکی کڑواہٹ اور تلخی دفع کرکے کھالین، اس کو مثمر کہتے ہین،

مکسور کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ زیتون کے ہرے اوربڑے دانے جسمین گٹھلیان کم ہون، اکتوبر کے مہینہ مین آہستہ سے چن لیے جائین، پھران کو میٹھے پانی سے دھوکر صاف اورستھرے پتھر یا لکڑی سے توڑا جائے، توڑنے کے بعد پھران کو دھو لیا جائے اور روغنِ زیتون کے برتن مین میٹھا پانی ڈالکران کو اسی مین چھوڑ دیا جائے، کچھ دن کے بعد اس پانی کو بہادین اور دوسرا پانی ڈالین، ایسا کئی مرتبہ کرین، جو شخص جلد کھانا چاہتا ہو اوراس کو بہت دن تک رکھنا نہین چاہتا ہو وہ اس کو جلد جلد دھوتا جائے تاکہ اسکی کڑواہٹ زائل جائے اور مٹھاس پیدا ہوجائے، لیکن جو شخص دیر تک رکھنا چاہتا ہو وہ جلد جلد پانی سے نہ دھوئے اور جو شخص اس کو فوراً میٹھا بنانا چاہتا ہو، وہ زیتون کو پہلے گرم پانی سے دھودے اوردوسرے پانی مین زیتون کی مقدار کا بیسوان حصہ نمک ملاکر دوبارہ ڈالدے نمک گھلنے کے بعد ان مین مٹھاس آجائے گی،

مشرح کی ترکیب بھی یہی ہے کہ اسی مہینہ مین اسی قسم کے پھل لئے جائین

اور ہر پھل کے تین لانبے لانبے ٹکڑے کئے جائین اور ان کو اسی طرح دھوکر نمک
کے پانی مین ڈالدیا جائے، اور اگر تم یہ چاہو کہ زیتون بہت لذیذ ہو جائے تو
پھل مین زردی یا سرخی یا سیاہی آنے کے بعد اس کے چند ٹکڑے کر ڈالو اور
ان کو دھوکر اسی طرح نمک کے پانی مین ڈالدو، یہ جلد میٹھے ہو جائین گے، لیکن
بہت دن تک باقی نہ رہین گے ،
زیتون کے اچھے پھلون کو دھوکر میٹھے پانی اور اسی قدر نمک مین بھگو دین،
پھر ان کو کھائین، سیاہ پختہ زیتون کے ساتھ بھی یہی عمل کرتے ہین لیکن اس مین تنا
نمک نہین ملاتے ہین، جب ان مین شیرنی آجاتی ہے تو کھانا شروع کرتے ہین،
ان مین پانی اور نمک زیتون کے سولھوین حصہ کے برابر ملا سکتے ہین، اسرائیلی
کی کتاب مین ہے کہ جس پانی سے زیتون دھویا جائے اس مین نمک ضرور ملائین
شمر کی ترکیب یہ ہے کہ بڑے پھل لیے جائین جو اچھی طرح پختہ ہو گئے ہون
اور ان کو پانی سے دھودین، پھر ان کو چٹائی وغیرہ کی صاف تھیلیون مین رکھدین
اور ان کا منھ سی دین، اور کسی صاف جگہ پر ان کو تلے اوپر رکھدین، اور اوپر پتھر
سے دبا دین، ایک ہفتہ کے بعد پھل نکالے جائین اور ان مین بیسوان حصہ باریک
پسا ہوا نمک مخلوط کر دین یعنی اگر زیتون ایک کیل (دو مُد) ہو تو اس کا بیسوان
حصہ نمک اچھی طرح ملا دین بعض یہ کہتے ہین کہ اس وقت تک نمک نہ ملایا جائے
جبتک ان مین شیرنی نہ آجائے، اور تلخی زائل نہ ہو جائے، بعض کہتے ہین کہ زیتون
کو توڑنے بعد مٹی کے اس برتن مین رکھین جسمین روغنِ زیتون رکھا جاتا ہو، اور اسکو
بند کر کے سایہ مین رکھین، بعض لوگ اس ظرف مین تازہ روغنِ زیتون، پودینہ

جبلی، تھی، سرکہ، زیرہ، خشک پودینہ اور اترج کے پتون کو الگ الگ اور ملا کر ڈالتے
ہین، ان مین ریحان، نعناع اور جاوتری کی خشک لکڑیان بھی ڈالی جاتی
ہین، سیاہ زیتون مین لہسن بھی ڈالا جاتا ہے جس سے اس کا ذائقہ بدل جاتا ہے،
زیتون کی ہرسہ قسمون مین شیرینی آنیکے بعد پانی کے بجائے سرکہ ڈالا جاتا ہے، نیز شیرۂ
انگور کا چھینٹ بھی ڈالا جاتا ہے، اور اگر سرکہ اور شہد ملا کر ڈالین تو اور عمدہ ہوگا،

کبر جس کو عوام قبار کہتے ہین، اسکی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ ان کے تازہ پھل لین
اور ان مین کاٹنے اور توڑنے کے سوا سب وہی عمل کرین جو مشرح مین بتایا گیا ہے
زیتون کی زراعت کی تدبیر تبائی جاچکی ہے، اس کا پورا خیال کرنا چاہیئے کہ ان ظروف
کے قریب جن مین یہ چیزین ہون نہ کوئی حائضہ عورت بیٹھے اور نہ جنبی بیٹھے اور نہ کوئی
نجس آدمی بیٹھے، کیونکہ ان کا قرب اس مین خرابی پیدا کر دیگا،

لیمون کو سرکہ مین ڈالنے کا طریقہ یہ ہے کہ لیمون کے پختہ پھلون کو شق کر کے
ان پر باریک نمک چھڑکدیا جائے پھر ان مشقوق حصون کو صاف ستھرے برتن مین
رکھین جس مین پہلے روغن زیتون رکھا گیا ہو، اس کے بعد تازے سبز لیمون کا
عرق ان دانون پر نچوڑین، اتنا عرق ڈالین کہ یہ پھل اس مین ڈوب جائین، اور
اگر چاہین تو زعفران اور شہد بھی ڈالدین، اس سے نہایت عمدہ لیمون کا اچار تیار ہوگا،

حسبنا اللہ ونعم الوکیل ونعم المولیٰ ونعم النصیرہ

حلِّ لغات

الف

اضافت، ایک درخت کو دوسرے درخت کے ساتھ ترکیب کیلیئے ملانا (من)

انتساب، ایک درخت کا دوسرے غیر جنس درخت سے بذریعہ سوراخ کے تعلق پیدا کرنا اور اسی کو ترکیب بالثقب کہتے ہین،

اسل (فارسی) روح وکرتہ (ہندی) کسرانی اس سے چٹائیان بنی جاتی ہین (محیط)

ازادرخت، (ف) زنز لخت

فسنتین، مجتری

اسفاناخ، پالک

اشقاقل، جسکو شقاقل بھی کہتے ہین (ہندی) ستالی ددودھالی

انیسون، دوسرا نام کموتن الحلو بھی ہے (فارسی) بادیان رومی (ہندی) رندنی (محیط)

اندراسیون، سریانی زبان مین ایک دوا کا نام ہے،

عربی مین نجور الاکراد کہتے ہین،

اذریون، (فارسی) گل آفتاب پرست (ہندی) سورج مکھی،

اکلیل الملک، (فارسی) شاہ افسر دگیاہ قیصر،

ابرس، ابھل

استسلاف، شاخ مین انٹا باندھنے کو کہتے ہین،

اقلاب، شاخون کو الٹ کر لگانے کو کہتے ہین،

اوتاد، ان شاخون کو کہتے ہین جو دو سال کی ہوتی ہین،

اورن، شارہ، شادہ

ب

بقلۃ الانصار، کرم کلہ

برقوق یہ لغظ برقوق ہے (ہندی) آلوچہ (محیط)

بطم بن (ہندی)

بقلۃ حمقاء خرفار

بسباس، جاوتری

بھار (فارسی) گل گاوچشم (ہندی) پاتھا، بابونہ کی ایک قسم ہے،

بیم شجر مغیلان،

بنج بنگ،

بروج مائی، یعنی بروج آبی اس میں سرطان، عقرب حوت ہیں،

بروج ہوائی، بروج بادی اس میں جوزا، میزان اور دلو ہیں،

بروج ناری، یعنی آتشی اس میں حمل، قوس، اسد ہیں

بروج ارضی یعنی خاکی، اس میں ثور، سنبلہ، جدی، ہین،

ت

تمام ایک قسم کا پودینہ ہے،

تخم الرشاد، دیکھو لفظ حرف

ترمس، باقلائے مصری،

تذکیر، ان طریقوں کو کہتے ہین جنسے درخت مین پھل زیادہ آئین اور وہ جھڑنے سے محفوظ رہین، خواہ بذریعہ حمل ہو یا کسی اور ترکیب سے، در اصل حمل کے طریقہ کو تذکیر کہتے ہین اور بقیہ کو تغلیباً تذکیر کہتے ہین

تفریع پتون کے جھڑنے کو تفریع کہتے ہین یہ ایک مرض ہوتا ہے جو درختون کو لاحق ہوتا ہے

ترنجان بادرنجبویہ کی ایک قسم ہے،

تکبیس کسی شاخ کو بڑھنے کیلیے زمین مین دفن کرنا، اردو مین اس عمل کو داب کہتے ہین،

تطعیم ایک درخت کو دوسرے درخت کیساتھ مرکب کرنے کو تطعیم کہتے ہین، خواہ یہ ترکیب بذریعہ پیوند ہو یا بذریعہ آنکھ یا کسی اور طریقہ پر ہو،

تعریش انگور کو درخت یا منڈھے پر چڑھانا،

تعمیر زمین کی اصلاح بذریعہ ہل یا کسی اور طریقہ سے،

ج

جرجیر، (ہندی) ترمرا، اور جرجر باقلا خرد

جلبان، مونگ سبز،

جریب سا یہ چار قفیز کے برابر ایک پیمانہ ہوتا ہے، ایک قفیز ۱۲ صاع کا ہوتا ہے، ایک صاع ۴ سیر کے برابر ہوتا ہے اس حساب سے ایک قفیز ۴۸ سیر کے برابر ہوگا، اور ایک جریب چار سو تینتیس سیر کا ہوگا،

جسم یہ لفظ اصل کتاب میں اسی طرح ہے لیکن لغت میں
اس کے معنی نہیں ملتے، البتہ جسد زعفران کو
کو کہتے ہیں ممکن ہے کہ یہاں پر زعفران ہی مراد ہو

جعدہ، (فارسی) عنبر بید،

ح

حرف، (فارسی) تخم سپندان (ہندی) ہالون تیرہ
تیز کے بیج (کش) اسی کو حب الرشاد اور تخم
الرشاد بھی کہتے ہیں،

حبۃ الخضرا، (فارسی) ون دانہ، (ہندی) تماں (محیط)

حب الملک ماہو دانہ، (محیط)

حماض ایک قسم کا ترش ساگ ہے،

حی عالم صغیر، سدا بہار کی ایک قسم ہے،

حاج، (فارسی) خار شتر،

حرشف، (فارسی) کنگر (محیط)

جوز رومی، (فارسی) توز دا کبروس،

حلبہ، میتھی،

حرمل (فارسی) سپند سوختنی (ہندی) ونونا،

حنی احمر، محیط میں حنی احمر لکھا ہے یہ شامی درخت ہے،
اندلس میں مطردیہ کہتے ہیں،

خ

خلاف، بید (مص)

خربق اسود (فارسی) خال زنگی (ہندی) کالا
کٹیلا اور کٹکی، (محیط)

خروب، خرنوب شامی کو کہتے ہیں (فارسی)
ترمازرونی،

خیری گل خیرو اور گل شب بو کو کہتے ہیں،

خندروس، بڑی جوار،

خزامی، (فارسی) شب بوئے، گل مریم بہت زیادہ
خوشبودار ہوتا ہے،

خیزران بید،

د

دفلی (فارسی) خرزہرہ (ہندی) کنیر (محیط)

دلب چنار

دازی جو جادو،

دردار۔ (ہندی) بیولا

دلاع سبزی، ادرک

دخن چینا

ذ

ذ

ذرہ - چینا، جوار (کش)

ذوات الصموغ، وہ اشجار جنمین گوند ہوتا ہی،

ذوات الالبان، وہ اشجار جنمین دودھ ہوتا ہی،

ذوات المیاہ، وہ اشجار جنمین پانی ہوتا ہے،

ر

رجلہ، (فارسی) حمقار (اردو) خرفہ،

رُب العنب، وہ شراب ترش کو کہتے ہین اور اس کو
ینفخج بھی کہتے ہین المحیط مین ہی کہ انگور کا شیرہ
پکانے کے بعد اگر نصف رہے تو جمہوری کہلاتا
ہے اور اگر تیسرا حصہ رہے تو مثلث کہلاتا ہے
اگر چوتھا حصہ رہے تو رب العنب کہلاتا ہے،

راسن، سوسن جبلی، اور ہندی مین راسین کہتے ہین
راسین در اصل ہندی لفظ ہے جسکو دوسرے
بلاد مین بھی اسی نام سے کہنے لگے، (محیط)

رقعہ، مصر مین انجیر افرنجی کہتے ہین اور اسکو انجیر
ہندی بھی کہتے ہین، اور رقعہ ترکیب کے بیو کو بھی کہتے ہین

ز

زعرور، سیب صحرائی کی ایک قسم ہے فارسی مین ولانہ اور کیل کہتی ہین

س

سلق، چقندر،

سرمق، بتھوے کا ساگ،

سماق، (ہندی) تماتیر، اس سے چہرہ رنگا جاتا ہے

سعدی، گنڈنا کی طرح کا ساگ ہے،

سمرار، گندم اور ایک قسم کی گھاس ہے
جو موصل کے اطراف مین ہوتی ہے (محیط)

سلت، (فارسی) جو برہنہ (ہندی) آت جو (محیط)

سریش، کاسنی،

سداب، (ہندی) سانول، وساتری،

سرو۔ (ہندی) تمال، اس کے پھل کو
جوز السرو کہتے ہین،

ش

شونیز کلونجی (ص)

شہدانج بھنگ صحرائی،

شبت سویا،

شوک الدراجین، ایک خار دار درخت ہی،

ص

صفیرار یہ ایک درخت ہے جس سے لکڑی رنگی

جاتی ہے، مصر مین اسکو عود القیہ کہتے ہین (محیط)

صبر، (ہندی) مین ایلوا اور کالا بول اور مصبر کہتے ہین، (محیط)

ض

ضومران، پودینہ نہری،

ضرو، اڑیسہ،

ط

طرفا، جھاؤ،

طیان، اس کو ظیان بھی کہتے ہین یا یاسمین بری (محیط)

ع

عیون البقر، آلو بخارا،

عُلیق (فارسی) توت سہ گل (ہندی) اچھو (محیط)

عرفج، بلسان

عنصل، یہ پیاز دشتی اور پیاز موش کہلاتا ہی عربی مین اس کو بصل الفار اور بصل الخنزیر بھی کہتے ہین، کیونکہ اس سے چوہے وغیرہ مر جاتے ہین (محیط)

عربی، اس کنوئین کو کہتے ہین جس کا سفلی حصہ مستدیر ہو اور علوی مستطیل ہو،

عصفر، (فارسی) بہرم و بہرمان (ہندی) کسم و کسنبہ

ایک پھول ہوتا ہی جس سے کپڑے رنگے جاتے ہین، (محیط)

عیون، درخت کی آنکھون کو کہتے ہین جو نے کی طرح کی ہوتی ہین اور جنکو پل بھی کہتے ہین،

عرب، بکسر العین ایک قسم کی گھاس ہے (م)

غ

غار، (فارسی) باہشتان، یہ ایک بہت بڑا درخت ہے جسکی عمر ہزار برس ہوتی ہے یونانی اس کا بڑا احترام کرتے ہین، (محیط ۱۲)

ف

فودنجات، پودینہ، اس کی تین قسمین ہین، بری، جبلی اور نہری،

فارسی اس کنوئین کو کہتے ہین جس کا علوی اور سفلی حصہ دونون مستطیل ہون،

فصفصہ، عربی مین اس کا ایک نام رطبہ ہے اور فارسی مین اسپست کہتے ہین،

فوہ، (فارسی) روناس (ہندی) مجیٹھ

فیجن، (عربی) سداب (ہندی) ساتری

ق

قنب، بھنگ،

قرفاص، قرقس (فارسی) کیلدار (ہندی)
پنگھراج وبسورہ،

قلقاس (ہندی) اروی، گھیان،

قنطوریون صغیر (فارسی) نوکائے خرد وکربون

قثاء الحمار، (فارسی) خیار دشتی (ہندی) اندرائن
اور کھکر بیل، (محیط)

حضم قریش، چلغوزہ خرد یا بزرگ (محیط)

قسطل، شاہ بلوط،

قیر - قار - یہ ایک سیاہ رنگ کا روغن ہوتا ہے جو
کشتیون یا دروازہ پر ملا جاتا ہے، خارشتی
اونٹون کے بدن پر بھی لگایا جاتا ہے، صاحب
محیط نے لکھا ہے کہ یہ گرم چشمہ سے نکلتا ہے،
اس کو رال کہنا غلط ہے،

قطف، بتھوا

قردمانا، (فارسی) تخم نوخرہ (ہندی) کالی زیری

قنارید، حرشف، کنگر،

قوطلینوس، زیتون الحبش کو کہتے ہین جو زیتون بری
کی قسم ہے اصل کتاب کے صفحہ ۱۹۰ مین
قوطلینون ہے جو صحیح نہین ہے،

ک

کرفس (ہندی) اجمود

گاؤزبان، (محیط)

کرسنہ، مٹر (کشن)

کبر (ہندی) کریل اور دکن مین اسکو
نیپتی کہتے ہین (محیط)

کنزبرہ، دھنیا

کرادیا، کردیا، شاہ جیرہ، زیرہ رومی،

ل

لسان الحمل، ہری بارہ

لوف (فارسی) پیل گوش (ہندی)
ہشت کند، اس کی تین قسمین ہین،

م

مرزنجوش، (فارسی) مرزنگوش تخم ریحان کی ایک
قسم ہے ہندی مین مروا کہتے ہین (محیط)

مسن،

مرحیقل یہ زمین کے برابر کرنے اور ناپنے

کا آلہ ہے، لغت مین اسکا پتہ نہین چلتا جو اصحاب فرانسیسی زبان جانتے ہین، وہ اس لفظ کے معنی متعین کرسکتے ہین، فرانسیسی مین اسکو (PUNE PENDULS) کہتے ہین

محیطا سپستان،

مامیثا، نبطی زبان کا لفظ ہے، اس کو ہمینا بھی کہتے ہین، یہ خشخاش کی طرح ہوتا ہے، فارسی (ببرو)

مشق جڑون کے متصل کی زمین کو آہستہ سے کھودنا،

میس اس کو میتان بھی کہتے ہین، شام کے ایک درخت کا نام ہے، یونانی مین لوطوس کہتے ہین (محیط)

محمودہ سقمونیا، یہ اسہال لانے والی دوا کا نام ہے (محیط)

مقدونس، کرفس بری کو کہتے ہین، منسوب مقدونیا کی طرف ہے،

مرو، (ہندی) کنوچہ، اسکی بہت سی قسمین ہین (محیط) دیکھو

مامیثا یہ خشخاش کے درخت کے مشابہ ہوتا ہے، اسکا پھول خشخاش کے پھول کی طرح زرد ہوتا ہے، پتیان سفید ہوتی ہین،

ملوخ ان شاخون کو کہتے ہین جو ایک سال کی ہوتی ہین،

مطعم، وہ پودہ ہے جس پر تطعیم کا عمل جاری ہوتا ہے، یعنی وہ جڑ رکھنے والا پودہ جس کی شاخ سے کسی اور درخت کی شاخ کا پیوند لگاتے ہین یا وہ پودہ جس کے ستنے یا شاخ مین کسی اور درخت کی آنکھ جماتے ہین،

مطعم علیہ، وہ درخت ہے جس سے شاخ یا آنکھ لیتے ہین،

ن

نبش درختون کی مٹی کی تقلیب کو نبش کہتے ہین اور اسی کو تزویح اور تنفیس بھی کہتے ہین، اس سے جڑون کی بستگی دفع ہوجاتی ہے،

نسرین (فارسی) گل مشکین (ہندی) گل سیوطی،

ہ

ہلیون، (فارسی) مارچوبہ (ہندی) ناگدون،

ی

یربوز، ایک قسم کا پانی ساگ ہے جس کو ہندی مین چولائی کہتے ہین،

چند اور اصطلاحات اور لغات،

جنمین سے بعض حل طلب ہین،

شحاح، اس سخت زمین کو کہتے ہین جسمین
پانی جذب نہین ہوتا ہے (ق)

طفلیۃ، خشک مٹی والی زمین، (ق)

حمائیہ،

حرشار، وہ زمین جو بہت زیادہ سخت نہو (ق)

قثاء الحمار، فارسی مین خیار دشتی اور ہندی مین نبدال
وکھکر بیل کہتے ہین، (محیط)

حرشف، فارسی مین کنگر کہتے ہین، یہ ایک
قسم کی نبات ہے، (ص)

خشنہ، نرم زمین کو کہتے ہین، (من)

صلدہ، سخت اور چکنی زمین کو کہتے ہین (من)

دسمہ، سیاہ رنگ کی مرطوب زمین (من)

ذرہ، رائی، چینا، (ک)

دردار ہندی مین بیولا کہتے ہین (محیط)

عرب بکسر العین ایک قسم کی خشک گھانس
ہے، (ص)

صعتر حمیر،

زعرور اس کو ہندی مین کیل کہتے ہین
یہ چھوٹے سیب کے مشابہ ہوتا ہے (ص)

مستل،

حسک، فارسی مین خار مغیلان اور ہندی مین
گوکھر کہتے ہین، (ص)

تطعیم ایک درخت کو دوسرے درخت کیساتھ
مرکب کرنے کو تطعیم کہتے ہین (من)
خواہ یہ ترکیب بذریعہ پیوند ہو یا بذریعہ آنکھ
یا اور کسی طریقہ پر،

مطعم وہ پودہ جسپر عمل تطعیم جاری ہوتا ہے،

مطعم علیہ، وہ درخت جسکی شاخ یا آنکھ ترکیب کے
لئے لیجاتی ہے،

خوز،

عیون البقر،

مضغ،

خنا احمر،

دفلی، فارسی مین خرزہرہ اور ہندی مین کنیر کہتے ہین، (محیط)

برقوق،

میس، اسکو میسان بھی کہتے ہین، شام کے ایک درخت کا نام ہے، یونانی لوطوس کہتے ہین، (محیط)

محیطا،

دلب. اردو مین چنار کہتے ہین، (محیط)

خبری،

مقیشر،

حمردبری،

بقل آحرش.

قمح بری

ترمس، باقلا مصری (اردو) (کش)

جعده: (فارسی) عنبر بید،

افسنتین.

زوفا،

قیصوم،

ہندبا بری، (اردو) کاسنی

خربق اسود، (اردو) کٹکی سیاہ

عوسج احمر،

عکرش.

قبض. زبان کا بدمزگی کی وجہ سے سکڑ جانا (من)

تخم الرشاد،

ازادرخت، زنز لخت،

غسال. تیز بارش

اردن. شارہ، شادہ

خروب.

طیل،

خبیص،

شعری

غبیرا.

فول، چنا، (ص)

عدالیق،

کدان. یہ لفظ اصل مین گذان ہی کذان نرم پتھر کو کہتے ہین، اسی سے ارض مکذنہ ہے، اصل کتاب مین مکدنہ دال سے لکھا گیا ہے اسلئے تصحیح کر لیجائے، (لسان)

دیقال

حریریہ اس زمین کو کہتے ہین جسمین مٹی زیادہ ہو اور ریت کم ہو،

رجلہ حمقا، (فارسی) خرفہ (اردو) (ص)

قرطبی ابیض

فارق

معاثی

قطانی

قشم

تعمیر زمین کو کھود کر یا جوت کر درست کرنے کو کہتے ہین

تقلیع

کرمۃ البر انگور کی ایک قسم ہے جو میدانون مین ہوتی ہے بڑا وسیع درخت ہوتا ہے اور شاخین بہت لپٹی ہوتی ہین (کاشت انگور)

براذین ترکی گھوڑے (ص)

وراشین ورشان کی جمع ہے اسکو ساق حر بھی کہتے ہین، ایک قسم کی چڑیا ہے (ص)

قنبیط

راسن

جرجیر، (فارسی) کیکیر، (ہندی) ترمرا (محیط)

بازروخ،

امہات الاشجار

کرز خرجینہ (فارسی)

قراسیا آلو بالو

صفصاف سفید بید،

غلطنامہ کتاب الفلاحت حصہ اول،

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۷	تصور جائے گا	تصور کیا جائیگا،	۲۸	۸	تذکر	تذکرہ
؍؍	۹	سمیع الکھان	سمع الکہان،	۲۹	۳	راتی	رائی
۶	۱۳	روز	زور	؍؍	۱۷	سفید	سفیدی
۷	۵	اس مین	ان مین	؍؍	؍؍	کچھ دار	گچدار
۸	۱۲	طفیلیہ	طفلیہ	۳۰	۵	خندق	فندق
؍؍	۱۸	لس ہو	لس نہ ہو	۳۱	۵	زمین	مین
۱۱	۱۱	کیونکہ	کہ	۳۲	۹	زمین ترکاریان	زمین مین ترکاریان
۱۴	۱۲	دریاقت	دریافت	؍؍	۱۲	مصور	مسور
۱۵	۵	حرد بہری	حرد یری	؍؍	۱۹	تمام چھوٹی	تمام چھوٹے نباتات
؍؍	۱۵	جسن مین کوئی	جس مین مین کوئی	۳۳	۵	مادی	رمادی
۲۱	۱۶	باریک ظاہر	باریک چیز ظاہر	؍؍	۱۴	خزبق	خربق
۲۲	۷	دیا جا ہیئے	دینا چاہیئے،	۳۴	۲	ہوجاتی ہے	ہوجاتی ہین،
۲۵	۹	سخت زمین ایک قسم کا کیرا	سخت زمین مین ایک قسم کا کیرا	۳۵	۱۱	کتال	کتان
۲۶	۳	یہ کھاری	کھاری	؍؍	۱۸	اسکی پتیون	انکی پتیون
؍؍	۴	زمینا پیدا	زمین مین پیدا	۳۷	۴	سرما	گرما
۲۷	۱۲	جن فلاحت	جنہین فلاحت	۳۸	۱۰	کشمش	مشمش

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۸	بنجاتی ہے	بنجاتا ہے	۵۶	۱۸	لیکن جو	لیکن
۴۰	۱۸	زمین بجز	زمین مین بجز	〃	۱۹	نہ ملی ہو	ملی ہو
۴۲	۱	علاج کیوجہ سے	علاج سے	۵۷	۴	ہوجائیگی	ہوجائے
۴۳	۱۵	کرکے	کرلے	۵۸	۲	اعناف	عناب
۴۴	۱۲	قوشامی	قوتامی	〃	۳	قتم	قشم
۴۵	۱۴	انسطومیوس	انطولیوس	۵۹	۱۴	بنائے	بنانے
〃	۱۹	کاٹئے	کاٹنے	〃	۱۶	معادینہ	معادینہ
۴۶	۸	لوگون سے	لوگون نے	۶۴	۴	اسپانی	اسپینی
۴۷	۱۳	ودنون سوکھی جائے گی	دونون ہوکھے جائینگے	〃	۱۵	اس زمانہ	اس پر زمانہ
۴۸	۴	اگرچہ	گر	〃	۱۸	قوتانی	قوتامی
〃	۱۱	متنشق	متشقق	۶۶	۱۹	مستبط	مستنبط
۵۱	۷	زمین حرارت	زمین مین حرارت	۷۰	۱۵	اورشین	وراشین
〃	۹	رنگ کے	رنگ کی	۷۱	۲	چمگادڑ	اونٹ
۵۳	۴	غروف	غروب	〃	۸	کدوکی مالت	کدوکی لت
〃	۲	قول	نول	۷۷	۱۲	پالنس کی کی	پالنس پانی کی
〃	۱۳	نہ ہووسے	بلادسے	۷۸	۱۲	روادت	روائت
۵۴	۲	المدمینہ	المدنیہ	۷۹	۱۱	دوسری کی	دوسری
〃	۷	اسکے لیے نبات کے	اسکی نبات کیلئے	〃	۱۶	جو نباتات	جس کو نباتات

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۱	۳	سمیت	دسمیت	۱۰۱	۱۸	دوسرے تک	دوسرے دن تک
۸۲	۵	بالبستانی	اور لبستانی	۱۰۲	۱۶	سولہ	گیارہ
〃	۱۴	پانسون سے	پانسون کے	۱۰۶	۱۸	آلہ مرحیضل	مرحیفل
۸۵	۱۹	بیٹ سے کم	بیٹ سے انمین کم،	۱۰۸	۳	اسکا	اس کی
〃	〃	ہوتی ہین	ہوتے ہین،	۱۰۹	۱۶	چاہتے ہین	چاہتے ہو،
۸۶	۲	اوسکی تعفن	اسکا تعفن اور اسکی بدبو	۱۱۱	۹	رکھی جائے	رکھا جائے
۸۷	۳	اچھا ہوجاتا ہے	تو اسکا ملانا اور اچھا ہوجاتا ہے	۱۱۳	۱	زیرتحت	زیر تحت
۹۱	۱۵	تسخیص	تشخص	〃	۱۱	سمت کی	سمت مین،
۹۲	۷	وہ چڑیون کے بیٹ الخ	وہ چڑیونکی بیٹ کے توام کے مانند ہوجاتی اور اسمین ایک قسم کا تعفن آجائے،	۱۱۸	〃	دوسرے ہر	دوسرے سے ہر
				۱۲۰	۵	ٹہنون	ٹہنیون
۹۳	۲	نفع ہوگا	نفع نہ ہوگا	۱۲۲	۳	لگائی گئی ہون	لگانے کیلئے کاٹی گئی ہون
〃	۱۲	شجر الحینہ	شجر الجبتہ	۱۲۷	۱۴	سرما	گرما
۹۵	۳	جائین مین	جائین	۱۲۸	۳	اس مین ہر تنیون	اس مین تینون
۹۶	۱۸	شنوبر	شونیز	۱۳۰	۴	ان کو انھین فصل	انکو انھین ٹہنیون مین
〃	۱۰	قرب	قریب	۱۳۳	۸	جن درختونکی جڑمین	جن شاخون کی جڑمین
۹۷	۱	کے شیرین	کا شیرین	۱۳۵	۱۳	چھوٹی شاخون	آنکھون
۱۰۰	۱	بابوغ	بابونج	۱۴۱	۸	مفروسہ	مغروسہ
۱۰۱	۱۷	ختم	حنتم	۱۴۵	۱۳	پہلے	پہلی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۶	۳	کاٹ دیجائین	کاٹ دیجائے	۱۹۴	۱۱	مٹی سخت	مٹی مین سخت اثر ہوجاتا
〃	۱۱	ظرف گندھے مین ہو	ظرف کو گندم مین دبن	۱۹۸	۲	دو یا تین دن	دو یا تین بار
۱۵۷	۱	کسی موقع پر سے	کسی موقع سے	۲۰۰	۱۷	اس روغن	اس مین روغن
۱۵۸	۱۹	اس طرح	اسی طرح	۲۰۶	۶	خزیران	خیزران
۱۵۹	۱۰	قفیون	قضیبون	۲۱۶	۳	قبض موجود ہون	قبض ہو
۱۶۲	۱۹	پیوست	یبوست	۲۱۸	۱۲	انکی	اسکی
۱۶۳	۱	اس طرح	اسی طرح	۲۲۰	۱	اور اسطرح دیر مین مرکب ہی	اور اسطرح دیر مین دوسرے درختون کیساتھ مرکب ہوتا ہی
۱۶۵	۶	اس طرح	اسی طرح	۲۲۶	۹	اس کے لیے زیادہ	اس کے لیے نہ زیادہ
〃	۱۲	کردینا چاہیے بہت اچھا ہے	کردینا بہت اچھا ہی	۲۲۹	۷	مرتب	مرکب
۱۶۶	۱۴	کشمش	مشمش	۲۳۱	۶	گووانہ زیادہ	گووا زیادہ
۱۶۷	۱۵	رہے	رہین	۲۳۴	۱۲	دھوان پن	دھوان کے ذائقہ
۱۷۷	۱۸	بعض مارچ	بعض صرف مارچ	۲۴۰	۳	کھاد اس کو	کھاد سیراب
۱۷۹	۱	ہوا جبکا دوسرا نام جوزا ہے	ہوائیہ جسمین جوزاہر	۲۴۸	۹	مثائی	موٹائی
۱۸۰	۵	آواز نہین پیدا ہوتی ہی	آواز پیدا ہوتی ہی یعنی خراب آتو تی ہے	۲۶۳	۹	سیراب کرنے والا	سیراب [illegible]
۱۸۱	۱۶	اسطیفی	اسطیقی	۲۶۴	۱	اس کو چھانٹ	وہ چھانٹ
۱۸۶	۷	الٹ کر	لٹا کر	۲۷۷	۷	پھل	پھول
۱۸۷	۷	دفقہ	وقفہ	۳۱۱	۱۲	انھین	ان میں
۱۹۰	۲	قوطینو ایک قسم کا انگور ہے	قوطینوس ایک قسم کا زیتون	۳۱۹	۵	انگور	ان کا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲۵	۱۹	رکھنی	رکھنی چاہیئے	۴۰۶	۲	یا کہ	یا
۳۲۷	۱۵	روغن دار	روغن دار ہون	۴۰۸	۱۷	دوسرے قسم	دوسری قسم
۳۲۸	۱۴	انھین	ان مین	۴۰۹	۱۵	اسکے قوت وضعف	اسکی قوت وضعف
۳۳۴	۱۵	ارض مین	ارض مہزولہ مین	۴۱۱	۵	چھلکا سمیت	چھلکے سمیت
۳۴۸	۱۵	قطم	قلم	//	۷	کپڑا یا رسی سے	کپڑے یا رسی سے
۳۵۰	۳	جلاڈالین	جلاڈالو	//	۸	کاٹتے	کاٹتے
۳۵۵	۸	اسکی	اس کے	۴۱۲	۳	کانٹ چھانٹ	کاٹ چھانٹ
۳۶۱	۳	کوئی	کوئی حصہ	۴۱۵	۶	ہر ٹکڑہ	ہر ٹکڑا
//	۲۲	اسی سے	رسی سے	۴۱۷	۱۱	چھاٹنا	چھانٹنا
۳۷۷	۱۱	ہوسکتا	ہوسکتی	۴۲۵	۱	شاخ کی حجم	شاخ کے حجم
//	//	ذوات الاوہان آپس مین	ذوات الاوہان مین سے یک ہزا	۴۲۸	۶	انگور کا انگور کیساتھ	انگور کیساتھ انگور کی
۳۷۹	۱۱	اوران	اور نہ ان	۴۶۲	۴	تو اس	تو اس کو
۳۸۷	۱۶	اونچا چاہیئے	اونچا ہونا چاہیئے	//	۱۷	ترویح اور تنفیش	ترویح اور تنفیس
۳۹۲	۲	لیکن اشجار	لیکن جو اشجار	۴۷۴	۲	یا ہاتھ	یا ہاتھ
۳۹۶	۵	کٹی ہی	کٹی ہوئی	۴۷۹	۲	روی زمین	روئے زمین
۳۹۹	۱۱	جیساکہ بیان کیا گیا	جیساکہ بیان کیا گیا تو ایسا کرسکتے ہین،	۴۸۶	۳	زمیمین	زمینین
۴۰۲	۵	درستگی	درستی	۴۹۰	۱۸	ایک ہی مین	ایک ہی ہین
۴۰۳	۱۸	تنا	تنہ	۵۰۰	۵	ابنوس	آبنوس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٥١٢	١٦	درنصف	اورنصف	٥٩٠	١٥	باجرہ	باجرا
٥٢١	حاشیہ	س لحاظ	اس لحاظ	٦٠١	٧	لپٹین	لپیٹین
٥٢٥	٩	ٹاکیان لگائین ٹاکیان	ٹانکیان لگائین یہ ٹانکیان	٦٠٦	١٣	تازے پھول کے برابر	تازہ پھول کے برابر
٥٥١	٩	گائے کا پتہ	گائے کا پتّا	٦١١	٤	بھوسہ مین	بھوسے مین
٥٥٤	١	پچھنہ سے	پچھنے سے	//	٦	بھوسہ پر	بھوسے پر
٥٧٢	١٣	بیدآنہ	بے دانہ	٦١٣	٣	تازے پھل	تازہ پھل
٥٧٣	٤	ٹکڑہ	ٹکڑا				